

مكتبة دار الفنون والآثار

١٣٣٧



مكتبة دار الفنون والآثار
التي تأسست في سنة ١٣٣٧
بمبادرة من الحكومة المصرية

مكتبة دار الفنون والآثار
بمبادرة من الحكومة المصرية

بیرون صنایع مکین و مکان و بفضل خدای زمین و آسمان
کتابت مستطاب مسمیٰ بہ

اسرار کبریٰ

تصنیف لطیف

مکتبہ دارالعلوم
مدینۃ العلم دارالعلوم
لہور آباد - پنج گڑھ - سیالکوٹ

قد عالم خواجہ خواجگان ہند عالمیان نیکو گاہ بکسان اہل ہدایت سراج السالکین

حضرت بابا جی صاحب لاروی

نقشبندی سے مبعذ دے

موضع دانگت پرگنہ اور ملاذ سری نگر کشمیر

حسب فرمائش

حضرت امام میاں بشیر احمد صاحب لاروی مدظلہ العالی

مدینۃ العلم دارالعلوم
لہور آباد - پنج گڑھ - سیالکوٹ

جملہ حقوق بحق ناشر محفوظ ہیں

نام کتاب ——— اسرار کبریٰ جلد سوم، چہارم

زبان ——— اردو

مصنف ——— قطب العارلین سراج السالکین قبلہ عالم

حضرت بابا جی لاروی رحمۃ اللہ علیہ

ناشر ——— پیر سید محمد قاسم شاہ - نور پور شاہاں بری امام اسلام آباد

طابع ——— چوہدری عبدالباقی نسیم

مطبع ——— اومنی پرنٹر رحمان مارکیٹ غزنی سٹریٹ اردو بازار لاہور

کتابت ——— ابوالہلال افضل منہراہم - اے راوی پبلیشرز

اشاعت اول ——— جنوری ۱۹۹۳ء

تعداد ——— ایک ہزار

تعداد صفحات ——— (۵۲۶)

قیمت ——— ۲۰۰/- روپے



نمبر شمار	مضمون	نمبر صفحہ
۱۱۱	نوع دیگر	۲۰۱
	جلد سوئم	
۱۱۲	ختم انبیاء پر پڑھنے کا طریقہ	۲۰۲
۱۱۳	احریت پر عبادت	۲۰۵
۱۱۴	قبور پر قرآن مجید پڑھنا اور جمع ہونا جائز اور مستحب ہے۔ منع نہیں۔	۲۰۸
۱۱۵	زیارت قبور کا بیان	۲۱۱
۱۱۶	شدید مصیبت کے وقت سجدہ کرنا	۲۱۵
۱۱۷	بیان صلوٰۃ الکسوف والخسوف	۲۳۱
۱۱۸	استغفار کرنے کا طریقہ	۲۳۹
۱۱۹	منزل اول بروز سہ شنبہ	۲۴۰
۱۲۰	منزل دوم بروز چہار شنبہ	۲۴۸
۱۲۱	منزل سوئم بروز پنج شنبہ	۲۵۲
۱۲۲	منزل چہارم بروز جمعۃ المبارک	۲۵۶
۱۲۳	منزل پنجم بروز شنبہ	۲۶۰
۱۲۴	منزل ششم بروز یک شنبہ	۲۶۴
۱۲۵	منزل ہفتم بروز دو شنبہ	۲۶۸
۱۲۶	مصنف کی کسر نفسی	۲۷۲
۱۲۷	تنبیہ	۲۷۹
۱۲۸	کتاب ہذا کے خاتمہ کے قریب متفرق شرائط کا بیان	۲۸۲
۱۲۹	روزانہ کے وظائف کا بیان	۲۹۴

نمبر صفحہ	مضمون	نمبر شمار
۴۹۳	وظیفہ بروز یک شنبہ	۱۳۰
۴۹۴	وظیفہ بروز دو شنبہ	۱۳۱
۴۹۸	وظیفہ بروز سہ شنبہ	۱۳۲
۵۰۰	وظیفہ بروز چہار شنبہ	۱۳۳
۵۰۱	وظیفہ بروز پنج شنبہ	۱۳۴
۵۰۲	وظیفہ بروز جمعہ المبارک	۱۳۵
۵۱۱	وظیفہ بروز شنبہ یعنی ہفتہ	۱۳۶
۵۱۳	دعائے ماثورہ	۱۳۷
۵۱۴	ترکیب النوافل مع الادعیہ	۱۳۸
۵۱۴	دعائے شکر اللہ	۱۳۹
۵۱۵	دعائے استعاذہ	۱۴۰
۵۱۶	دعائے استخارہ	۱۴۱
۵۱۸	دعائے استنجاب	۱۴۲
۵۲۰	دعائے شکر النہار	۱۴۳
۵۲۱	دعا ہر اسے والدین	۱۴۴
۵۲۲	مستغاث عشرہ	۱۴۵
۵۲۴	اسمائے سبعہ	۱۴۶
۵۲۸	اسم ثانی	۱۴۷
۵۲۹	اسم اول	۱۴۸
۵۳۰	اسم ثالث	۱۴۹
	اسم رابع	۱۵۰
	اسم خامس	۱۵۱

نمبر شمار	مضمون	نمبر صفحہ
۱۵۰	اسم سادس	۵۳۱
۱۵۱	اسم سابع	۵۳۲
۱۵۲	دعائے سنت عصر	۵۳۳
۱۵۳	چهل کاف	۵۳۴
۱۵۴	اجازت قصیدہ غوثیہ	۵۳۵
۱۵۵	دعا برائے دفع دبار طاعون	۵۳۶
۱۵۶	دعائے دفع طاعون	۵۴۱
۱۵۷	نعت شریف	۵۴۲
۱۵۸	برموقع ولادت حضرت مجدد الف ثانیؑ	۵۴۴
۱۵۹	غزل دیگر	۵۴۵
۱۶۰	حضرت مجدد الف ثانیؑ سے استمداد	۵۴۶
۱۶۱	قصید مبارکہ در شان حضرت مجدد الف ثانیؑ	۵۴۷
۱۶۲	معروضہ بخدمت حضرت قیوم ثانیؑ	۵۴۸
۱۶۳	غزل نوید دیگر عرض بخدمت حضرت خواجہ محمد زبیر صاحب	۵۵۳
۱۶۴	مکتوب گرامی حضرت قیوم زماں	۵۶۴
۱۶۵	نعت شریف چہار پار کبار کی منقبت	۵۷۰
۱۶۶	غزلیات و نظمیں	۵۷۱
۱۶۷	مناجات مصنف	۵۹۱
۱۶۸	حکایت حضرت ابراہیم ادم تمت بالخیر	۵۹۳

یا فحمد

یا اللہ

آغازِ جلدِ شوم

بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ

یَافْتَحُ

ختمِ انبیاء پڑھنے کا طریقہ

بعد از حمد و صلوٰۃ بر افضل المخلوقات علی نبینا محمدؐ شفیع المذنبین و علی آلہ و اصحابہ و انوارہم

اجمعین۔ اَمَّا بَعْدُ :

واضح آنکہ، کہ اکثر تفاسیر و دیگر معبر کنوں میں اس طرح سے وارد ہے کہ ماضی پیغمبرؐ کے زمانہ میں یا ہمارے پیغمبرؐ آخر الزماں حضرت محمد مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم کے زمانہ میں یا بعد ہ اصحاب کبار تبع تابعین سلف الصالحین خلف الراشدین مجتہدان دین منین کے زمانہ میں کسی قسم کی مہمات مشکلات آفات و بلیات کثرت سے نازل کر جاتی تھیں۔ یا کوئی اس پاک قافلہ سے متونی ہو جاتا تھا۔ تو اس کی مغفرت و نجات کے واسطے اس گروہ مذکور کا یہ دستور تھا کہ ایک جگہ پاک یا کسی خاص مکان پاکیزہ میں جمع ہو کر حلقہ باندھ کر حتی الوسع کوششیں بلیغہ رجوعات سے ادل استغفار سو بار یا زیادہ، پھر اپنے اپنے زمانہ کے پیغمبر پر درود شریف پڑھتے تھے۔ ایک ہزار بار یا زیادہ تو بھی نفی اثبات ذکر جبر بلند آواز سے ایک لاکھ و پچیس ہزار بار پڑھ کر پھر اپنے زمانہ کے پیغمبر پر ایک ہزار بار یا زیادہ درود شریف پڑھ کر اس پیغمبر کے اسم کو بعد

کہ نفعی اثبات و استغفار دود و شریف کو وسیلہ بنا کر بڑی سوزش جگر، خضوع و خشوع
والحاج سے دعا کرتے تھے، تو پھر خداوند کریم اپنے فضل و کرم و اپنے پیغمبر کے اسم پاک کے وسیلہ
سے ان کی ہر ایک حاجات و مشکلات کو سرانجام کر دیتا تھا۔ اور یہ عمل ان کی نجات اور متوفی
کے مغفور ہونے کا وسیلہ ہو جاتا ہے۔

خداوند کریم کے فضل و کرم سے جیسا کہ خداوند کریم اپنے حبیب ہمارے پیغمبر حضرت محمد
مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم کو خبر دے چکا ہے۔ قَوْلَ تَعَالٰی وَاِذَا سَاَلْتُكَ عِبَادِيْ عَنِّيْ
فَاِنِّيْ قَرِيْبٌ۔ جس وقت کہ مجھ سے سوال کرتے ہیں، بندے میرے میرے سے، تحقیق
میں اجابت کے ساتھ نزدیک ہوں۔

اور یہی قاعدہ سلف الصالحین خلف الراشدین علمایان دین متین و مشائخاں متقدمین
نے اگر جاری رکھا تھا، تا زمانہ حال اگرچہ اس زمانہ میں شلخ اسلام کی ضعیفی نمودار ہو گئی ہے
مگر ہمارے دلوں میں آلودگی و زنگ و ذنوب کثرت سے درود ہو چکے ہیں، تو اس کے سبب
ہماری زبانوں سے در و کلام دانی کی تاثیرات بالکل برداشت ہو گئی ہے، مگر پھر بھی ہماری
نجات کا وسیلہ یہی ہے۔

اسی واسطے ختم انبیاء علیہم السلام کا طریقہ معتبر کتابوں سے نقل کیا جاتا ہے۔ اور اس کے پڑھنے
کا طریقہ ہر ایک مہمات و متوفی کے مغفور کے واسطے اس طرح سے ہے کہ چند آدمی متقی
پرہیزگار اور صحت سے پڑھنے والے ایک خاص جگہ یا کسی پاکیزہ مکان میں جمع ہو کر حلقہ
باندھ کر دوزانو ہو کر بیٹھ کر بطریق سابقہ غیر سلام لغوات کو بالکل ترک کر کے حضورِ اقدس اور
رجوعات روحانی قائم کر کے شروع کرنا چاہیے۔

لیکن مشائخاں نقشبندیہ مجددیہ علیہ السلام کے نزدیک بہتر یہ ہے کہ نشہ جات کشندہ آدمی سے
حلقہ میں داخل ہونے سے اجتناب کرے۔

تو اول استغفار یکصد بار یا زیادہ، دود و شریف ہزار بار یا زیادہ، پھر کلمہ نفعی اثبات

ذکر جہر بلند آواز سے ایک لاکھ پچیس ہزار پڑھ کر آخر درود شریف ہزار بار یا زیادہ پڑھ کر
تام کرے۔ پھر بہت خضوع و خشوع کے ساتھ ہر ایک مشکلات کے بارے میں باگاہ بحیب
الدعوات میں استدعا کریں۔ امید ہے کہ خداوند کریم اُن کی ہر ایک مشکلات کے واسطے نجات و
فلاح کا وسیلہ ہو جائے گا۔

نیز در زاد الآخرت از لالی فاخرہ فی تذکرۃ الاخرہ میں لکھا ہے کہ بعض اخباروں میں آیا
ہے اس طرح سے کہ اگر تام کلمہ طیبہ یکصد و بیست و پنج بار پڑھے، تو اول و آخر ہزار ہزار بار
درود شریف بہ طریقہ ادلی پڑھ کر ثواب آں بروح میت بخشا جائے، مغفور گردد اگرچہ مستوجب
عذاب و مزار عتاب باشد و طریقہ سلف الصالحین اکثر اسی طرح سے چلا آیا ہے۔

نیز بہ روایت دیگر صحیحہ اس طرح سے ہے کہ اگر ہفتاد ہزار بار کلمہ طیبہ لا الہ الا اللہ
پڑھا جاوے۔ بایں طریقہ کہ نو بار لا الہ الا اللہ اور دہم بار محمد رسول اللہ، اسی طریقہ سے تمام کرے
مگر اول و آخر درود شریف ہزار ہزار بار پڑھ کر ثواب اس کا بروح میت یا بارواح اہل مقبرہ کو
بخشا جاوے، تو حق تعالیٰ ان مردوں کو بخش دے گا۔ اور عذاب قبروں کا ان سے دفع کر دے گا۔

اور فرمایا حضرت رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے کہ لَا إِلَهَ إِلَّا اللَّهُ مِفْتَاحُ الْجَنَّةِ۔
اور فرمایا حضرت انس رضی اللہ تعالیٰ عنہ حضرت رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم سے سوال کیا کہ یا حضرت
جنت میں داخل ہونے کے واسطے ثمن بھی ہیں۔ قَالَ نَعُو یعنی آپ نے فرمایا کہ بلا شک ثمن ہیں۔
اے انس تو یہ ہیں، لَا إِلَهَ إِلَّا اللَّهُ۔

اور اسی طرح سے کلمہ طیبہ کی نسبت تفاسیر و احادیث میں طول و طویل گفتگو ہے۔
اور نیز حضرت امام ربانی مجدد الف ثانی رحمۃ اللہ علیہ مکتوبات شریف کی جلد ثانی میں اس
طرح سے فرماتے ہیں اپنے دوستوں اور یاروں کو کہ اگر ہفتاد ہزار بار کلمہ طیبہ لَا إِلَهَ إِلَّا اللَّهُ کسی
متوفی کے لئے پڑھ کر بخشا جاوے تو متوفی کیلئے اکبر اعظم ہے۔

جیسا کہ حضرت خواجہ محمد صادق اور ان کی ہمیشہ صاحبہ ام کلثوم ہر دونوں صاحبان کے واسطے

ستر ستر ہزار بار کلمہ طیبہ بطور روحانیت پڑھ کر ثواب بخشا گیا تھا۔

اور اسی طرح سے ختم قرآن شریف جمع ہو کر حلقہ باندھ کر بر قبر متوفی یا دیگر کسی پاکیزہ مکان میں بہ طریقہ سابقہ پڑھ کر ثواب بروح میت یا بروح اہل مقبرہ بخشا جاتا ہے، نو وہ میت دہل مقبرہ کو رحمت فرقان حمید کے وسیلہ سے لے کر خداوند کریم بخش دیتا ہے۔

کیونکہ یہ طریقہ بھی ہمارے پیغمبر حضرت محمد مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم سے لے کر واصحاب کبار رضوان اللہ تعالیٰ علیہم اجمعین کے زمانہ سے سلف الصالحین خلف الراشدین علمایان و مجتہدان دین متین سے جاری چلا آیا ہے۔ کیونکہ یہ بھی ہماری ہر ایک مہمت مشکلات کی نجات کا وسیلہ ہی ہیں۔ خداوند کریم گزشتہ محمدیہ کو اس وسیلہ کی رحمت کے زیر سایہ تابعداری میں رکھ کر متوفی کرے۔
اللَّهُمَّ اجْعَلْ الْخَيْرَ كُلًّا مِنَّا كَالْإِلَهِ إِلَّا اللَّهَ

اُجرت بر عبادت

آنحضرت بعض کتب فقہیہ در باب اجارہ از متقدمین و متأخرین سوائے تعلیم قرآن شریف بر دیگر عبادات مثل امامت و خطابت و اذان و تعلیم علوم شرعیہ و ختمات و غیرہ اُجرت گرفتار منع فرماتے اند۔ بیشک اگر اُجرت بمقابلہ نفس عبادت باشد تا تحقیق ہمیں است فرمودہ اند، اما ایں جا اُجرت بمقابلہ مجلس نفس در مکان خاص تا وقت خاص بگفتہ اہل آں واقع است و آں بہ اشتباہ حلال است۔ شاہ عبدالعزیز دہلوی تحت تفسیر آیت وَكَاتَشْتَرُوا بِآيَاتِنَا قَلِيلًا آورده اند کہ مافردہ معلمان صبیان کہ برائے تعلیم اطفال نوکر می شوند داخلے ایں ذمرہ نیستند زیرا کہ در عوض تعلیم چیزے نمی گیرند۔ بلکہ علوفہ آں اجورہ مجتہدات است کہ از صبح تا شام از خانہ خود جدا مانده از کسب معاش معطل گشتہ اطفال بے سرو پا، را مانند شبان کہ گوشت را دم کرده را جمع نمایند و با احتیاط نگہدار نمایند۔ اگر کسی بر محض تعلیم قرآن و حدیث وفقہ شریف و بے تعین مکلفانے یا زلمنے اجورہ درخواستہ نمایند در ذمرہ معلمان دنیا طلب کہ احکام الہی در ابلاغ آنہا متاع دنیا درخواست کنند محسوب می شود۔ انتہی۔

د بر صغیر آیت در تفسیر ہموں آیت فرمودہ اند کہ عبادت بسبب تعین مدت یا تخصیص مکان مباح می شوند نیز بر آہنا اجرت گرفتن جائز است مثل تعلیم قرآن بہ طفل کے در خانہ ادا از صبح تا شام کہ اس خصوصیات و قیود ہرگز عبادت نیستند۔ انتہی۔

نیز کہ در تحت تفسیر قولہ تعالیٰ اِنَّ الَّذِیْنَ یُکَفِّرُوْنَ مَا اَنْزَلْنَا مِنْ الْبَیِّنَاتِ وَالْهُدٰی نوشتہ اند کہ دریں جا دقیقہ باید فہمید کہ اجرت بر نفس تعلیم حرام است، اما در خانہ کے مسافت کردہ برائے تعلیم فتن یا اطفال را از صبح تا شام در قید داشتن عملی است و برائے تعلیم در مقابلہ اس عمل اجرت گرفتن بلاشبہ حلال است و بہچنین مقید بودن بہ جلوس در مدرسہ کے در مدت دراز نیز مقابلہ اجرت می تواند شد۔ انتہی۔

پس اہل ختم نیز بر خاتمین مکان و زمان و تعداد ختمات و پارہ قرآن و سورہ مقرر می کند اس نمی گویند کہ در کار بار خود شد فی اللہ، برائے شفاعت مریض یا بالثواب مردہ یا ختم ہر قدر کہ باشد بکنند و پاسدار خاتمین ہم می کنند، و برستی کنند و در شتی خفتگان ظاہر کنند۔

کَمَا هُوَ الْمَشَاهِدُ فَهَذَا هُوَ الْمَحْبِلُ وَفِيهِ التَّخْلِصُ مِنْ بَعْضِ الظُّنُونِ فِي حَقِّ كَافَةِ الْاَنَامِ مِنْ اَهْلِ الْاِسْلَامِ مِنَ الْخَوَاصِّ وَالْعَوَامِّ وَهَذَا مِنْ مَسَائِلِ عُمُومِ الْبَلَوِّ كَيْفَ وَقَدْ وَقَعَ الْخِلَافُ فِي اُجْرَةِ نَفْسِ الْعِبَادَاتِ اَيْضًا فَلَا اِنْكَارَ عَلَى الْمُخْتَلَفِ فِيهِ مِنَ الْأَعْمَالِ وَالْفَضَائِلِ وَإِنَّمَا الْاِنْكَارُ عَلَى الْمُتَّفَقِ لِلْغَيْرِ الشَّارِعِ بَيْنَ الْخَوَاصِّ وَالْعَوَامِّ فَكَيْفَ إِذَا ثَبَتَ مِنْ أَهْلِ التَّحْقِيقِ أَنَّ الْأُجْرَةَ لَيْسَتْ فِي مُقَابَلَةِ الْعِبَادَةِ هَهُنَا، بَلْ فِي مُقَابَلَةِ حَبْسِ النَّفْسِ فِي الْقُبُورِ الْخَارِجَةِ فَمَنْ أَنْكَرَ مِثْلَ هَذَا الْمَرْجُوحَةِ عَنْ فَقْدِ اِذِلْ نَفْسِهِ وَعَلِمَهُ لَنْ يَفْسِدَ الْعِطَارُ مَا أَصْلَحَهُ الدَّهْرُ، خَيْرُ الْكَلَامِ مَا قُلَّ وَذَلَّ.

و نیز اگر ختم لا الہ الا اللہ کند مفید است۔ و در زاد الاخرت از کالی تا آخرہ فی تذکرۃ الآخرہ

آوردہ کہ در بعضے اخبار آمده است کہ اگر یک صد و بہشت دہنچ ہزار بار ختم کلمہ طیبہ کند و ثواب
اُن را بروح میت بخشند مغفور گردد اگر مستوجب عذاب و سزا دار عقابہ باشد و طریقہ سلف
ہمیں بودہ و بہر روایت یکصد و ہزار بار۔ و نیز بروایت صحیحہ بہ صحت پیوستہ کہ اگر لا الہ الا اللہ
ہفتاد ہزار بار خواندہ شوند بایں وضع کہ نہ بار لا الہ الا اللہ و نہ ہم بار محمد رسول اللہ تاکہ باتمام
رساند و ثواب اُن را بروح میت یا ہاں مقبرہ بخشیدہ شود۔ حق تعالیٰ آن مردگان را بپامرد
و عذاب گور از ایشان دفع کند۔ انتہی۔

و در حقیقت کہ آن را حضرت امام احمد از معاذ بن جبل روایت نمودہ آمدہ است،
کہ آن لا الہ الا اللہ مفتاح الجنۃ۔

و ابواللیث سمرقندی رحمۃ اللہ علیہ در تفسیرہ از انس عن النبی صلی اللہ علیہ وسلم آوردہ
کہ انہ قیل للنبی صلی اللہ علیہ وسلم یا رسول اللہ هل للجنة ثمن
قال نعم ولا اله الا الله

و نیز حضرت امام ربانی مجدد الف ثانی در جلد ثانی مکتوبات آوردندہ اند کہ بہاران
و دوستاں فرمایند کہ ہفتاد ہزار بار کلمہ طیبہ لا الہ الا اللہ بروحانیت مرحومی حضرت
خواجہ محمد صادق و بروحانیت مرحوم ہمیشہ ادامہ کلثوم بخواند و ثواب ہفتاد ہزار بار را بروحانیت
یکے بخشند و ہفتاد ہزار بار دیگر را بروحانیت دیگرے از دوستاں دعا و فاتحہ مسئل است۔
انتہی۔

و شیخ عبدالوہاب شعرائی در بحر المورود فی الوثائق والعمود آوردہ کہ اخذ علیہنا العمود
ان نعمل باحادیث الفضائل ولو قیل بضعفها لا سیما ان اعتقدت
بالکشف ولا تحمل العمل بها کما هو الغالب فی الناس فیسجد ما
یسْمَعُونَ بضعف الحدیث بنہا و نون بالعمل بہ وقد وقع للشیخ
المعنی الدین بن العربی رضی اللہ عنہ انہ اطلع علی تعذیب امرأۃ فی

النار وكان قد عمل سبعين الفا لا اله الا الله بقصد فقال رقية
من النار فقال اجعل ذلك في صحايف اعمال فلانه فخرجت
من النار لوقتها.

والحديث الوارد في ذلك لم يزل المحدثون ينكسرون في سنده
فاعمل بمثل ذلك يا اخي ولا تستبعد حصول الاجر العظيم بالعمل البسير
فان مقدار الثواب لا تدرك بالقياس. انتهى.

قبور پر قرآن مجید پڑھنا اور جمع ہونا جائز اور مستحب ہے، منع نہیں ہے۔

علامہ علی القاری علیہ رحمۃ الباری درمرقات شرح مشکوٰۃ در شرح حدیث نبوی:

اذا مات احدکم فلا تحبسوه واسرعوا به الى قبره واقروا عند
رأسه فاتحة البقرة وعند رجله بخاتمة البقرة.

اور وہ کہ قال النووی فی الاذکار قال محمد بن احمد المرزنی سمعت احمد
بن حنبل یقول اذا دخلتم المقابر فاقرؤا بفاتحة الكتاب المعوذتين
وقل هو الله احد واجعلوا ثواب ذلك لاهل المقابر فانه یصل اليهم.
انتهی.

وفي الاحیاء العلوم للغزالی والعاقبة لعبد الحق عن احمد بن حنبل
نحوه وأخرج الخلال في الجامع عن الشعبي قال كانت الانصار اذا مات
لهم الميت اختلفوا الى قبره بفردون القرآن.

وأخرج ابو محمد السمرقندی في فضائل قل هو الله احد عن
علي مرفوعا، مر على المقابر وقرأ قل هو الله احد، احدى عشر
مرة ثم وهب اجرة للاموات اعطى من الاجر بعدد الاموات.

واخرج ابوالقاسم سعد ابن علي الزنجاني في فوائده عن ابي هريرة
قال قال رسول الله صلى الله عليه وسلم من دخل المقابر ثورقراً
فانحة الكتاب وقل هو الله احده والهكوا التكاثر ثم قال
اني جعلت ثواب ما قرأت من كلامك لاهل المقابر عن المؤمنين
والمؤمنات كانوا شفعا له الى الله تعالى .

واخرج القاضي ابوبكر بن عبد الباقى الانصارى في مشيخة عن
سلمة بن عبيد قال قال حماد المكي خرجت ليلة الى مقابر مكة فوضعت
راسى على قبر فنجيت فرايت اهل المقابر حلقة حلقة فقلت قامت
القيامة قالوا لا . ولكن الرجل من اخواننا قرأ قل هو الله احده وجعل
ثوابها لنا فنحن نقسمه مئذسة

واخرج عبد العزيز صاحب الخلال بسند لا عن انس ان
رسول الله صلى الله عليه وسلم قال من دخل المقابر فقرأ سورة
يس خفف الله عنهم وكان له بعد ومن فيها حسنات .

وقال القرطبي اقراوا على موتاكم ليس يحتمل ان يكون
هذه القراءة عند الموت على الميت ويحتمل ان يكون عند قبرة
كذا ذكره السيوطى في شرح الصدور ثورقال واختلفوا في وصول
ثواب القراءة للميت فجمهور السلف والائمة الثلاثة على الوصول
وخالف في ذلك الشافعى مستدلاً بقوله تعالى وان ليس للناس
الا ما سعى . فاجابه الجمهور باجوبة عديدة شافية كافية و
استدلوا على ما قالوه بالقياس على وصول الدعاء والصدقة
والصوم والحج والعتق فانه لا فرق في نقل الثواب بين ان يكون

عن حج او صدقة او وقف او دعاء او قراءة بالاحاديث المذكورة
وبان المسلمين ما زالوا في كل عصر ومصر يجتمعون و
يقراون لموتاهم من غير تكبير فكان ذلك اجماعاً.

ذكر ذلك كله الحافظ شمس الدين بن عبد الواحد المقدسي
الحنبلي في جزء الفقه في المسئلة ثم قال السيوطي واما القراءة
على القبر فجزءه ببشر وعيبتها اصحابنا وغيرهم وقال النووي
في شرح المذهب يستحب لزائر القبر ان يقرأ ما تيسر من
القران ويدعو لهم عقبها - نص عليه الشافعي واتفق عليه
الاصحاب وزاد في موضع اخر وان ختموا القران على القبر
كان افضل.

انتهى ما قال على القارى في المرقاة مختصراً.

دينز قاضى ثناء الله رحمة الله عليه در تذكرة الموتى والقبور آورده اند که حافظ شمس
الدين ابن عبد الواحد گفته اند قديم در هر شهر مسلمانان جمع مى شوند و بركت اموات قرآن
مى خوانند پس اجماع شده. انتهى.

و علامه عيني در حاشيه هدايه در باب حج عن الغير آورده که:

ان المسلمين يجتمعون في كل عصر وزمان ويقروون
القران ويهدون ثوابه لموتاهم - وعلى هذا اهل الفلاح
والديانة من كل مذهب من المالكية والشافعية وغيرهم
ولا ينكر ذلك منكر فكان اجماعاً. انتهى.

زیارتِ قبور کا بیٹان

قبروں کی زیارت کرنی ہر ایک مسلمان کیلئے سنت ہے۔ کیونکہ قبروں کی زیارت کرنے والوں کے دلوں میں عبرت پیدا ہوتی ہے، اور غفلت دور ہو کر موت یاد آ جاتی ہے۔ اور موت کے لئے توشہ کرنے کی نسبت فکر مندی پیدا ہوتی ہے۔ اور قبروں کی زیارت کے واسطے کوئی دن اور وقت مقرر نہیں ہے، جس وقت چاہے کرے۔ مگر بہتر یہ ہے، کہ بروز جمعہ اور یوم وار اور سوموار کے دن کیا کرے۔ اور قبروں پر جا کر ہر ایک یا مشروع فعل سے اجتناب کرے، ورنہ ایسے فعل بدعی سے ارتکاب گناہ کبیرہ کا ہو کر ذمہ مشرکوں میں لاحق ہو جائے گا۔ اسی وجہ سے حضرت رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے ابتداء اسلام میں اصحاب کو قبروں کی زیارت کرنے سے منع کیا گیا تھا۔ کیونکہ بت پرستی کی ابتدا قبر پرستی سے شروع ہوئی تھی۔ اسی واسطے ابتداء اسلام میں اصحاب کو بھی منع کیا گیا تھا۔

قال النبی صلی اللہ علیہ وسلم عبادة الاصنام من جهة القبور۔
 فرمایا حضرت نبی پاک صلی اللہ علیہ وسلم نے کہ بت پرستی کی ابتدا قبروں سے ہے۔
 نہی النبی علیہ الصلوٰۃ والسلام اصحابہ فی اوائل الاسلام عن زیارة القبور سدا لذريرة الشر لكونهم حدیث العهد بالكفر
 ثولما تمكن التوحید فی قلوبہم واذن لهم فی زیارتہا۔

لہذا نبی علیہ الصلوٰۃ والسلام نے اپنے پیادوں کو مشروع اسلام میں زیارتِ قبور سے منع کر دیا تھا۔ شرک کے وسیلہ کو بند کر دینے کے لئے، کیونکہ ان کو کفر چھوٹے ہوئے ابھی بہت غمور زمانہ گزرا ہوا تھا۔ پھر جب توحیدان کے دلوں میں جم گئیں، تو ان کے زیارتِ قبور کی اجازت ہو گئی۔

وعلمہم کیفینہا نارة بفعلہ ونارة بقولہ وذلك فی الاحادیث

اور ان میں سے ایک وہ ہے، جو ام المؤمنین حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا سے روایت ہے کہ انہوں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے کہا کہ یا رسول اللہ! میں زیارت قبور میں کیا کروں۔ آپ نے فرمایا، کہ سلام گھر والوں مؤمنین اور مسلمین پر۔ اور اللہ رحمت کرے، ہم میں سے اور تم میں سے اگے جانے والوں پر اور پیچھے رہ جانے والوں پر، اور ہم انشاء اللہ تمہیں سے آگرتے ہیں

فعلى هذا كل من يريد ان يزور القبور من الرجال ينبغي ان لا يكون خطبه من زيارة لها الطواف عليها كالبهاثوبل ينبغي له اذا جاءها ان يسلم على اهلها ويخاطبهم وخطاب الحاضرين و يسال لهم الرحمة والعافية كما تقدم في الاحاديث۔

پس اس بنا پر مردوں میں سے جو قبروں کی زیارت کا ارادہ کرے، تو چاہئے کہ اپنا حقہ ان کی زیارت میں سے ہائٹم کی طرح قبر کا طواف نہ بنائے۔ بلکہ جب قبر کے پاس آئے تو اس کو چاہئے کہ قبر والوں پر سلام بھیجے اور حاضرین کی طرح خطاب کرے۔ اور ان کے لئے رحمت اور مغفرت اور عافیت مانگے، جیسا کہ اوپر احادیث میں آچکا ہے۔

ثو يعتبر ممن كان تحت التراب وانقطع عن الامل والاحباب وانه حين دخل القبر وابتلى بالسؤال هل اصاب في الجواب و كان قبور روضة من رياض الجنة او اخطأ في الجواب وكان قبور حفرة من حفرة النيران۔

پھر ان کی حالت سے عبرت حاصل کرے جو مٹی تلے پڑے ہیں اور عزیزوں اور دوستوں سے جدا ہو گئے ہیں کہ جب قبر میں داخل ہوئے اور سوال سے آزمائش کی گئی، تو آیا ٹھیک جواب دیا کہ اس کی قبر بہشت کے باغ کا ایک چمن ہو گئی ہو، یا جواب میں چوک گیا، اس کی قبر دوزخ کے گڑھوں میں سے ایک گڑھ ہو گئی۔

ثُمَّ يَجْعَلُ نَفْسَهُ كَأَنَّهُ مَاتَ وَدَخَلَ الْقَبْرَ وَذَهَبَ عَنْهُ مَالُهُ وَاهْلُهُ
وَدُلْدُهُ وَمَعَارِفُهُ وَبَقِيَ وَحِيدًا فَرِيدًا، هُوَ الْآنَ يَسْأَلُ فَمَاذَا يَجِيبُ
وَمَاذَا يَكُونُ حَالُهُ وَيَكُونُ مَشْغُولًا بِهَذَا الْاِعْتِبَارِ مَا دَامَ هُنَاكَ
وَيَتَعَلَّقُ بِمَوْلَاهُ فِي الْاِخْلَاصِ مِنْ هَذِهِ الْأُمُورِ الْخَطِيرَةِ الْعَظِيمَةِ وَ
التَّحَاالِيهِ.

پھر اپنے آپ کو ایسا سمجھے کہ گویا مر گیا ہے۔ اور قبر میں داخل ہوا۔ اور اس کا مال اور اہل
اور اولاد اور دوست سب چلے گئے۔ اور اکیلا تنہا رہ گیا ہے۔ اور اب سوال ہو رہا
ہے۔ اب کیا جواب دوں۔ اور میرا کیا حال ہوگا، اس میں ہی عبرت حاصل کرتے ہیں مشغول
رہے، جب تک وہاں رہے۔ اور ان امور نہایت خوفناک کی رستگاری میں اپنے موتی
سے نو سنگ لگائے۔ اور اسی کی طرف التجا کرے۔

شدید مصیبت کے وقت سجدہ کرنا چاہیے

واضح ہو جس وقت کوئی نہایت مشکلات و شوائد مصیبتوں کا کثرت سے نزول ہو
جلے، تو سجدہ کرنا ضروری ہے۔ یعنی کسی قسم کی بیماریوں کا پھیل جانا، یا دشمن کا قوی ہو جانا
یا دوسرا کوئی خوفناک وقوعہ مصائب شوائد کا درپیش آجائے تو مسلمانوں کو لازم ہے،
کہ دراز قرأت سے خضوع و خشوع کے ساتھ نماز پڑھنی شروع کر دیں۔ کیونکہ ہمارے
رسول مقبول صلی اللہ علیہ وسلم نے اسی طرح ارشاد فرمایا ہے۔

قَالَ النَّبِيُّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ إِذَا رَأَيْتُمْ آيَةً فَاسْجُدُوا
هَذَا الْحَدِيثُ مِنْ حَسَنِ الْمَصَابِيحِ رَوَاهُ ابْنُ عَبَّاسٍ۔
حضرت رسول اللہ علیہ وسلم نے فرمایا، جب تم کوئی علامت دیکھو تو سجدہ کرو۔
یہ حدیث مصابیح کی حسن حدیثوں میں سے ہے۔ ابن عباس اس کے راوی ہیں۔

اور علامت سے مراد وہ علامت ہے، جس میں اللہ تعالیٰ اپنے بندوں کو ڈراتا ہے۔ اور سجدہ سے مراد نماز ہے۔

گویا حضرت نبی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے یہ فرمایا کہ اے لوگو! جب تم کو ایسی علامتوں میں سے دیکھو، جس سے اللہ تعالیٰ اپنے بندوں کو ڈراتا ہے، تو نماز کو کھڑے ہو جاؤ۔ پس اس بناء پر جب کوئی علامت خوفناک علامتوں سے ظاہر ہو، جیسے سورج گمن، چاند گمن اور بھونچال اور بجلی کی کڑک، اور بارش کی جھڑی، اور سخت آندھیاں اور دن میں ہولناک اندھیرا ہو جانا، اور رات کو ہولناک روشنی اور بھاریوں کا پھیل جانا، اور دشمن کا قوی خوف اور اس کی مثل اور ہول اور خوف، تو لوگوں کو چاہیے کہ نماز کو کھڑے ہوں۔ اور نماز پڑھنی چاہیے۔ دو رکعت اور چار ہیں تو چار رکعت۔ کیونکہ یہ تمام بایں خوفناک ہیں، جن سے اللہ تعالیٰ اپنے بندوں کو ڈراتا ہے، جیسا کہ اللہ تعالیٰ نے فرمایا:

وَمَا نُرْسِلُ بِالْآيَاتِ إِلَّا تَخْوِيفًا اور نہیں بھیجتے ہم نشانیاں مگر ڈرانے کے لئے۔

وقد روى انه عليه السلام قال اذا رأى بشراً من هذه الافزع فافزعوا الى الصلوة۔ اور روایت ہے کہ حضرت نبی علیہ الصلوٰۃ والسلام نے فرمایا، جب تم ان ہولناک چیزوں میں سے کوئی چیز دیکھو تو نماز پڑھنے لگو۔

پس نبی علیہ السلام کو جب کسی بات سے رنج ہوتا، تو نماز شروع کر دیتے، اور عذاب کی نشانیوں میں سے کسی علامت کے ظاہر ہونے کے وقت نماز پڑھنی اور دعا مانگنی اور توبہ کرنے کا حکم دیتے۔ اور آپ بھی اس میں مشغول رہتے، بہاں تک کہ لوگوں پر سے وہ بات ٹل جاتی۔ کیونکہ اللہ تعالیٰ کبھی علامات عذاب میں سے کوئی علامت اس کی بھیجتا ہے۔ اور اپنے بندوں کو ڈراتا ہے، تاکہ اس کی طرف رجوع کریں۔ اور اس کی

درگاہ میں انکساری کریں۔

اس تمام بیان سے معلوم ہوا کہ عذاب کی علامات سے جب کوئی علامت ظاہر ہو، تو توبہ اور استغفار اور ان نیک اعمال اور تقویٰ میں مشغول ہونا مشروع ہے، جس سے خوفناک عذاب کے دور ہو جانے کی امید ہو۔ کیونکہ یہ سب دفعہ بلا کے لئے زبردست چیز ہے معافی اور لعب میں مشغول ہونا، پس یہ بلا کو نہیں ٹان۔ بلکہ بلا کی آمد کو اور قوت دیتا ہے، جیسا کہ اللہ تعالیٰ کا یہ قول دلالت کرتا ہے،

وما اصابک من مصیبة فمما کسبت ایدیکو۔ (اور جو پہنچتی ہے تم کو کوئی مصیبت، پس وہ اس سبب سے ہے، جس کو کیا یا تمہارے ہاتھوں نے)۔
روایت ہے کہ کسی صالح مرد کے عام بلا کی کسی نے شکایت کی، جس میں تمام خلقت مبتلا تھی۔ پس اس صالح مرد نے فرمایا، اس بلا کی وجہ میرے نزدیک تمہارے نزدیک گناہوں کی نحوست کے سوا اور کچھ نہیں ہے۔

پس گنہ گار آدمی منحوس ہوتا ہے اپنی جان پر بھی اور غیروں پر بھی۔ اس لئے یہ اندیشہ ہے کہ اس پر عذاب نازل ہو کر سب خلقت میں پھیل جائے۔ خصوصاً ان لوگوں پر جو اس کے عمل کا انکار نہیں کرتے۔ کیونکہ بری بات سے منع کرنا واجب ہے۔ تو جب سب لوگ اس کو چھوڑ دیں تو سب لوگ عذاب کے مستثنیٰ ہوں گے۔ چنانچہ حضرت جریر بن عبد اللہ سے روایت ہے کہ،

انه عليه السلام قال ما من رجل يكون في قوم يعمل بالمعاصي و هو يقدر ان على ان يغفروا عليه ولا يغفرون الا اصابهم منه بعقاب قبل ان يموتوا۔

وفي حديث اخر انه عليه السلام قال ان الله تعلق لا يعذب العامة بذنوب الخاصة حتى يردوا المنكر بين اظهرهم وهم قاصد

على ان ينكروه فلا ينكروه فاذا فعلوا ذلك عذب الله العامة و
الخاصه فان المنكر اذا ظهر بين الناس يجب على كل من يراه
ان يغيره فان لم يغير فكلهم عاصون بعضهم بفعله و
بعضهم برضا به وقد جعل الله تعالى بحكمه وحكم الراضى بمنزلة
العاصى۔

کہ حضرت نبی علیہ الصلوٰت والسلام نے فرمایا، نہیں کوئی شخص کہ کسی قوم میں رہ کر
معاصی کرتا ہو، اور وہ لوگ اس کے منع کرنے پر قادر ہوں، لیکن منع نہیں کرتے۔ مگر ان
سب پر مرنے سے پہلے ہی اللہ کی طرف سے عذاب آئے گا۔

اور ایک اور حدیث میں ہے کہ نبی علیہ السلام نے فرمایا کہ اللہ تعالیٰ بعض لوگوں کے
گناہوں سے باری خلقت کو عذاب نہیں دیتا۔ یہاں تک کہ وہ لوگ اس فعل کو اپنے
سامنے دیکھیں اور باوجود اس کے روک دینے کے قدرت رکھتے ہوں، لیکن نہ روکیں،
جب وہ ایسا کرتے ہیں، تو پھر اللہ تعالیٰ عوام و خواص سب کو عذاب دیتا ہے۔ کیونکہ
فعل بد جب لوگوں میں ظاہر ہوا، تو جو دیکھے، اس پر اس کا منع کرنا واجب ہے۔ پس
اگر منع کریں۔ تو سب کے سب گناہ گار ہیں۔ بعضے تو خود عمل بد کرنے کی وجہ سے، اور
بعضے اس کے پسند کرنے کی وجہ سے۔ اور اللہ تعالیٰ نے بمقتضائے اپنے حکم اور حکمت
کے پسند کرنے والے کو گناہ گار کے برابر ٹھہرایا ہے۔

ولهذا قال الله تعالى واتقوا فتنة لا تصيبن الذين ظلموا
منكم خاصة۔ (اور اس لئے اللہ تعالیٰ نے فرمایا، اور بچتے رہو، اس فساد سے کہ
نہ بڑے گناہ میں سے صرف ظالموں پر۔)

ابن عباس اس آیت کی تفسیر میں کہتے ہیں کہ اللہ تعالیٰ نے مومنوں کو حکم کیا ہے، کہ
ہر کام اپنے درمیان نہ رہنے دیں، جس سے سب کو عذاب عام ہو جائے۔

پس اے دانشمند! دیکھ تو کہ حضرت صالحؑ پیغمبر علیہ السلام کی قوم میں اذنی کے پاؤں کاٹنے والا ایک ہی تھا، جیسا کہ اللہ تعالیٰ نے اس کی خبر دی ہے جہاں فرمایا،

فنادوا صاحبہم فتعالیٰ فعقر۔

(پھر پکار اپنے ارفیق کو، پس اس نے ہاتھ لپکایا، اور کاٹا۔)

پھر اس کے ساتھ اٹھ آدمی ہو گئے، نوہ کل قوم ہو گئے، جیسا کہ اللہ تعالیٰ نے بیان

کیا، جہاں فرمایا،

وكان في المدينة تسعة رهط يفسدون في الارض ولا يصلحون۔

اور اس شہر میں نو شخص تھے، کہ فساد کرتے تھے۔ زمین اور بھلائی نہ کرتے تھے۔)

پھر اللہ تعالیٰ نے حضرت نبی علیہ السلام کی قوم پر عذاب نازل کیا۔ اور سب کو ہلاک

کر دیا، اور بچوں اور جانوروں پر وہ عذاب آیا، جو بڑوں پر اذنی کے قاتل کو قتل سے

منع نہ کرنے کے وقت آیا تھا۔ اور ایسے ہی اور تمام امنیں جو ہلاک ہوئیں، کہ ان کے

بچوں اور بڑوں اور عورتوں اور جانوروں کو عذاب نے گھیر لیا۔ اور اسی لئے اللہ تعالیٰ

انبیاء علیہم السلام کو حکم دیتا تھا کہ مسلمانوں کو ساتھ لے کر عذاب آنے سے پیشتر اپنی

قوم سے نکل جائیں۔ باوجودیکہ اس کو قدرت ہے کہ ان کو بچالے۔ اگرچہ وہ اپنے مکانات

ہی میں بیٹھے رہیں۔ لیکن عارت الہی میں تبدیلی نہیں ہوتی۔ اور قاعدہ عذاب کا یوں

ہی جاری تھا کہ جب کسی قوم پر عذاب نازل ہوتا تو مسخ و غیر مسخ سب پر عام ہو جاتا۔

پھر اپنی اپنی نیت پر اٹھائیں جائیں گے، جیسا کہ صحیح بخاری اور مسلم میں حضرت عبد اللہ

بن عمر کی روایت سے آیا ہے۔

عن عبد الله بن عمر انه عليه السلام قال اذا انزل الله بقوم

عذابا اصاب من كان فيهم وثوب يبعثون على نياتهم۔

(پھر نبی علیہ السلام نے فرمایا، جب اللہ تعالیٰ کسی قوم پر عذاب بھیجتا ہے، تو جتنے

وہاں ہوں گے سب کو پہنچتا ہے۔ پھر اپنی اپنی تینوں پرائیڈاٹھائے جائیں گے۔

اور مالک بن دینار سے روایت ہے کہ انہوں نے یہ آیت شریفہ پڑھی:

وكان في المدينة تسعة رهط يفسدون في الارض ولا يصلحون۔ اور اس

شہر میں نو شخص تھے، جو ملک میں خرابی پھیلاتے تھے اور اصلاح نہ کرنے تھے۔

پھر فرمایا کہ آج ہر محلہ اور ہر جماعت میں کہنے ہیں جو زمین میں فساد کرتے ہیں، اور اصلاح

نہیں کرتے۔ باوجودیکہ اللہ تعالیٰ فرماتا ہے:

فليحذر الذين يخالفون عن امره ان تصيبهم فتنة او يصيبهم

عذاب اليموء (پس ڈرتے رہیں وہ لوگ کہ مخالفت کرتے ہیں اس کی حکم کی اس بات

سے کہ پہنچے ان کو کوئی فتنہ یا ملے ان کو سخت عذاب۔

وقد روى عن ام سلمة انها قالت سمعت رسول الله صلى الله

عليه وسلم يقول اذا ظهرت المعاصي في امتي عموما الله

بعذاب من عنده فقلت يا رسول الله ما فيهم اناس صالحون

قال بلى قلت كيف يصنع بهو قال يصيبهم ما اصاب الناس

ثوري صبرون الى مغفرة الله ورضوانه۔

اور ام سلمہ سے روایت ہے کہ وہ کہتی ہیں کہ میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے

سنا کہ فرمانے تھے کہ جب میری امت میں گناہ ظاہر ہوں گے، تو اللہ تعالیٰ اپنے پاس سے

سب پر عذاب عام کر دے گا، میں نے عرض کیا کہ یا رسول اللہ! کیا ان میں نیک لوگ نہ ہوں

گئے، فرمایا، کیوں نہیں۔ میں نے عرض کیا، ان کا کیا حال ہوگا۔ فرمایا ان پر بھی وہی آئے

گا جو سب پر آئے گا۔ پھر اللہ تعالیٰ ان کو بخش دے گا۔ اور راضی ہو جائے گا۔

اب اس حدیث سے یہ ظاہر ہوتا ہے کہ مومن جب حتی الامکان بیزار رہے، اور دنیا

بند نہ کرے تو دنیا میں عذاب اس کو بھی شامل ہو جائے گا۔ لیکن آخرت میں نہ ہوگا۔ اور

اس پر وہ مضمون بھی دلاتا کرتا ہے، جو حضرت عائشہ سے روایت ہے،

روى عن عائشة انها قالت يا رسول الله ان الله تعالى اذا انزل سطوته باهل الارض وفيهم صالحون افيهلكون بهلاكهم فقال يا عائشة ان الله تعالى اذا انزل سطوته باهل الارض نعمة وفيهم صالحون فيصيبون معهم ثم يبعثون على نياتهم.

کہ انہوں نے عرض کیا یا رسول اللہ! جب اللہ تعالیٰ اپنا قہر زمین پر اتارے گا، اور ان میں نیک لوگ بھی ہوں ہوں گے، تو کیا وہ بھی ان کے ساتھ ہلاک کر دیے جائیں گے، تو فرمایا اے عائشہ! اللہ تعالیٰ جب اپنا قہر عذاب والوں پر نازل کرتا ہے، اور ان میں نیک لوگ بھی ہوتے ہیں، تو وہ بھی ان کے ساتھ مصیبت میں آجائے ہیں۔ اور پھر اپنی اپنی نیتوں پر اٹھائے جائیں گے۔

اور آدمی صالح نہیں کیا جاتا، مگر جب ہی کہ اپنے مقدر پر انکار کرتا رہے، اور جس نے کسبی کی اور قدرت کے ہونے انکار نہ کیا، تو وہ فاسقوں میں ہو جاتا ہے۔ زنیوں میں۔ اور حضرت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے حدود الہی میں کسبی کرنے والے اور خود اس میں پڑنے والی کی ایک مثال بیان فرمائی ہے۔ پس فرمایا آنحضرت علیہ السلام نے،

مثل المداہن في حدود الله تعالى والواقع فيها مثل قوم استهموا سفينة فصار بعضهم في اسفلها وجار بعضهم في اعلاها فكان الذي في اسفلها يهر بالماء على الذين في اعلاها فتأذوا به فاخذوا ما فجعل ينقر السفينة فانهم فقالوا مالك فقال تأذيتهم بي ولا بد لي من الماء فان اخذوا على يديه انجوه وانجوا انفسهم وان تركوه هلكوا وهلكوا انفسهم.

کہ حدود الہی میں کسبی کرنے والے اور خود اس میں پڑنے والے کی مثال ایسے ہے، کہ

جیسے ایک فوم نے ایک کشتی بانٹنی پس کوئی نیچے کے درجے میں ہو گیا، اور کوئی اوپر کے درجے میں آیا۔ اور جو نیچے کے درجے میں تھا، وہ پانی لینے کے لئے اوپر والوں کے پاس ہو کر گزرتا تھا۔ پس اس سے ان کو ایذا ہوئی۔ لہذا ایک کلمہ لکھ کر وہ کشتی میں چھید کرنے لگا۔ تب وہ اس کے پاس آئے اور کہا کہ یہ تو کیا کرنا ہے۔ کہا، مجھ سے تم کو ایذا ہوتی ہے۔ اور پانی مجھے ضروری ہی چاہیے۔ اب اگر انہوں نے اس کا ہاتھ پکڑ لیا، تو اس کو بھی بچایا اور اپنی جان بھی بچائی۔ اور اگر اس کو چھوڑ دیا تو اس کو ہلاک کیا اور اپنی جان بھی ہلاک کی۔

پس نبی علیہ السلام نے اس تخیل میں کئی فائدے بیان کر دیئے۔ ایک یہ ہے کہ دین جہاز کے مثل ہے۔ پس جیسے جہاز دنیا میں ڈوبنے سے نجات کا سبب ہے، ایسے دین آخرت میں نجات کا سبب ہے۔ اور ایک یہ ہے کہ کشتی والوں کا کشتی میں چھید کرنے والے سے خاموش رہنا، جس طرح دنیا میں ان کی ہلاکت کا سبب ہے، ایسے ہی فاسق سے مسلمان کا خاموش رہنا، اور اس کو منع نہ کرنا دنیا اور آخرت میں ان کی ہلاکت کا سبب ہے۔ اور ایک یہ ہے کہ سوراخ کرنے والے کا برکنا کہ میں تو خاص حصہ میں چھید کرتا ہوں، جیسے اوروں کو جو کشتی میں ہیں بھکت سے نہیں بچا سکتا، ایسے ہی اور مومنین کو گنہگار کا یہ قول گناہ اور عقوبت سے نہیں بچاتا کہ میں تو صرف اپنے دین میں خرابی کرنا ہوں نہ کہ تمہارے دین میں۔ تم اپنی خبر رکھو۔ تم کو مجھ سے کیا مطلب، میرا کیا میرے لئے ہے، اور تمہارا کیا تمہارے لئے ہے۔ ہر ایک بکری اپنے پیر سے بندھتی ہے۔

ایسی ایسی باتیں جو عوام کی زبان پر آیا کرتی ہیں، جن کو یہ خبر نہیں کہ ان کے فعل کی نحوست اور انجام بد کی خرابی سب کو شامل ہو جاتی ہے۔

اور ایک یہ ہے کہ اہل سفینہ کا کھڑے ہو کر اس کا منہ کرنا، جو کشتی توڑتا ہے، جس طرح کہ تمام اہل سفینہ کے ڈوبنے سے نجات کا سبب ہے، ایسے ہی دینداروں کا مستعد ہو کر کھڑا ہونا اور برائی سے روکنا، گناہ اور عقوبت سے تمام مسلمانوں کی نجات کا سبب ہونا۔

اور ایک یہ ہے کہ کشتی کے ٹوٹنے پر جس طرح پیش قدمی دہی کرے گا، جو احمق ہو، کہ درحقیقت جو چیز برمی ہے، اس کو اچھا سمجھے اور اپنے دُوبنے کی خبر نہ ہو، ایسے ہی مصیبت پر وہی پیش قدمی کرے گا، جو اس کو اچھا سمجھتے ہیں، اور اس میں جو بڑا گناہ اور دردناک عذاب ہے، اس کو نہ جانے۔ کیونکہ اگر یقیناً یہ جانتا کہ اپنی مصیبت سے اپنے دُوبنے کا اس قدر نقصان کرے گا، جس قدر کہ کشتی کا ٹوڑ کر نقصان کرنے والا ہے۔ تو مصیبت پر کبھی قدم نہ اٹھاتا۔

اور ایک یہ ہے کہ کوئی اہل سفینہ میں سے جب اس کو منع کرے، جو کشتی ٹوڑتا ہے۔ اور اس منع کرنے والے پر کوئی اعتراض کرے کہ نیچے کیا مطلب، تو بیشک جیسا کہ یہ اعتراض کرنے والا احمق اور بے وقوف اور اس کی حرکت کے انجام سے ناواقف سمجھا جائے گا۔ اس وجہ سے کہ کشتی کے ٹوٹنے سے منع کر دالا، اس معترض اور اس کے سوا سب کی ہلاکت میں کوشاں ہے۔

اسی طرح جو شخص اس پر اعتراض کرے، جو بُلّٰی سے منع کرتا ہے تو اس پر اعتراض اپنی بڑی حماقت اور کم عقلی اور مصیبت کے انجام اور نحوست کی نادانی ہی کی وجہ سے ہے، کیونکہ جو شخص برے کاموں سے روکتا ہے، تو وہ اس فرض کو ساقط کرتا ہے، جو معترضے وغیرہ سب پر ہے، اور ان کو گناہ سے بچانے اور عقاب کے چھڑانے میں کوشش کرتا ہے، اور ایک یہ ہے کہ کشتی والے اگر اس سے خاموش رہیں، جو اس کو ٹوڑنا چاہتا ہے، اور اس کو مینے نہ کریں تو جس طرح کہ یہ سب اس کے ساتھ ہلاکت میں برابر ہوں گے۔ اور ٹوٹنے والے اور غیر ٹوٹنے والے میں کچھ فرق نہ ہوگا۔ اور نہ نیک اور بد میں۔ اسی طرح اہل سلام جب گناہوں کے روکنے سے سکوت کریں گے تو سب پر عذاب آئے گا۔ اور اس گناہ کے روکنے والے اور غیر روکنے والے میں کوئی فرق نہ ہوگا۔ اور نہ ان کے نیک اور غیر نیک میں اور اسی لئے نبی علیہ السلام نے فرمایا ہے :

قال النبی علیہ السلام لا تنال لا الہ الا اللہ من قالها وترد عنهم العذاب او النقمۃ ما لم یستخفونها بحقها قالوا یا رسول اللہ وما الاستخفاف بحقها قال یظهر العمل بمعاصی تعالیٰ فلا ینکر ولا یغیرہ

کہ کلمہ لا الہ الا اللہ ہمیشہ اس کو فائدہ دیتا رہے گا، جو اس کو پڑھے، اور اس پر سے عذاب اور قہر کو ہٹانا رہے گا، جب تک کہ اس کے حق کی حقیقت نہ سمجھیں، عرض کیا، یا رسول اللہ! اس کے حق کا کیونکر استخفاف ہوتا ہے۔ فرمایا جب اعمال بنظاہر ہونے لگیں اور کوئی اس کو منع نہ کرے، اور نہ کوئی اس کو بند کرے۔

پس نبی علیہ السلام نے اس حدیث میں بتلادیا کہ انکار اور تغیر کے ترک کرنے میں کلمہ توحید کا استخفاف ہوتا ہے پس کلمہ پڑھنے والوں سے عذاب کو دفع نہیں کیے گا۔ لیکن یہ بھی جانتا چاہیے کہ جس کا ہرے انکار کرنا واجب ہے، اس کا برا ہونا شرط ہے، خواہ صغیرہ ہو، خواہ کبیرہ ہو۔ اس واسطے کہ انکار کا واجب ہونا کبیرہ گناہوں کے ساتھ مخصوص نہیں، بلکہ صغائر کو بھی شامل ہے۔

اور برا ہونے میں یہ شرط نہیں ہے کہ معصیت ہو، کیونکہ جو شخص چھوٹے لڑکے یا پاگل کو شراب پینا دیکھے تو اس کو چلبے کہ شراب گرا دے۔ اور اس کو پینے سے منع کرے۔ اور ایسے ہی اگر کسی کو ان دونوں میں سے کوئی اور برا کام کرنے ہوئے دیکھے تو اس پر واجب ہے کہ اس کو منع کرے۔

اور یہ ممانعت اس لئے نہیں کہ ان کا فعل معصیت ہے۔ اس لئے کہ ان دونوں کے فعل کو معصیت نہیں کہتے بلکہ اس لئے کہ یہ فعل بُرا ہے، اور یہ بھی جاننے کی بات ہے کہ بری بات سے روکنا حاکم کے ساتھ مخصوص نہیں۔ اور ان کا اجازت پر موقوف ہے، بلکہ ہر ایک پر اس کی قدرت کے موافق واجب ہے۔ اگرچہ ان کی طرف سے اجازت نہ دی

گئی ہو، خواہ مرد ہو یا عورت، آزاد ہو یا غلام، چنانچہ اسی پر اجماع ہے۔ اس لئے کہ
حضرت ابو سعید خدریؓ سے روایت ہے:

روى عن ابى سعيد الخدرى انه عليه السلام قال من رأى منك
منكراً فليغيره بيده وان لم يستطع فبلسانه وان لم يستطع
فبقلبه وذلك اضعف الايمان.

کہ نبی علیہ السلام نے فرمایا، جو کوئی تم میں سے برا کام دیکھے تو چاہیے کہ ہاتھ سے
روک دے، اگر یہ طاقت نہ ہو تو زبان سے روکے، اگر یہ بھی طاقت نہ ہو تو دل سے
برا جلنے اور یہ ادنیٰ ایمان ہے۔

پس رسول خدا - صلی اللہ علیہ وسلم کا یہ فرمانا کہ روک دے، بالاتفاق ایجاب کا حکم ہے۔
اور آپ کا یہ قول کہ جو کوئی تم میں سے دیکھے، عام ہے، تمام امت کو یہ وجوب شامل ہے،
لیکن اللہ تعالیٰ کا یہ قول:

ولتكن منكم امة يدعون الى الخير ويأمرون بالمعروف و
ينہون عن المنکر (اور چاہئے کہ رہے ایک جماعت جو نیک کام کی طرف
لوگوں کو بلاتی رہے اور عمدہ باتوں کا حکم دے اور بری باتوں سے منع کرتی رہے)۔
اس بات پر دلالت کرتا ہے کہ یہ فرض کفایہ ہے، اور فرض کفایہ فرض عین سے
سے زیادہ قابل اہتمام ہے۔ اور فرض کفایہ میں مشغولی فرض عین میں مشغولی سے افضل
ہے۔ اس واسطے کہ جو فرض عین چھوڑے گا، تو خاص وہی گناہ ہوگا، اور جو شخص
اس کو ادا کرے گا، نودہ اپنے ذمے کا فرض ساقط کرنے کے ساتھ ذہنی مخصوص ہوگا اور
فرض کفایہ کو اگر ترک کرے گا تو سب گناہ ہو جائیں گے۔ اور اگر ادا کرے گا، تو سب سے گناہ
ساقط ہو جائے گا۔

پس فرض کفایہ کا کرنے والا تمام امت کو گناہ سے بچانے میں سعی کرتا ہے۔ اور اس

میں شک نہیں کہ جو شخص ضروری دینی کام کے قائم کرنے میں تمام مسلمانوں کا قائم مقام ہو وہ افضل ہے۔ اسی وجہ سے نبی علیہ السلام نے فرمایا ہے:

قال النبی علیہ السلام من امر بالمعروف ونہی عن المنکر فهو خلیفۃ اللہ تعالیٰ فی ارضہ و خلیفۃ کتابہ و رسولہ

کہ جو شخص نیک کام بنائے اور بد کام سے روکے، وہ اللہ تعالیٰ کی زمین میں اللہ تعالیٰ اور اس کی کتاب اور رسول کا خلیفہ ہے۔ اور

اور یہ اس لئے ہے کہ انبیاء علیہ السلام نیک کام سکھانے اور برے کاموں سے روکنے ہی کے لئے بھیجے گئے ہیں، اور یہی ان کا مقررہ کام ہے، جس کو وہ لے کر آئے ہیں۔ سو جس نے اس باب میں ان کی پیروی کی اور نیک کام بتلائے اور برے کام سے منع کیا، وہ اس برے کام میں ان کا نائب ہوا۔ اور اس کا درجہ اس کا رِ معظّم میں ان کے درجہ کے قریب جا ملا، خواہ وہ حاکم ہو، یا اس کی طرف سے اجازت دی گئی ہو، یا غیر ماذون ہیں۔ جو شخص حاکم ہو یا حاکم کی طرف سے ماذون ہو، تو اس کے ذمہ بات متعین ہے اور اس کو حدود اور تعزیر کے قائم کرنے میں وہ اختیارات ہوں گے جو اور کسی مسلمان کو نہیں ہوں گی۔ اور جب وہ سُستی کرے تو ہر ایک مسلمان کو لازم ہے کہ نیک کام کا حکم اور برے سے ممانعت اپنے قدر کے موافق کرے، پھر اگر حاکم اس پر خوش ہو تو خیر۔ اور اگر راضی نہ ہو بلکہ ناخوش ہو تو اس کی ناخوشی بھی ایک بُرا فعل ہے۔ اس پر انکار کرنا چاہیے۔ اس لئے کہ علماء نے ان عموماً سے جو امر بالمعروف اور نہی عن المنکر کے بارے میں آئی ہیں، امراء اور سلاطین کا بھی ان عموماً میں داخل ہونا سمجھا ہے، پھر بھلا اللہ پر انکار کس لئے ان کی اجازت کی حاجت کیا ہے؟ اور امراء و سلاطین کو منع کرنا متقدمین کی عادت میں داخل تھا۔

جیسا کہ روایت ہے کہ مامون بن ہارون رشید کو خبر پہنچی کہ ایک شخص لوگوں میں گشت

کیا کرتا ہے اور بھلی بات کا حکم اور بُرائی سے ممانعت کیا کرتا ہے، حالانکہ ماموں کی طرف سے مامور نہیں ہے۔ پس ماموں نے اس کے حاضر کرنے کا حکم دیا، جب وہ سامنے آکر کھڑا ہوا، تو ماموں نے کہا کہ مجھ کو خبر ملی کہ تو اپنے آپ کو امر بالمعروف اور نہی عن المنکر کے لائق سمجھتا ہے، اور ماموں کرسی پر بیٹھا سو ایک کتاب دیکھ رہا تھا کہ اتنے میں غافل ہو گیا، اور کتاب اس سے گر پڑی، اور پر کے نیچے آگئے، اس طرح کہ اس کو خبر نہ ہوئی، تو اس شخص نے اس سے کہا، اللہ کے ناموں پر سے اپنا پیر اٹھا۔ پھر جو چاہے، وہ کہہ۔ ماموں اس کا مطلب نہ سمجھا۔ پس کہا تو کیا کتب ہے۔ آخر اس شخص نے تین باز ہی کہا، اور وہ نہ سمجھا۔ پھر اس شخص نے کہا کیا تو اٹھانا ہے، یا مجھ کو اجازت دیتا ہے کہ میں اٹھا دوں۔ ماموں نے کہا کہ میں نے اجازت دی۔

جب وہ شخص اٹھنے کو جھکا تو ماموں کی نظر پڑی تو کتاب کو پر کے نیچے دیکھا، اور اٹھا کر چوم لیا۔ اور وہی کہنے لگا، کہ تو امر بالمعروف اور نہی عن المنکر کیوں کرتا ہے۔ یہ کام تو اللہ تعالیٰ نے ہمارے حوالے کیا ہے۔ اور ہم ان لوگوں میں سے ہیں جن کے حق میں اللہ تعالیٰ یہ فرماتا ہے:

الذین ان مکناھو فی الارض اقاموا الصلوٰۃ و انوا الزکوٰۃ و امروا بالمعروف و نہوا عن المنکر وہ کہ یہ وہ لوگ ہیں کہ اگر ہم ان کو دنیا میں قوت دیں، تو نماز پڑھیں اور زکوٰۃ دیں، اور حکم کریں کام بھلے کا، اور منع کریں برے کام سے۔ تب

تب اس شخص نے کہا کہ اے امیر المؤمنین! تم نے سچ کہا، واقعی دیکھو ہی ہیں جیسا کہ تم نے اپنا وصف سلطنت اور قدرت کا بیان کیا، لیکن ہم بھی تمہارے اسباب میں مددگار اور ساتھی ہیں۔ اس کا انکار وہی کرے گا، جو اللہ تعالیٰ کا کتاب اور اس کے رسول کی حدیث کو نہیں جانتا ہو۔ قرآن میں تو یہ آیت ہے:

والمؤمنون والمومنات بعضهم اولیاء بعض یا مرون بالمعروف
وینہون عن المنکرہ اور ایمان والے مرد، اور ایمان والی عورتیں ایک دوسرے کی
مددگار ہیں۔ بتلانے میں نیک بات اور منع کرتے ہیں بُری بات سے۔

اور حدیث میں پیغمبر علیہ الصلوٰۃ والسلام کا یہ ارشاد ہے:

المؤمنون کالبینات یشد بعضہ بعضاۃ مسلمان بمنزلہ عمارت کے
ہیں کہ ان میں ہر ایک دوسرے کو قوت اور مدد دیتا ہے۔

یہ اللہ کی کتاب اور اللہ کے رسول کی حدیث ہے۔ پس اگر تو ان دونوں کا مطیع ہے
تو اس کا شکر گزار ہوگا، جو ان میں سے کسی بات میں مدد کرے، اور اگر تو ان دونوں کا مطیع
نہیں ہے، تو ان دونوں کا وبال تیرے سر ہے، بے شک جس کی طرف تیرا مال ہے، اور جس
کے ہاتھ میں تیری عزت ہے، اس نے شرط کی ہے کہ نیکو کار کا اجر ضائع نہیں کرنا۔ انبِ حَاجِ
سو کہو۔

پس مومن کو اس کے کلام سے تعجب آیا۔ اور اس سے خوش ہو کر کہا، تجھ جیسا شخص امر
بالمعروف و نہی عن المنکر کے لائق ہے، جا اسی میں لگا رہ، جس پر تو قائم تھا۔ سو وہ شخص
اسی حال پر رہا۔

اور ایسے بہت لوگ سلف میں گزرے ہیں، وہ یہ کہتے ہیں کہ گنہ گاروں پر رحمت کا یہ مقتضی
نہیں کہ ان کو منع نہ کرے۔ اور ان کے حال سے معترض نہ ہو۔ بلکہ ان کے حال پر بڑی رحمت
یہی ہے کہ ان کو منع کرتا رہے۔ اور ان کو رد کرکے شاہراہ استوار اور طریق راست پر لائے
کیونکہ ایمان والا جب دشمن کے ملک میں مسلمان قیدیوں میں سے کسی قیدی کو سنا ہے،
تو اس پر رحم کرتا ہے۔ اور اپنا مال اور جان اس کے چھڑانے میں خرچ کرتا ہے۔ پھر بھلا اپنے
بھائی مسلمان کے چھڑانے اور بچانے میں کیونکر کوشش نہ کرے، جب اس کو اپنے نفس
شیطان کا قیدی دیکھے۔ حالانکہ یہ دونوں سب سے بُرے دشمن ہیں۔ پس اگر اس سے اعتراض

کرے اور نفس و شیطان کا قیدی رہنے دے۔ تو یہ اس کی جہالت ہے۔ کیونکہ چھوٹے سے دشمن کے قیدی کو چھڑانے میں جب مومن کو بہ ثواب ہے، جس کو اللہ تعالیٰ نے اپنی کتاب میں ذکر کیا ہے اس قول میں:

وَمَنْ أَحْيَاهَا فَكَانَ مِثْلَ مَنْ أَحْيَا النَّاسَ جَمِيعًا ۚ (اور جس نے جلای ایک جان تو گویا جلایا اس نے سب لوگوں کو۔)

تو پھر مجھ اس کی نسبت تیرا کیا خیال ہے، جو معاصی کے قیدی کو بڑے دشمن کے ہاتھ سے خلاصی دے۔

اور بیشک علماء نے امر بالمعروف اور نہی عن المنکر کو جہاد کے قائم مقام مقرر کیا ہے۔ کیونکہ مسلمانوں کو معاصی سے روکنا، جو دوزخ میں داخل ہونے کے سبب ہیں، کفار کے قاتل سے افضل ہے۔

پس جیسے جہاد میں جائز نہیں کہ ایک شخص دوسرے سے بھاگ جائے۔ ایسے ہی امر بالمعروف اور نہی عن المنکر میں جو شخص دوسروں کو کسی برائی پر دیکھے، تو اس کو جائز نہیں، کہ ان کو برائی پر چھوڑ دے۔ بلکہ اس پر واجب ہے کہ حکم کرے اور منع کرے۔ اور اگر زیادہ ہوں، اور اس کو اپنی جان کا خوف ہو، تو چھوڑ دینے کی اس کو گنجائش ہے، لیکن منع کرنا اولیٰ اور افضل ہے۔

اس لئے کہتے ہیں، جس کو معاصی پر انکار کرنے کی طاقت ہو، باوجودیکہ جان کا خوف ہے، تو اس کی نمانعت ہی مستحب ہے اور نہایت مرغوب، کیونکہ اعزاز دین کے لئے جان کو خطرہ میں ڈالنے کا حکم ہے، جیسے کہ کفار کے قتل میں ہے اور باغیوں کے قتل میں۔ اور روایت ہے۔

وَقَدْ رَوَىٰ أَنَّ رَجُلًا سَأَلَ النَّبِيَّ عَلَيْهِ السَّلَامُ أَيُّ الْجِهَادِ أَفْضَلُ فَقَالَ
كَلِمَةٌ حَقٌّ عِنْدَ سُلْطَانٍ جَابِرٍ

کہ کسی شخص نے نبی صلی اللہ علیہ الصلوٰۃ والسلام سے پوچھا، کوئی جہاد افضل ہے، فرمایا
حق بات ظالم حاکم کے سامنے کہنا۔

پس نبی علیہ الصلوٰۃ والسلام نے حق بات کو ظالم حاکم کے سامنے کہنا جہاد سے افضل
مکھڑایا ہے۔ اس واسطے کہ حق بیان کرنے والا بندی کلمہ حق اور امداد دین کے لئے اپنی جان
پر کھیلتا ہے، باوجودیکہ حاکم اپنا لٹخ اس سے روکے ہے۔ برخلاف اس کے جو لڑائی میں
دشمن کا مقابلہ کرتا ہے۔ کیونکہ وہ دشمن اس پر لٹخت چلاتا ہے اور امید کرتا ہے کہ غالب ہو جائے
اور اس کو مار ڈالے۔ پس اس کا اپنی جان کی سخاوت کرنا سلامتی کی امید کے وقت اس
کے برابر نہیں، جو سلامتی سے مایوسی کے وقت جان کی سخاوت کرے، لیکن اس بات میں
آہستگی اور سہولیت کی رعایت لائق ہے کہ پہلے پہل سہولت اور نرمی سے ممانعت کرے۔
پس پہلے وعظ اور نصیحت سے ابتداء کرے اور اللہ تعالیٰ سے ڈرائے اور عامی کو نظر
رحمت سے دیکھے اور معصیت میں اس کا مبتلا ہونا اپنی معصیت سمجھے، کیونکہ سب
مسلمان ایک جان کی مثل ہیں۔ پس جس کو تو امر بالمعروف اور نہی عن المنکر کرنا ہے، وہ
دزدخ کے کنا سے کھڑا ہوا ہے۔ پس اس سے بچتے رہو کہ اس کو دھکا دے کر دزدخ کی
تہ میں پھینک دو، کیونکہ شاید وہ بچہ کو پکڑے، پس تو بھی اسی کے ساتھ گر پڑے اور
اس لئے کہ اگر تونے پہلے ہی اس کو سختی اور شدت سے کہا، تو شاید وہ تجھ پر لٹخت اور
زبان سے ایذا رسانی کرے اور زیادتی کرے۔ اب تونے خرابی پر خرابی بڑھادی۔ اب
تونے اپنی جان ہلاک کرنے کے بعد اس کو ہلاک کیا۔

ہاں اگر وعظ و نصیحت سے باز نہ آئے، اور اس کی طرف سے معصیت ہمارا
معلوم ہو، تو ضرور ہے کہ سختی سے کہا جائے۔ اور برا بھلا کہا جائے، جس میں مذیل نہ
ہو۔ مثلاً یہ الفاظ کہے، اے فاسق، اے جاہل، اے بیوقوف، اے اپنی جان کے دشمن
اے وہ شخص جو خدا سے نہیں ڈرتا، اور ایسے ہی اور الفاظ، اور اس میں سچ کہے

رعایت کرتا رہے۔ کیونکہ یہ الفاظ حقیقت میں سچے ہیں۔ اس لئے کہ جو گناہ کرتا ہے، فاسق، جاہل، احمق ہوتا ہے۔

کیونکہ احمق وہ ہوتا ہے، جو اپنے کو اپنی خواہش کے تابع کر دے اور خدا سے آرزوئیں کرتا رہے، جیسا کہ حدیث میں آیا ہے۔ اور غصے جاری کرنے اور کلام ناجائز کہنے سے ہمتا رہے، جو کہ صاف جھوٹ ہو اور فحش قبیح ہو، اور جو برائی کے دور کرنے پر بلا اس کے فاعل کے، ایسے قدرت نہ ہو، تو چاہئے کہ کم ہی لاف لائے۔

پھر جب وہ منکر جاتا رہے، تو واجب ہے کہ باز رہے، اور اس سے ہمتا رہے جو اگر بڑا کیا کرتے ہیں، کہ بعد دور ہو جانے منکر کے، مار پیٹ میں لگے رہتے ہیں۔ کیونکہ یہ حق حاکم کے سوا کسی کو نہیں۔ اور منکر کو دور نہیں کر سکتا، نہ ہاتھ سے اور نہ زبان سے تو اس کو مکروہ تحریمی ہے کہ اپنے بھائی مسلمان کے عیوب کسی کے سامنے بیان کرنا پھرے۔ پھر سولے اس کے جو اس کے منع کرنے پر قادر ہو، اس لئے کہ جب اللہ تعالیٰ کی فرماں برداری منکر کے دور میں نہ ہوئی، تو مسلمان کی غیبت کر کے نافرمانی بھی نہ کرے۔

بیان صلوٰۃ الیکسوف والخسوف

فی ظہور الامور المخوفة قال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم
ان الشمس والقمر ایتان من آیات اللہ تعالیٰ لا یخسفان بموت
احد ولا حیوانہ۔ فاذا راٰ یتسود ذلک فاذا کسروا اللہ تعالیٰ۔ هذا الحدیث
من صحاح المصاحیح رواہ عبد اللہ بن عباس۔

حضرت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ سورج اور چاند اللہ تعالیٰ کی
دو نشانیوں ہیں، نشانیوں میں سے کسی کی موت اور جانے کے سبب سے گھٹن نہیں

لگتا۔ جب ہم یہ بات دیکھو تو اللہ تعالیٰ کو یاد کرو۔ یہ حدیث مصابیح کی صحیح حدیثوں میں سے ہے، عبد اللہ بن عباس کی روایت سے ہے۔

اور اس حکم کے ارشاد کا سبب اس مضمون کی رو سے، جو اور حدیث میں ابو سعید الانصاری کی روایت سے آیا ہے۔

ان الشمس انكسفت يوم مات ابراهيم بن رسول الله صلى الله عليه وسلم فقال انكسفت لموته فقال رسول الله صلى الله عليه وسلم ان الشمس والقمر ايتان من ايات الله تعالى لا ينكسفان لموت احد ولا لحياته فاذا دايتو شيئا من هذه الافزاع فافزعوا الى الصلوة۔

یہ ہے کہ حضرت ابراہیم بن رسول اللہ کی وفات کے دن سورج گھن ہوا، لوگوں نے کہا کہ ابراہیمؑ کی موت کے سبب ہوا ہے۔ نبی رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا کہ آفتاب اور مہتاب اللہ تعالیٰ کی نشانیوں میں سے دو نشانیاں ہیں۔ کسی کی موت اور حیات سے ان میں گھن نہیں لگتا۔ پس جب تم ایسے ہولناک امور دیکھو تو نماز پڑھنی شروع کرو۔ پس نبی علیہ الصلوٰۃ والسلام نے اس حدیث میں ان ہولناک امود کے ظاہر ہونے کے وقت، جن میں سورج گھن بھی داخل ہے، نماز کا حکم فرمایا۔ اور اس حدیث سے معلوم ہوا کہ یاد الہی سے مراد جو پہلی حدیث میں مذکور ہے، نماز کا حکم ہے۔ کیونکہ آنحضرت علیہ الصلوٰۃ والسلام نے صلوٰۃ کسوف جماعت سے پڑھی ہے۔ اور قیاس تو یہ تھا کہ صلوٰۃ کسوف واجب ہوتی۔ جیسا کہ بعض علماء کا بھی مذہب ہے۔ اور اسرار کبریٰ کے مصنف نے اسی کو اختیار کیا ہے۔ کیونکہ امر دجوبہ کے لئے ہے۔

لیکن جمہور علماء کہتے ہیں کہ یہ سنت ہے۔ کیونکہ یہ نماز اسلام کے علامات سے نہیں، صرف گھن کے عارض ہونے سے ہوتی ہے، مگر چونکہ نبی علیہ الصلوٰۃ

والسلام نے جماعت سے پڑھی ہے، لہذا سنت ہے۔ جماعت سے بلا کر بہت مشروع ہے، اور علماء نے اس امر کو استحباب پر محمول کیا ہے۔

پس اس بیان کے موافق امام جمعہ کو چاہئے کہ جب سورج گھن ہونے لگوں کے ہمراہ جامع مسجد یا عید گاہ میں دو رکعت پڑھے، ہر رکعت ایک رکوع سے نفل کی طرح بغیر اذان، بغیر تہکیر اور بغیر خطبہ کے۔

اور ان دونوں رکعتوں میں جس قدر چاہے قرآن مجید پڑھے۔ اور امام ابو حنیفہ کے نزدیک قرأت چپکے سے پڑھے اور صاحبین کے نزدیک پکار کر۔ اور ان دونوں رکعتوں میں قرأت کی درازی افضل ہے۔ اس لئے کہ اس میں نبی علیہ السلام کی متابعت ہے، کیونکہ ثابت ہوا ہے کہ نبی علیہ السلام کا قیام پہلی رکعت میں سورہ بقرہ کے پڑھنے کا مقدار تھا۔ اور دوسری رکعت میں سورہ آل عمران کے پڑھنے کے مقدار تھا۔ اور اس میں تخفیف بھی جائز ہے، اس لئے کہ نماز اور دعا میں سائے وقت کا ختم کر دینا مسنون ہے، کیونکہ مغیرہ بن شعبہ سے مروی ہے،

روى عن مغيرة ابن شعبه انه عليه السلام قال ان الشمس والقمر ايتان من ايت الله تعالى لا ينكسفان لسوت احد ولا لحياته فاذا رايتموها فادعوا الله تعالى حتى تنجلي الشمس۔

کہ نبی علیہ السلام نے فرمایا کہ سورج اور چاند اللہ تعالیٰ کی نشانیوں میں سے ہیں۔ کسی کی موت سے ان گھن نہیں لگتا، اور نہ کسی کی جان سے جب تم اس کو دیکھو، تو اللہ تعالیٰ سے دعا کرتے اور نماز پڑھتے رہو، یہاں تک کہ سورج صاف ہو جائے۔

یہ حدیث نماز اور دعا میں برے وقت کو ختم کر دینے کا فائدہ دیتی ہے۔ پس اگر ایک میں تخفیف کرے تو دوسری میں بڑھائے۔ اور نماز کے بعد دعا کرتا رہے۔ یہاں تک کہ سورج صاف ہو جائے۔

کیونکہ دعاؤں کو نماز سے مؤخر کرنا مسنون ہے۔ پھر امام کو دعائیں اختیار ہے چاہے قبلہ رخ بیٹھ کر دعا مانگے، اور چاہے کھڑا ہو کر لوگوں کی طرف اپنا منہ کر کے یا رو بہ قبلہ ہو کر دعا مانگے، اور لوگ ہر حال قبلہ رخ بیٹھے رہیں۔

اور اگر امام جمعہ موجود نہ ہو، تو لوگ علیحدہ علیحدہ پڑھیں، چاہیں دو رکعت، چاہیں چار رکعت۔ کیونکہ یہ نماز نفل ہے۔ اور نوافل میں اصل یہی ہے۔

اور ایسے ہی چاند گرہن میں لوگ جدا جدا نماز پڑھیں۔ اور اس میں جماعت نہیں ہے۔ کیونکہ رات کے وقت آدمیوں کا جمع کرنا دشوار ہے، اور بعضے وقت فتنہ کا سبب ہو جاتا ہے۔ بلکہ ہر ایک خود نماز پڑھ لے۔

ایسے ہی ستاروں کے ٹوٹنے میں اور ان کی خوفناک روشنی میں، اور دن کو خوفناک اندھیری میں اور تند آندھیلوں اور برابری کی بادش اور بجلی کے گرنے اور بھونچال اور بیماریوں کی کثرت اور دشمن کے سخت خوف میں، اس کے سوا اور ہونا ک باتوں میں ہر ایک خود جدا جدا نماز پڑھے۔

اور اس ارشاد نبی علیہ السلام کے عام ہونے کی وجہ سے کہ جب تم یہ خوفناک باتیں دیکھو تو ذکر نماز شروع کر دو کیونکہ یہ سب خوف کے علامات ہیں، جن سے اللہ تعالیٰ اپنے بندوں کو ڈراتا ہے۔ جیسا کہ اللہ تعالیٰ نے فرمایا ہے:

وَمَا نُرْسِلُ بِالْآيَاتِ إِلَّا تَخْوِيفًا۔ اور نہیں بھیجتے ہیں ہم علامات کو مگر ڈرانے کے لئے۔

اور حدیث شریف میں آیا ہے:

انہ علیہ السلام قال هذه الايات التي يرسل الله تعالى بها لتكون لموت احد ولاحياته ولكن يخوف بها عباده فاذا دأبتم شيئا من ذلك فافزعوا الى ذكر الله تعالى ودعائه واستغفاره۔

نبی علیہ السلام نے فرمایا کہ یہ نشانیاں جن کو اللہ تعالیٰ بھیجتا ہے، کسی کی موت سے نہیں ہوتیں، اور نہ کسی کی حیات سے۔ بلکہ اپنے بندوں کو اس سے ڈرانا ہے، پس جب تم ان میں کوئی بات دیکھو تو ڈر کر خدا کی یاد اور اس سے دعا اور استغفار کرو۔

اور ایک حدیث میں ہے۔

انه عليه الصلوة والسلام قال ان الشمس والقمر آيتان من آيات الله تعالى لا يخسفان لموت احد ولا لحياته فاذا دأبتمو من ذلك شيئا فادعوا الله وكبروا وصلوا وتصدقوا فان كل خير في مثل هذه الاحوال والافزع ما موربه لكون الخيرات دافعة للمبليات

کہ نبی علیہ السلام نے فرمایا، بیشک سورج اور چاند اللہ تعالیٰ کی نشانیاں ہیں۔ وہ کسی کی موت سے ان کو گہن نہیں لگتا، اور نہ کسی کی حیات سے پس جب تم اس کو دیکھو تو اللہ تعالیٰ سے دعا مانگو اور اللہ اکبر کہو، اور نماز پڑھو، اور خیرات کرو۔ کیونکہ ہر ایک نیک کام ان ہوناک اور خوفناک باتوں میں مامور ہے۔ اس لئے کہ نیک کام آفتوں کو دور کرتے ہیں۔

وروی عن ابن عمر انه عليه السلام كان اذا سمع صوت الرعد و الصواعق يقول اللهم لا تقتلنا بغضبك ولا تهلكنا بعذابك و عافنا قبل ذلك

اور ابن عمر سے مروی ہے کہ نبی علیہ السلام جب گرج اور بجلیوں کی آواز سننے تو کہتے تھے! ہم کو اپنے غضب سے مت قتل کر اور اپنے عذاب سے مت ہلاک کر اور ہم کو اس سے پہلے عافیت عطا فرما۔

وروی عن عائشه انه عليه السلام كان اذا بعصر صحابا ترك عمله واستقبله وقال اللهم واني اعوذ بك من شر ما فيه فان كشفه

اللہ تعالیٰ حمد اللہ تعالیٰ و ان مطر قال اللہ وسقیا نافعاً

اور حضرت عائشہ سے روایت ہے کہ نبی علیہ السلام جب ابرد بکھتے تو اپنا کام چھوڑ دیتے اور اس کی طرف متوجہ ہو جاتے، اور یہ فرماتے کہ الہی! میں تیری پناہ لیتا ہوں، اس برائی سے جو اس میں ہے۔ پھر اگر اللہ تعالیٰ اس کو کھول دینا، تو اللہ تعالیٰ کی حمد کرتے۔ اور اگر برستا تو یہ فرماتے کہ الہی! بارش سیرانی اور بہرہ مند دیکھو۔

وروی عن عائشة ایضا انه علیہ السلام کان اذا عصفت الريح قال اللهم انی اسئلك خیرها وخیر ما فیہا وخیر ما ارسلت بہ و اعوذ بک من شرہا و شر ما فیہا و شر ما ارسلت بہا۔

اور حضرت عائشہ سے یہ بھی مروی ہے کہ جب تند ہوا چلتی تو نبی علیہ السلام کہا کرتے تھے، یا اللہ! میں تجھ سے اس کی بھلائی مانگتا ہوں۔ اور اس کی بھلائی جو اس کے اندر ہے، اور اس کی بھلائی جس کے لئے بھیجی گئی ہے۔ اور تیری پناہ مانگتا ہوں اس کی برائی سے، اور اس کی برائی سے، جو اس کی برائی سے، جو اس کے اندر ہے، اور اس کی برائی سے جس کے لئے یہ بھیجی گئی ہے۔

وروی عن ابن عباس ان رجلاً لعن الريح عند النبی علیہ السلام فقال له النبی علیہ السلام لا تلعن الريح فانہا مأمورة و انه من لعن شیئاً لیس له باہل رجعت اللعنة علیہ۔

اور ابن عباس سے روایت ہے کہ ایک شخص نے نبی علیہ السلام کے رو برو ہوا پر لعنت کی۔ تب نبی علیہ السلام نے فرمایا، ہوا پر مت لعنت کر۔ کیونکہ وہ مامور ہے۔ اور جو شخص ایسی چیز کو لعنت کرتا ہے کہ اس کے لائق نہیں، تو وہ لعنت اسی پر لوٹ کر آتی ہے۔

وروی عن ابی ہریرۃ انه علیہ السلام قال الريح من روح

اللہ تانی بالرحمة وبالعذاب فلا تسبوا اللہ خبرھا و
اعوذاً من شرھا۔

ابو ہریرہ سے روایت ہے کہ نبی علیہ السلام نے فرمایا، ہوا اللہ کی مہربانی ہے کہ کبھی رحمت لاتی
ہے کبھی عذاب۔ سو اس کو برا نہ کہو اور اللہ تعالیٰ سے اس کی بھلائی طلب کرو۔ اور اس
کے شر سے پناہ مانگو۔

یعنی ہوا ان چیزوں میں سے ہے جو خدا کی طرف سے آتی ہے، جیسے مینہ اور سردی طاف
گرمی اور علاوہ اس کے کہ کبھی رحمت کے واسطے آتی ہے۔ اور کبھی عذاب کے لئے۔ تو جب
اس کا آنا اللہ تعالیٰ کے حکم سے ہوا، تو کسی ضرر پہنچنے سے اس کو برا کہنا جائز نہیں بلکہ جس
میں اس کا وہم ہے۔ اس کے بارے میں بندوں کا طریق اللہ تعالیٰ کی طرف البتہ کرنا ہے۔ اور
اس کی رسی کو مضبوط پکڑنا ہے۔ اور اس کے شر سے جو اس کے اندر ہے، خدا کی پناہ
مانگنا جیسا کہ،

روی عن ابی بن کعب قال لا تسبوا الريح فاذا راينعوما تكروهاون
فقلوا اللهم انا نسئلك خبر هذه الريح وخبر ما فيها وخبر ما
امرت به ونعوذ بك من شر هذه الريح وشر ما فيها وشر ما
امرت به ۛ

ابی بن کعب سے روایت ہے، کہ نبی علیہ السلام نے فرمایا، ہوا کو برا مت کہو۔ پس
جب ایسی چیز دیکھو جو تم پسند نہیں کرتے تو یہ کہو کہ الہی! ہم تجھ سے ہوا کی خوبی مانگتے
ہیں اور خوبی اس کی جو اس کے اندر ہے اور خوبی اس کی، جس کا اس کو حکم ہے۔ اور اس
ہوا سے تیری پناہ مانگتے ہیں۔ اور اس برائی سے جو اس کے اندر ہے۔ اور اس برائی سے جس
کا اس کو حکم ہے۔ اور اسی طرح جو کوئی کہیں منزل کرے، تو اللہ تعالیٰ سے پناہ مانگے۔

روی انه عليه السلام قال من نزل منزلا فقال اعوذ بکلمات اللہ

التامة من شر ما خلق لو بضره شیء حتی یرتحل منه منزلا اخر
وردی عن ابن عباس انه علیه السلام کان یقول عند الکرب لا اله
الا الله رب العرش العظیم، لا اله الا الله رب السموات السبع ورب
الارض ورب العرش الکبریٰ.

کہ نبی علیہ السلام نے فرمایا، جو کوئی کسی منزل میں اترے اور یہ کہے کہ میں پناہ لیتا ہوں
اللہ تعالیٰ کے کامل کلمات کے اس کی برائی سے، جس کو خدا نے پیدا کیا، تو اس کو کوئی ضرر
نہیں ہوتا، یہاں تک کہ وہاں سے چل کر دوسرا مکان بدلے۔ اور ابن عباس سے روایت
ہے کہ نبی علیہ السلام سختی کے وقت فرمایا کرتے تھے، نہیں کوئی معبود سوائے اللہ عظیم ہر در
کے، نہیں کوئی معبود سوائے اللہ پروردگار عرش بزرگ کے، نہیں کوئی معبود سوائے اللہ
تعالیٰ پروردگار سالوں آسمانوں کے۔ اور پروردگار زمین اور پروردگار عرش بزرگوں کے۔
اس حدیث سے معلوم ہوا کہ اللہ تعالیٰ اور اس کے بزرگ اوصاف کا ذکر کرنا عقوبت
کے دور ہونے کا سبب ہے۔

وقد روی انه علیه السلام قال الا اخبرک بشیء اذا نزل بصر
کرب او بلاء فدعا به فوج الله تعالیٰ عنه قیل بلی یا رسول الله قال
دعا ذی النون لا اله الا انت سبحانک انی کنت من الظالمین فاستجبنا
له ونجینہ من الغم وحکمتک تنجی المومنین۔

اور روایت ہے کہ نبی علیہ السلام نے فرمایا کہ میں تم کو ایسی دعا بتا دوں کہ جب تم پر
کوئی سختی یا بلا آئے، پھر وہ دعا پڑھے، تو اللہ تعالیٰ اس سے کشائش دے گا، عرض کیا
گیا، کیوں نہیں یا رسول اللہ! فرمایا ذی النون کی دعا، کوئی معبود نہیں سوائے تیرے، تو
بے عیب ہے۔ میں ہوں گنہ گاروں سے، پھر سن لی ہم نے اس کی پکار، اور بچا دیا، اس
کو غم سے۔ اور یوں ہی ہم نجات دیتے ہیں ایمان والوں کو۔

وَدَعَىٰ أَنَّهُ عَلَيْهِ السَّلَامُ قَالَ مَا مِنْ مَكْرُوبٍ يَدْعُو بِهَذَا الدُّعَاءِ إِلَّا
اسْتَجِيبَ لَهُ۔ راور روایت ہے کہ نبی علیہ السلام نے فرمایا، نہیں کوئی مصیبت زدہ
جو یہ دعا پڑھے، مگر قبول ہی ہوئی۔

یَسْرِنَا اللَّهُ تَعَالَى دَعْوَةً مُسْتَجَابَةً بِلُطْفِهِ وَكَرَمِهِ۔ اَللّٰہی! ہم پر دعائے
مستجاب اپنے لطف و کرم سے آسان کیجیو۔

استغفار کا طریقہ

ہر ایک مسلمان خصوصاً طالب اللہ کے لئے معتبر کتابوں سے سنت نبوی علیہ الصلوٰۃ
والسلام کے مطابق مرقوم کیا جاتا ہے۔ کیونکہ ہمارے رسول حضرت محمد مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وآلہ
اصحابہ وسلم کو فرقان حمید میں یہ بشارت دے دی تھی کہ اے محمد! میں نے تم کو معصوم پیدا
کیا ہے۔ مگر باوجود معصوم ہونے کے جو گناہ ماضی یا آئندہ برسوں میں ہوں گے ان
کو میں نے بخش دیا ہے۔

ماضی اور آئندہ گناہ کے بارے میں مفسرین نے اسی طرح سے بیان کیا ہے، کہ تبلیغ رسانی
کی کوتاہی اگر کسی قسم کی قسم سے سابقہ یا آئندہ زمانہ میں ہوگی، تو میں نے معاف کر دی ہے۔ اس
واسطے ہمارے رسول حضرت محمد مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم دن رات میں سو بار استغفار دائمی
مکرتے تھے۔

خیر اس میں مفسرین کی گفتگو در طول طویل ہے۔ اور خداوند کریم نے فرقان حمید میں
اس طرح سے فرمایا ہے،

يَا أَيُّهَا الَّذِينَ آمَنُوا تَوْبَةٌ إِلَى اللَّهِ تَوْبَةٌ نَصُوحًا

اور یہ خطاب استغفار کی نسبت خاص مومنین کے واسطے ہے۔ اسی واسطے مختصر
استغفار کا طریقہ ہر ایک مسلمان اہل دینی کے لئے تحریر کیا جاتا ہے، حسباً کہ حسب

ذیل ہے۔ مگر غالب استغفار کنندہ کو چاہیے کہ وظیفہ ہذا کو ہفت عصر بروز سہ شنبہ یعنی منگل دار کی عصر کے وقت کسی تنہا یا پاکیزہ جگہ میں بیٹھ کر حضور قلبی رجوعات روحانی سے اپنے ماضی کے گناہوں کو مد نظر رکھ کر شروع کرے۔ اور اول و آخر درود شریف یا زدہ بار پڑھے۔ پھر بروز دوشنبہ یعنی سوموار کے دن عصر کے وقت اخیر منزل کو ختم کر کے اپنے صغیرہ و کبیرہ گناہوں ماضی و آئندہ کے لئے بخشش اپنے پروردگار سے مانگے۔ اور ہر ایک حاجات کے لئے خشوع و خضوع سے دعا کرے۔

امید ہے کہ انشاء اللہ تعالیٰ بفضل خود استغفار کنندہ کے لئے دریائے رحمت بہ پائے سے اس کی زمین پشمرہ رنگارخورد کے لئے باران کا نازل کرے گا۔ آمین یا رب العالمین۔

منزل اول

منزل اول بروز سہ شنبہ یعنی منگل دار کے دن عصر کے وقت شروع کرنی چاہئے۔

أَسْتَغْفِرُ اللَّهَ دَبَّ الْإِنْسِ وَالْجَانِ

أَعُوذُ بِاللَّهِ مِنْ نَفْسِي وَشَيْطَانِي

میں مغفرت چاہتا ہوں اللہ سے، جو رب ہے انسانوں کا اور جنوں۔ میں پناہ مانگتا ہوں ساتھ اللہ کے اپنے نفس اور اپنے شیطان سے۔

أَسْتَغْفِرُ اللَّهَ يَا سَمِيعُ اللَّهُ مُبْتَدِي

نَبْرًا يَا سَمِيعُ مِنَ الْفَضْلِ أَعْنَانِي

میں مغفرت چاہتا ہوں اللہ سے ساتھ نام اللہ کے برکت کے لئے جو میرے لئے جائے شروع ہے۔ واسطے تبرک کے ساتھ نام اس ذات جس نے اپنے فضل سے مجھے غنی کر دیا۔

أَسْتَغْفِرُ اللَّهَ رَحْمَانًا بِنَا أَبَدًا

فَرَحْمَةً اللَّهُ عَمَّتْ كُلَّ إِنْسَانٍ

مغفرت چاہتا ہوں اللہ سے جو کہ ہم تمام پر رحم کرنے والا ہے اس لئے کہ اللہ

کی رحمت شامل ہے ہر انسان کو۔

اَسْتَغْفِرُ اللّٰهَ مَوْلَا نَا الرَّحِيْمُوْنَ
بَلْ اَرْحَمُ النَّاسِ مِنْ اُمِّ الْوَلَدَانِ

مغفرت چاہتا ہوں اللہ سے جو ہمارا مولا ہے ہم پر مہربان ہے بلکہ تمام لوگوں پر زیادہ
رحم کرنے والا ہے، بہ نسبت ماں کے جو اپنے بچوں پر رحم کرتی ہے۔

اَسْتَغْفِرُ اللّٰهَ مَوْلَا نَا الْعَظِيْمُوْنَ
اَلْحَيُّ لَا غَيْرُهُ الْقَبُوْمُ ذَا الشَّانِ

مغفرت چاہتا ہوں خدا سے جو ہمارا مولا عظمت والا ہے۔ زندہ ہے۔ نہ اس کے سوا کوئی
جو تدبیر خلق میں زماہ قیام کرنے والا ہے، اور بے مثل شان والا ہے۔

اَسْتَغْفِرُ اللّٰهَ مَوْصُوْلَ الْمَتَابِ بِهٖ
مَتَابٌ عَبْدٌ مُّسِيءٌ مُّسْرِفٌ جَانِي

مغفرت چاہتا ہوں اللہ سے جس کے پاس بندوں کی توبہ پہنچائی جاتی ہے، جو جائے
رجوع ہے بندہ گنہگار، اسراف کرنے والا معصیت کار کا۔

اَسْتَغْفِرُ اللّٰهَ تَحْلُوْا الْبَاقِيَّاتُ بِهٖ
الصَّالِحَاتُ فَهِيَ رَوْحِيْ وَرَيْحَانِيْ

مغفرت چاہتا ہوں اللہ سے کہ شہریں ہیں باقیات صالحات توجہ اس کی سے، جو
پس وہ میری روح استراحت اور میرا رزاق وسیع ہیں اور میرے رب کا نام ہیں۔

اَسْتَغْفِرُ اللّٰهَ مَا شِئْتُ بِسَبْحَةِ
مُبَيَّنَاتٍ دِيْنِيْ الَّذِيْ بِالْخَيْرِ رَبَّائِيْ

مغفرت چاہتا ہوں اللہ سے جس کے لائق کوئی چیز تسبیح نہیں کر سکتی۔ پاک ہے میرا رب
جس نے تربیت اور تعلیم مجھے خیر کی کی۔

اَسْتَغْفِرُ اللّٰهَ مَا الْمَخْلُوْقُ بِحَمْدِهِ

الْحَمْدُ لِلّٰهِ فِيْ يَسْرُوْا فِيْ حُرُوْفَانِ

مغفرت چاہتا ہوں اللہ سے جب تک کہ مخلوق اس کی حمد کرے۔ تمام حمد اللہ کے لئے ہے ہماری غنا اور فقر میں۔

اَسْتَغْفِرُ اللّٰهَ مَا خَلَقَ يُوحِدُهُ

اِذْ لَا اِلٰهَ سِوٰى رَبِّىْ وَ دَيَّانِ

مغفرت چاہتا ہوں خدا سے جب تک مخلوق اس کی توحید بیان کرے۔ اس لئے کہ نہیں مستحق عبادت کا سوائے میرے رب اور پورے جزا دینے والے کے۔

اَسْتَغْفِرُ اللّٰهَ مَا عَبْدٌ يُّكْبِرُهُ

اللّٰهُ اَكْبَرُ فَرْدًا مَّالَهُ تَاْكُفٍ

مغفرت چاہتا ہوں خدا سے جب تک بندہ اس کی بڑائی بیان کرے۔ اللہ سب سے بڑا ہے، بکنا ہے، بے نظیر ہے۔

اَسْتَغْفِرُ اللّٰهَ مَا يَتْلٰى اِسْمُ سَيِّدِنَا

مُحَمَّدٌ سَيِّدِ الْفَا ضِلٰى مَعَ الدَّائِي

مغفرت چاہتا ہوں خدا سے جب تک تلاوت کیا جاوے نام مبارک ہمارے سردار محمدؐ کا جو سردار اعلیٰ اور ادنیٰ کے ہیں۔

اَسْتَغْفِرُ اللّٰهَ وَاَبْعَثْ رَبَّنَا كَرَمًا

اَذْكٰى الصَّلٰوَةِ عَلَيْهِ طَوْلَ اَزْمَانِ

مغفرت چاہتا ہوں خدا سے، اور بھیج ہمارے رب اپنے کرم سے نہایت پاکیزہ اور افضل رحمت ان پر تمام زمانہ میں۔

اَسْتَغْفِرُ اللّٰهَ وَاْمُنْ بِالسَّلَامِ لَهٗ

يَا رَبِّ مَعَ بَرَكَاتٍ وَامْنُحْ عِصْيَانِي

مغفرت چاہتا ہوں خدا سے اور احسان کر ساتھ ان کی سلامتی کے، اے میرے رب
مع برکات کے اور مٹا میرے گناہوں کو۔

أَسْتَغْفِرُ اللَّهَ وَأُمنِّحُ لَهُ بِرَحْمَتِي

وَالْمُؤْمِنِينَ تَغْفِدُ لَهُمْ بِرَحْمَتِهِ

مغفرت چاہتا ہوں خدا سے اور بخشش اس کی اولاد کو خوشنودی، اور مومنین کو چھپا
اپنی خوشنودی سے۔

أَسْتَغْفِرُ اللَّهَ مَا عَبَدْتُ وَمَا أَمَرْتُ

يَسْتَغْفِرُ وَاللَّهُ يَرْجُو أَنِّي لَعَفْوَابٍ

مغفرت چاہتا ہوں خدا سے، جب تک عبد اور امر مغفرت خدا سے چاہیں، مغفرت کے
حصول کی امید کرنے ہوئے۔

أَسْتَغْفِرُ اللَّهَ حَنَانًا وَذَامِنًا

إِنِّي أَسْتَغْفِرُ بِحَنَانٍ وَذَمَانٍ

مغفرت چاہتا ہوں خدا سے جو بخشش اور احسان کرنے والے ہے۔ بے شک
میرے خیر چاہا بخشش اور احسان کرنے والے ہے۔

أَسْتَغْفِرُ اللَّهَ سَوْجُودًا ذَا قَدَمٍ

لَهُ الْبَقَاءُ ذِكْرٌ دُونَكَ فَنَابٍ

مغفرت چاہتا ہوں خدا سے، جو موجود اور قدیم ہے۔ اس کے لئے بقا ہے، اور
اس کے اسوا ہر ایک فانی ہے۔

أَسْتَغْفِرُ اللَّهَ مَا اللَّهُ مِنْ صِفَةٍ

حَقَّتْ عَلَى النَّاسِ مِنْ أُنْثَى وَذَكَرٍ

مغفرت چاہتا ہوں خدا سے، نہیں اللہ کی کوئی صفت ثابت انسان مؤنث اور مذکر کے لئے۔

اَسْتَغْفِرُ اللّٰهَ مَا دَامَ الْوَجُودُ لَهُ
وَمِثْلُهُ قَدَمٌ لِلْسَّائِمِ الدَّائِي

مغفرت چاہتا ہوں خدا سے جب تک وجود اس کے لئے ہے۔ اور مثل وجود کے قدم ہے واسطے دائم ذاتی کے۔

اَسْتَغْفِرُ اللّٰهَ مَا دَامَ الْبَقَاءُ لَهُ
كَذَا مُخَالَفَةُ لِلْحَادِثِ الْفَائِي

مغفرت چاہتا ہوں خدا سے جب تک بقا اس کے لئے ہے۔ ایسے ہی مخالف بقا کا واسطے حادث فنا ہونے والے کے۔

اَسْتَغْفِرُ اللّٰهَ مَا دَامَ الْقِيَامُ لَهُ
بِالنَّفْسِ فَهُوَ اِذَا فِي الْمُلْكِ وَحْدَانِ

مغفرت چاہتا ہوں خدا سے جب تک اس کے لئے نفس میں قیام ہے، اس لئے کہ اس وقت وہ ملک میں یکتا ہے۔

اَسْتَغْفِرُ اللّٰهَ رَبِّيْ دَوْمَ قُدْرَتِهِ
بِلَا تَعَدُّدٍ كَالْبَاقِي بِاتِّفَاقٍ

مغفرت چاہتا ہوں خدا سے جو میرا یارب ہے کہ اس کی قدرت بے شمار، بڑا درخت مثل باقی با استحکام کے ہے۔

اَسْتَغْفِرُ اللّٰهَ رَبِّيْ دَوْمَ وَحْدَانِيَّةِ
فِي الذَّاتِ مَعَ صِفَةٍ وَالْفِعْلِ فِي اَنْ

مغفرت چاہتا ہوں خدا سے جو میرا یارب ہے کہ بڑا درخت اس کی یکتائی

ذاتی اور صفتی اور ان میں فعل کا ثابت ہے۔

اَسْتَغْفِرُ اللّٰهَ مَا دَامَتْ اِرَادَتُهُ
لَهُ الْاِرَادَةُ فِيْ اِعْطَايَ وَحِرْمَانِ

مغفرت چاہتا ہوں، خدا سے، جب تک اس کا ارادہ یعنی اس کے لئے ارادہ ہے،
دینے اور محروم کرنے کا۔

اَسْتَغْفِرُ اللّٰهَ دَوْمُ الْعِلْمِ فِيْ مَدَدِ
مَعَ الْحَيَاتِ بِلَا مَوْتٍ وَفَقْدَانِ

مغفرت چاہتا ہوں خدا سے کہ جس کے علم کا بڑا درخت زیادتی میں ہے مع اس کی
زندگی بلا موت و بغیر کمی واقع ہونے کے۔

اَسْتَغْفِرُ اللّٰهَ دَوْمُ السَّمْعِ مَعَ بَصَرِ
كَذَا الْكَلَامِ اَنِّيْ فِيْ نَصْرِ قُرْآنِ

مغفرت چاہتا ہوں خدا سے، جس کی سماعت اور بینائی کا درخت بڑا ثابت ہے۔
ایسے ہی اس کا کلام آیا نص قرآن میں۔

اَسْتَغْفِرُ اللّٰهَ كَوْنُ اللّٰهِ سَيِّدَنَا
ذَا قُدْرَةِ مُرِيدَا عَالِمًا شَانِي

مغفرت چاہتا ہوں خدا سے، جس کا ہمارا سر دار ہونا قدرت والا اور ارادہ والا
اور ہمارے حال کا جاننے والا ثابت ہے۔

اَسْتَغْفِرُ اللّٰهَ كَوْنُ اللّٰهِ ذَا بَصَرِ
وَذَا حَيَاةٍ ذَا سَمْعٍ وَ سُلْطَانِ

مغفرت چاہتا ہوں خدا سے، جس کا صاحب بینائی اور صاحب زندگی اور سماعت
اور غلبہ والا ہونا ثابت ہے۔

أَسْتَغْفِرُ اللَّهَ كَوْنُ اللَّهِ سَيِّدَنَا
مُتَكَلِّمًا لَا بِالْفَاظِ وَالْحَسَابِ

مغفرت چاہتا ہوں خدا سے جس کا سردار کلام کرنے والا ہونا ثابت ہے، نہ ساتھ
الفاظ اور خوش آواز کے۔

أَسْتَغْفِرُ اللَّهَ لَيْسَ اللَّهُ فِي جِهَةٍ
وَلَا مَكَانٍ وَلَا مَادِي وَبَيْنَاتٍ

مغفرت چاہتا ہوں خدا سے کہ نہیں ہے خدا کسی جہت میں اور نہ مکان میں، اور نہ
جلے پناہ میں اور نہ دیواروں کے اندر۔

أَسْتَغْفِرُ اللَّهَ لَا شَيْءٌ يُشَابِهُهُ
وَلَا يُخَيَّلُ فِي عَقْلِ لَا نَسَابِ

مغفرت چاہتا ہوں خدا سے کہ جس کے مشابہہ کوئی چیز نہیں ہے۔ اور نہ ہی وہ
کسی انسان کے عقل میں آسکتا ہے۔

أَسْتَغْفِرُ اللَّهَ مِنْ كُلِّ الْكَالِ لَهُ
وَيَسْتَحِيلُ عَلَيْهِ كُلُّ نَقْصَانٍ

مغفرت چاہتا ہوں خدا سے کہ جس کے لئے کل کمال ہے۔ اور ہر قسم کا نقصان
اس پر محال اور ناممکن ہے۔

أَسْتَغْفِرُ اللَّهَ مَا دَامَ الْجَوَازُ لَهُ
فِي الْفِعْلِ وَالتَّرَكِّ مِنْ فَقْدٍ وَوَجْدَانِ

مغفرت چاہتا ہوں خدا سے جب تک اس کے لئے امکان ہے فعل اور ترک کا، یعنی
گم کر دینے کا یا پالنے کا۔

أَسْتَغْفِرُ اللَّهَ مَا بِالْمُمَكِّنَاتِ كَذَا

إِرَادَةً وَهُوَ تَجِيزِي حِكَايَاتِ

مغفرت چاہتا ہوں خدا سے جب تک ایسے ہے یعنی مثل قدرت کے ارادہ متعلق ہے، اور وہ میری استغفار کی تنجیز ہے جیسا کہ تنجیز ایمان کی۔

أَسْتَغْفِرُ اللَّهَ مَا بِالْوَاجِبَاتِ لَهُ

تَعَلَّقَ الْعِلْمُ كَالرَّحْمَنِ وَحَدَّانِ

مغفرت چاہتا ہوں خدا سے جب تک اس کی صفات واجبہ کے ساتھ علم متعلق ہے، جیسا کہ صفت رحمان یعنی یہ غیر صفات واجبہ کے ہے صفات یکتا۔

أَسْتَغْفِرُ اللَّهَ مَا بِالْجَائِزَاتِ حَكَا

تَعَلَّقَ الْعِلْمُ كَالِابْقَاءِ وَفُقْدَانِي

مغفرت چاہتا ہوں خدا سے، جب تک ساتھ ممکنات کے ایسے ہے یعنی مثل متعلق علم صفات واجبہ کے علم متعلق ہے جیسا کہ ابقا اور فقدان کو تعلق بالممکنات ہے۔

أَسْتَغْفِرُ اللَّهَ مَا بِالْمُسْتَجِبِلِ لَقَدْ

تَعَلَّقَ الْعِلْمُ كَالْأُنْثَى لِلرَّحْمَنِ

مغفرت چاہتا ہوں خدا سے، جب تک ساتھ مستجیل کے علم متعلق ہے، جیسا کہ مؤنث مستجیل ہے واسطے رحمان کے۔

أَسْتَغْفِرُ اللَّهَ مَا أَنْفَكَ التَّعَلُّقُ عَنْ

حَيَاتِ رَبِّ الْبَرَايَا حَكَا الْأَحْيَانِ

مغفرت چاہتا ہوں خدا سے یعنی علم خدا کا حیات رب البرایا جس حال میں کہ نہیں خدا تعلق علم کا حیات تمام مخلوق کے رب سے تمام زمانہ کے ساتھ ہمیشہ متعلق۔ کیونکہ رب البرایا ہمیشہ زندہ ہے۔

نہ اشارہ ہے طرف خَلْقِ السَّمَوَاتِ بِغَيْرِ عِدَاةٍ وَلَئِنْ سَأَلْتُمْ مَنْ خَلَقَ السَّمَوَاتِ وَالْأَرْضَ

مہزل و مہروز چہار شنبہ

أَسْتَغْفِرُ اللَّهَ مَا سَمِعْتُ وَمَا بَصَرْتُ
تَعَلَّقًا بِعِزِّ الْمَوْجُودِ فِي الْآنِ

مغفرت چاہتا ہوں خدا سے جب تک کان اور آنکھ متعلق ہیں ساتھ نکرہ موجود
فی الآن کے

أَسْتَغْفِرُ اللَّهَ مَا دَامَ الْكَلَامُ لَهُ
تَعَلَّقَ الْعِلْمُ لَوْ يَوْصَفُ بِعِرْفَانِ

مغفرت چاہتا ہوں خدا سے، جب تک اس کے لئے کلام ہے۔ اور تعلق ہے
علم اس سے بلا اس کے کہ کیا موصوف کیا جاوے ساتھ پہچانے جانے کے۔

أَسْتَغْفِرُ اللَّهَ لَا يَقْضِي انْتِهَاءُ كَمَا
لَا مُنْتَهَى لِبَقَاءِ مَنْ دُونَهُ فَانِي

مغفرت چاہتا ہوں خدا کی اس کی انتہا تک حکم نہیں کیا جاتا، جب تمہیں ہی منتہی
اس کی بقا کے واسطے، اس کے فانی ہیں۔

أَسْتَغْفِرُ اللَّهَ مَوْلَانَا وَسَيِّدَنَا
مَا أَبْرَزَتْ قُدْرَةُ الْخَلْقِ مِنْ شَأْنِ

مغفرت چاہتا ہوں خدا سے، جو میرا مولیٰ اور سرور ہے، جب تک خلاق کی قدرت
ظاہر کرے کوئی حال۔

أَسْتَغْفِرُ اللَّهَ عَدَّ الْكَائِنَاتِ وَمَا
وَمَا إِرَادَةُ خُصِّصَتْ مِنْ أَمْرِ رَحْمَانِ

مغفرت چاہتا ہوں خدا سے شمار موجودات کے اور شمار اس چیز کے کہ ارادہ خاص کی
گیا ساتھ اس کے اور رحمان کے

أَسْتَغْفِرُ اللَّهَ تَعْدَادَ الصِّفَاتِ وَمَا

أَخَاطَهُ الْعِلْمُ مِنْ سِرٍّ وَاعْلَانٍ

مغفرت چاہتا ہوں خدا سے شمار صفات کے اور شمار اس چیز کے، جس کو گھیر اس
کے علم نے پوشیدہ اور ظاہر سے۔

أَسْتَغْفِرُ اللَّهَ وَسَمِعَ السَّمْعَ مَعَ بَصَرٍ

مِنْ كُلِّ شَيْءٍ كَأَصْوَابٍ وَالْأُتُوبِ

مغفرت چاہتا ہوں خدا سے بقدر طاقت اور مقدور سمعہ و بصر کے ہر شے سے،
جیسے آوازیں اور انواع رنگ کے۔

أَسْتَغْفِرُ اللَّهَ تَعْدَادَ الْكَمَالِ كَذَا

عَدَّ الْحِكْمَ كَمَا فِي أَمْرِ الْقُتَمَانَ

مغفرت چاہتا ہوں خدا سے شمار کمال کی، ابے ہی شمار کلام کے جیسا کہ آیتوں سے
لقمان میں ہے۔

أَسْتَغْفِرُ اللَّهَ عَدَّ الْفِعْلِ مَعَ نِعَمٍ

لَا مُنْتَهَى لَهُمَا مِنْ غَيْرِ كُفْرَانٍ

مغفرت چاہتا ہوں خدا سے شمار فعل کے مدد شمار نعمتوں کے، نہیں ہے منتہی و نزل
کے بلا انکار کے۔

أَسْتَغْفِرُ اللَّهَ مَا دَامَ الدَّلِيلُ عَلَى

وَجُودِ رَبِّي حَدُوثَ الْعَالَمِ الْفَانِي

مغفرت چاہتا ہوں خدا سے جب تک دلیل میرے رب کے وجود پر عالم فانی

کا حدوث ہے۔

أَسْتَغْفِرُ اللَّهَ مَا قَامَ الدَّلِيلُ عَلَى
بَقَاءِ رَبِّي فَنَاءَ خَلْقِي وَ أَكْوَابِ

مغفرت چاہتا ہوں خدا سے جب تک دلیل قائم ہے ابرے رب کی بقا پر مخلوق
اور موجودات کا فنا ہونا۔

أَسْتَغْفِرُ اللَّهَ مَا جَاءَ الدَّلِيلُ لَنَا
فِي قُدْرَةِ اللَّهِ رَبِّي خَلَقَ إِنْسَانَ

مغفرت چاہتا ہوں خدا سے جب تک دلیل ہمارے لئے ہے اللہ کی قدرت پر
جو میرا رب ہے۔ قدرت پر انسان کا پیدا کیا جانا۔

أَسْتَغْفِرُ اللَّهَ مَا كَانَ الدَّلِيلُ عَلَى
بَاقِي الصِّفَاتِ كِتَابُ اللَّهِ ذُو الشَّانِ

مغفرت چاہتا ہوں خدا سے جب تک دلیل ہے باقی صفات پر اللہ ذی شان کی کتاب۔

أَسْتَغْفِرُ اللَّهَ مَا أَسْمَاءُ ذُكِرَتْ
وَكُلُّ أَسْمَاءٍ بِهِ حُسْنَى بِتَبْيَانِ

مغفرت چاہتا ہوں خدا سے جب تک اس کے ناموں کا ذکر کیا جاتا ہے اور
کل نام اس کے حسنی ہیں ساتھ تبیان کے۔

أَسْتَغْفِرُ اللَّهَ مَا بِالرُّسُلِ مِنْ صِفَةٍ
حَقَّتْ عَلَيْهِمْ فَإِنَّا أَهْلُ الْإِيمَانِ

مغفرت چاہتا ہوں خدا سے جب تک ساتھ رسولوں کے کوئی صفت ہے جو ثابت

۱۲ اشارہ ہے طرف آیت وَ لِلَّهِ الْأَسْمَاءُ الْحُسْنَى فَادْعُوهُ بِهَا کے

ہوئی ہمارے نزدیک پھر ہم اہل اسلام اس کے ہیں۔

أَسْتَغْفِرُ اللَّهَ مَا دَامَتْ أَمَانَتُهُمْ
وَصِدْقُهُمْ مَعَ تَبْلِيغِ بَيْرُهَا

مغفرت چاہتا ہوں خدا سے، جب رسولوں کی امانت اور ان کا صدق موعہ تبلیغ احکام
کے ثابت ہے ساتھ برہان کے۔

أَسْتَغْفِرُ اللَّهَ مَا دَامَتْ فَطَانَتُهُمْ
مَوَكَّاتِي صَلِّ عَلَيْهِمْ طَوْلَ أَرْصَانِ

مغفرت چاہتا ہوں خدا سے جب تک زیر کی ان کی ثابت ہے۔ لے میرے موٹی؛
رحمت بھیج رسولوں پر تمام زمانہ میں۔

أَسْتَغْفِرُ اللَّهَ مَا دَامَ الْكَمَالُ لَهُمْ
وَمَا اسْتَحَالَ عَلَيْهِمْ ضِدُّ الشَّانِ

مغفرت چاہتا ہوں جب تک کمال ثابت ہے رسولوں کے واسطے اور جب تک
محال ان پر وہ حال، جو کمال کا ضد ہے

أَسْتَغْفِرُ اللَّهَ مَا كَانَ الْجَوَّازُ عَلَى
رُسُلِ إِلَهِهِ كَأَسْقَامٍ وَأَخْزَابِ

مغفرت چاہتا ہوں خدا سے، جب جواز ہے اللہ کے رسولوں پر مثل بیماریوں و غموں کا۔

أَسْتَغْفِرُ اللَّهَ مَا نَصَّ الدَّلِيلُ عَلَى
مَا جَاءَ فِي الرُّسُلِ قَوْمٌ أَهْلُ عِرْفَانِ

مغفرت چاہتا ہوں خدا سے جب تک نصرت کریں دلیل کی جو ان احکام اور فیصلے
پر ہیں جو رسولوں پر آئے وہ قوم جو اہل عرفان ہے۔

مَنْزِلُ سُورَةِ بُرُجِ بِخَشْبَةِ

أَسْتَغْفِرُ اللَّهَ لِلرُّسُلِ الْكَرَامِ وَلَوْ
لَمْ يُذْنِبُوا بَلْ زِيَادَةً لِإِحْسَانِ

مغفرت چاہتا ہوں خدا سے واسطے رسولوں بزرگوں کے، اگرچہ گناہ نہیں کیا انہوں نے بلکہ
واسطے فضائل اچھے کے۔

أَسْتَغْفِرُ اللَّهَ لِي وَالْمُؤْمِنِينَ بِهِمْ
وَرَحْمَةُ اللَّهِ تَغْشَاهُمْ وَتَغْشَانِي

مغفرت چاہتا ہوں خدا سے اپنے لئے اور ان کے واسطے جو رسولوں پر ایمان لائے، اور
رحمت اللہ ڈھانکے ان کو اور مجھ کو۔

أَسْتَغْفِرُ اللَّهَ مِنْ ذَنْبِي وَأَشْهَدُ
بِأَنَّهُ اللَّهُ فَرْدٌ مَالَهُ شَانِي

مغفرت چاہتا ہوں خدا سے اپنے گناہ کی اور گواہی دیتا ہوں اس کی کہ اللہ یکتا ہے۔ نہیں
ہے اس کی کوئی نظیر۔

أَسْتَغْفِرُ اللَّهَ إِنِّي قَدْ رَضِيتُ بِهِ
رَبًّا عَسَاةً بِفَضْلِ مَنِّهِ يَرْضَانِي

مغفرت چاہتا ہوں خدا تعالیٰ سے، بیشک میں راضی ہوا اس کے رب ہونے کے
ساتھ، قریب ہے کہ وہ اپنے فضل و اکرام کے ساتھ مجھے راضی کرے گا۔

أَسْتَغْفِرُ اللَّهَ إِنِّي قَدْ رَضِيتُ بِهِ
بَيَانَ الْإِسْلَامِ دِينُ خَيْرِ الْأَدْيَانِ

مغفرت چاہتا ہوں خدا تعالیٰ سے، بیشک میں راضی ہوں، اس کی خوشنودی کے لئے
ساتھ اس کے کہ اسلام دین ہے تمام دینوں سے بہتر۔

أَسْتَغْفِرُ اللَّهَ إِنِّي قَدْ رَضِيتُ كَذَا

بِأَنَّ طَهُ رَسُولٌ خَيْرٌ إِنْسَانٍ

مغفرت چاہتا ہوں خدا تعالیٰ سے، بیشک میں راضی ہوں ایسے ہی اس کے ساتھ کہ طہ
رسول، بہتر انسان ہیں۔

أَسْتَغْفِرُ اللَّهَ تَوَابًا وَ ذَاكَ كَرِيمٌ

فَحِلْمُهُ لَا قِطْرَافِ الذَّنْبِ الْجَنَانِ

مغفرت چاہتا ہوں خدا سے، جب کہ نہایت رحم کرنے والا اور کرم کرنے والا ہے اور
اس کا علم سبب ہے گناہ کرنے کے گار کا۔

أَسْتَغْفِرُ اللَّهَ دِيًّا نَا فِيْحُكْمِهِ

فَصَلَ الْغِيْمَةُ بَيْنَ الْإِنْسِ وَالْجَنَانِ

مغفرت چاہتا ہوں خدا تعالیٰ سے، جب کہ کامل جزا دینے والا، پس حکم کرے گا فیصلہ
قیامت میں انسان اور جن کے درمیان۔

أَسْتَغْفِرُ اللَّهَ رَبِّي إِنَّهُ مَالِكٌ

يُسْقِي وَيُسْعِدُ فِي عِزِّ وَسُلْطَانٍ

مغفرت چاہتا ہوں خدا تعالیٰ سے جو میرا رب ہے، بیشک وہ بادشاہ ہے، بدبخت
کرتا ہے، سعادت مند کرتا ہے عزت اور غلبہ میں۔

أَسْتَغْفِرُ اللَّهَ قَدْ وَصَا نَزْرًا عَنْ

ضِدِّ وَبَدِّ عَنْ زَوْجٍ وَوَلَدَانِ

مغفرت چاہتا ہوں خدا تعالیٰ سے نہایت صاحب پاکی کا ہے منزہ ہے خدا اور مثل

اور زہرا اور اولاد سے۔

أَسْتَغْفِرُ اللَّهَ مَوْلَانَا السَّلَامَ لَنَا
مِنْهُ السَّلَامُ وَمِنْهُ كُلُّ إِحْسَانٍ

مغفرت چاہتا ہوں خدا تعالیٰ سے، جو ہمارا مولیٰ ہے۔ سالم ہے تمام عیوب سے، ہمارے لئے۔ اُسی سے سلامتی اور اُسی سے ہر احسان ہے۔

أَسْتَغْفِرُ اللَّهَ خَلَاَقًا لَا نَفْسِنَا
وَمَا عَلَيْهَا قَضَى مِنْ قَبْلِ أَكْوَانٍ

مغفرت چاہتا ہوں خدا سے جو خالقِ کامل، ہمارے نفسوں کا ہے۔ اور ان کا جو زمین پر ہیں، قضا کی ان کی موجودات سے پہلے۔

أَسْتَغْفِرُ اللَّهَ سَتَارًا قَبَا مَحْنًا
حَاشَاكَ يَنْشُرُهَُا مِنْ بَعْدِ كِشْمَانٍ

مغفرت چاہتا ہوں خدا سے، جب کہ ڈھانکنے والا ہے، ہمارے غیبوں کو، تنزیہ ہے اس کے لئے تمام نقصانوں سے، پھیلادے گا غیبوں کو چھپانے کے بعد۔

أَسْتَغْفِرُ اللَّهَ غَفَارًا لِمَذْنِبِنَا
مَوْكَأَيَ بَدِيلِ إِسَامَرِنِي بِإِحْسَانٍ

مغفرت چاہتا ہوں خدا سے، بخشنے والا گناہ، ہم میں سے گناہ گار کا۔ اے میرے مولا، بدل دے میری برائیوں کو ساتھ نیکی کے۔

أَسْتَغْفِرُ اللَّهَ قَهْرًا لِأَجْمَعِينَا
بِالْمَوْتِ حَتْمًا عَلَى أَنْثَى وَذَكَرَابِ

مغفرت چاہتا ہوں خدا سے جب کہ غلبہ کرنے والا ہے ہم تمام برساتھ موت کے دجواً عورتوں اور مردوں پر۔

أَسْتَغْفِرُ اللَّهَ وَهَابُ الْعَطَاءِ لِمَنْ
يَشَاءُ نَسْأَلُ مِنْهُ فَيُضِرُّ رِضْوَانِ

مغفرت چاہتا ہوں خدا سے جب بہت بخشش کرنے والا عطا کا جس کو چاہے۔
سوال کرتا ہوں میں اس سے رضوان بہانے کا۔

أَسْتَغْفِرُ اللَّهَ ذَرَّافُ الْأَجْدَةِ فِي
بَطُونِ أَمْرَلَهَا مِنْ غَيْرِ نَكْرَابِ

مغفرت چاہتا ہوں خدا سے جب کہ روزی دینے والا بہوں کو پیٹوں میں ماڑوں کے پلا
انکار کے۔

أَسْتَغْفِرُ اللَّهَ فَتَّاحُ الرِّحْمَةِ
لِتَشْمَلَ الطَّالِعِ النَّاسِجِ مَعَ الْجَانِ

مغفرت چاہتا ہوں خدا سے جب کہ کشادہ کرنے والا ہے اپنی رحمت کا، تاکہ شامل ہو
جادے مطیع صاحب نجات اور گنہگار کو۔

أَسْتَغْفِرُ اللَّهَ نِعَمُ اللَّهِ خَالِقَنَا
بَارِكُ اللَّهِ رَبُّ الْإِنْسِ وَالْجَانِ

مغفرت چاہتا ہوں خدا سے اچھا ہے اللہ ہمارا رازق۔ بزرگ اور صاحب برکت ہے
اللہ جو رب ہے انسان اور جن کا۔

أَسْتَغْفِرُ اللَّهَ نِعْمَ اللَّهُ رَازِقُنَا
عَلَيْهِ لَا غَيْرَ رِزْقِي وَنُكْلَانِي

مغفرت چاہتا ہوں خدا سے، اچھا ہے اللہ ہمارا رازق، اسی پر نہ غیر پر۔ مر رزق دیر
میرا بھروسہ۔

+

منزل چہارم بروز جمعہ المبارک

أَسْتَغْفِرُ اللَّهَ نِعْمَ اللَّهُ أَنشَأَنَا
مِنْ نُّطْفَةٍ وَبَرَأَنِي لَيْسَ بِنَسَائِي

مغفرت چاہتا ہوں خدا سے اچھا ہے اللہ پیدا کیا ہم کو نطفے سے اور پیدا کیا مجھ کو اور
مجھے نہیں بھولتا ہے۔

أَسْتَغْفِرُ اللَّهَ نِعْمَ اللَّهُ صَوَرَنَا
فَاحْسَنَ الْخَلْقِ تَصَوُّرًا بِاتِّقَابِ

مغفرت چاہتا ہوں خدا سے ذی صورت کیا ہے ہم کو۔ پھر اچھی کی ہماری پیدائش بحیثیت
صورت دار کرنے استواری کے ساتھ۔

أَسْتَغْفِرُ اللَّهَ نِعْمَ اللَّهُ فَضَّلَنَا
عَلَى كَثِيرٍ ذَوَوَانِي وَقَوَانِي

مغفرت چاہتا ہوں خدا سے اچھا ہے اللہ بزرگی دی ہم کو بہت لوگوں پر۔ اور درست
اور برابر کیا اور قوت دی۔

أَسْتَغْفِرُ اللَّهَ نِعْمَ اللَّهُ أَطْعَمَنَا
مِنْ رِزْقِهِ الْوَافِرِ الْوَافِي وَآوَانِي

مغفرت چاہتا ہوں خدا سے اچھا ہے اللہ دیا ہم کو رزق اپنا جو کثیر کافی ہے اور جگہ
دی مجھ کو۔

أَسْتَغْفِرُ اللَّهَ نِعْمَ اللَّهُ أَشْبَعَنَا
مِنْ مَائَةِ الْغَدَقِ الْمَائِي وَرَدَانِي

مغفرت چاہتا ہوں خدا تعالیٰ سے، اچھا ہے اللہ، سیراب کیا ہم کو اپنے پانی کثیر صاف سے
اور سیراب کیا۔

أَسْتَغْفِرُ اللَّهَ كَمَا يُلَّهُ مِنْ نَعِيمٍ
مِنْهَا أَزَلَّ الْأَذَى عَنِّي وَعَافَانِي

مغفرت چاہتا ہوں خدا تعالیٰ سے، بہت ہیں اللہ کی نعمتیں، انہی نعمتوں میں سے ہے کہ
دور کیا مجھ سے ایذا کو اور عافیت دی۔

أَسْتَغْفِرُ اللَّهَ نِعْمَ اللَّهُ يَبْعَثُنَا
بَعْدَ الْمَمَاتِ لِحَنَاتٍ وَنِيرانٍ

مغفرت چاہتا ہوں خدا تعالیٰ سے، اچھا ہے اللہ، اٹھائے گا ہم کو بعد مرنے
کے جنتوں اور دہخوں میں۔

أَسْتَغْفِرُ اللَّهَ مَا دَامَ النِّعِيمُ لَنَا
فِي جَنَّةِ الْخُلْدِ لَا شَيْءٌ بِهَا فَانِي

مغفرت چاہتا ہوں خدا تعالیٰ سے، جب تک نعمیں ہمارے لئے ہیں جنت الخلد میں،
نہیں ہے کوئی چیز اس میں فنا ہونے والی۔

أَسْتَغْفِرُ اللَّهَ مَا دَامَ الْعَذَابُ عَلَى
أَهْلِ الْجَحْدِ بِكَ غَايَاتِ أَرْمَانِي

مغفرت چاہتا ہوں خدا تعالیٰ سے، جب تک عذاب منکرین پر ہے بے انتہا زمانہ

أَسْتَغْفِرُ اللَّهَ مَا اللَّهُ الْعَفْوُ عَنِّي
وَإِنَّهُ أَهْلُ الْكَرَامِ وَعَفْرَانِ

مغفرت چاہتا ہوں خدا تعالیٰ سے، جب تک زیادہ عفو کرنے والا عفو کیے۔ اور
ہے شک وہ اہل بخشش اور اہل عفو ہے۔

اَسْتَغْفِرُ اللّٰهَ مَا لَطُفَ اللَّطِيفُ وَفَا
وَحِلْمُهُ عَزَّ ذَا اِثْبُو وَعُدُوَانِ

مغفرت چاہتا ہوں خدا سے، جب تک مہربانی کرنے والے کی مہربانی وفا کرے، اور اس کی
بردباری غالب ہوئی گنہگار پر اور ظالم پر۔

اَسْتَغْفِرُ اللّٰهَ مَا فَضَّلَ الْكَرِيمُ نَعْمِ
وَاَنَالَهُ كُلُّ صَبَّارٍ وَخَوَّانِ

مغفرت چاہتا ہوں خدا سے بیشک خدا بخشش کرنے والا، احسان زیادہ ہوئے۔ اور پالے
اس کو ہر صبر کرنے والا اور خیانت کرنے والا۔

اَسْتَغْفِرُ اللّٰهَ حَسْبِي وَخَدَّاهُ وَكَفَى
نِعْمَ الْوَكِيلُ الَّذِي يَجْلِي لَأَخْرَانِي

مغفرت چاہتا ہوں خدا سے، کافی ہے میرے لئے تنہا، اور کافی ہے اچھا ہے مختار کار، جو
دور کرتا ہے میرے غموں کو۔

اَسْتَغْفِرُ اللّٰهَ بِرَّاسِيْدًا صَمْدًا
مُهَيْمِنًا عَالِمًا سِرِّي وَعَلَانِي

مغفرت چاہتا ہوں خدا سے، جبکہ وہ نیکوں کا سردار ہے نیاز ہے۔ نگاہ رکھنے والا دان
میرے باطن اور ظاہر کا ہے۔

اَسْتَغْفِرُ اللّٰهَ حَقُّ مُقْسِطٍ حَكَمٌ
عَدْلٌ لَّطِيفٌ خَيْرٌ مُنْقِذُ الْجَانِي

مغفرت چاہتا ہوں خدا سے وہ حق اور انصاف کرنے والا، فیصلہ کرنے والا ہے، عادل
مہربان دان، راز کرنے والا گنہگار کا ہے۔

اَسْتَغْفِرُ اللّٰهَ رَبِّي دَائِمًا اَبَدًا

لَهُ الثَّنَاءُ كَمَا يَرْضَى بِأَرْكَانِ

مغفرت چاہتا ہوں خدا سے جو میرا رب ہے ہمیشہ ہمیشہ اس کے لئے تعریف ہے
جیسے پسند کرے ساتھ ارکان، یعنی میرے تمام اجزا کے ساتھ۔

أَسْتَغْفِرُ اللَّهَ لَا أُحْصِي الثَّنَاءَ لَهُ

وَمَنْ يُطِيقُ يَفِي الْمَوْثِقِ بِشُكْرَانِ

مغفرت چاہتا ہوں خدا سے نہیں شمار کر سکتا ہوں اس کی تعریف کو، اور کس کو طاقت ہے
ادا کرے شکر مولیٰ کا۔

أَسْتَغْفِرُ اللَّهَ لَا أَبْغِي بِهِ بَدَلًا

فَكَيْفَ وَهُوَ مَعِيَ فِي كُلِّ أَحْيَانِ

مغفرت چاہتا ہوں خدا سے، طالب نہیں ان کے بدلے کا۔ اس لئے کہ کیونکر بدل طلب کیا جاوے
جب کہ وہ میرے ساتھ ہے تمام اوقات میں۔

أَسْتَغْفِرُ اللَّهَ نِعْمَ اللَّهُ شَرَفْنَا

بِالصُّطْفَى الْمُجْتَنِبِ طَهْ إِبْنِ عَدْنَانَ

مغفرت چاہتا ہوں خدا تعالیٰ سے، اچھا ہے اللہ بزرگ ری ہم کو بوجہ برگزیدہ نبیؐ طہ ابن عدنان کے

أَسْتَغْفِرُ اللَّهَ نِعْمَ اللَّهُ ظَهَرَ

فَلَمَّا بِهِمْ وَلَوْ يَقْرُبُ بِعِصْيَانِ

مغفرت چاہتا ہوں خدا تعالیٰ سے اچھا ہے خدا ظاہر کیا اس نے محمد کو، پس نہ نصیب کیا اور
نزدیک ہوئے وہ گناہ کے۔



منزلِ پنجم بزرگ شنبہ

أَسْتَغْفِرُ اللَّهَ نِعْمَ اللَّهُ كَمَلَهُ
بِالْخَلْقِ وَالْخَلْقِ الْمُرْتَضَى بِإِحْسَانٍ

مغفرت چاہتا ہوں خدا سے، اچھا ہے خدا، کامل کیا اپنے نبی کو ساتھ پیدائش اور
خلق پسندیدہ کے برائے احسان۔

أَسْتَغْفِرُ اللَّهَ نِعْمَ اللَّهُ أَرْسَلَهُ
حَتَّىٰ إِلَىٰ مَالِكٍ وَكَالِشٍ وَالْجَابِ

مغفرت چاہتا ہوں خدا سے، اچھا ہے خدا، بھیجا اس نے اپنے نبی کو، بہاں تک کہ طرف
ملک بادشاہ اور انس اور جان کے۔

أَسْتَغْفِرُ اللَّهَ نِعْمَ اللَّهُ فَضَّلَهُ
عَلَىٰ الْخَلَائِقِ إِجْسَاعًا بِإِنْقَابِ

مغفرت چاہتا ہوں خدا سے، اچھا ہے خدا بزرگی دی اس نے نبی کو تمام مخلوقات پر
استحکام کے ساتھ۔

أَسْتَغْفِرُ اللَّهَ رَبَّ الْعَرْشِ الْكَرِيمِ
أَبَائِهِ وَاجْزِهِ وَرَبِّي بِإِحْسَانٍ

مغفرت چاہتا ہوں خدا سے جو صاحب عرش ہے واسطے بزرگوں نبی کے آباء کے اور
جزادے رب ان کو اسے رب اچھی بڑا۔

أَسْتَغْفِرُ اللَّهَ مَوْلَانَا لَا مَنِيَّةَ
مِنْ فَضْلِهِمْ وَثَابِتِي فِي نَعْمِ قُرَانِي

مغفرت چاہتا ہوں خدا تعالیٰ سے جو میرا مولا ہے امت نبیؐ کے واسطے، وہ جن کا فضل ثابت ہے نص قرآن میں۔

اَسْتَغْفِرُ اللّٰهَ لِلْمَلَاِئِكِ صَفْوَتِهٖ

يَا رَبِّ صَلِّ عَلَيْهِمْ كُلَّ اَحْبَابٍ

مغفرت چاہتا ہوں خدا سے واسطے اس کے بادشاہوں برگزیدہ کے اے رب رحمت کر ان پر تمام زبانوں میں۔

اَسْتَغْفِرُ اللّٰهَ مَوْلَا نَا لِادَمَ مَسَّ

حَوَا وَ مِنْ وَلَدٍ مِنْ اَهْلِ اِيْمَانٍ

مغفرت چاہتا ہوں خدا تعالیٰ سے جو ہمارا مولا ہے حضرت آدمؑ اور حضرت حواؑ کے لئے اور ان کی اولاد کے واسطے جو اہل ایمان ہیں۔

اَسْتَغْفِرُ اللّٰهَ لِلصِّدِّيقِ مَعَ عُمَرَ

كَذَّاءُ وَعُثْمَانَ وَالْكَرَّارِ ذَا الشَّانِ

مغفرت چاہتا ہوں خدا تعالیٰ سے حضرت ابوبکر صدیقؓ کے لئے مع حضرت عمرؓ کے لئے۔ ایسے ہی حضرت عثمانؓ اور حضرت علیؓ کرارؓ ذی شانؓ کے لئے۔

اَسْتَغْفِرُ اللّٰهَ لِابْنَتِهِ وَاُمِّهِمَا

وَمَنْ لَّهُمْ مِنْ اَنَاثٍ ثُمَّ ذَكَرَ اَنْ

مغفرت چاہتا ہوں خدا سے دونوں بیٹوں حضرت علیؓ کے اور ان کی ماں کے لئے اور ان کی عورتوں پھر ان کے مردوں کے لئے۔

اَسْتَغْفِرُ اللّٰهَ مَوْلَا نَا بِطَلْحَتِهِمْ

وَالْمُزَيْنِرِ عَذَا عَبْدِ الرَّحْمَنِ

مغفرت چاہتا ہوں خدا سے جو ہمارا مولا ہے ان کے طلحہ کے واسطے، اور واسطے زبیرؓ کے

ایسے ہی بعد الرحمن کے لئے۔

اَسْتَغْفِرُ اللّٰهَ مَوْلَانَا لِسَعْدِهِمْ
كَذَا اسْعِدْهُمْ سَعْدِي وَبُرْهَانِي

مغفرت چاہتا ہوں خدا سے جو ہمارا مولا ہے ان کے سعد کے واسطے۔ ایسے ہی سید کے لئے، اس لئے کہ وہ میرے لئے نیکی اور دلیل ہیں۔

اَسْتَغْفِرُ اللّٰهَ مَوْلَانَا لِعَامِرِهِمْ
مَنْ بُشِّرَ وَبِحِثَانٍ طَلَعَهَا ذَا الْحِثِّ

مغفرت چاہتا ہوں خدا سے جو ہمارا مولا ہے، ان کے عامر کے لئے، جو بشارت دیئے گئے ساتھ جنتیوں کے جن کے شکوفے قریب ہونے والے ہیں۔

اَسْتَغْفِرُ اللّٰهَ مَوْلَانَا لَجَعْفَرٍ هُوَ
وَحَمْزَةٌ وَلِعَبَّاسٍ ذُو لَدَانٍ

مغفرت چاہتا ہوں خدا تعالیٰ سے جو ہمارا مولا ہے، ان کے جعفر کے واسطے اور حمزہ اور عباس اور بچوں کے واسطے۔

اَسْتَغْفِرُ اللّٰهَ مَوْلَانَا لَزَيْدِهِمْ
كَذَا اُسَامَةَ مَوْلَى الْمُصْطَفَى الدَّانِي

مغفرت چاہتا ہوں خدا تعالیٰ سے جو ہمارا مولا ہے ان کے زید کے واسطے۔ ایسے ہی اسامہ کے لئے جو آزاد ہوئے ہیں مصطفیٰ کے جو مقرب خدا کے ہیں۔

اَسْتَغْفِرُ اللّٰهَ مَوْلَانَا لِعَائِشَةَ
كَذَا خَدِيجَةَ وَامْتَحَنِي بِاحْصَانِي

مغفرت چاہتا ہوں خدا تعالیٰ سے ان کے حضرت عائشہ کے واسطے، یعنی ازطرح میں حضرت محمد صلی اللہ علیہ وسلم کی، ایسے ہی حضرت خدیجہ کے لئے اور بخشش تو میرے لئے پارسائی۔

أَسْتَغْفِرُ اللَّهَ مَوْلَانَا لِيَزَيِّنَبَا مَعَا
هِنْدٍ وَخَفْصَةَ وَاحْفَظْنِي وَإِخْوَانِي

مغفرت چاہتا ہوں خدا سے جو ہمارا مولیٰ ہے، زینبؓ اور خفصہ کے واسطے۔ اور
نگاہ رکھ کر مجھے اور میرے بھائیوں کو اپنی حفاظت میں۔

أَسْتَغْفِرُ اللَّهَ لِلْحَسَنِاجُوبِرِيَّةَ
كَذَا صِفِيَّةَ وَالْحَقُّ وَصَفَ عَصَبًا

مغفرت چاہتا ہوں خدا سے، واسطے صاحب جمال جویریہؓ کے، ایسے ہی صفیہؓ کے۔ اور مثلاً
نوائے خدا، میرے عصبان کو۔

أَسْتَغْفِرُ اللَّهَ مَوْلَانَا لِسُودَةَ مَعَا
مَيْمُونَةَ وَأَدِمَ أَمْنِي وَإِيمَانِي

مغفرت چاہتا ہوں خدا سے جو ہمارا مولیٰ ہے واسطے سودہؓ کے معہ میمونہؓ کے اور ہمیشگی دے
میرے امن ایمان کو۔

أَسْتَغْفِرُ اللَّهَ مَوْلَانَا لِرَمْلَتَنَا
الْأُمَهَاتِ لَنَا مِنْ غَيْرِ نَكْرَاتٍ

مغفرت چاہتا ہوں خدا تعالیٰ سے جو ہمارا مولیٰ ہے، واسطے رملہ ہمارے یعنی ام حبیبہؓ
(یعنی اندراج میں حضرت محمد صلی اللہ علیہ وسلم) جو یہ سب ہماری مائیں ہیں بلا انکار کے۔

أَسْتَغْفِرُ اللَّهَ لِأَبْرَاهِيمَ مَسِيدَنَا
وَقَاسِمٍ وَعَبْدِ اللَّهِ ذَا الشَّابِ

مغفرت چاہتا ہوں خدا سے واسطے ابراہیمؑ جو ہمارے سردار ہیں، اور قاسم اور عبد اللہ
شان والے۔

+

مہنزل ششم بروز یکشنبہ

اَسْتَغْفِرُ اللّٰهَ مَوْلَانَا بِفَاطِمَةَ
صَدَّ ارْقَبَةَ وَارْفَعَ رَبِّيْ مِيزَانِيْ

مغفرت چاہتا ہوں خدا تعالیٰ سے جو ہمارا مولیٰ واسطے فاطمہؑ کے، ایسے ہی رقبہؑ کے
اور بلند قدر کر لے میرے رب میرے وزن اعمال نیک کو۔

اَسْتَغْفِرُ اللّٰهَ مَوْلَانَا لِرَبِّنَا
وَاُمِّ كَلْبُومٍ اَوْ كَادِ ابْنِ عَدْنَانَ

مغفرت چاہتا ہوں خدا سے جو ہمارا مولیٰ ہے، واسطے اپنی زینبؑ اور ام کلثومؑ کے
واسطے، جو اولاد ہیں ابن عدنان کے (یعنی حضرت محمد صلی اللہ علیہ وسلم)

اَسْتَغْفِرُ اللّٰهَ لِلْاِلِّ الذِّنِّ هَدَفَا
اِلٰی طَرِيقِ الْهَدٰی النَّارِ عٰی لِدَيَّانِ

مغفرت چاہتا ہوں خدا تعالیٰ سے واسطے ال پیغمبر کے جو راہنما ہیں طرفِ اہدایت
کے جو بلانے والے ہیں طرفِ جزا کامل دینے والے کے۔

اَسْتَغْفِرُ اللّٰهَ لِلصَّحْبِ الذِّیْنَ لَهُمْ
دَارُ السَّلَامِ لَقَدْ فَازُوا بِرِضْوَانِ

مغفرت چاہتا ہوں خدا تعالیٰ سے واسطے اصحابِ محمدؐ کے جن کے لئے دار السلام
یعنی جنت ہے، بیشک کامیاب ہوئے وہ اللہ کی خوشنودی کے ساتھ۔

اَسْتَغْفِرُ اللّٰهَ لِلْاَنْصَارِ وَالشَّهَدَاءِ
اُولٰٓئِ الْحَيٰوةِ دَارَ اَنْوَاعِ بِدَارِ ذَاتِ اَفْتَانِ

مغفرت چاہتا ہوں خدا تعالیٰ سے واسطے انصار اور شہیدوں کے، جو زندہ ہیں دارالوفا
آرائش والے جنت میں۔

أَسْتَغْفِرُ اللَّهَ لِلْأَتْبَاعِ جَمْعِهِمْ
وَنَابِعِيهِمْ مَدَ الدُّنْيَا بِإِحْسَانٍ

مغفرت چاہتا ہوں خدا تعالیٰ سے تمام تابعین سرور کائنات اور ان کے تابعین خوبی
کے ساتھ دنیا تک۔

أَسْتَغْفِرُ اللَّهَ رَبَّ الْعَرْشِ الْقَرْنِيِّ
أَعْنِي أَوْ يَسَّيْغِضُ الْعَاجِلُ الْفَاقِي

مغفرت چاہتا ہوں خدا سے جو صاحب عرش ہے، واسطے قرنی یعنی اویس کے جو دشمن
تھے عاجل اور دنیا فانی کے۔

أَسْتَغْفِرُ اللَّهَ لِلْبَصْرِیِّ التَّقِيِّ حَسَنِ
وَالسَّعِيدِ وَالثَّوْرِيِّ سَفِيَّانٍ

مغفرت چاہتا ہوں خدا تعالیٰ واسطے حسن بصری پرہیزگار کے۔ اور دونوں سعید اور
سفیان ثوری کے لئے۔

أَسْتَغْفِرُ اللَّهَ مَوْلَانَا لِيَزِيْنَهُمْ
وَبَاقِرِ الْعِلْمِ مَعَ آيَاتِ قُرْآنٍ

مغفرت چاہتا ہوں خدا تعالیٰ سے ان کے علی زین العابدینؑ اور محمد باقر کے لئے، جو
علم قرآن مع آیات کے ماہر تھے۔

أَسْتَغْفِرُ اللَّهَ مَوْلَانَا لِيَجْعَلَ لَهُمْ
الصَّادِقِ أَذْذِيهِمْ يَا رَبِّ شَبِطَانِي

مغفرت چاہتا ہوں خدا تعالیٰ سے، جو ہمارا مولیٰ ہے، ان کے جعفر صادق کے واسطے۔

دفع کرتوئے میرے رب ان سب کے وسیلہ سے میرے شیطان کو۔

أَسْتَغْفِرُ اللَّهَ مَوْلَانَا لِكَاْظِمِهِمْ
لِلْغَيْظِ مُوسَىٰ فَمُومٌ رَّوْحِي وَرَبِّكَانِي

مغفرت چاہتا ہوں خدا تعالیٰ سے ان کے موسیٰ کاظم کے واسطے جو ضبط کرنے والے
غصہ کے تھے، پس وہ میری روح اور ریحان ہیں۔

أَسْتَغْفِرُ اللَّهَ مَوْلَانَا لِنَجْلِهِمْ
عَلَى الرَّضَىٰ عَمَّهُمْ رَبِّي بِرِضْوَانِ

مغفرت چاہتا ہوں خدا تعالیٰ سے ان کے فرزند علی رضا کے واسطے لے میرے رب
ان سب کے لئے عام کر خوشنودی کو۔

أَسْتَغْفِرُ اللَّهَ مَوْلَانَا لِزَيْنَبَ مَعَ
نَفْسَةِ الْوَقْتِ وَكَثْفِ رَبِّ أَحْزَانِي

مغفرت چاہتا ہوں خدا تعالیٰ سے زینبؓ مع نفسہ وقت کے واسطے۔ اور لے رب
میرے! دور کر میرے غموں کو۔

أَسْتَغْفِرُ اللَّهَ مَوْلَانَا لِزَيْنَبَ مَعَ
كَذَا سَكِينَةٍ وَأَرْحَمَ عَبْدَكَ الْفَانِي

مغفرت چاہتا ہوں خدا تعالیٰ سے جو ہمارا مولا ہے، رابعہ، ایسے ہی سکینہ کے واسطے۔
اور رحم کرتوئے خدا اپنے فانی بندہ پر۔

أَسْتَغْفِرُ اللَّهَ مَوْلَانَا لِأَحْمَدَ نَا
وَمَالِكٍ وَابْنِ إِدْرِيسٍ وَنَعْبَانَ

مغفرت چاہتا ہوں خدا تعالیٰ سے جو ہمارا مولا ہے، احمدؓ اور مالکؓ، ابن ادریسؓ
امام شافعی اور نعمان امام ابوحنیفہؒ کے لئے۔

أَسْتَغْفِرُ اللَّهَ لِلْجِلْدَانِ وَالْبُدُنِ
وَلِلرِّفَاعِ وَابْرَاهِيمَ ذَا الشَّانِ

مغفرت چاہتا ہوں خدا تعالیٰ سے جہن اور بدی سے اور رفاعی اور ابراہیم شان والے
کے واسطے۔

أَسْتَغْفِرُ اللَّهَ رَبِّي لِابْنِ آدَمَ
وَلِلْجَنَّةِ وَبُسْطَامِي وَشَيْبَانِي

مغفرت چاہتا ہوں خدا تعالیٰ سے جو میرا رب ہے اپنے ابراہیم آدم اور جنید و بستمی
اور شیبانی کے واسطے۔

أَسْتَغْفِرُ اللَّهَ لِلْقُطْبِ الشَّهِيرِ عَلِيٍّ
الشَّاذِلِي وَمُرِيدِيهِ بِإِحْسَانِ

مغفرت چاہتا ہوں خدا تعالیٰ سے واسطے قطب مشہور علی شاذلی اور ان کے دونوں مرید
ارادت مند احسان کے ساتھ۔

أَسْتَغْفِرُ اللَّهَ لِلْخَصَافِ سَيِّدِنَا
كَذَا جَوَالِقِ وَأَغْسِلُ رَبِّ أَدْرَانِي

مغفرت چاہتا ہوں خدا تعالیٰ سے واسطے خصاف کے جو ہمارے سردار ہیں۔ ایسے جہاں جوالق
کے لئے۔ اے میرے رب دھو نو میری بل کو۔

أَسْتَغْفِرُ اللَّهَ مَوْلَانَا لِوَالِدِي
وَوَالِدِي وَلِيذِي قُرْبِي وَجَبْرَانِي

مغفرت چاہتا ہوں خدا تعالیٰ سے جو میرا مولیٰ اور مالک ہے، اپنی والدہ اور والدہ فرزند
اور ہمسایہ کے واسطے۔

منزل، ستم روز و شبہ

أَسْتَغْفِرُ اللَّهَ رَبِّي لِلَّذِينَ لَهُمْ
أَسْتَغْفِرُ اللَّهَ مِنْ حَقِّ الْإِنْسَانِ فِي

مغفرت چاہتا ہوں خدا تعالیٰ سے، جو میرا رب ہے، ان لوگوں کے لئے جن کا، مغفرت چاہتا
ہوں خدا سے حق سے جو کسی انسان کا ہے۔

أَسْتَغْفِرُ اللَّهَ مِنْ حَقِّ عَلَى لَهُمْ
عَلَى حَقِّ فَهُمْ أُولَى بِغُفْرَانِ

مغفرت چاہتا ہوں خدا تعالیٰ سے ان کے حق سے جو مجھ پر ہے، مجھ پر حق ہے اس لئے
کہ وہ سزا دار ہیں واسطے طلبِ غفران کے۔

أَسْتَغْفِرُ اللَّهَ أَرْجُو الْعَفْوَ مِنْهُ وَإِنْ
قَصُرْتُ فِي حَقِّ رَحْمَتِي دَاخِلًا

مغفرت چاہتا ہوں خدا تعالیٰ سے، امید غفوک رکھتا ہوں، اس سے۔ اگرچہ کمی کی ہے میں
نے حق اپنے رحمان اور اخوان میں۔

أَسْتَغْفِرُ اللَّهَ أَرْجُو مَنْ ظَلَمْتُهُمْ
يَا أَيُّ ظَلَمٍ يَكْفِيهِمْ بِإِحْسَانِ

مغفرت چاہتا ہوں خدا تعالیٰ سے امید کرتا ہوں اللہ تعالیٰ سے اس سے کہ جن لوگوں پر
میں نے کوئی ظلم کیا، ان کی مکافات کرے احسان کے ساتھ۔

أَسْتَغْفِرُ اللَّهَ أَرْجُو اللَّهَ بِرَحْمَتِي
مَا دُمْتُ حَيًّا أَوْ حِينَ الْمَوْتِ يُلْقَانِي

مغفرت چاہتا ہوں خدا تعالیٰ سے امید کرتا ہوں اللہ تعالیٰ سے اس کی کہ مجھ پر رحم کرے جب
زندہ ہوں اور بوقت موت اپنی ملاقات سے مشرف کرے۔

اَسْتَغْفِرُ اللّٰهَ اَرْجُوْاَنْ يُّسَهِّلَ لِيْ
خُرُوْجَ رُوْحِيْ عَلٰى تَقْوٰى وَ اِيْمَانِيْ

مغفرت چاہتا ہوں خدا تعالیٰ سے امید کرتا ہوں کہ سہل کرے میرے واسطے میری روح کا
تقویٰ اور ایمان پر نکلنا۔

اَسْتَغْفِرُ اللّٰهَ اَرْجُوْاَنْ يُّنَجِّبَنِيْ
مِنْ خُفْطَةِ الْقَبْرِ مَعَ رُوْعَانِ قَتَّانٍ

مغفرت چاہتا ہوں خدا تعالیٰ سے گناہوں کی، امید کرتا ہوں اس سے اس کی کہ نجات
دے مجھے خفطہ قبر اور خوف قتلہ میں ڈالنے والے کے۔

اَسْتَغْفِرُ اللّٰهَ اَرْجُوْاَنْ يُّلْهِمَنِيْ
رَدَّ الْجَوَابِ اِذَا جَاؤَ النَّكِيْرَاتِ

مغفرت چاہتا ہوں خدا سے، امید کرتا ہوں اللہ سے کہ ڈال دے میرے دل میں جواب
دینا منکر نیکر کا جب ردوں آویں۔

اَسْتَغْفِرُ اللّٰهَ اَرْجُوْاَنْ يُّوَسِّعَ لِيْ
فِي الْقَبْرِ رَوْضَةً جَنَّتٍ بِرِيْحِيْ حَبَابِ

مغفرت چاہتا ہوں خدا سے امید کرتا ہوں کہ فراخ کرے میرے لئے قبر میں جنتوں
میں سے ایک باغ اپنی رحمت سے۔

اَسْتَغْفِرُ اللّٰهَ اَرْجُوْاَنْ يُّوَالِسَنِيْ
مَا دُمْتُ فِي الْقَبْرِ وَالْاَنْوَارُ تُغْشَانِيْ

مغفرت چاہتا ہوں خدا سے، امید کرتا ہوں کہ نہ خفتگی مجھے بکا دے جب تک

قبر میں رہوں اور نور کے انوار مجھ کو ڈھانکیں۔

أَسْتَغْفِرُ اللَّهَ أَرْجُو أَنْ يَعَافِيَنِي
مِنْ جُنُنٍ بَعَثَنِي إِلَيَّ أَنْ يَنْقُضِي شَأْنِي

مغفرت چاہتا ہوں خدا تعالیٰ سے امید کرتا ہوں کہ محفوظ رکھے مجھے جس وقت
اکٹھائے مجھے قبر سے میرا حال اخیر ہونے تک۔

أَسْتَغْفِرُ اللَّهَ أَرْجُو أَنْ يُبَسِّرَنِي
صُعْبَ الْحِسَابِ وَتَثْقِيلًا لِمِيزَانِي

مغفرت چاہتا ہوں خدا سے امید کرتا ہوں کہ آسان کرے میرے لئے حساب کے
دشواری، اور امید کرتا ہوں بوجھل کرنے پہلے ترازد اعمال تک کا۔

أَسْتَغْفِرُ اللَّهَ أَرْجُو أَنْ يُفَوِّضَنِي
عَلَى الصِّرَاطِ وَعَيْنُ اللَّهِ تَرَعَانِي

مغفرت چاہتا ہوں خدا تعالیٰ سے امید کرتا ہوں کہ تو انائی دے پہل صراط پر گزرنے کی،
اور یہ کہ ذات الہی میری نگران رہے۔

أَسْتَغْفِرُ اللَّهَ أَرْجُو أَنْ يُسَلِّمَنِي
مِنْ كُلِّ هَوْلٍ وَمِنْ إِخْرَاقٍ يُبْرَأَنِي

مغفرت چاہتا ہوں خدا تعالیٰ سے، امید کرتا ہوں یہ کہ بچائے مجھے ہر خوف اور دوزخ
کی آگ کے احراق و سوخت سے۔

أَسْتَغْفِرُ اللَّهَ أَرْجُو اللَّهَ أَدْخُلْ فِي
شَفَاعَةِ الْمُصْطَفَى مِنْ فَضْلِ رَحْمَانِي

مغفرت چاہتا ہوں خدا تعالیٰ سے امید کرتا ہوں اللہ سے یہ کہ داخل ہوں میں شفاعت
رحمت کرنے والے کے فضل سے۔

أَسْتَغْفِرُ اللَّهَ أَرْجُو الرَّحْمَنَ مِنْ ظَهْمَاءِ

مِنْ حَوْضِ طَهْ دَسْوَلِ الْإِنْسِ الْجَانِ

مغفرت چاہتا ہوں خدا سے امید کرنا ہوں تشنگی سے سیراب ہونے کی حوض طہ سے جو رسول انسان اور جنوں کے ہیں۔

أَسْتَغْفِرُ اللَّهَ أَرْجُو أَنْ يُوْرَثَنِي

دَارَ الْجَنَانِ الَّتِي رُبَّ لَهَا بَائِي

مغفرت چاہتا ہوں خدا تعالیٰ سے، امید کرنا ہوں کہ وارث کرے مجھ کو دارکا جنوں سے، جس کا بنانے والا میرا رب ہے۔

أَسْتَغْفِرُ اللَّهَ أَرْجُو أَنْ يَسْمِعَنِي

كَلَامَهُ جَلَّ عَنْ تَصَوُّيرِ أَذْهَانِ

مغفرت چاہتا ہوں خدا سے امید کرنا ہوں کہ سنائے مجھے اپنا کلام برتر ہے وہ ذہنوں کی تصویر سے۔

أَسْتَغْفِرُ اللَّهَ أَرْجُو أَنْ يُمَتِّعَنِي

بِوَجْهِهِ الدَّائِمِ الْبَاقِي بِإِتْقَانِ

مغفرت چاہتا ہوں خدا تعالیٰ، امید کرنا ہوں کہ فائدہ مند کرے مجھ کو دیکھنے اپنے وجہ (ذات) سے جو ہمیشہ باقی ہے استقام کے ساتھ۔

أَسْتَغْفِرُ اللَّهَ لِي مِنْ كُلِّ سَيِّئَةٍ

وَالْمُؤْمِنِينَ تَعْرِ الْبَارَّ وَالْجَانِي

مغفرت چاہتا ہوں خدا تعالیٰ سے، اپنے اور مومنین کے واسطے ہر گناہ سے، جو تار ہو نیکو کار اور گنہگار کو۔

أَسْتَغْفِرُ اللَّهَ مَغْمُورًا بِكُلِّ شَدِّ

مَا دَامَ مُلْكُكَ يَا فَزْدُ بِلَا ثَارِي

مغفرت چاہتا ہوں خدا تعالیٰ سے، جب کہ دُعا نکا ہوا ہوں ہر صدمہ سے، جب
نہ تیرا ملک ہے، اے یکتائے بے نظیر۔

أَسْتَغْفِرُ اللَّهَ مَا الْعَبْدُ الْمُسِيءُ تَكَ

أَسْتَغْفِرُ اللَّهَ رَبَّ الْإِنْسِ وَالْجَانِ

مغفرت چاہتا ہوں خدا تعالیٰ سے، جب کہ بندہ گنہگار پرہے کہ مغفرت چاہتا ہوں
خدا تعالیٰ سے، جو رب ہے انسان اور جن کا۔

+

مُصَنَّف کی کسریٰ کا بیان

حقیر پر نقصہ تصنیف کنندہ کتاب ہذا نے اپنی تمامی عمر کو غنیمت جان کر درسیات خرق
کی علاوہ ازیں اگر کسی قسم کی اطاعت کرنے میں کثیر قلیل میں سعی کی، تو وہ بغیر ریائے کدورت
آئینہ سے خالی نہیں ہوئی، کہ میں اپنی بے توفیقی اور بے حاصلی کو کیا ظاہر کر دوں، جو کام پروردگار
کو مقبول ہے، وہ اس گنہگار کے حق میں عنقائے روزگار ہے۔ اور وہ عمل جو کدو گار کی
نظر کے لائق ہے، اس کا ظہور اس مغرور سے دور از کار ہے۔

میرے کام کا ماحصل خود کامی اور ہوس روائی ہے۔ اور زمانہ کی مجلس خود ستائی
اور خود آرائی کی وجہ ہے۔ اور میری طاعت حرص و ہوا کی اطاعت ہے، اور میری عبادت
ریا سے پرہے۔ اور میرا کلام نفسانی غرض کے سوا نہیں۔ اور میرا چپ رہنا بغیر دوسرے
شیطانی کے نہیں ہے۔

میرا استغفار طبع آئینہ ہے، اور میری عاجزی کبرا انگریز ہے۔ میری ہمت نعمتوں اور

لذتوں کے حاصل کرنے اور اپنی نزدیکوں پر فوقیت لے جانے اور شہوت کی تابعداری کرنا ہے۔ اگرچہ میں زبان سے استغفار کرتا ہوں، لیکن میرا اندر گناہوں سے پُر ہے۔ اور اگر آنکھیں بند جس دم کیلے ہے، تو اس واسطے کہ میں نامحرم ہوں۔ بہت سے سر آنکھوں پر منطور ہیں۔ اگر ذکر اور درد میں مشغول ہوتا ہوں، تو صاحب الورد ملعون کا مورد بنتا ہوں۔ اور اگر بے درد اور ذکر رہتا ہوں، تو تارک الورد ملعون کا مصداق بنتا ہوں۔ مختصر یہ کہ میں دنیا کا طالب اور عقبیٰ کا تارک ہوں اور اپنے آقا سے کھولنا اور مہنسی بخول والا معاملہ کرتا ہے۔

کس نہ کند با کس بیگانگان

آنچه تو با حضرت حق می گویی

ظاہر میں تو میں محبت کا دعویٰ کرتا ہوں، لیکن میرا معاملہ فرنگستان کے کافر کا سا ہے۔ اب خیال کرنا چاہیے کہ اس قسم کے دعوے میں کیا بھلائی ہو سکتی ہے۔ اور اس قسم کے معاملے کا کیا عوض ہو سکتا ہے۔ کسی اور کو اس سیاہ کار سے نسبت نہیں۔ جھوٹے معاملے کو نام گناہوں سے کیا مساوات ہے۔

مئے خوار و خود پرست فاسق بودن بر کام ہوا نفس عاشق بودن

در کوئے خرابات موافقے بودن بہ زانکہ بخرقہ در منافق بودن

اس تکلیف دینے اور التماس کے ٹکھنے سے بری غرض یہ ہے، چونکہ عزیز و حبیب اس شرمندہ کار کو محض حسن ظن سے نیک اطوار خیال کئے بیٹھے ہیں۔ اور پروی کر رہے ہیں۔ اب ان سطروں کو ملاحظہ کر کے جب میرے واقعی حال سے واقف ہوں تو جو خیال مجھ آداب کے ان کے دلوں میں ہیں انہیں دور کر دیں۔ اور مندرجہ بالا سطور کے موافق تصور کریں۔ اور میری آشنائی سے ڈریں۔

صد مرحد بگرینے اہل جہارے

چونکہ اشخاص سے جو میری نسبت گمان رکھنے ہیں، اصلی خیالات کا چھانا داخل

خیانت تھا۔ اس لئے میں نے اپنی حقیقت کو پورا پورا ذکر کر دیا ہے۔ تاکہ دوست
اس سے آگاہ ہو جائیں، اور چند سادہ دلوں کو اس کی اطلاع دے دیں۔ تاکہ صرف نام ہی
سن کر از خود رفتہ ہو جائیں اور نہ لوگوں کو از خود رفتہ کریں۔

شیریں مثلے است گشتہ مشہور

آوارہ دہل خوش است از دور

کرامت کا تبیین یہ دو ملائک ہر ایک انسان کے ساتھ یمن و یسار کے رہتے ہیں۔
کہ یمن والا یعنی دائیں والا افعال و اقوال حسنی کی کتابت کرتا ہے۔ اور یسار والا یعنی
بائیں والا ملائک افعال و اقوال سیئہ کی کتابت کرتا ہے۔ اور ہمارے یمن والے نے اپنی
کتابت کے دفتر کو ہر ایک حرکات سے بند کر کے فارغ و خاموش ہے۔ تو جو یسار والا ہے
اس نے اپنے دفتر کتابت کو پھیلایا ہوا ہے۔ اور اس کو کتابت کرنے سے دن رات میں کل
فرصت نہیں ہے۔ تو جس شخص کا معاملہ یہاں تک پہنچ گیا ہوں اُسے سخن پکڑنے اور قلم پر داری
سے کیا مناسبت۔

گر عاقلی حدیث خود کم کنی قفل در گفتگوئے محکم کنی

ماتم زردہ چند فراہم کنی برگشتہ بگریہ و ماتم کنی

اس نیاز نامہ کی تحریر کے بعد میر دل میں خیال آیا، کہ اپنی حقیقت بیان کرنے
کے بعد اگر اللہ تعالیٰ کی نعمتوں کا کچھ ذکر جو اپنے بارے میں مشاہدہ کی ہیں اس وقت
درج نہیں کیا، تو ایسا نہ ہو کہ ناشکری میں داخل نہ ہو۔ اس واسطے **وَأَمَّا بِنِعْمَةِ رَبِّكَ**
فَحَدِّثْ کے بموجب ان میں سے بھی ٹھوڑی سی ظاہر کرتا ہوں۔

میرے مزدوم! باوجود اس خواری اور تباہ کاری کے مجھے اس قدر کہ معلوم ہے کہ اپنی
پیشگاہ سے اس خاک رہ میں کچھ حسنی رکھتے ہیں۔ اور کچھ بطور دیعت رکھا گیا ہے۔
جو اللہ تعالیٰ کا خاص منظور نظر ہے۔ یہ خفی عنائیں اسی واقعہ کے بارے میں ہیں۔ اس سے

زیادہ میں اور کچھ نہیں رکھ سکتا۔ اور نہ اس کی تفصیل بیان کرنا ہوں۔ کیونکہ بات کرنے والے کو اس کے کہنے کی تاب اور سننے والے کو اس کے سننے کی ہوش نہیں۔

اسی وجہ سے مجھے ابتداء میں ان معنوں کے ظہور سے بیشتر اپنے آپ میں حقیقی جذب اور کشش اور محبت اور عشق معلوم ہوتا تھا۔ اور طبیعت خلقت سے متنفر بھی اور خلوت اور جنگل کی طرف مائل بھی۔ اور میں اپنے دل میں کہتا تھا ہے

یہ شاہی چنیں مہل دلم حبست دوزیں تنہا نشستن حاصلم حبست
اور اس محبت اور عشق کی بابت مجھے کچھ معلوم نہ تھا کہ کس کو چے کا عشق ہے اور یہ
کس طرف کو کشش ہو رہی ہے

میدید بہ چشم خود غبارے	در دیدہ نمفتہ خار خسارے
گم گم گر دامن چہیست	داں غنچہ ز غارے گلشن کیست
در حبیب گلشن کہ این خشک بخت	وز چشم دلش کہ این نمک ریخت
آتش کہ در سقف خوار درزد	وین فتنہ زد امیکہ سرزد
این تلورہ چہیست در شگیبش	جادوے کہ مہر ہر فریبش
شورے است ز عشق در سر	تیغے است نماں در بگوہر
از جنبش غمزہ آئے خونی	دارد نگرانے درونی
جلنے بسر خیال بداشت	چشمے براہ اشمال بداشت
سرست نظارہ سودا سود	ہمدیچہ از و براہ او بود
ہم گوشش تہمنشش پر آواز	
کز قافہ رد صدائے آواز	

میں اس حالت میں مغلوب تھا، اور ارادہ یہ تھا کہ یہ عشق کسی سفل معشوق پر جماؤں۔ لیکن نہیں جتنا تھا۔ یہ ایک جنون آمیز سودا اور آتش انگیز شوق تھا اور یہ کچھ معلوم نہ تھا

کہ اس جنون کو بھر مکائے والا کون ہے۔ میں اپنے کام کی نسبت خود حیران تھا، اور زبانِ حال سے یہ پڑھتا تھا۔

دارد کہ مویں ازار	وز ناخن کیست جنبش تار
تنہا مرا خلد کز آل سو	دارد حُسد بہر بن سو
در دیدہ من کہ می زند برق	آل شعلہ کیست دشنہ بر فرق
از سوز کہ ایں شرار بر خاست	وا از راہ کہ ایں غبار بر خاست
بر ہر شرام جدا نگلے است	در ہم نگم جدا بہائے است
آل کیست کہ در دروں سینہ	بشکست ہزار آب گینہ
ایں باد زندامن کہ بر خاست	دیں دوزخ من کہ بر خاست
ایں مرغ کہ می پرد بریں بام	و ایں بوسہ کہ می دید بہ پیغام
ایں عشق ندانم از کجا خاست	وا از ہر رگ ریشہ ام بخاست
آن روز کہ خاک من بر شتند	سووائے جنوں بسر نوشتند
از طرہ بینی فگندہ دام است	لیکن بشناشمش کدام است
تا عشق کہ شد مساعد من	فاندر کف کیست باعد من
از خندہ کیست نو بہام	وز ناز کئے خسار خادم
ایں عشق ز عاشقان عجب نیست	معشوق شناسی از ادب نیست
اے عشق خوش آمدی چنین صیت	در دل بنشین کہ منزل کیست
بیشین بنشین مشین از تست	جان و خرد و دل و تن از تست
روز از تو شب سیاہ مرا بس	تخت از تو خاک راہ مرا بس
بے دیر تحفہ جاں بنشین	بکشا کر از میاں بنشین
بنشین وز عشق خوش بنشاں	وز خون جوش و بنشاں

از آمدنت چو گل شگفتم دامن دامن بسیار رستم

گل کرد بسیار بختم امروز

بر تخت شے نشستم امروز

اب ہم اصل بات کہتے ہیں۔ اس کے بعد کہ یہ چھپے ہوئے معنی مدت و مدار کے بعد چمک لکھے۔ اور پیشتر اس کے کہ کامل غور میں آئے، مجھے معلوم ہوا کہ یہ سب کچھ اس محبت کے متعلق تھا۔ اور یہ کشش اور جذبہ کس طرف تھا، ایک ایسا محبوب ظاہر ہوا، جو حسن و خوبی، محبوبیت اور مرغوبیت میں لاثانی تھا۔ بلکہ اس کی نزاکت منزل اس قسم کی ہے کہ حسن و جمال کا اطلاق اس کی چار دیواری پر بھی ہو سکتا ہے۔ اور اس سے ہر ایک کمال و جمال ہو سکتا ہے، جہاں کہیں کوئی کمال ہے، وہ اسی کمال کا اثر ہے، اور جہاں کہیں حسن و جمال منظور ہے، وہ اسی کے حسن و جمال کا ثمرہ ہے۔ اب مجھے یقین ہو گیا کہ واقعی وہی محبوب بننے کے لائق ہے۔ اور مطلوب بنانے کے شایان ہے۔ اس لئے میں نے سب سے منہ پھیر لیا۔ اور غایت کی باگ اس طرف پھری اور ہمت کی کمر اس کی خدمت میں مضبوط باندھ لی۔

جب میں معلوم کر چکا تو معلوم ہوا کہ وہاں باگ کا پھینا کسی کام نہیں آتا۔ اور یہ خدمت اس مقدس بارگاہ کے شاہان نہیں ہے اور کوئی کوشش اور سعی اس کے فضل کے بغیر بایا نہیں ہو سکتی۔ صرف اس کی سابقہ غایت درکار ہے۔ اور اس کی کشش کا رگر باقی ہے۔ باقی سب بیچ ہے۔ اس لئے میں سب چیزوں سے عاجز رہ گیا اور معاملہ اس کے ہر د کردیا۔ کس نے کیا اچھا کہا ہے

مرا گر تو سن دل نیست در راہ

کمند زلف ادہم نیست کو راہ

اس کی غایت انکس آہنچی اور اپنی عمر بانی سے اس پس ماندہ کی نوازش فرمائی۔ اور سابقہ فضل و کرم سے اس خاک پر گرے ہوئے کو اپنے مقدس چار دیواری کے گرد

جلد دی۔ وہ چھپا ہوا اور پوشیدہ اس باگاہ پُر نور میں ظاہر اور ہویا ہے۔ اور بڑی آب و تاب سے امید کے گلشن کے صحن میں رقص کرنا ہے، اور ہمیشہ خوش کرنا ہے۔ بڑے باز سے ساغر دیتا ہے۔ اور بڑے بنانے سے قدم اٹھاتا ہے۔ اور بڑی خوشی و خورمی اور خندہ پیشانی سے اس سے بغل گیر ہوئی۔ اور باد جو زندگی کے نہ زائل ہونے والی شراب کا مست ہے، اور یہ گیت گانا ہے۔

ہم از در باز کردی باز تو روز کہ من بوی گل خود نام ہر دنا
پیش شب از ماہ بادہ اکنوں کہ مشہور خود شادیم اکنوں
گر اقل می رود با گریہ آیم کنوں خوش میرود در باز تو خاک

اگر وہ خود اپنے آپ پر ہی عاشق ہو کر عاشقی کرے تو مناسب ہے۔ کیونکہ اس کی نوازش خود محبوب نے فرمائی ہے۔ اور اگر اپنے حسن پر خود شبفت ہو جائے تو لائق ہے۔ کیونکہ وہ مطلوب کا منظور ہے۔

اے عزیز! اس زلف کو جو خوشبو سے معطر ہے۔ اس ناپاک بدن سے کیا نسبت۔ اور اس علوی معنی کو اس سفلی وجود سے پس ماندہ آوار ہے چارہ یار سے جدا اور دشمنوں کی دلایت میں گرفتار ہے۔ کیا مناسبت بہ عنصری وجود ہے، جو حیرت اور حسرت کے جنگل میں مارا مارا پھرتا ہے۔ اس کے بال بکھرے ہوئے ہیں۔ اور چھ طرفوں سے ہوا اس کے چہرے پر طمانچہ مارتی ہے اور وہ حواس خمسہ کے گرد کو پکڑتا ہے۔

ہم یار زدہ طمانچہ بردے

ہم خاک فشرده پنچہ در موٹے

کار اہ از کار سے رہا ہوا۔ شوق اور گرمی سے ناکارہ بد مزگی اور دل ہر مے کوٹنے میں گنہگار ہمت کی باگ ہاتھ سے چھوڑے ہوئے، اگر ہمت کھوے ہوئے، حیرانی کی وجہ سے کسی چیز پر نہیں جھننا، اور مائے ڈر کے کسی دروازے سے بھیک بھی نہیں مانگ سکتا۔

گویہ ساری باتیں نہیں، تاہم اس نے دلیری کی۔ اور اس دوری کی منزلوں کو طے کرنا منظور کر لیا، بعد المشرقین کا فاصلہ بیچ میں آگیا۔

از بادِ صبا درلم چو بے تو گرفت بگذاشت مرا و جنوئے تو گرفت

اکنوں زمین خستہ نمی آرد یاد بونے تو گرفت بودی خوئی تو گرفت

تو وہ محنت کے جڑاؤ تحت پر بیٹھا ہوا، اور یہ وجود سیاہ خاک میں گرا ہوا، وہ خوشی خوشی بازو پھیلانے ہوئے اور بہ حیرت اور حسرت سے زخمی سینے والا یہ زاری اور نیاز کرتا ہے۔ اور وہ سو طرح کا ناز اندبے پر دہائی کرتا ہے۔ یہ ہزاروں آہوں اور درودوں سے اس کا راز ڈھونڈتا ہے۔ اور سخت بے مروت سامانی سے اپنے دل میں کہتا ہے اور یہ سخی وجود بایں معنی علمی معنی بیان کرتا ہے۔

من بے تو بہ خاک راہ مژہ باز تو خواب گزیں بہ بستر ناز

من بے تو ز خواں دیدہ گل بار تو خندہ زناں بہ صحن گلزار

من بے تو بخوں کشیدہ دانا تو رفتہ بہ طعم گل خراماں

من بے تو بہ خاک غصہ پال تو قص کنں بہ باگم خندان

من بے تو چو رشتہ تاب یاب تو رشتہ گسل چو در نایاب

من بے تو بہ سوز و دل گدازی تو عاشق خود بہ حسن بازی

من بے تو گرفتہ ترک ہستی

تو کردہ بہ خویش دناز ہستی

تنبیہ

اے عزیز! اگر کوئی شخص کتاب کے شروع کو اس کے اجر کا منتا قرض اور متلفع نہیں لکھتا۔ اس واسطے جو ممکن کی طرف منسوب ہے، وہ محض اس واسطے کہ ممکن ہے، اذروئے اعتبار وہ قابلِ طعن ہے، وہ کس طرح درگاہِ الہی کے لائق ہو سکتی ہے۔ یہاں معاملہ فضل الہی

سے ہے۔ اگر اس قسم کی ناکارہ کی نوازش فرمائے تو عین اس کی بندہ نواز مکتبہ ہے۔ درجہ بندہ اور اس کے افعال ایسے ہی ہیں، جیسے کہ اوپر بیان ہو چکا ہے۔

اس کی بخشش اور عنایت نیک کاموں پر موقوف نہیں۔ جو کچھ میں نے اوپر بیان کیا ہے، وہ واردات الہی میں سے ایک وارد ہے۔ اور جب یہ درود غالب ہوتی ہے تو انسان کو اپنے تمام اعمال اور عبادات قابل طعن اور لعن معلوم ہوتے ہیں۔ اور ان کی اصل حقیقت معلوم ہو جاتی ہے۔ اور جو کچھ کتاب کے آخر میں لکھا ہے، وہ بھی ایک واردات ہے۔ ان میں کسی قسم کا تناقض یا تدافع نہیں۔ پہلے اسے مغلوب دیکھا، اور بعد ازاں خود اس کی دید کا مغلوب ہو گیا۔

ایک بزرگ نے شروع میں لکھا کہ میرے بائیں طرف کافر شتہ ہمیشہ کام میں مشغول ہے۔ یعنی مجھ سے بد اعمالیاں کثرت سے ظاہر ہوتی ہیں۔ اور دائیں طرف والے کو لکھنے کے لئے کوئی نیکی ہی نہیں ملتی۔

یہ کارخانہ صرف عارف کی دید میں ہے۔ اور دیدار منشار ہے۔ اور اس سے معاملہ درست ہیں جن میں سے تھوڑا سا لکھا جائے گا۔ چونکہ قاصد جلدی کر رہا ہے اس لئے اس کو مفصل طور پر میں بیان نہیں کر سکتا۔

وہی بزرگ ایک اور جگہ اپنی دید کے موافق لکھتا ہے کہ مجھے اپنے کا تبین دکھائی دیتے ہیں۔ پہلے جو حالت دائیں والے کی تھی اب وہ بائیں والے کی ہے۔

یعنی بائیں والے کو کوئی برائی نہیں ملتی، تاکہ وہ لکھے۔ کَاتِبًا يَذِيهِ شِمَالَهُ بَيِّنًا اَنْ كَرَامًا كَاتِبِينَ میں سے ان کا بایاں بھی دایاں ہے۔ اس واسطے کہ بائیں طرف، والاعدم کی مقتضیات سے ہے۔ اور جب دائیں والے کا عدم اور عارف کے شرکے زائل ہوتے ہیں، اس کے حق میں ظاہر کرتا ہے اور تخلیق باخلاق اللہ کے بموجب بایاں دایاں کا سا بن جاتا ہے۔ اور یہ بات جو ہم نے کہی ہے کہ اس دید کا منشار خاص ہے، اور اس سے ایک خاص معاملہ وابستہ ہے۔

واضح رہے کہ جو کچھ اس جناب مقدس سے منسوب ہے، وہ خیر اور کمال ہے، کوئی آئینہ

ہونا چاہیے۔ تاکہ اس خیر اور کمال کا ظہور ہو سکے، کسی شئی کے تقابل کا آئینہ نہیں ہوتا، اور خیر اور کمال کا تقابل شر اور نقص میں، جو ایک دوسرے کی ضد ہیں۔

اور یہ بھی ظاہر ہے کہ جس قدر آئینہ کامل ہوگا، اسی قدر اس میں عکس اچھا دکھائی دے گا۔ پس جس قدر عارف کی دید زیادہ ہوگی، اسی قدر خیر اور کمال کا ظہور بھی اس میں زیادہ ہوگا۔ اس واسطے کہ ممکن بنات خود شر و نقص کا منشاء ہے۔ کیونکہ خود اللہ تعالیٰ نے قرآن شریف میں ارشاد فرمایا ہے۔

مَا أَصَابَكَ مِنْ حَسَنَةٍ فَمِنَ اللَّهِ وَمَا أَصَابَكَ مِنْ سَيِّئَةٍ فَمِنْ نَفْسِكَ.
(جو بھلائی تجھے پہنچے وہ اللہ تعالیٰ کی طرف سے ہے، اور جو تھے بُرائی پہنچے، وہ تیرے نفس کی طرف سے ہے۔)

خیریت کے ظہور کے لئے دید کافی ہے۔ چنانچہ مَنْ تَوَاضَعَ لِلَّهِ رَفَعَهُ اللَّهُ۔ (جو اللہ کی خاطر تواضع کرتا ہے، اللہ تعالیٰ اسے بلند مرتبہ عنایت کرتا ہے۔)
حاصل یہ کہ جو خیر و کلام حسن و جمال رٹے زمین پر ظاہر ہے، سب مستفاد اور مستعار ہے۔ صرف واجب الوجود کو مرتبہ حاصل ہے۔ ممکن الوجود کی ذات بمنزلہ عدم ہے، جو کچھ بھی نہیں۔ اور بیچ بیچ کے سوا کیا ہو سکتا ہے۔

از قنت طلسم این خزانہ	من بیچ نیم در میانہ
از شیشہ رست این مٹے ناب	من خاک بلب رآتش و آب
ہم گنج زنت ہم تو گنجور	مسند ہستی فشاندم از دور
معنی تو ہی جنبش شکر نم	من جلد کتاب صوت و حرف نم
من درم خاک آستانم	تو می طبعی بر آسمانم
از مودہ نست فضاں این جوش	من مریب نہادہ خاموش
از جوش و خروش خود چہ گویم	ایں بادہ فوری دمن سبب نم

رَبَّنَا لَا تُؤَاخِذْنَا إِنْ نَسِينَا أَوْ أَخْطَأْنَا اٰمُحَمَّدُ لِلّٰهِ اَوَّلًا وَاٰخِرًا وَا
الصَّلٰوةُ وَالسَّلَامُ عَلٰی الْاَتْمَامِ اَكْمَلَانَ عَلٰی رَسُوْلِهِ سَيِّدِنَا مُحَمَّدٍ وَا
عَلٰی اٰلِهِ اَطْهَارٍ وَاَصْحَابِهِ الْاَخْبَارِ وَاَعْلٰی جَمِیْعِ الْاَنْبِیَاءِ وَاَلْرِسَالِیْنَ
وَاَعْلٰی اَهْلِ الطَّاعَةِ اَجْمَعِیْنَ بِرَحْمَتِكَ يَا اَرْحَمَ الرَّاحِمِیْنَ

اے پاک پروردگار! جو کچھ ہم سے بھول چوک ہوئی ہے، اس کی بابت مؤاخذہ نہ کر۔ اقلہ
آخر میں اللہ تعالیٰ کا شکر ہے۔ اے بہت رحم کرنے والے، تیری رحمت سے میرے رسول
ہمارے سردار محمد اور اس کی آل پاک نیک اصحاب اور تمام انبیاء و مرسلین اور تمام اہل طاعت
پر سلام اور درود ہو۔

کتاب ہدایہ کے خاتمہ کے قریب متفرق شرائط کا بیان

جاننا چاہئے کہ ایمان حقیقی و ارکان معرفت و لباس باطنی سلوک و غفلتے ردعانیہ ہر ایک
سالک کے لئے بڑی شرائط میں سے ہیں۔ اول ایمان شریعت کے نزدیک جب تک کوئی بندہ نہ
ہوئے گا، تب تک مسلمانوں کے زمرہ میں شمار نہیں کیا جائے گا۔

ایمان شریعت والوں کے نزدیک یہ ہے کہ جس وقت کوئی بندہ بلوغت کو پہنچ گیا تو خداوند
کریم کی وحدانیت اور ہر ایک رسول کی رسالت اور کتب سماویہ کے ساتھ تصدیق قلبی اور اقرار لسانی
کرنا ہے۔

بلوغت دو قسم پر منحصر ہے۔ ظاہر آریہ ہے کہ جب کوئی بندہ بارہا سال کو پہنچ گیا یا کچھ پیشی سے
نشانی بلوغت پائی گئی تو وہ ظاہر آریہ بالغ ہو گیا۔ مگر سلوک والوں کے نزدیک جب تک کوئی مذکورہ بات
شہوات نفسانی و منی سے باہر نہ آئے گا تو حقیقتاً بالغ نہ ہوگا۔ جیسا کہ حضرت مولانا روم رحمۃ اللہ
علیہ کا قول ہے،

خلق اطفال اند جز مست خدا

نیست بالغ جز رسیده از ہوا

اسی واسطے سلوک والوں کے نزدیک ایمان حقیقی و تحقیقی لانا بڑی شرائط سے ایک شرط ہے کیونکہ وہ ایمان حقیقی و تحقیقی لانے میں اس آیت کریمہ کے مستحق و مدعی ہیں:

يَا أَيُّهَا الَّذِينَ آمَنُوا آمِنُوا بِاللَّهِ الْخَالِصِينَ لَهُ دُلَّاهُ لَكُمْ لَعَلَّكُمْ تَتَّقُونَ
خداوند کریم و رسول کے تو آمینوا ایمان لاؤ دوبارہ۔

دوبارہ ایک جگہ خداوند کریم مسلمانوں کو اس واسطے فرمانا ہے کہ اگر تم ظاہراً ایمان لے آئے ہو تو جلدی جلدی حقیقی و تحقیقی ایمان کی خلعت سے مشرف ہونا چاہیے۔

مفسرین کا اختلاف ہے اس آیت کریمہ کی نسبت۔ بعضے کہتے ہیں کہ خطاب صرف مسلمانوں کو ہے۔ بعضے کہتے ہیں منافقوں کو ہے۔ اور بعض کہتے ہیں کہ خطاب کافروں کو ہے۔ اور سلوک دل لے فرماتے ہیں کہ یہ خطاب خاص مسلمانوں کو ہے۔ مگر اشارہ حقیقی و تحقیقی ایمان کی طرف ہے۔ کہ لے مسلمانو! اگر تم ایمان لے آئے ہو، برہان و حجت سے تو پھر ایمان لے آؤ بطریق حقیقی و تحقیقی کے۔ دوبارہ خطاب بطریق امر خداوند کریم اس واسطے فرماتا ہے کہ حضرت ولایت تاب خواجہ شاہ نقشبند مولانا بہاؤ الدین قدس اللہ سرہ فرماتے ہیں:

يَا أَيُّهَا الَّذِينَ آمَنُوا آمِنُوا بِاللَّهِ الْخَالِصِينَ لَهُ دُلَّاهُ لَكُمْ لَعَلَّكُمْ تَتَّقُونَ
نفی اس وجود بشری مباد کرد، اثبات واجب الوجود جل ذکرہ مباد نمود۔

یعنی ہر وقت دہر لحظہ وجود بشری کی نفی کرنی چاہیے اور نہایت تک تحقیق کی ہر وقت اور ہر لحظہ اثبات کرنی اور دیکھنے میں اپنے وجود غامک کو محو نیست و نابود و خاکستر کر دینا چاہیے۔ تاکہ ترے وجود غامک سے ایمان حقیقی و تحقیقی کی شاخ ظاہر ہوگی۔

اور حضرت مولانا سعید بن ہادی فرماتے ہیں: يَا أَيُّهَا الَّذِينَ آمَنُوا آمِنُوا بِاللَّهِ الْخَالِصِينَ لَهُ دُلَّاهُ لَكُمْ لَعَلَّكُمْ تَتَّقُونَ
خطاب جب میرے گوش گزار ہوا تو معلوم ہوا کہ ہمارے ہمارے حقیقی سے خطاب حقیقی و تحقیقی

ایمان کی طرف ہے تو پھر ہم ایمان حقیقی و تحقیقی ماننے میں پچاس سال گزر گئے، تو پھر میں نے عرصہ پچاس سال تک ایمان حقیقی و تحقیقی کو تازہ کیا، مگر آج بھی تازہ کرنے سے فراغت نہیں پائی ہے، لیکن آخر کار اپنی ہمت کا گھوڑا اس راستہ میں لنگر ادا کیجھ کر جبران ہو کر بیٹھ گیا۔

حضرت جنیدؒ کے قول سے اشارہ کمال ریاضت و عبادت شافری کی طرف ہے کہ جب تک تم اپنے مالک حقیقی کے عشق میں پروانہ کی طرح جل کر خاکستر نہ ہو گئے، تب تک ایمان حقیقی کی شاخ نمودار نہ ہوگی۔ اور جب تک ایمان حقیقی کی شاخ نمودار نہ ہوگی تو پھر قول فَقَدْ ضَلَّ ضَلَالًا بَعِيدًا کے مصداق ہو جائیں گے، اور حقیقی ایمان کی نسبت مولانا رحم علیہ الرحمۃ فرماتے ہیں۔

دم بے حق ندن محض گناہ است بخود مشغول گشتن کفر راہ است
ترا ہر دم کشد بندار ہستی سوئے ظلمت سرائے خود پرستی
خودی کفر است نفی خویش کن زود کہ جز حق در حقیقت نیست موجود
جہد کن تا نور تو رخشاں شود تا سلوک خدمت آساں شود

ایمان حقیقی و تحقیقی ہرگز حاصل نہ ہوگا، جب تک تو اپنے نفس کو قتل نہ کرے گا۔ اسی واسطے امام قشیریؒ فرماتے ہیں کہ جس طرح سے بنی اسرائیلیوں کی استغفار ظاہراً اپنے نفس کو قتل کرنا تھا جیسا کہ از کتاب گناہ کنندہ کی گردن کو نبی یا اس کے خلیفہ قتل کر دینا تھا، تو اُمت محمدیؐ پر بھی منسوخ نہیں ہے۔ اگرچہ ظاہراً اُمت محمدیؐ کے از کتاب گناہ کنندہ کی استغفار لسانی ہے، مگر در حقیقت غائبانہ قتل کرنا اپنے نفس کا ہے در ریاضات شاقہ۔

اس واسطے ہمارے رسول پاک صلی اللہ علیہ وسلم فرماتے ہیں: رَجَعْنَا مِنَ الْجِهَادِ إِلَّا صَغِيرًا إِلَى الْجِهَادِ إِلَّا كَبِيرًا

مگر نفس کا قتل کرنا خالص مومن کے سوا میسر نہیں شود۔ اور نفس کا قتل کرنا کیا ہے؟ بقطع آرزو و مراد ہا باشد۔

اسی واسطے حضرت مولانا رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں:

نفس خود را کش جہاں را زندہ کن خواجہ را کشتہ ہست اورا بندہ کن
 تو طمع داری کہ اورا بے جفا بستہ داری در وقار و در وفاد
 ہر خے را ایں تمنا کے رسد موسیٰ باید کہ اذ دلے را کشد
 اور قطع آزد و ادمراد با بغیر مرشد کامل ہرگز ممکن نہ ہوگا، جیسا کہ شعر بلکہ شاہؒ کسی شاعر کی
 کتاب سے مرقوم کئے جلتے ہیں،

پھر مرشد عبد خدائی ہو اند دل دے خوب صفائی ہو
 بے خواہش بے نوائی ہو دچہ دل دے خوب صفائی ہو

بلکہ بات سچی کہ درے لکھی اے

اک نقطے دچہ گل ٹکڑی اے

کسی اور شاعر نے کیا خوب کہا ہے !

بناں مرشدال راہ نہ ہتھ آدے

بناں دودھ نہ پکڑی کھیر سائیں

اور مرشد کی چھائی سے راز نہانی دہر عرفانی کو خواہی نسبت ہرگز جویان نہ کر سکے گا، کہ
 جب تک اپنے آپ کو مرشد کی ذات میں نسبت نہ کرے گا۔ اسی واسطے حضرت
 مولانا عطار رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں

نہ گودی بے خبر از جسم و جاں

کے خبریابی بے نشان از بے نشان

اور جب تک تو پیہر غفلت کو اپنے گویے باہر نہ نکلے گا۔ تب تک نیرے گوش
 میں راز نامے نہانی و خرد شہائے معرفت کا آواز داخل نہ ہوگا۔ اسی واسطے مولانا دوم رحمہ
 اللہ علیہ فرماتے ہیں،

پیہر دسواں بریں کن ز گوشش تا بجوشت آید ز گردن خسروش

گر بگویم شد زان نغمہ ۱ جانب سر برزند از دخمہ ۱

حضرت نیاز رحمۃ اللہ علیہ کا قول ہے ۱

حیف در بند جسم در امانی نشنوی صوت پاکِ حمافی

ہم عالم پُر است از آواز لیک در بے گوش خود کن باز

اور جب تک تو در سایہ مرشد کمال داخل نہ ہوگا، تب تک ایمان حقیقی و تحقیقی کی شاخ

تیرے وجود میں نمودار نہ ہوگی۔ قتلِ نفس خود آندہ دہا و مرا دہا سے غیر ممکن ہوگا۔ اسی واسطے

حضرت بلہا شاہ صاحب فرماتے ہیں۔

پھر نقطہ چھوڑ حساباں نوں کر دور کفر دیاں باباں نوں

لا دوزخ گور عذاباں نوں کر صاف دلیدیاں خواباں نوں

گل اس گھر دچہ ڈھکدی اے

اک نقطے دچہ گل مگدی اے

اینویں تھاں زمین گھسائیڈا لہاں پادِ محراب دکھائیڈا

پڑھ کلمہ لوک ہسائیڈا دل اندر رستم یسائیڈا

کدی بات سچی بھی لکدی اے

اک نقطے دچہ گل مگدی اے

کئی حاجی بن بن آئے جی گل نیلے جائے پائے جی

جج دینے ٹکے لے کھائے جی بلہا ایہہ گل کیوں بھائے جی

کدی بات سچی بھی لکدی اے

اک نقطے دچہ گل مگدی اے

اک جنگل بحر بن جائے نی اک دانہ روزے کھائے نی

بے سبب وجود تھکاندے نی گھر آدن ہوکے ماندے نی

ایں چلیاں وچہ جند سکدی اے
اک نقطے وچہ گل ٹکدی اے

اگر تو ظاہر و باطن قوت و فعلاً در سفینہ مرشد سواری شود۔ تو پھر غم کو وہ سفینہ مرشد کی سواری اپنے ساتھ دارالاسلام لا یزال میں بے خوف اور بیم غم و الم کے خود ہی داخل کر دے گی۔ جیسا کہ تغایر میں لکھا ہے کہ عبد اللہ انصاری رضی اللہ عنہ کمال اصحاب میں سے تھے۔ اور صاحب اذان و مستجاب الدعوات بھی تھے۔ ایک دُزبہت ہی سخت گریہ و زاری کرتے ہوئے آنحضرت جہاں پناہ حضرت محمد مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت اقدس میں حاضر ہوئے۔ آپ نے استفسار گریہ و زاری و غم غم کی نسبت فرمایا کہ اے عبد اللہ انصاری! تم کو ایسا گریہ و زاری و غم غم کی کس سبب سے لاحق ہوئی ہے۔

عبد اللہ انصاری نے عرض کی کہ یا رسول اللہ! آج ہم کو آپ کی محبت و دوستی اپنی جان و نفس مال و اولاد و والدین سے بھی زیادہ تم ہے۔ بلکہ ہمارا دین اسلام و ایمان صرف آپ ہی کی محبت و دوستی ہے۔ مبادا فردا روز قیامت کے دن آپ خود ہی جنت الفردوس و مقام محموداً کے مستحق و وارث ہوں گے۔ خدا جانے کہ میں کس جگہ میں اپنے و بال کے ذریعہ سے گرفتار و سزاوار ہوں گا۔ تو پھر میں دیدار پر انوار کی صحبت سے خود ہی مہجور و رنجور و غمور ہوں گا۔ تو پھر آپ عبد اللہ انصاری کی عرض گوش گزار اسی کے انتہاء و محی آسمانی کئے ہوئے کہ پھر حق سبحانہ تعالیٰ برائے شک نہ دلائل و فراق کے ثمر وصال شادمان کی خاطر جمعیت کی نسبت و محی کو منزل کیا۔

وَمَنْ يَطْعِ اللَّهَ وَالرَّسُولَ فَأُولَٰئِكَ مَعَ الَّذِينَ أَنْعَمَ اللَّهُ عَلَيْهِمْ مِنَ النَّبِيِّينَ وَالْقِدِّيقِينَ وَالشُّهَدَاءِ وَالصَّالِحِينَ وَحَسُنَ أُولَٰئِكَ رَفِيقًا

(ترجمہ جو کوئی اللہ پاک کی تابعداری اور اس کے رسول کی پس وہ گروہ ان لوگوں کے ہمراہ

ہوں گے کہ جن پر خداوند کریم نے احسانِ نعمت اپنی جانب سے کیا ہے، انہیں مغبراں و صدیقان و شہیدان و صالحان کو بہت اچھا مقصود مند کیا ہے، اس گروہ کو رفیق و ہم نشین ہونا۔

مفسرین کو ام نے اس آیت کو یہ کی تفسیر میں بول لکھا ہے کہ مراد من النبیین سے حضرت محمد مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم ہیں۔ اور وَالصِّدِّیقِینَ سے اشارت بطرف حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ کے ہے۔ وَالشَّہِداء سے اشارت حضرت عمر، عثمان و علی رضی اللہ عنہم اجمعین کے ہے۔ اور صَالِحِیْنَ سے مراد جمیع اصحاب ہیں۔

اہل سلوک اس آیت کریمہ کی دستاویزی و تشریح اس طرح سے کہتے ہیں کہ اس سے مراد حضرت محمد مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم سے لے کر اصحاب کبار رضی اللہ تعالیٰ عنہم اجمعین کے معہ جمیع اولیاء کا مسلسل دست بدست لگانا تا آخرِ انہما تک مراد ہے۔ اس واسطے وہ فرماتے ہیں کہ رفیق و ہم نشین اس گروہ کی بہت اچھی ہے کہ آج جس گروہ کے ساتھ جو دوستی رکھے گا، وہ فراقِ حشر باوجود ہر بود۔ اسی کے مطابق حضرت مولانا روم فرماتے ہیں،

ہم چوں بیلِ دوستی و گلِ گزیرے تا شوی باختر من گل، ہم نشین سے

زاغ چوں مردارِ راشد ہم نفس یار او مردارِ خواہد بود و بس

ہر ایک طالب کو چاہئے کہ وجودِ بشری بواسطہ مرشد و تہذیبات و ربوبیت و درالوار محمدی کے محبت شاقہ کی نسبت کماہیت کو پہنچ کر اپنے آپ کو پروانہ کی طرح محبت لایزال بواسطہ راہنمائی خود کرے گا، تب ثمرہ واصلان کے راز سے آگاہ ہو کر واصل ہوگا۔

ملارک میں لکھا ہے کہ خداوند کریم اپنے بندے کو جستجو کے وقت خطاب کرتا ہے کہ جب تک بندہ ظاہر آنکھوں کو فانی نہ کرے گا۔ اور چشمِ قلبی سے غفلت کے پردے کو اتار کر باز نہ کرے گا، اور چشمِ قلبی سے غفلت کے پردے کو اتار کر باز نہ کرے گا، کہ جبرہ ذوق و شوق محبت من نوز نہ کرے گا، تب تک مشاہدہ جمال من محال ہوگا۔

دے بسا بیل کہ پیش از نوبار می سراشد بہر گلِ بر شاخسار

اور جب تک تو میری فضا پر رفا نہ ہوگا، درمکان لن ترانی سے مشاہدہ نہ کرے گا۔

بیت: لن ترانی میرسد از طور موسیٰؑ را جواب

ہرچہ آل از دوست آبد سر نہ گردن متاب

اور وجود خاکی بواسطہ برہان خود قطع کر کے دستاویزی دراد صاف نوریوں میں کرے گا،
تو پھر اَنَا اِلٰی رَبِّنَا مُنْقَلِبُوْنَ د کے مکان سے خود ہی مشاہدہ کرے گا۔ اور اس مکان کی راز
افشائی کی نسبت حضرت مولانا روم علیہ الرحمۃ جرعہ ذوق سے جامِ توحید ثمرہ داصلان کی نسبت
تقسیم کرتے ہیں۔

مثنوی

جان مایستہ اندر آب و گل چوں رہند از آب و گل شاد دل

در ہولے مسرحتی رقصاں شوند ہم چوں قرص بدر بے نقصاں شوند

چوں نقاب تن برفت از رشتے روح از لقلعے دوست یابد صد فتوح

می زند جان در جہان آب و گون

نعرۂ بَالِیْتِ قُوۡمِیۡ یَعْلَمُوۡنَ

اور کتاب فصل الخطاب میں حضرت خواجہ محمد پارسا رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں کہ خداوند
کریم نے حضرت موسیٰ علیہ السلام کو بسط کے مقام میں رکھا تھا تا بحال ربوبیت میں انس سے
مشاہدہ کیا، بار بار حضرت موسیٰ کا سوال کرنا اور کلام بے واسطہ سنا کوئی ترک ادب نہ تھا۔
اس واسطے کہ گستاخی عاشق پیش معشوق ترک ادب نیست۔

بیت: ہر کہ کرد از جام حق یک جرعہ نوش

نے ادب ماند دروئے عقل و ہوش

مگر اے جستجو کنندہ عرفان کے جیتک نراپنے برہان کی تصویر میں فنا نہ ہوگا، تب
تک مرتبہ موصوف کے بحر بے کنار سے گنام دے نوش رہے۔ اور برہان کے لفظ سے مراد

مرشد کمال ہے کہ جب تک نو فانی الشیخ میں محو نہ ہوگا، دریائے بے کنار کا سفر طے کرنا دشوار ہو گا۔ اور فانی الشیخ کی نسبت اکثر لوگ اس طرح سے کہتے ہیں کہ اس میں کوئی صریحاً نص کا ناطق نہیں ہے۔ مگر گروہ سلوکیہ صریحاً نص ناطق فانی الشیخ کی نسبت دستاویزی کرتے ہیں۔
 قَالَ اللَّهُ تَعَالَى فِي سُورَةِ يُوسُفَ:

لَوْ لَا أَن رَّأَى بُرْهَانَ رَبِّهِ ۖ بِعْنِی حضرت یوسف علیہ السلام اگر اللہ جل شانہ کا برہان تو البتہ بی بی زلیخا کی طرف قصہ کرتے۔

اس مقام پر مفسرین کا اختلاف ہے کہ برہان سے کیا مراد ہے۔ بعض نے یہ لکھا ہے کہ حضرت یوسف علیہ السلام نے اس گھر کے ایک جانب میں یہ آیت شریفہ لکھی ہوئی دیکھی،
 وَلَا تَقْرَبُوا الزَّانِيَ (اے یوسف! نہ نزدیکی کرو زنا کی)۔

ایک فرشتہ نے کہا کہ تو بے وقوفی کا کام کرنے کا ارادہ کرتا ہے، حالانکہ انبیاء کے دفتر میں تیرا نام لکھا ہوا ہے۔ اور بعض کہتے ہیں کہ حضرت یعقوب علیہ السلام کی شکل مبارک آپ کو نظر آئی تھی۔ اس طرح سے کہ اپنے ہاتھ تاسف سے کاٹتے تھے۔

تفسیر کبیر میں ابن عباس سے یوں ہی آیا ہے۔ نیز تفسیر خازن میں لکھا ہے کہ قتادہؓ اور اکثر مفسرین کا یہ قول ہے کہ حضرت یوسف علیہ السلام نے حضرت یعقوب علیہ السلام کی صورت مبارک کو دیکھا، اور وہ کہتے تھے،

يُوسُفُ ۚ أَوْ تَعْمَلُ عَمَلَ السَّفَهَاءِ ۚ وَأَنْتَ مَكْتُوبٌ فِي الْأَنْبِيَاءِ ۚ

اور حسن، سعید بن جبیر و مجاہد و عکرمہ اور ضحاکؓ فرماتے ہیں کہ گھر کا چھت پھٹ گیا۔ اور حضرت یوسف علیہ السلام نے دیکھا کہ حضرت یعقوب علیہ السلام اپنی انگلی مبارک کو کاٹتے ہیں۔ اور ابن عباسؓ سے یوں آیا ہے کہ حضرت یعقوبؓ کی شکل مبارک نے اس کے سینے میں ہاتھ مارا، جس سے آپ کی شہوت انگوٹوں کے راسے نکل گئی۔

معلوم ہوا کہ وہ برہان جو حضرت یوسف علیہ السلام کو دکھائی گئی، وہ شکل مبارک حضرت

یعقوب کی تھی، جو عبارت از تصور ہے۔ پس جب حضرت یوسف علیہ السلام اسی تصور کے سبب سے گناہ سے بچ گئے، تو پھر کون اہل ایمان کہہ سکتا ہے کہ تصور شرک ہے۔ بھلا شرک بھی موجب ہدایت ہو سکتا ہے۔ ہرگز نہیں۔ بلکہ وہ تو عین گمراہی ہے۔ جس سے گمراہ ابیاد علیم السلام بالکل پاک تھے۔

برہان سے مراد ہر ایک طالب کے لئے مرشد کمال کا تصور ہے۔ تصور شیخ ہرگز ہرگز شرک نہیں ہے۔ اس کے شرک نہ ہونے کی ایک بڑی دلیل یہی کافی ہے کہ بزرگان دین میں کابر اہل کابر اس کی تعلیم چلی آئی ہے۔ اور مشائخ علیہم الرحمۃ نے اس کو ایک وسیلہ ہدایت و رہنمائی سمجھا ہے۔ اور بالیقین اکثر طالبان حق کو اس طریق سے فیض پہنچا ہے۔ پس اگر یہ شرک یا حرام ہوتا (معاذ اللہ منہ) تو اس پر عمل کرنے سے انسان گمراہ ہو جاتا، نہ کہ مراتب سلوک طے کرنا چلا جاتا۔ پس اس کو شرک یا حرام کہنا کوناہ فہمی ہے۔ طالب صادق جب اپنے شیخ کا تصور کرتا ہے تو وہ اس کو معبود نہیں سمجھتا، نہ شیخ کا ذکر کرتا ہے، نہ اس کا نام لیتا ہے۔ نہ یہ سمجھتا ہے کہ شیخ میرے حالات کو دیکھ رہا ہے۔ بلکہ وہ ذکر خدا کرتا ہے۔ صرف اپنے پرگندہ خیالات کو ایک طرف باندھ لیتا ہے۔ اور مرشد کو درمیان اپنے اور ہادی کے ایک رابطہ اور واسطہ سمجھتا ہے۔ جیسے کہ کعبہ درمیان عابد و معبود کے رابطہ ہے۔ اسی طرح مرشد درمیان ہادی اور ہدایت یا بندہ کے رابطہ ہے۔ اور جب تک تصور شیخ کی تعلیم کی منزل طے نہ کرے گا، تب تک دریائے عرفان بے کنار کا عبور کرنا ممکن نہ ہوگا۔

شعری

من کہ دارم از ہمہ عالم فراغ	میں کامل کردہ ام در سبب داغ
من کہ از سیر دو عالم رستگار	بر در اہل دہات سے خاک درم
من کہ بر فرق سلاطین افسر	پیش ایشاں از گدایاں سے کمتر
من کہ عرش و فرشش پر دم زبیرا	میں کم از خاک ایشاں سے نزدیک

اگر در جستجوی من شتابی

مراد در خود بزودی بازیابی

اللَّهُمَّ احْشُرْنَا مَعَ أَحِبَّائِنَا وَإِخْوَانِ الْمُؤْمِنِينَ وَالْمُؤْمِنَاتِ فِي
زَمْرَةِ الْأَوْلِيَاءِ أَجْمَعِينَ هـ

روزانہ کے وظائف کا بیان

ہر ایک دن کے لئے علیحدہ علیحدہ مقررہ وظائف رقم کئے جاتے ہیں۔ اگر کوئی طالب
ان کے پڑھنے پر پابندی سے استقامت کرے گا، تو اس کو چاہئے کہ روزانہ پڑھنے کے وقت
کسی تنہا پاک جگہ میں بیٹھ کر حضور قلبی درجوعات و دعائیں و سوس خسر قائم کر کے باطل خیالات
کو ایک طرف باندھ کر اول آخر درود شریف طاق طاق بار یعنی تین یا پانچ یا سات یا زودہ
بار وظائف مقررہ کی منزل کو ختم کرے۔ اور مسکین مصنف ہذا کی طرف سے اجازت عام ہے۔
اسبوع شریف مصنفہ شیخ عبدالقادر جیلانیؒ

وظیفہ بروز یک شنبہ

بِسْمِ اللَّهِ الرَّحْمَنِ الرَّحِيمِ

هُوَ اللَّهُ الَّذِي لَا إِلَهَ إِلَّا هُوَ الْجَمِيلُ الرَّحْمَنُ الرَّحِيمُ
وہی اللہ جس کے سوا کوئی معبود برحق نہیں مگر وہی بزرگ برہمراں نہایت رحم والا
اللَّطِيفُ ۝ الْخَلِيمُ ۝ الرَّؤُوفُ ۝ الْعَفُوُّ ۝ الْمُؤْمِنُ ۝ النَّصِيرُ ۝
لطف کرنے والا صاحب علم مہربان معاف کرنے والا امن دینے والا مددگار

الْمَجِيبُ هـ الْمَغِیْثُ هـ الْقَرِیْبُ هـ السَّرِیْعُ هـ الْكَرِیْمُ هـ
 دعا قبول کرنے والا، فریاد سننے والا، نزدیک، جلدی حساب لینے والا، کرم کرنے والا
 ذُو الْاِکْرَامِ هـ ذُو الطَّوْلِ هـ رَبِّ اَكْسُنِیْ مِنْ جَمَالِ
 صاحب اکرام صاحب حشمت اے میرے پروردگار! مجھے ایسے جمال بدیع انوار
 بَدِیْعِ الْاَنْوَارِ الْجَمَالِیَّةِ مَا یُدْهِشُ ابْوَابَ الذَّرَاتِ
 کے خوبصورت لباس پہنا جو اپنی روشنی سے پیدائشی ذرات کے دروازے بند
 الْکُوْنِیَّةِ فَتَسُوْجَهٗ اِلٰی حَقَائِقِ الْمُکَوِّنَاتِ
 کر دیں۔ یعنی تمام اندھیرے مجھ سے دور ہو جائیں۔ پس حقائق کائنات کی مجھ پر
 تَوَجُّهَ الْحَبَّةِ الذَّائِیَّةِ الْجَاذِبَةِ اِلٰی شَهْوٍ مُّطْلَقِ
 ذاتی محبت مطلق جمال کے شہود کی طرف کھینچنے والا، توجہ مجھ پر کریں۔
 الْجَمَالِ الَّذِیْ لَا یُضَادُّهُ قُبْحٌ وَلَا یَقْطَعُ عَنْهُ اِبْلَامٌ
 وہ جمال کہ جس کو کوئی کلنگ نہیں لگتا۔ اور نہ اس سے خوشی کبھی منقطع ہوتی ہے۔
 وَاجْعَلْنِیْ مَرْحُوْمًا مِنْ کُلِّ رَاحٍ بِحُکْمِ الْعَطْفِ الْحَبِیْ
 اور مجھے ہر ایک رحمت سے ساتھ حکم ایسے محبت کرنے والے مہربان کے
 الَّذِیْ لَا یَسُوْبُهُ اِنْتِقَامٌ وَلَا یَنْقُصُهُ غَضَبٌ وَلَا یَقْطَعُ
 کہ جس میں انتقام کا کوئی شائبہ نہیں اور نہ اس کو کوئی غضب ناخوش کرنا ہے، اور نہ
 مَدَدٌ سَبَبٌ وَتَوَلَّیْ ذٰلِکَ بِحُکْمِ اَبَدِیَّةِ وَاَرِثِیَّتِکَ
 اس کی باری کو کوئی سبب کاٹ سکتا ہے۔ اور اس بات کی کار سازی اپنی ابدیت اور اپنی
 اِلٰی غَیْرِ نِهَایَةِ لَا تُقَطَّعُهَا غَايَةٌ هـ یَا رَحِیْمُ هُوَ الرَّحِیْمُ
 لا نہایت دوام اور ہمیشگی کے ہمراہ کہ جس کو کوئی حد ختم نہیں کرتی۔ اے نہایت مہربان، تو

رَبَّاهُ رَبَّاهُ غَوْثَاهُ يَاجِفِيَّاهُ لَا يَظْهَرُ

ہی مہربان ہے جو قیامت میں رحم کرے گا۔ اے میرے پروردگار اے میرے پروردگار اے میرے

يَا ظَاهِرًا لَا يَخْفَى لَطَفَتْ أَسْرَارُ وَجُودِكَ

فریاد رس! اے پوشیدہ جو ظاہر نہیں ہوتا۔ اے ظاہر! جو پوشیدہ نہیں ہوتا۔ تیرے

الْأَعْلَى فَتَرَى فِي كُلِّ مَوْجُودٍ وَعَلَتْ أَنْوَارُ

اعلیٰ وجود کے اسرار باریک ہیں۔ پس تو ہر ایک موجودات میں دیکھا جاسکتا ہے۔ اور تیری نہایت

ظُهُورِكَ الْأَقْدَسِ فَبَدَتْ فِي كُلِّ مَشْهُودٍ وَأَنْتَ

پاک ظہور کے انوار بلند ہیں۔ پس ہر ایک مشہود میں ظاہر ہو رہی ہیں۔ اور تو

الْحَلِيمُ الْمَنَّانُ بِالرَّأْفَةِ وَالْعَفْوِ السَّرِيعُ بِالْمَغْفِرَةِ

علم کرنے والا مہربانی سے احسان لانے والے اور جلدی معافی بخشش کے ساتھ کرنے والا

مُؤْمِنُ الْخَائِفِينَ نَصِيرُ الْمُسْتَغِيثِينَ الْقَرِيبُ بِمَحْوِ

ہے۔ خوف کرنے والے کو امن دینے والا، فریاد کرنے والوں کا مددگار قریب اور بعید کے جہات

جِهَاتِ الْقُرْبِ وَالْبُعْدِ عَنْ عِيُونِ الْعَارِفِينَ

دور کر کے قرب دینے والا، عارفوں کی آنکھوں سے پردہ اٹھانے والا۔

يَا كَرِيمُ يَا كَرِيمُ يَا ذَا الطَّوْلِ وَالْإِكْرَامِ

اے کرم کرنے والے اے کرم کرنے والے اے صاحبِ حشمت اور بزرگی کے۔

سَلَامٌ قَوْلًا مِّنْ رَبِّ رَحِيمٍ وَالْحَمْدُ لِلَّهِ

سلام کہا گیا ہے رب رحیم کی طرف سے اور سب تعریف واسطے اللہ

رَبِّ الْعَالَمِينَ

پاک کے ہے جو پروردگار ہے نام جانوں کا۔

+

وظیفہ بروز دوشنبہ

بِسْمِ اللَّهِ الرَّحْمَنِ الرَّحِيمِ

هُوَ اللَّهُ الَّذِي لَا إِلَهَ إِلَّا هُوَ الْحَلِيمُ الرَّحِيمُ الْفَعَّالُ

وہی اللہ پاک ہے کہ جس کے سوا کوئی معبود برحق نہیں صاحب علم، نہایت مہربان، کارکن،

اللَطِيفُ الْوَلِيُّ الْحَمِيدُ الصَّبُورُ الرَّشِيدُ الرَّحْمَنُ رَبِّ

باریک بین کارساز سرانگہ منتحل ہدایت والا مہربان ہے پروردگار

أَذِقْنِي مِنْ بَسْرِ دِيحْلَمِكَ عَلَى مَا أَبْتَهَجُ بِهِ فِي عَوَالِمِي

میرے! مجھے اپنے علم کی ٹھنڈک چکھا جو میرے حق میں ہو، جس کے ساتھ میں اپنے معلومات کی

فَلَا أَشْهَدُ فِي الْكُونِ إِلَّا مَا لَيْفَتَضِي سَكُونِي وَرَضَائِي

میرے خوش ہو جاؤں۔ پس جہاں میں اپنی سکون اور رضا کی اقتضائے مجھے دکھائی دیں۔

فَإِنَّكَ الْحَقُّ وَأَمْرُكَ الْحَقُّ وَأَنْتَ الْحَكِيمُ الرَّحِيمُ رَبِّ

کیوں کہ تو حق ہے اور تیرا امر حق ہے۔ اور تو بچے کام والا مہربان ہے۔ اے

أَشْهَدُ نِي مُطْلَقَ فَاعِلِيَّتِكَ فِي كُلِّ مَفْعُولٍ حَتَّى لَا أَرَى

میرے پروردگار! مجھے ہر ایک مفعول میں اپنی فاعلیت دکھا یعنی ایسا کر کہ اپنی کمال قدرت

فَاعِلًا غَيْرَكَ لَا كُوتَ مُطْمَئِنَّا نَحْتَجَرِيَانِ أَفْذَارِكَ

کے سوا کسی فاعلیت کو خیال میں نہ لاؤں یہاں تک کہ میرے سوا کوئی فاعل نہ دیکھوں۔ تاکہ تیری

مُنْقَادًا لِكُلِّ حُكْمٍ وَجُودِي عَيْنِي وَغَيْبِي وَ

نقد بردوں کے نیچے ثابت و مطمئن دل ہو جائیں۔ اور تیرے ہر ایک حکم و جود میں عینی اور غیبی اور

بَسْرِي وَخِي يَا نَا فِخَارُ رُوحِ أَمْرِي فِي كُلِّ عَيْنٍ وَاجْعَلْنِي

برزخی کافراں برقرار ہو جاؤں۔ اے امر کا روح ہر ایک وجود میں پھونکنے والے

مَنْفَعَلَا فِي كُلِّ حَالٍ لِمَا يُحَوِّلُنِي عَنْ ظُلُمَاتِ

امری قبول کرنے والا بنا ہر حال میں جو مجھے جہاں بھر کے اندھیروں سے

تَكْوِينَاتِي وَالْحَقُّ فِعْلِي وَفِعْلُ الْفَاعِلِينَ فِي أَحَدِيَّةِ

برگشتہ کرے اور اپنے فعل کے اکلا پن میں میرا فعل اور تمام فاعلین کا فعل نیست

فِعْلِكَ وَلَوْلَنِي بِجَمِيلٍ حَمِيدٍ اخْتِيَارِكَ لِي فِي جَمِيعِ

کردے اور اپنے بزرگ اور نکوئی والے اختیار سے جو تو میرے لئے رکھا ہے میری

تَوَجُّهَاتِي وَافِنْ مِنِّي ارَادَتِي وَصَبْرَتِي وَسَدِّدْنِي

کار ساز کی تمام توجہات سے اور میرے ارادہ کو مجھ سے فانی کر اور مجھے صبر دے اور

وَارْحَمْنِي وَاصْحَبْنِي بِاللُّطْفِ وَالْعِنَايَاتِ بِمَعِيَّةِ

مجھے خواہشوں سے بند کر اور مجھ پر رحم کر اور لطف و عنایات سے میری ہمراہی

خَاصَّةً مِنْكَ وَحَقِيقَتِي بِقُرْبِكَ الَّذِي لَا وَحْشَةَ

اور مددگاری ساتھ ہمراہی خاص کے اور جو مجھے تیرے ساتھ ہو فرما اور مجھے اپنے اُس قرب کے لائق کر

مَعَهُ يَا رَحْمَنُ يَا سَلَامُ وَالْحَمْدُ لِلَّهِ رَبِّ الْعَالَمِينَ

جس میں میرے کوئی وحشت نہ رہے اے رحمان اے سلامتی دینے والے اور سب تعریف اللہ پاک کے

واسطے ہے جو پروردگار ہے تمام جہان کا۔

ذلیفہ بروز شنبہ

بِسْمِ اللَّهِ الرَّحْمَنِ الرَّحِيمِ

إِلَهِي مَا أَحْلَمَكَ عَلَى مَنْ عَصَاكَ وَمَا أَقْرَبَكَ مِمَّنْ دَعَاكَ

اے میرے معبود برحق! تو کیا بردبار ہے جو تیری نافرمانی کرے اور نزدیک سے جو تجھے پکارتے

وَمَا أَعْطَفَكَ عَلَىٰ مَنْ سَأَلَكَ وَمَا أَرَأُفَكَ بِمَنْ أَمْلَكَ
 اور تو کیا مہربان ہے اس پر جو تجھ سے سوال کرے، اور تو بڑا رحیم ہے اس کے ساتھ جو تجھ سے
 مَنْ ذَا الَّذِي سَأَلَكَ فَحَرَّمْتَهُ أَوْ لَجَأَ إِلَيْكَ
 امید رکھے۔ وہ کون ہے جس نے تجھ سے سوال کیا، پس تو نے اس کو محروم رکھا۔ اور تیری طرف
 فَاهْمَلْتَهُ أَوْ تَقَرَّبَ مِنْكَ فَأَبْعَدْتَهُ أَوْ هَرَبَ
 ملتجی ہوا، پس تو نے اس کو بے کار چھوڑ دیا۔ یا تجھ سے ملاپ چاہا، اور تو نے اس کو
 إِلَيْكَ فَطَرَدْتَهُ لَكَ الْخَلْقُ وَ لَكَ الْأَمْرُ
 دور کر دیا۔ یا تیری طرف دوڑ کر گیا، پس تو نے اس کو دھمکار دیا۔ سب تیری خلق ہے۔
 إِلَهِنَّ بِأَقْرَبِكَ تَعَذِّبُنَا وَتُوْحِيْدُكَ فِي قُلُوبِنَا
 سب امرتیرے ہیں۔ اے میرے معبود! کیا تو منا سب سمجھتا ہے کہ تو ہمیں عذاب دے
 وَمَا أَخَالِكَ أَنْ تَفْعَلَ وَلَئِنْ فَعَلْتَ أَتَجْمَعُنَا
 درانحالیکہ تیری توحید ہمارے دلوں میں ہو۔ اور میں نہیں گمان کرنا کہ تو ایسا کرے۔ اور اگر تو
 مَعَ قَوْمٍ طَالَمَا بَغَضْنَا هُمْ لَكَ
 ایسا کرے گا تو کیا تو ہم کو ان لوگوں کے ساتھ اکٹھا کرے گا، جن کو ہم بڑی مدت سے خاص تیری
 فَيَالِهَكُنُوزٍ مِنْ أَسْمَائِكَ وَمَا وَارَتْهُ
 محبت کے سبب دشمن جانتے ہیں۔ پس اپنے ناموں کی پوشیدہ تاثیرات کے سبب سے
 الْحُجُبِ مِنْ أَبْهَائِكَ أَنْ تَغْفِرَ لِهَذِهِ النَّفْسِ
 اور اپنے پوشیدہ چمک دکھ کے طفیل پر قادر، اس حریص نفس اور اس بے صبر دل
 الْعَلُوجِ وَلِهَذَا الْقَلْبِ الْجَزُوعِ الَّذِي لَا يَصْبِرُ لِحَرِّ
 کو بخش جو کہ دھوپ کی گرمی میں صبر نہیں کر سکتا، نرمی آگ کی گرمی میں کس طرح

الشمس فكيف يصبر لحر نارك يا حليم يا عظيم
صبر کر سکے گا۔ اے علم کرنے والے اے بڑے مزے والے۔

يا كريم يا رحيمه اللهم انا نعوذ بك من الذل
اے سخی مہربان۔ اے اللہ پاک! ہم تیرے ساتھ پناہ مانگتے ہیں ذلت سے

الا لك ومن الخوف الا منك ومن الفقر الا اليك
مگر جو تیرے لئے ہو اور خوف سے مگر جو تجھ سے ہو اور فقر و فاقہ سے پناہ مانگتے ہیں

اللهم كما صنت وجوهنا ان تسجد لغيرك
مگر جو تیری طرف سے ہو۔ اے اللہ پاک جیسا تو نے ہمارے مونہوں کو غیر کے آگے سجدہ کرنے

فمن ايدينا ان تمتد بالسؤال لغيرك. لا اله
سے۔ پجاریا ایسا ہی ہمارے ہاتھوں کو پجاکہ تیرے غیر کے آگے سوال نہ کریں۔ کوئی معبود

الا انت سبحانك اني كنت من الظالمين والحمد
نہیں مگر تو ہی ہے۔ تجھے پاکی ہے۔ تجھک میں ظالموں سے ہوں۔ اور سب صفت ثنا

لله رب العالمين

پروردگار جہانوں کے لئے ہے۔

وظیفہ بروز چہار شنبہ

بِسْمِ اللَّهِ الرَّحْمَنِ الرَّحِيمِ

إلهي عمّ قدامك حدّتي فلا أنا وأشرف سلطات

یا اللہ پاک تیری ہمیشگی نے میری پیدائش پر عام احسانات کئے۔ پس میرا تو کچھ نہیں۔ اور تیری

نور وجہك فاضاء هيك كل بشريتي ولا سواك

ذات کا نور مجھ پر چمکا پس میری بشریت کے سیکل کو روشن کر دیا۔ اب تیرے سوا کوئی نظر نہیں

فَمَا دَامَ مِنِّي فَبَدَّوَانِيكَ وَمَتْنِي فَنِي عَنِّي فَبَرُّوْ بَنِيكَ
 اے۔ پس میں جب تک رہوں گا تیری بقا کے ساتھ قائم رہوں گا اور جب میں فنا ہوں گا، تو
 اِنْبَایَ وَأَنْتَ الذَّابُّ لَا إِلَهَ إِلَّا أَنْتَ. أَسْأَلُكَ بِالْأَلِفِ
 تیرا دیدار مجھے نصب ہوا اور نہ دائم ہے۔ نہیں کوئی معبود تیرے سوا۔ نہج سے سوال کرتا ہوں،
 إِذَا تَقَدَّمْتُ وَبِالْهَاءِ إِذَا تَأَخَّرْتُ وَبِالْهَاءِ مِنْنِي إِذَا
 طفیل الف کے جب مقدم کیا جاتا ہے۔ اور طفیل ہاء کے جب پیچھے آتی ہے۔ اور ساتھ ہاء،
 انْقَلَبْتُ لَدِمًا أَنْ تُفْنِيَنِي بِكَ عَنِّي وَحَتَّى تَلْتَحِقَ
 کے مجھ سے جب لام سے بدل جاتی ہے۔ یہ کہ اپنی ذات کے ساتھ مجھے محو کر دے۔ یہاں
 الصِّفَةُ بِالصِّفَةِ. وَتَقَعُ الرَّابِطَةُ بِالذَّاتِ لَا إِلَهَ إِلَّا
 تک کہ صفت کے ساتھ صفت مل جائے اور ذات کے ساتھ رابطہ قائم ہو جائے۔ نہیں کوئی معبود
 أَنْتَ يَا حَيُّ يَا قَيُّوْمُ يَا ذَا الْجَلَالِ وَالْإِكْرَامِ وَصَلَّى
 تیرے سوا اے زندہ اے قائم اے صاحب بزرگی اور اکرام کے اور ہمارے
 اللَّهُ تَعَالَى وَسَلِّمْ عَلَى سَيِّدِنَا مُحَمَّدٍ وَعَلَى آلِهِ
 سردار محمد علیہ السلام اور ان کی آل اور ان کے اصحاب پر اللہ تعالیٰ کی رحمت اور
 وَصَحْبِهِ أَجْمَعِينَ وَالْحَمْدُ لِلَّهِ رَبِّ الْعَالَمِينَ
 سلام ہو۔ اور سب تعریفیں اللہ پاک کو لائن میں جو عالمین کا پروردگار ہے۔

وَالْحَمْدُ لِلَّهِ وَحْدَهُ
 اور سب ستائش اسی ایک کو لائن ہے۔

ولیفہ بروز پنج شنبہ

بِسْمِ اللَّهِ الرَّحْمَنِ الرَّحِيمِ

اللّٰهُ لَا إِلَهَ إِلَّا هُوَ الْحَيُّ الْقَيُّومُ هَ السَّمِيعُ الْبَصِيرُ لَا إِلَهَ

اللہ پاک وہ ہے جس کے سوا کوئی معبود نہیں۔ وہ زندہ دائم ہے اور ہمیشہ قائم۔ اللہ پاک وہ ہے
إِلَّا هُوَ الْحَيُّ الْقَيُّومُ هَ وَعَنَتِ الْوُجُوهُ لِلْحَيِّ الْقَيُّومِ هَ

کہ جس کے سوا کوئی معبود نہیں برحق زندہ قائم ہے سب مومنہ زندہ قائم خدا پاک کے آگے

اَللّٰهُمَّ اِنِّیْ اَسْئَلُكَ بِاَللّٰهِ یَا اَللّٰهُ بِمَا سَأَلْتُكَ

ذیل ہوں گے۔ یا اللہ میں تجھ سے مانگتا ہوں یا اللہ یا اللہ یا اللہ وہ کچھ جو تجھ سے سوال

بِهِ نَبِیَّتُكَ مُحَمَّدٌ صَلَّی اللّٰهُ تَعَالٰی عَلَیْهِ وَاٰلِہٖ وَاٰلِہٖ

کیا میرے ہی نے جس کا نام پاک محمد صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم

سَلِّوْ یَا وَدُودُ یَا وَدُودُ یَا وَدُودُ یَا ذَا الْعَرْشِ الْجَبِیْدِ

ہے اے مہربان، اے مہربان اے مہربان اے صاحب عرش بزرگ کے

یَا مُبْدِیْ یَا مُعِیْدُ یَا فَعَّالُ لِمَا یُرِیْدُ هَ اَسْئَلُكَ

اے پہلی بار پیدا کرنے والے، اے دوسری بار پیدا کرنے والے، اے جو چاہے کرنے والے۔

بِنُورٍ وَجْهَکَ الَّذِیْ مَلَأَ اَرْصَاقَ عَرْشِکَ ، و

میرے ذاتی نور کے طفیل تجھ سے سوال کرتا ہوں، وہ نور جس نے میرے عرش کے ارکان کو

بِقُدْرَتِکَ الَّتِیْ قَدَّرْتَ بِہَا عَلٰی جَمِیْعِ خَلْقِکَ و

پُر کر دیا۔ اور تیری قدرت کے طفیل جس کے ساتھ تو تمام مخلوقات پر قادر اور غالب

بِرُحْمَتِکَ الَّتِیْ وَسِعَتْ کُلَّ شَیْءٍ لَا إِلَهَ إِلَّا

ہے۔ اور تیری رحمت کے طفیل جو کہ ہر چیز پر واسع اور فراخ ہے۔ نہیں کوئی معبود

اَنْتَ یَا مُغِیْثُ اَغِثْنِیْ (ثَلَاثًا) اَللّٰهُمَّ اِنِّیْ

برحق میرے سہارا اے فریاد رس میرے، میری فریاد رسی کر (تین بار کہے) اے اللہ! میں

أَسْأَلُكَ يَا لَطِيفُ قَبْلَ كُلِّ لَطِيفٍ يَا لَطِيفُ بَعْدَ

تجھ سے سوال کرتا ہوں۔ اے باریک بین ہر ایک باریک بین سے پہلے اور اے مہربان ہر ایک

كُلِّ لَطِيفٍ يَا لَطِيفُ (ثَلَاثًا) لَطُفْتَ بِخَلْقِ

مہربان کے بعد یا لطیف (تین بار کہے) تو نے آسمانوں اور

السَّمَوَاتِ وَالْأَرْضِ أَسْأَلُكَ يَا رَبِّ كَمَا لَطُفْتَ

زمینوں کی پیدائش میں لطف کیا۔ اے میرے اللہ میں سوال کرتا ہوں مہربانی کا، جیسا کہ

بِتُ فِي ظُلُمَاتِ الْأَحْشَاءِ الطُّفُّ بِتُ

تو نے مجھ پر ماں کے پیٹ کے اندھیروں میں لطف کیا۔ ایسے ہی مجھ پر

فِي قَضَائِكَ وَقُدْرِكَ وَفَرَجِ عَنِّي الضِّيقَ وَلَا تُحْمِلْنِي

اپنی قضاء اور قدرت میں مہربانی کر اور مجھ سے تنگی دور کر دے۔ اور جس تکلیف کی

مَا لَا أَطِيقُ بِمَحْرَمَةِ مُحَمَّدٍ صَلَّى اللَّهُ تَعَالَى عَلَيْهِ

میں طاقت نہیں رکھتا، وہ مجھ پر نہ ڈالو۔ بحرمت محمد صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے اللہ تعالیٰ

وَالِهِ وَسَلِّمْ وَأَبْنَى بَكْرٍ الصِّدِّيقِ رَضِيَ اللَّهُ تَعَالَى

کی رحمت اور سلام ہو ان پر اور ان کی آل پر۔ اور بحرمت ابی بکر صدیق خدائے تعالیٰ اس کے

عَنْهُ يَا لَطِيفُ يَا لَطِيفُ يَا لَطِيفُ لَطُفْتُ بِي بِخَفِيِّ

راہی ہو اے مہربان، اے مہربان اے مہربان مجھ پر مہربانی کر ساتھ باریک درباریک

خَفِي خَفِي لَطُفِكَ الْخَفِيِّ الْخَفِيِّ إِنَّكَ قُلْتَ وَ

وہ باریک لطف اپنے کے جو نہایت مخفی در مخفی در مخفی ہے۔ تو نے فرمایا ہے اور

قَوْلِكَ الْحَقُّ اللَّهُ لَطِيفٌ بِعِبَادِهِ يَرْزُقُ مَنْ يَشَاءُ

تیرا فرمان سچ ہے، اللہ مہربان ہے اپنے بندوں پر رزق دیتا ہے، جس کو چاہے۔

وَهُوَ الْقَوِيُّ الْعَزِيزُ وَحَسْبُنَا اللَّهُ وَنِعْمَ الْوَكِيلُ

اور وہ قوت والا غالب ہے۔ اور ہم کو اللہ پاک کافی ہے اور اچھا کارساز ہے۔

وَالْحَمْدُ لِلَّهِ رَبِّ الْعَالَمِينَ

اور سب تعریفیں اللہ کو ہیں جو پروردگار جہانوں کا ہے۔

ذلیفہ بروز جمعۃ المبارک

بِسْمِ اللَّهِ الرَّحْمَنِ الرَّحِيمِ

اللَّهُمَّ أَسْأَلُكَ بِعَظِيمِ قَدِيمِ كَرِيمٍ مَكْنُونٍ خُزُونٍ

یا اللہ میں تجھ سے سوال کرتا ہوں طفیل بزرگ قدیم صاحب عزت پوشیدہ پاک

أَسْمَائِكَ وَبِأَنْوَاعِ أَجْنَاسِ رِقُومِ نَقُوشِ أَنْوَارِكَ وَ

ناموں تیرے کے اور طفیل قسموں جنسوں رقموں نقوشوں نوروں تیرے کے اور

بِعَزِيزِ اعْزَازٍ تَعَزُّزِ عِزَّتِكَ وَبِحَوْلِ طَوْلِ جَوْلِ شَدِيدِ

طفیل عزت والے اعزاز بزرگ عزت تیرے کے اور طفیل طاقت غلبے حملے شدید

قُوَّتِكَ وَبِقَدْرِ مِقْدَارِ قُدْرَتِكَ وَبِتَأْيِيدِ تَحْمِيدِ

قوت تیری کے اور طفیل قدر اندازے اقتدار قوت تیری کے اور طفیل تائید تحمید

تَمْجِيدِ تَعْظِيمِ عَظَمَتِكَ وَبِسَمَوِّ نَمَوِّ عُلُوِّ رِفْعَتِكَ وَبِقِيَمِ

بزرگی بیان کرنے تعظیم عظمت تیری کے اور طفیل اونچائی بڑھنے بلندی رفعت تیری کے اور

دَيْمُومِ دَوَامِ مَدَّتِكَ وَبِرِضْوَانِ غُفْرَانِ أَمَانِ مَغْفِرَتِكَ

طفیل قائم رکھنے والے ہمیشگی دوام مدت تیری کے اور رضامندی بخشش امان مغفرت

وَبِرَفِيعِ بَدَائِعِ مَنَاجِجِ سُلْطَانِكَ وَسُطُوتِكَ وَبِرَهْبُوتِ

تیری کے اور طفیل بلند عجائب پختہ حکومت اور غلبے تیری کے اور طفیل دبدبے

عَظُمُوتِ جَبْرُوتِ جَلَالِكَ وَبِصَلَاةِ سَعَاةِ سِيعَةِ بِسَاطِ
عظمتِ تجر جلالِ تیرے کے اور طفیلِ رحمتِ پاکِ فراخیِ فرشِ رحمت

رَحْمَتِكَ وَيَلْوَامِجِ بَوَارِقِ صَوَاعِقِ عَجِيجِ هَجِيجِ
تیری کے اور طفیلِ چمکنے والے روشن بلبلیوں گرج اور صاف خوش نما

رَهِيْجِ وَهِيْجِ بَهِيْجِ نُورِ ذَاتِكَ وَبِهْرِ قَهْرِ جَهْرِ
روشن نور ذاتِ تیری کے اور طفیلِ روشن علیے ظاہر

مَيْمُونِ اِرْتِبَاطِ وَاِحْدَاثِنِكَ وَبِهْدِيرِ هَتَارِ تَبَارِ
مبارک رابطے توحیدِ تیری کے اور طفیلِ برحقِ زور آور جو ششِ زنِ موجوں

اَمْوَاجِ بَحْرِكَ الْمُحِيطِ بِمَلَكُوتِكَ وَبِاِتْسَاعِ اِنْفِسَاحِ
دیرا تیرے کے جو تیری بادشاہی کا محیط ہے اور طفیلِ فراخیِ فراخِ میدانوں

مَيَادِينِ بَرَازِخِ كُرْسِيِّكَ وَبِهَيْكَلِيَّاهُ عَلَوِيَّاتِ
حدودِ کرسیِ تیری کے اور طفیلِ پاکِ مقاماتِ بلندِ روحانیت

رُوحَانِيَّةِ اَمْلَاكِ اَفْلَاكِ عَرْشِكَ وَبِاَمْلَاكِ
ملکوں افلak عرشِ تیرے کے اور طفیلِ فرشتوں

الرُّوحَانِيَّاتِ الْمَدْبُرِيْنَ لِلْكَوَاكِبِ الْمُدْبِرَةِ
روحانیوں کوکب کی تدبیر کرنے والے تیرے آسمانوں کے

بِاَفْلَاكِكَ وَبِخَنِينِ اَنْبِيَا تَسْكِبُنْ قُلُوبِ الْمُرِيدِيْنَ
کارخانہ داروں کے اور طفیلِ گریہ ناری نسکینِ دیوں تیرے قرب کے خواہشمندوں کی

لِقُرْبِكَ وَبِخَضَعَاتِ خَرَاقَاتِ زَفَرَاتِ الْخَائِفِيْنَ
اور طفیلِ عاجزیوں سوزشوں مناجاتِ آہ و زاریِ تیری ہیبت سے

مِنْ سَطَوَاتِكَ وَ بِأَمَالِ نَوَالِ أَقْوَالِ الْمُجْتَهِدِينَ فِي

ڈرنے والوں کے اور طفیل بخشش کے ابدوں تیری رضا مندی میں کوشش

فِي مَرْضَاتِكَ وَ بِتَخَضُّعِ تَفْطِيعِ تَفْطَحِ تَعْظِيمِ مَكَارِمِ

کرنے والوں کے اور طفیل عجز و نیاز بھاری تکلیف کے تنگی تلخیوں صابر

الصَّابِرِينَ عَلَى بَلَوَاتِكَ وَ بِتَعَبُدِ تَمَجُّدِ تَجَلُّدِ الْعَابِدِينَ

لوگوں کے تیری بلاؤں پر اور طفیل بندگی بزرگی بہادری عابد لوگوں

عَلَى إِطَاعَتِكَ يَا أَوَّلُ يَا آخِرُ يَا ظَاهِرُ يَا بَاطِنُ يَا قَدِيمُ

کے تیری اطاعت پر اے اول اے آخر اے ظاہر اے باطن اے قدیم

يَا مُفِيمُ يَا قَوِيْمُ اِطْمِسْ بِطَلِسْمِ بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ

اے مقیم اے قائم رہنے والے محو کر دے برکت طلسم بسم اللہ الرحمن الرحیم کے

الرَّحِيمِ شَرَّ سُوْدَادِ قُلُوبِ اَعْدَائِنَا وَ اَعْدَائِكَ

شر سیاہی دون دشمنوں دلوں ہمارے اور اپنے دشمنوں کے

وَدُقِ اَعْنَاقَ رُءُوسِ الظَّالِمَةِ بِسَيُوفِ نَشَاتِ قَهْرِكَ

اور اپنے قہر و غلبہ کی تیرے تلواروں سے ظالموں کے سروں سے گرز میں کاٹ دے

وَسَطَوَاتِكَ وَ اَحْجُبْنَا بِحُجُبِكَ الْكَثِيفَةِ بِحَوْلِكَ وَ

اور ہم کو اپنے محکم پردوں میں طفیل اپنی طاقت اور

قُوَّتِكَ وَقُدْرَتِكَ عَنْ لِحْظَاتِ لَمَحَاتِ لَمَعَاتِ ابْصَارِهِمْ

توت اور قدرت کے ان کی آنکھوں کے بد نظروں کے چمکاروں سے ڈھانپ

الضَّعِيفَةِ بِعِزَّتِكَ وَقُدْرَتِكَ وَسَطَوَاتِكَ يَا اللّٰهُ يَا اللّٰهُ

اے اپنی عزت اور قدرت اور غلبے کے ساتھ اے اللہ پاک اے اللہ پاک،

يَا اللَّهُ وَهَبْ عَلَيْنَا مِنْ أَنْ يَبُوبَ مَبَازِيبِ الشُّوفِيقِ
اے اللہ پاک اور ہم پر توفیق کے فواروں کے ٹکڑوں کے

فِي رَوْضَاتِ السَّعَادَاتِ اِنَاءَ لَيْلِكَ وَأَطْرَافِ نَهَارِكَ
نیک بختوں کے باغوں میں رات دن

وَاعْمِسْنَا فِي أَحْوَاضِ سَوَاقِي مَسَاقِي بَرِّكَ وَ
اور ہم کو اپنی نکوئی و احسان کے جاری و سرازیر حوضوں میں نہلا۔

رَحْمَتِكَ وَقَبِضْنَا بِقِيُودِ السَّلَامَةِ عَنِ الْوُقُوعِ فِي
اور ہم کو گناہوں سے بچنے کی قیدوں میں رکھ۔

مَعْصِيَتِكَ يَا أَوَّلُ يَا آخِرُ يَا ظَاهِرُ يَا بَاطِنُ يَا قَدِيمُ
اے ازل اے آخر اے ظاہر اے باطن اے قدیم

يَا قَرِيبُ يَا مُقِيمُ يَا مُوَلَّيُّ يَا قَادِرُ يَا مُوَلَّاتُ
اے قریب اے مقیم اے میرے مولیٰ اے قادر اے میرے مولا

يَا غَافِرُ يَا لَطِيفُ يَا خَبِيرُ اللَّهُمَّ ذَهَلَتْ الْعُقُولُ
اے گناہ بخشے والے اے لطف کرنے والے اے خبر رکھنے والے۔ اے اللہ! عقل جاتی رہی۔

وَاخْضَرَّتِ الْأَبْصَارُ وَخَارَتِ الْأَوْهَامُ وَضَاقَتْ
اور آنکھیں تنگ گئیں۔ اور وہم حیران ہو گئی اور فہم تنگ

الْأَفْهَامُ وَبَعُدَتْ الْخَوَاطِرُ وَقَصُرَتْ الظُّنُونُ
ہو گئی اور دل کی باتیں دور جا پڑیں اور ظن کم ہمت ہو گئی

عَنْ إِذْ ذَٰلِكَ كُنْهُ كَيْفِيَّةَ ذَاتِكَ وَمَا ظَهَرَ مِنْ بَوَادِي
تیری ذات کی کنہ کی کیفیت معلوم کرنے سے اور تیرے قسم قسم کے عجائبات کے

عَجَائِبِ أَنْوَاعٍ قُدْرَتِكَ دُونَ الْبُلُوغِ إِلَى تَلَاكُلِ لَمَعَاتِ

جنگلوں سے کچھ ظاہر نہ ہوا سوکے چمکنے چمکار

روشنیوں

لَمَحَاتِ بُرُوقِ شُرُوقِ أَسْمَاكَ يَا اللَّهُ يَا اللَّهُ يَا اللَّهُ يَا أَوَّلَ يَا

چمک دمک ناموں تیرے کے اے اللہ اے اللہ اے اللہ اے اول اے

آخِرُ يَا ظَاهِرُ يَا بَاطِنُ يَا قَدِيمُ يَا قَوِيمُ يَا مُقِيمُ يَا نَوْرُ

آخر اے ظاہر اے باطن اے قدیم اے پختہ کار اے مقیم اے نور

يَا هَادِي يَا بَدِيعُ يَا بَاقِي يَا ذَا الْجَلَالِ وَالْإِكْرَامِ لَا إِلَهَ

اے ہادی اے پیدا کرنے والے اے باقی اے صاحب جلال اور عظمت انعام عام کے تیرے

إِلَّا أَنْتَ بِرَحْمَتِكَ نَسْتَغِيثُ يَا غِيَاثَ الْمُسْتَغِيثِينَ

سوا کوئی عبادت کے لائق نہیں ہم تیری رحمت کے ساتھ فریاد کرتے ہیں اے فریاد

أَغِيَاثَنَا لَا إِلَهَ إِلَّا أَنْتَ بِرَحْمَتِكَ إِرْحَمْنَا اللَّهُو

کرنے والوں کے فریاد رس ہماری فریاد سن تیرے سوا کوئی معبود برحق نہیں اپنی رحمت

مُحَرِّكَ الْحَرَكَاتِ وَمُبْدِي نِهَايَاتِ

کے طفیل ہم پر رحمت کر اے اللہ! تحریک دینے والے تمام حرکات کے تمام مقاصد

الْفَايَاتِ وَمُخْرِجِ يَنَابِيعِ قُضْبَانَ قُصَبَاتِ

کے انتہا کو شروع کرنے والے اور چشمے زمین سے نکلنے والے، بوٹیوں کی شاخیں

النَّبَاتَاتِ وَمُشَقِّقِ صَوْرِ جَلَامِيدِ الصَّنَجُورِ الرَّاسِيَاتِ

اُگلنے والے اور اے ٹھوس اور سخت پتھروں اور محکم پہاڑوں کے پھانسنے والے

وَالْمُنْبِعِ مِنْهَا مَاءٌ مُعِينٌ لِلْمَخْلُوقَاتِ وَالْمُحْيِي بِهِ

اور ان میں سے مخلوقات کے لئے میٹھے پانی کے چشمے نکالنے والے اور اس پانی سے

سَائِرَ الْحَيَوَانَاتِ وَالنبَاتَاتِ وَالْعَالَمِ بِمَا اخْتَلَجَ

تمام جانداروں اور بوٹیوں کے زندہ کرنے والے اور اے لوگوں کے سینوں کے
فِي صُدُورِهِمْ مِنْ أَسْرَارِهِمْ وَأَفْكَارِهِمْ وَفَكَ

بھیدوں اور فکروں کو جاننے والے اور ہر ایک رمزدانے

رَمَزٍ نَطُوقِ إِشَارَاتٍ خَفِيَّاتٍ لُغَاتِ التَّمَلُّكِ السَّارِحَاتِ

زمین پر چلنے والی چوڑیوں کی لغتوں اور بولیوں کو سمجھنے والے

يَا مَنْ سَبَّحَتْ وَقَدَّسَتْ وَعَظَّمَتْ وَكَبَّرَتْ وَ

وہ پاک ذات کہ تیری تسبیحیں بیان کہیں اور مجھے پاک سے یاد کیا اور تیری عظمت بیان کی۔ اور

هَجَّدَتْ لِجَلَالِ جَمَالِ كَمَالِ أَفْئَادِهِ أَقْوَالِ اعْظَامِهِ

تجھے بڑائی سے یاد کیا اور تیری بزرگی بیان کی ساتھ بزرگی خوبصورتی کمال پیشرو اقوال بڑے

عِزَّةٍ جَبْرُوتِ مَلَائِكِ سَبْعِ سَمَوَاتِكَ إِجْعَلْنَا فِي

بڑے کے، جو تیری عزت اور جبروت کے لائق ہیں، سات آسمانوں کے فرشتوں نے

هَذَا الْعَامِ فِي هَذَا الشَّهْرِ وَفِي هَذِهِ الْجُمُعَةِ وَفِي هَذَا

کراہی۔ ہم کو اس سال اس مہینے اور اس جمعہ اور اس

الْيَوْمِ وَفِي هَذِهِ السَّاعَةِ وَفِي هَذَا الْوَقْتِ الْمُبَارَكِ

دن اور اس ساعت اور اس وقت مبارک میں

رَحْمَنُ دَعَاكَ فَأَجِبْتَهُ وَسَأَلْتُكَ فَأَعْطَيْتَنِي وَ

ان لوگوں سے جن کی تودعا قبول کرتا ہے اور جو سوال کریں، تو تودعا کرتا ہے۔ اور

تَضَرَّعَ إِلَيْكَ فَرَحِمْتَهُ وَإِلَى دَارِكَ دَارِ السَّلَامِ

ان کی عاجزی پر رحم کرتا ہے اور اپنی سلامتی کے گھر میں ان کو

اَذْنِبْنَهُ بِفَضْلِكَ يَا جَوَادُ يَا جَوَادُ جُدْ عَلَيْنَا
 پہنچاتا ہے اپنے فضل سے اے سخی اے سخی اے سخی ہم پر سخاوت کر
 وَعَامِلْنَا بِمَا أَنْتَ أَهْلُهُ وَلَا تُقَابِلْنَا بِمَا نَحْنُ أَهْلُهُ
 اور ہمارے ساتھ وہ معاملہ کر جس کے تو لائق ہے اور اس بات کی ہم پر گرفت نہ کر،
 إِنَّكَ أَهْلُ التَّقْوَى وَأَهْلُ الْمَغْفِرَةِ يَا أَرْحَمَ الرَّاحِمِينَ
 جس کے ہم لائق ہیں تو ہی پرہیزگاری اور بخشش کے لائق ہے اے تمام مہربانوں سے زیادہ
 يَا اللَّهُ يَا اللَّهُ يَا اللَّهُ يَا أَوَّلُ يَا آخِرُ يَا ظَاهِرُ يَا بَاطِنُ
 مہربان۔ اے اللہ اے اللہ اے اللہ اے اول اے آخر اے ظاہر اے باطن
 يَا قَدِيمُ يَا قَرِيبُ يَا مُقِيمُ يَا نُورُ يَا هَادِي يَا بَدِيعُ
 اے قدیم اے قانم اے مقیم اے نور اے ہادی اے بدیع
 يَا بَاقِي يَا ذَا الْجَلَالِ وَالْإِكْرَامِ لَا إِلَهَ إِلَّا أَنْتَ
 اے باقی اے صاحب جلال اور عظمت تیرے سوا کوئی معبود برحق نہیں ہے۔
 بِرَحْمَتِكَ نَسْتَغِيثُ يَا غِيَاثَ الْمُسْتَغِيثِينَ اغْنِنَا لَا إِلَهَ
 ہم تیری رحمت کے ساتھ فریاد کرنے ہیں اے فریاد کرنے والوں کی فریاد سننے والے ہم فریاد سن
 إِلَّا أَنْتَ وَبِرَحْمَتِكَ يَا أَرْحَمَ الرَّاحِمِينَ ه نَسْأَلُكَ اللَّهُمَّ
 تیرے سوا کوئی لائق بندگی کے نہیں اور ساتھ رحمت تیری کے اے سب سے زیادہ رحمت کرنے والے
 أَنْ تَصَلِّيَ عَلَي سَيِّدِنَا مُحَمَّدٍ وَآلِهِ وَصَحْبِهِ وَسَلَّمَ
 رحمت کرنے والوں سے۔ ہم سوال کرتے ہیں یا اللہ کہ رحمت بھیجے ہمارے سردار محمدؐ
 وَأَنْ تَقْضِيَ حَوَائِجَنَا يَا اللَّهُ يَا اللَّهُ يَا اللَّهُ وَالْحَمْدُ لِلَّهِ رَبِّ الْعَالَمِينَ
 اور اس کی آل اور اس کے اصحاب پر اور سلام بھیج تو۔ اور یہ کہ ہماری حاجتیں پوری کر
 اے اللہ اے اللہ اے اللہ اور سب تعریفیں اللہ جہانوں کے پروردگار کو لائق ہیں۔

وَلَطِيفٌ بِرُوزِ شَبْنَةِ لَيْلِي هَمَّتْ

بِسْمِ اللَّهِ الرَّحْمَنِ الرَّحِيمِ

اَللّٰهُمَّ يَا مَنْ نِعْمَةٌ لَا تُحْصَى وَآمُرَةٌ لَا يُعْصَى وَنُورَةٌ

لے اللہ! وہ ذات کہ تیری نعمتیں کوئی گن نہیں سکتا اور نبرے امر کو کوئی نافرمانی نہیں کر

لَا يُظْفَى وَلَطِيفَةٌ لَا يَخْفَى يَا مَنْ فَلقَ الْبَحْرِ لِيُوسَى وَآخَى

سکتا۔ اور تیرا نور کچھ نہیں سکتا۔ اور تیرا لطف پوشیدہ نہیں رہ سکتا۔ لے وہ ذات کہ تو نے حضرت

الْمَيِّتِ لِعِيسَى وَجَعَلَ النَّارَ بَرْدًا وَسَلَامًا عَلَىٰ إِبْرَاهِيمَ

موسیٰ کے لئے دریا میں راستہ کر دیا۔ اور حضرت عیسیٰ کے لئے مریے زندہ کر دیئے اور حضرت

صَلَّىٰ عَلَىٰ سَيِّدِنَا مُحَمَّدٍ وَعَلَىٰ آلِ سَيِّدِنَا مُحَمَّدٍ وَ

ابراہیم کے آگ کو سرد اور سلامت کر دیا، رحمت نازل کر ہمارے سردار محمد اور اس

اجْعَلْ لِّي مِنْ أَمْرِي فَرْجًا وَفَخْرًا يَا اللَّهُ

آل پر اور کہ ہمارے لئے اپنے امر کو خوشی اور سلامتی کا باعث بنے۔ یا اللہ

بِسْمِ اللَّهِ نُورٍ بِهَا حُجُبٌ عَرْشِكَ مِنْ أَعْدَائِي

طفیل چمکار نور پردوں عرشِ برے کے میں اپنے دشمنوں سے پردہ

اِحْتَجَبْتُ وَبَسْطُورَةِ الْجَبَرُوتِ هَمَّنْ بِكَيْدِي تَحَصَّنْتُ

مانگتا ہوں اور طفیل غلبے جلالت کے جو مجھ سے فریب کرے، اس سے قلعہ گیر

وَبِحَوْلِ طَوْلِ جَوْلٍ شَدِيدٍ قُوَّتِكَ مِنْ كُلِّ سُلْطَانٍ

ہوتا ہوں۔ اور ساتھ برکت طاقت غلبے حملے شدید قوتِ بری کے ہر ایک بادشاہ سے

تَحَصَّنْتُ بِبَدِيْمُومٍ قَبُوْمٍ دَوَامٍ أَبَدِيَّتِكَ مِنْ كُلِّ

قلعہ گیر ہوتا ہوں اور ساتھ برکت اور ہمیشگی قائم رہنے والے دوامِ ابدیت ساری

شَيْطَانٍ اسْتَعْذْتُ وَبِمَكْنُونِ السِّرِّ مِنْ سِرِّ سِرِّكَ مِنْ
کے ہر ایک شیطان سے میں نے پناہ مانگی اور ساتھ برکت پوشیدہ بھید ستری کے

كُلِّ هَامَةٍ تَخْلَصْتُ وَتَحَصَّنْتُ يَا حَامِلَ الْعَرْشِ
میں ہر ایک شیطان سے خلاص اور قلعہ گیر ہوا۔ اے عرش کے اٹھانے والے

عَنْ حَمَلَةِ الْعَرْشِ يَا حَابِسَ الْوَحْشِ يَا شَدِيدَ الْبُطْشِ
حاملان عرش سے اے بند کرنے والے وحشت کے اے شدید حملے

عَلَيْكَ تَوَكَّلْتُ وَإِلَيْكَ أَنَبْتُ إِحْبِسْ عَنِّي مَنْ
دے تجھ پر میں نے توکل کی اور تیری طرف میں رجوع لایا۔ مجھ سے ظالموں کو

ظَلَمَنِي وَأَغْلِبْ مَنْ غَلَبَنِي كَتَبَ اللَّهُ وَلَا غَلِبَتْ أَنَا
بند کر اور جو مجھ پر غالب ہے اس پر تو اللہ نے لکھ دیا، البتہ میں ضرور

وَرُسُلِي إِنَّ اللَّهَ قَوِيٌّ عَزِيزٌ هُ اللَّهُ أَكْبَرُ اللَّهُ أَكْبَرُ
غالب ہوں گا اور میرے رسول غالب ہوں گے تحقیق اللہ قوت والا غالب ہے۔ اللہ بڑا ہے۔ اللہ

اللَّهُ أَكْبَرُ، وَأَعَزُّ مِنْ خَلْقِهِ جَمِيعًا وَاللَّهُ أَعَزُّ لِمَنْ أَخَافُ
بڑا ہے، اللہ بڑا ہے اور اپنی تمام خلقت سے بڑی عزت والا ہے۔ اور بڑا غالب

وَأَحْذَرُ أَعُوذُ بِاللَّهِ الَّذِي لَا إِلَهَ إِلَّا هُوَ
ہے اس سے، جس میں خوف کرتا ہوں اور ڈرتا ہوں۔ پناہ مانگتا ہوں ساتھ اللہ کے جس

مُحْسِنُ السَّمَوَاتِ السَّبْعِ أَنْ تَقَعَ عَلَى الْأَرْضِ إِلَّا بِإِذْنِهِ
کے سوا کوئی معبود نہیں۔ جس نے سات آسمانوں کو زمین پر گرنے سے روکا ہوا ہے۔

مِنْ شَرِّ عَبْدِكَ فَلَانٍ وَجُنُودِهِ وَأَتْبَاعِهِ وَ
مگر اس کے اذن سے شر بندے فلان سے اور اس کے لشکروں اور تابعداروں

أَشْيَاعِهِ مِنَ الْجِنِّ وَالْإِنْسِ اللَّهُمَّ كُنْ لِي جَارًا
 فرماں برداروں جنوں اور آدمیوں سے اے اللہ! تو میرا پڑوسی بن جا
 مِنْ شَرِّهِمْ جَمِيعًا جَلَّ شَأْرُكَ وَعَزَّ جَارُكَ وَتَبَارَكَ
 ان تمام کے شر سے نبی صفت بزرگ اور تیرا پڑوسی عزت والا ہے اور
 اسْمُكَ وَلَا إِلَهَ غَيْرُكَ تَفْعَلُ مَا تَشَاءُ وَأَنْتَ عَلَى
 تیرا نام برکت والا اور تیرے سوا کوئی معبود برحق نہیں ہے۔ تو جو چاہے کر سکتا ہے اور تو
 كُلِّ شَيْءٍ قَدِيرٌ وَالْحَمْدُ لِلَّهِ رَبِّ الْعَالَمِينَ
 ہر ایک چیز پر قادر ہے۔ اور سب تعریف اللہ پروردگار جہانوں کے لائق ہے۔

دُعَاءُ ماثورہ

بِسْمِ اللَّهِ الرَّحْمَنِ الرَّحِيمِ

اللَّهُمَّ رَبَّنَا إِنِّي فِي الدُّنْيَا حَسَنَةٌ وَفِي الْآخِرَةِ حَسَنَةٌ
 وَقِنَا عَذَابَ النَّارِ رَبَّنَا أَفْرِغْ عَلَيْنَا صَبْرًا وَثَبِّتْ
 أَقْدَامَنَا وَانصُرْنَا عَلَى الْقَوْمِ الْكَافِرِينَ رَبَّنَا لَا تَأْخُذْنَا
 إِن تَسِينَا أَوْ أَخْطَأْنَا رَبَّنَا وَلَا تَحْمِلْ عَلَيْنَا إِصْرًا كَمَا حَمَلْتَهُ عَلَى
 الَّذِينَ مِنْ قَبْلِنَا رَبَّنَا وَلَا تَحْمِلْنَا مَالًا طَاقَةً لَنَا بِهِ، وَاعْفُ
 عَنَّا وَاعْفِرْ لَنَا وَارْحَمْنَا أَنْتَ مَوْلَانَا فَانصُرْنَا عَلَى الْقَوْمِ
 الْكَافِرِينَ رَبَّنَا لَا تَزِغْ قُلُوبَنَا بَعْدَ إِذْ هَدَيْتَنَا وَهَبْ
 مِنْ لَدُنْكَ رَحْمَةً إِنَّكَ أَنْتَ الْوَهَّابُ رَبَّنَا إِنَّا
 آمَنَّا فَاغْفِرْ لَنَا ذُنُوبَنَا وَقِنَا عَذَابَ النَّارِ رَبَّنَا
 اغْفِرْ لَنَا ذُنُوبَنَا وَاسْرَفْنَا فِي أَمْرِنَا وَثَبِّتْ أَقْدَامَنَا وَانصُرْنَا

عَلَى الْقَوْمِ الْكَافِرِينَ ۝ رَبَّنَا فَاعْفُ رُبَّنَا ذُنُوبَنَا وَكَفِّرْ عَنَّا
 سَيِّئَاتِنَا وَتَوَقَّنَا مَعَ الْآبِرَارِ ۝ رَبَّنَا وَاتِنَا مَا وَعَدْتَنَا عَلَى
 رُسُلِكَ وَلَا تُخْزِنَا يَوْمَ الْقِيَمَةِ ۝ إِنَّكَ لَا تُخْلِفُ الْمِيعَادَ ۝ رَبَّنَا
 أَنْزِلْ عَلَيْنَا مَائِدَةً مِنَ السَّمَاءِ تَكُونُ لَنَا عِيدًا لِأَوَّلِنَا وَ
 آخِرِنَا وَآيَةً مِنْكَ وَارْزُقْنَا وَأَنْتَ خَيْرُ الرَّازِقِينَ ۝
 رَبَّنَا ظَلَمْنَا أَنْفُسَنَا وَإِنْ لَمْ تَغْفِرْ لَنَا وَتَرْحَمْنَا لَنَكُونَنَّ
 مِنَ الْخَاسِرِينَ ۝ رَبِّ اجْعَلْنِي مُقِيمَ الصَّلَاةِ وَمِنْ ذُرِّيَّتِي
 رَبَّنَا وَتَقَبَّلْ دُعَاءَ رَبَّنَا اغْفِرْ لِي وَلِوَالِدَيَّ وَلِلْمُؤْمِنِينَ
 يَوْمَ يَقُومُ الْحِسَابُ ۝

ہر کس کہ بعد ہر نماز این آیات شریفہ بخواند و بعد از خواندن بالتجادی دعا کند انشاء اللہ
 تعالیٰ مقبول خواهد شد۔

هَذِهِ تَرْكِيْبُ النَّوَافِلِ مَعَ الْاَدْعِيَةِ

دُعَاءُ شُكْرِ اللَّهِ

بعد از فاتحہ شریفہ در اوا رکعت آیت الکرسی تا خلدون ۵ بہ ترکیب نوافل اور ادا
 کی ہے۔ نوافل اشراق کے بارہ رکعتیں ہیں۔ و در ثانی رکعت از اَمِنْ الرَّسُولِ تا اَم
 سورہ شریفہ اور آیت اَللّٰهُ نُورُ السَّمٰوٰتِ وَ الْاَرْضِ تا عَلَيْہِ
 بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ ۝

اَللّٰهُمَّ اِنِّیْ اَصْبَحْتُ لَكَ لَا اَسْتَطِیْعُ دَفْعَ مَا اَكْرَهُ وَ مَا اَمْلِكُ
 اے اللہ! تحقیق صبح کی میں نے واسطے تیرے، ہمیں طاقت رکھنا میں رد کن اس چیز کا کہ ہر جانو

نَفَعَ مَا أَرْجُو مِنْ رَحْمَتِكَ. أَصْبَحْتُ مُرْتَهِنًا بِعَمَلِي وَ
 میں اور نہیں قدرت رکھتا ہوں میں فائدہ لینے کے اس چیز سے جو امید رکھتا ہوں تیری
 أَصْبَحَ أَمْرِي بِسَدِّ غَيْرِي فَلَا فَقِيرٌ أَفْقَرُ مِنِّي
 رحمت سے صبح کی میں نے گروی پڑے ہوئے اپنے عمل میں۔ اور صبح کی میرے کام نے
 لَا تُشِمْتُ بِي عَذْوِي وَلَا نَسْوِي صَدِيقِي وَلَا تَجْعَلْ
 غیر کے قبضے میں۔ پس نہیں کوئی فقیر بہت محتاج میرے سے۔ نہ خوش کر تو میرے دشمنوں
 مُصِيبَتِي فِي دِينِي وَ دُنْيَايَ وَلَا فِي الْآخِرَةِ وَلَا تَجْعَلْ
 کو اور نہ تکلیف دے میرے دوستوں کو، اور نہ کر مصیبت میرے دین اور میری دنیا
 الدُّنْيَا أَكْبَرَ هَمِّي وَلَا مَبْلَغَ عِلْمِي وَلَا نَسِيطَ
 میں اور نہ آخرت میں۔ اور نہ کر تو دنیا کو بڑا بھاری مقصود میرا۔ اور نہ جگہ پہنچے علم
 عَلَيَّ مَنْ لَا يَرْحَمُنِي فِي الدُّنْيَا وَالْآخِرَةِ. اللَّهُمَّ إِنِّي
 کا میرے کا اور نہ غالب کر دے مجھ پر وہ شخص جو مجھ پر رحم نہ کرے دنیا اور آخرت میں۔
 أَعُوذُ بِكَ مِنَ الذُّنُوبِ الَّتِي تُزِيلُ بِهَا النِّعَمَ وَمِنَ
 اے اللہ! میں تحقیق پناہ مانگتا ہوں گناہوں سے وہ گناہ کہ دور کر دے تو بہ سبب ان کے
 الذُّنُوبِ الَّتِي تُوجِبُ بِهَا النِّقَمَ بِرَحْمَتِكَ يَا أَرْحَمَ
 نعمتوں کو اور ایسے گناہوں سے جو واجب کر دے بہ سبب ان کے عذاب کو ساتھ
 الرَّاحِمِينَ ۝
 اپنی رحمت کے اے سب سے زیادہ رحمت کرنے والے۔

دعائے استعاذہ

دعا اول رکعت سورہ فلق شریفہ و درود دوم رکعت سورہ ناس شریفہ بجا، بخواند۔

بِسْمِ اللَّهِ الرَّحْمَنِ الرَّحِيمِ

اللَّهُمَّ إِنِّي أَعُوذُ بِكَ بِاسْمِكَ الْأَعْظَمِ بِكَلِمَاتِكَ الثَّامَةِ

اے بارخدا یا تحقیق میں پناہ مانگتا ہوں ساتھ تیرے، ساتھ تیرے بزرگ نام کے اور ساتھ کلموں

مِنْ شَرِّ الثَّامَةِ وَالْهَامَةِ وَأَعُوذُ بِكَ بِاسْمِكَ الْأَعْظَمِ وَكَلِمَاتِكَ

تیرے کالم کے شرارت خیزندوں اور گزندوں سے اور میں پناہ مانگتا ہوں ساتھ تیرے بذریعہ نام

الثَّامَةِ مِنْ شَرِّ عِبَادِكَ وَمِنْ شَرِّ عَذَابِكَ وَأَعُوذُ بِكَ بِاسْمِكَ

بزرگ تیرے کے اور کلمات کالم تیرے کے شرارت تیرے بندوں سے اور شرارت عذاب تیرے

الْأَعْظَمِ وَكَلِمَاتِكَ الثَّامَةِ مِنْ شَرِّ كُلِّ شَيْطَانٍ مَرِيدٍ

سے۔ اور پناہ مانگتا ہوں میں ساتھ تیرے بذریعہ اسم بزرگ تیرے کے۔ اور کلمات کالم تیرے کے۔

وَمِنْ شَرِّ كُلِّ جَبَّارٍ عَنِيدٍ وَأَعُوذُ بِكَ بِاسْمِكَ الْأَعْظَمِ

شرارت ہر شیطان اور راندہ سے۔ اور شرارت ہر سرکش عداوتی سے۔ اور پناہ مانگتا ہوں میں ساتھ

وَكَلِمَاتِكَ الثَّامَةِ مِنْ شَرِّ كُلِّ مَا يَجْرِي بِهِ اللَّيْلُ

تیرے بذریعہ اسم بزرگ تیرے کے اور کلمات کالم تیرے کے شرارت اس چیز سے جو چلتے ہیں،

وَالنَّهَارُ إِنَّ رَبِّيَ اللَّهُ الَّذِي لَا إِلَهَ إِلَّا هُوَ عَلَيْهِ تَوَكَّلْتُ

اس کو رات اور دن۔ تحقیق میرا پروردگار اللہ ہے۔ وہ اللہ کہ جو نہیں کوئی معبود اس کے سوا۔ اس

وَهُوَ رَبُّ الْعَرْشِ الْعَظِيمِ إِنَّكَ سَلَّطْتَ عَلَيْنَا عَدُوًّا

پر توکل کی میں نے وہی پروردگار عرش بزرگ کا۔ اے اللہ! تحقیق تو نے غالب کیا ہم پر ایسے

بَصِيرًا بَرِسًا بَعِيضُونَا هُوَ وَقَبِيلُهُ مِنْ حَيْثُ لَا نَرَاهُ

دشمن کو دیکھنے والا کہ دیکھتا ہے ہمارے عیبوں کو وہ اور اس کا قبیلہ اس مکان سے کہ نہیں

اللَّهُمَّ فَأَيُّهُ مَنَّا كَمَا أَيْسَنَهُ مِنْ رَحْمَتِكَ وَ

دیکھنے ہم اس۔ پھر: پس ناامید کر دے اس کو ہم سے جیسا کہ ناامید کیا تو نے اس کو

قَطِطُهُ مِمَّا قَنَطَتَهُ مِنْ عَفْوِكَ وَأَبْعَدَ بَيْنَنَا
 اپنی رحمت سے۔ اور نا امید کر دے اس کو ہم سے جیسا کہ نا امید کیا تو نے اس کو اپنی بخشش
 وَبَيْنَهُ كَمَا أَبْعَدْتَ بَيْنَهُ وَبَيْنَ جَنَّتِكَ إِنَّكَ
 ہے۔ اور دوری ڈال دے درمیان ہمارے اور درمیان اس کے جیسا کہ دوری ڈالی تو نے اس
 عَلَى كُلِّ شَيْءٍ بِقَدِيرُهُ وَبِالْإِجَابَةِ جَدِيرُهُ وَلَا
 کے اور اپنی جنت کے درمیان تحقیق تو ہر شے پر قدرت رکھنے والا ہے۔ اور ساتھ دعاؤں کے قبول
 حَوْلٍ وَلَا حُسُوَّةَ إِلَّا بِاللَّهِ الْعَلِيِّ الْعَظِيمِ
 کرنے کے لائق ہے۔ اور پھر مانگنا ہوں اور نہ طاقت بندگی کی مگر ساتھ اللہ بلند بزرگ کے۔

دُعائے استخارہ

دعا اول رکعت سورہ کافرون شریفہ صدم رکعت سورہ اخلاص شریفہ بخواند یک بار۔

بِسْمِ اللَّهِ الرَّحْمَنِ الرَّحِيمِ

شروع اللہ کے نام سے جو بخشنے والا ہے مہربان

اللَّهُمَّ إِنِّي أَسْتَخِيرُكَ بِعِلْمِكَ وَأَسْتَقْدِرُكَ بِقُدْرَتِكَ
 اے اللہ! تحقیق میں پناہ مانگتا ہوں تجھ سے بزرگوار علم تیرے کے اور طاقت مانگتا ہوں
 وَأَسْأَلُكَ مِنْ فَضْلِكَ الْعَظِيمِ فَإِنَّكَ تَقْدِرُ وَلَا أَقْدِرُ
 میں تجھ سے ساتھ قدرت تیری کے اور مانگتا ہوں میں تیرے فضل بزرگ سے پس تحقیق
 وَتَعْلَمُ وَلَا أَعْلَمُ وَأَنْتَ عَلَّامُ الْغُيُوبِ اللَّهُمَّ
 تو قدرت رکھتا ہے۔ اور میں نہیں رکھتا اور تو جانتا ہے میں نہیں جانتا۔ اور تو بہت جاننے والا ہے
 إِنِّي لَا أَمْلِكُ لِنَفْسِي ضَرًّا وَلَا نَفْعًا وَلَا مَوْتًا وَلَا حَيَاةً
 پوشیدہ باتوں کا۔ اے بارخدا! میں اپنے نفس کے لئے نقصان دینے کے اور نہ نفع پہنچانے کے

وَلَا نَسُورَاهُ اللَّهُمَّ إِنْ كُنْتَ تَعْلَمُ إِنَّ كُلَّ أَمْرٍ

اور نہیں موت دینے اور نہیں زندگی بخشنے کے اور نہ پھراٹھانے کے۔ اے بارِ خدایا! اگر تو جانتا

خَيْرٌ لِّي فِي دِينِي وَمَعَاشِي وَعَاقِبَةِ أَمْرِي

ہے، تحقیق ہر کام اچھا ہے میرے دین میں اور میرے جہنم میں اور انجام کار میں

فَاقْدِرْهُ لِي وَيَسِّرْهُ لِي ثُمَّ بَارِكْ لِي فِيهِ

پس مقدر کر تو اس کو میرے لئے اور آسان کر دے تو اس کو میرے واسطے۔ پھر برکت

وَأِنْ كُنْتَ تَعْلَمُ أَنَّ كُلَّ أَمْرٍ شَرٌّ لِّي فِي دِينِي

ڈال دے تو اس میں میرے لئے۔ اگر تو جانتا ہے کہ تحقیق برے میرے لئے ہر کام دین

وَمَعَاشِي وَعَاقِبَةِ أَمْرِي فَاصْرِفْهُ عَنِّي

اور زندگی اور انجام کار میرے میں پس پھر تو اس کو میرے سے

وَاصْرِفْنِي عَنْهُ وَاقْدِرْ لِي الْخَيْرَ حَيْثُ كَانَ

اور پھر تو مجھ کو اس سے اور مقدر کر دے میرے واسطے بھلائی جہاں ہو

ثُمَّ أَرْضِنِي بِهِ بِرَحْمَتِكَ يَا أَرْحَمَ الرَّاحِمِينَ

پھر راضی کر دے مجھ کو ساتھ اس کے اور ساتھ رحمت اپنی کے اے بڑے مہربان بڑے مہربانوں سے۔

دُعائے استجاب

در اول رکعت سُبْحِ اسْمِ شَرِيفِ یک بار و در دوم رکعت سورہ قدر شریفہ پنج بار بخواند۔

بِسْمِ اللَّهِ الرَّحْمَنِ الرَّحِيمِ

شروع کرتا ہوں ساتھ اللہ کے نام سے جو بخشنے والا مہربان

اللَّهُمَّ اجْعَلْ حُبَّكَ أَحَبَّ الْأَشْيَاءِ إِلَيَّ وَاجْعَلْ خَوْفَكَ

اے اللہ کر دے تو دوستی اپنی بہت محبوب چیزوں کی طرف میرے۔ اور کر دے ڈر اپنا

أَخُوفَ الْأَشْيَاءِ عِنْدِي. اللَّهُمَّ إِذَا أَفْرَرْتُ عَيْوَنَ أَهْلِ

سخت دُرّانے والی چیزوں سے نزدیک میرے۔ اے اللہ! جب ٹھنڈا کیا تو نے دنیا داروں

الدُّنْيَا بِدُنْيَاهُمْ فَأَصْرِ عَيْنِي بِكَ وَبِعِبَادَتِكَ

کی آنکھوں کو ساتھ مال دنیا ان کی کمرے، پس ٹھنڈا کر دے تو میری دونوں آنکھوں کو ساتھ

وَاقْطَعْ عَنِّي لَذَائِدَ الدُّنْيَا بِأُنْسِكَ وَالشَّوْقِي إِلَى

اپنے اور ساتھ اپنی عبادت کے اور نورِ ڈال مجھ سے لذتیں دنیا کی ساتھ محبت اپنی کے اور

لِقَائِكَ وَاجْعَلْ طَاعَتَكَ فِي كُلِّ شَيْءٍ مِنْي بِإِذَا

شوق پیدا کرنے کے اپنی لقاؤ کی طرف ادر کر دے اپنی عبادت کو ہر چیز میں مبر سے اے صاحب

الْحَلَالِ وَالْأَكْمَرِ هُ اللَّهُ ارْزُقْنِي حُنْكَ وَحُمَتَ

بزرگی اور عزت کے۔ اے اللہ! نصیب کر دے محمدؐ اپنی اور ان شخصوں کی محنت

مَنْ أَحْسَلَ وَحْتَ مَنْ تُحِبُّكَ وَحْتَ عَمَلٍ تَقْدِرُ عَلَيْهِ

جو دورے رکھا انہوں نے یہ شعر کو اور محبت ان کے دوستانہ کھیل گئے تھے کہ اور محبت

حُكِّى وَأَحْصَا حُرْدِى، أَحْتَ الْأَشْأَآءِ الْآمَةِ الْمَاءِ الْمَادِ

جنت و اجل جنت احب از شهادت است و ایضا من الهاء الباء و
 الهم علام که حق یہ کہ دے محمد محبت تیری کہہ اور کہ دے انہو محبت کہ بہت ساری چیزوں

اچھے لوگوں کو سب سے پہلے جہنم لے جائے گا اور پھر اچھے لوگوں کو جہنم لے جائے گا۔

لِلْعَظَمَاءِ يَا دَا جِدَالِي وَالْإِكْرَامِ هَ اللَّهُمَّ اسْفِي بِي بِكَاسِ
سِرْطَانِي بِرَأْسِي بِخُذْ بِي أُنْفِي بِرَأْسِي بِكَاسِ

ہے صرف ہمارے ہمدے اپنی سے پیاسوں کے واسطے۔ اے صاحب بزرگی سے اور بزرگی عزت

الحمد لله الذي جعله وسئل شربه لا أطما بعدها
والسلامة من الماء والحرارة من الماء والحرارة من الماء

اَللّٰهُمَّ صَلِّ وَسَلِّمْ عَلٰى سَيِّدِنَا مُحَمَّدٍ وَآلِهِ الطَّيِّبِيْنَ

ابداه بِرَحْمَتِكَ يَا اَرْحَمَ الرَّاحِمِينَ

وہ پناہ گاہوں میں پیچھے اس لئے بھی ساتھ رحمتِ اچھی کے۔ اے بڑے مرہبان! بڑے

دُعائے شکر النہار

درہور رکعت سورہ اخلاص بخواند۔

بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ

الْحَمْدُ لِلّٰهِ عَلَى حُسْنِ الصَّبَاحِ وَالْحَمْدُ لِلّٰهِ عَلَى حُسْنِ الْمَسَاءِ

سب تعریف اللہ کو اور پربیک گزرنے صبح کے اور سب تعریف اللہ کو اور پربیک ہونے شام

الْحَمْدُ لِلّٰهِ عَلَى حُسْنِ الْمَبِیْتِ اَللّٰهُمَّ لَكَ الْحَمْدُ حَمْدًا

کے اور سب تعریف اللہ اوپر اچھا ہونے رات گزرنے کے۔ یا اللہ تیرے لئے ہے تعریف ہمیشہ ہونے

دَائِمًا مَعَ دَوَامِكَ وَلَكَ الْحَمْدُ حَمْدًا لَا مُنْتَهٰی لَهٗ دُونَ

والی ساتھ ہمیشہ ہونے تیرے کے اور تیرے واسطے ہی سب تعریف کر نہیں کوئی انتہا اس کی، سوا

مَشِیَّتِكَ وَلَكَ الْحَمْدُ حَمْدًا عِنْدَ كُلِّ طَرْفَةِ عَیْنٍ وَتَنْفَسٍ

تیرے ارادے کے اور تیرے واسطے ہی سب تعریف نزدیک ہر بھر کئے آنکھ اور نکلنے

كُلِّ نَفْسٍ. الْحَمْدُ لِلّٰهِ حَمْدًا دَائِمًا عَدَدَ الْقَطَرَاتِ وَالنَّبَاتَاتِ وَ

ہر سانس کے۔ سب تعریف اللہ کو تعریف ہمیشہ ہونے والی گنتی قطروں اور انگوریوں اور

الْحَجَرِ وَالشَّجَرِ وَالْأَوْرَاقِ اَلْحَمْدُ لِلّٰهِ كَفَاً وَالصَّلٰوةُ

پتھروں اور درختوں اور پتوں کے۔ سب تعریف ثابت واسطے اللہ کے کہ پوری ہو اس

عَلٰی نَبِیِّہٖ مُحَمَّدٍ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم اَللّٰہُمَّ

کو۔ اور نازل ہو اوپر پیغمبر اس کے حضرت محمد صلی اللہ علیہ وسلم پاک کے۔ اے اللہ: ساتھ

بِرَحْمَتِكَ اَرْجُوْ فَلَائِکَ اَتُکَلِّمُنِیْ وَاِلَیْکَ اُنْفِیْ وَ لَا اِلٰہَ

رحمت تیری کے امید رکھتا ہوں میں پس نہ سوچ مجھ کو طرف نفس میرے کے اور نہ طرف

غَیْرِکَ طَرْفَةَ عَیْنٍ وَ لَا اَقْلَ مِنْ ذٰلِکَ وَاَصْلِحْ لِیْ

غیر اپنے کے بھر کئے آنکھ کا اور نہ اس سے کم

اور سفوار دے

شَافِي كُلَّهُ بِدَلَالَةِ إِلَهٍ إِلَّا أَنْتَ وَحْدَكَ لَا شَرِيكَ
 میرے کاموں تماموں کو ساتھ برکت اس کے کہ نہیں کوئی معبود سوائے تیرے۔ ایک ہے تو
 لَكَ وَتُبْ عَلَيَّ وَاعْفِرْ لِي وَارْحَمْنِي أَنْتَ
 نہیں کوئی شریک واسطے تیرے اور توبہ قبول کر میری۔ اور بخش دے مجھ اور رحم کر مجھ پر
 خَيْرُ الرَّاحِمِينَ ۝ اللَّهُمَّ لَكَ الْحَمْدُ وَالْبُيُوتُ
 تو بہت اچھا ہے سب مہربانوں سے۔ اے اللہ واسطے تیرے ہے سب تعریف اور طرف
 الْمُشْتَكِي وَأَنْتَ الْمُسْتَعَانُ وَلَا حَوْلَ وَلَا قُوَّةَ إِلَّا
 تیری ہے شکایت۔ اور تو ہی مدد مانگا گیا۔ اور نہیں بھڑنا اور نہیں طاقت مگر تو فوق
 بِكَ
 تیری کے۔

دُعائے حق الوالدین

در ہر دو رکعت آیتہ الکرسی یک بار و سورہ اخلاص شریف ۳۲ بار بخواند۔

بِسْمِ اللَّهِ الرَّحْمَنِ الرَّحِيمِ

شروع اللہ کے نام سے جو بخشنے والا مہربان ہے

بِالطَّيِّفِ الطُّفْلِ وَلِوَالِدَيْ فِي جَمِيعِ الْأَحْوَالِ
 اے مہربان مہربانی کر ساتھ میرے اور ساتھ ماں باپ میرے کے۔ تمام حالتوں میں
 كَمَا تُحِبُّ وَتَرْضَى بِأَعْلَى قَدِيرٍ وَاعْفِرْ لِي
 جیسا کہ تو دوست رکھنا ہے اور پسند کرنا ہے۔ اے علم والے، اے قدرت والے بخش دے
 وَلِوَالِدَيْ إِنْكَ عَلَى كُلِّ شَيْءٍ قَدِيرٌ
 مجھ کو اور میرے ماں باپ کو بخشنے تو ہر ایک چیز پر قادر ہے۔

مُسَبَّحَاتِ عَشْرہ

بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ

اَلْحَمْدُ لِلّٰهِ رَبِّ الْعٰلَمِیْنَ ؕ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ ؕ هَلِیْكَ یَوْمَ
سب تعریف اللہ کو ہے جو صاحب ہے سائے جہان کا، مہربان نہایت رحم والا۔ مالک ہے
الدِّیْنِ ؕ اِیَّاكَ نَعْبُدُ وَ اِیَّاكَ نَسْتَعِیْنُ ؕ اِهْدِنَا
قیامت کے دن کا۔ خاص تیری بندگی کرنے میں اور تجھ سے مدد چاہتے ہیں۔ چلا ہم کو
الصِّرَاطَ الْمُسْتَقِیْمَ ؕ صِرَاطَ الَّذِیْنَ اَنْعَمْتَ عَلَیْهِمْ غَیْرِ
راہ سیدھے، راہ ان کی جن پر تو نے فضل کیا، نہ کہ جن پر تو غصے ہوا
الْمَغْضُوْبِ عَلَیْهِمْ وَلَا الضَّالِّیْنَ ؕ

سات دفعہ

اور نہ گمراہوں کا۔

بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ

شروع اللہ کے نام سے جو بخشنے والا مہربان ہے

قُلْ اَعُوْذُ بِرَبِّ الْفَلَقِ مِنْ شَرِّ مَا خَلَقَ وَمِنْ شَرِّ
تو کہہ میں پناہ مانگتا ہوں ساتھ پروردگار صبح کے برائی اس چیز کی سے کہ اس نے پیدا کیا ہے اور
غَاسِقِ اِذَا وَقَبَ ؕ وَمِنْ شَرِّ النَّفَّٰثٰتِ فِی الْعُقَدِ
برائی اندھیرا کرنے والے کی جب چھپ جائے اور برائی پھونک آنے والوں کی سے بیچ گرہوں کے
وَمِنْ شَرِّ حَاسِدٍ اِذَا حَسَدَ ؕ

سات دفعہ

اور برائی حسد کرنے والے کی سے جب حسد کرے۔

بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ

شروع اللہ کے نام سے جو بخشنے والا مہربان ہے۔

قُلْ اَعُوْذُ بِرَبِّ النَّاسِ مَلِكِ النَّاسِ إِلَهِ النَّاسِ
تو کہ میں پناہ میں آیا لوگوں کے رب کی لوگوں کے بادشاہ لوگوں کے معبود کی
مِنْ شَرِّ الْوَسْوَاسِ الْخَنَّاسِ الَّذِي يُّوسِّسُ فِي
برائی سے اس کے جو سنگارے اور چھپ جائے جو خیال ڈالتا ہے

صُدُوْرُ النَّاسِ مِنَ الْجَنَّةِ وَالنَّاسِ
لوگوں کے دلوں میں، جنوں میں سے اور آدمیوں میں سے۔ سات دفعہ

بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ
قُلْ هُوَ اللّٰهُ اَحَدٌ ۝ اللّٰهُ الصَّمَدُ ۝ لَمْ يَلِدْ وَلَمْ يُولَدْ
تو کہ وہ اللہ پاک ہے اللہ نرا دھار ہے نہ کسی کو جنا اور نہ کسی سے جنا۔
وَلَمْ يَكُنْ لَّهٗ كُفُوًا اَحَدٌ ۝

اور نہیں اس کے جوڑ کا کوئی۔ سات دفعہ

بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ
شروع اللہ کے نام سے جو بخشنے والا مہربان ہے۔
قُلْ يٰۤاَيُّهَا الْكَافِرُوْنَ لَا اَعْبُدُ مَا تَعْبُدُوْنَ وَلَا
تو کہ اے منکرو! میں نہیں پوجتا جس کو تم پوجو اور نہ

اَنْتُمْ عِبَادُوْنَ مَا اَعْبُدُهٗ وَلَا اَنَا عَابِدُ مَا عِبَدْتُمْ
تم پوجو جس کو میں پوجوں۔ اور نہ مجھ کو پوجنا ہے جس کو تم نے پوجا
وَلَا اَنْتُمْ عِبَادُوْنَ مَا اَعْبُدُهٗ لَكُمْ دِيْنُكُمْ وَلِيَ دِيْنِ
اور نہ تم کو پوجنا ہے، جس کو میں پوجوں۔ تم کو تمہاری راہ اور مجھ کو میری راہ۔

سات دفعہ



بِسْمِ اللَّهِ الرَّحْمَنِ الرَّحِيمِ

اللَّهُ لَا إِلَهَ إِلَّا هُوَ الْحَيُّ الْقَيُّومُ لَا تَأْخُذُهُ سِنَةٌ وَلَا نَوْمٌ

اللہ کے سوا کسی کی بندگی نہیں۔ جتنا ہے سب کا تھا منہ والا۔ نہیں پکڑتی اس کو اونگھ اور نہ نیند۔

لَهُ مَا فِي السَّمَوَاتِ وَمَا فِي الْأَرْضِ مَنْ ذَا الَّذِي

اسی کا ہے جو کچھ آسمان میں اور زمین میں ہے۔ کون ایسا ہے جو سفارش

يَشْفَعُ عِنْدَهُ إِلَّا بِإِذْنِهِ يَعْلَمُ مَا بَيْنَ أَيْدِيهِمْ

کے اس کے پاس مگر اس کے اذن سے۔ جانتا ہے جو خلق کے روبرو ہے،

وَمَا خَلْفَهُمْ وَلَا يُحِيطُونَ بِشَيْءٍ مِنْ عِلْمِهِ إِلَّا بِمَا شَاءَ

اور جو ان کی پیٹھ پیچھے اور نہیں گھر سکتے اس کے علم میں سے کچھ مگر وہ جو چاہے۔

وَسِعَ كُرْسِيُّهُ السَّمَوَاتِ وَالْأَرْضَ وَلَا يَئُودُهُ حِفْظُهُمَا

گنجا نش ہے اس کی کرسی میں آسمان اور زمین کو۔ اور نہ ٹھکتا نہیں ان کے تھانے

وَهُوَ الْعَلِيُّ الْعَظِيمُ لَا إِلَهَ إِلَّا فِي الدِّينِ قَدْ

ہے۔ اور وہی ہے اوپر سب سے بڑا۔ زور نہیں دین کی بات میں۔ تحقیق

تَبَيَّنَ الزُّشْدُ مِنَ الْغَيِّ فَمَنْ يَكْفُرْ بِالطَّاغُوتِ وَيُؤْمِنْ

کھل چکی ہے صلاحیت اور گمراہی اب جو کوئی منکر ہو مفسد سے اور یقین

بِاللَّهِ فَقَدْ اسْتَمْسَكَ بِالْعُرْوَةِ الْوُثْقَى لَا انْفِصَامَ لَهَا

لا دے اللہ پر پکڑی رسی اس نے مضبوط جو ٹوٹنے والی نہیں۔

وَاللَّهُ سَمِيعٌ عَلِيمٌ اللَّهُ وَلِيُّ الَّذِينَ آمَنُوا يُخْرِجُهُمُ

اور اللہ سنتا ہے جانتا ہے۔ اللہ ہر کام بنانے والا ہے ایمان والوں کا، نکالتا ہے

مِنَ الظُّلُمَاتِ إِلَى النُّورِ وَالَّذِينَ كَفَرُوا أُولَئِكَ هُمُ

ان کو اندھیروں سے اُجائے کی طرف۔ اور وہ جو منکر ہیں ان کے رہنے

الطَّاغُوتُ يُخْرِجُونَهُمْ مِنَ النُّورِ إِلَى الظُّلُمَاتِ ۚ
 طاغوت ہیں جو ان کو اُجالے سے اندھیروں میں
 اُولَٰئِكَ أَصْحَابُ النَّارِ هُمْ فِيهَا خَالِدُونَ ۝
 اور وہ ہیں دوزخ والے اور وہ اسی میں ہمیشہ پڑے رہیں گے۔
 سات دفعہ

بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ ۝

شروع اللہ کے نام سے جو بخشنے والا مہربان ہے۔

سُبْحَانَ اللَّهِ وَالْحَمْدُ لِلَّهِ وَلَا إِلَهَ إِلَّا اللَّهُ وَاللَّهُ أَكْبَرُ ۚ
 پاک ہے اللہ، سب تعریف واسطے اللہ کے ہے۔ اور نہیں کوئی معبود سوائے اللہ کے اور اللہ
 لَا حَوْلَ وَلَا قُوَّةَ إِلَّا بِاللّٰهِ الْعَلِيِّ الْعَظِيمِ ۝ سات دفعہ
 بزرگ نہ ہے۔ اور نہیں طاقت پھرنے کی گناہوں سے اور نہیں طاقت عبادِ سوائے توفیق اللہ بزرگ کے۔
 عَدَدَ مَا عِلِّمَ اللَّهُ وَزِينَةَ مَا عَلِمَ اللَّهُ وَمِلْأَ مَا عِلِمَ
 گنتی اس چیز کی جو جانتا ہے اللہ اور وزن جو جانتا ہے اللہ اور پرے سے جو جانتا
 اللَّهُ تَبَرَّأْتُ مِنْ حَوْلٍ وَقُوَّةٍ وَأَلْبَسْتُ إِلَى
 ہے اللہ بیزار ہوں میں پھرنے سے اپنے کے اور قوت سے اور پہناہ پکڑی میں نے طرف
 حَوْلِ اللَّهِ وَقُوَّتِهِ فِي الْمَوَدِّ ۝

پھرنے اور قوت اللہ کی کے بیچ اپنے تمام کاموں کے۔ (یکبار بخواند)

بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ ۝

شروع اللہ کے نام سے جو بخشنے والا مہربان ہے۔

اَللّٰهُمَّ صَلِّ عَلٰی مُحَمَّدٍ عَبْدِكَ وَنَبِيِّكَ وَحَبِيبِكَ وَرَسُوْلِكَ
 یا اللہ! رحمت بھیج اوپر محمد بندے اپنے اور نبی اپنے کے اور حبیب اور رسول اپنے کے

النَّبِيِّ الْأُمِّيِّ وَعَلَىٰ آلِهِ وَأَصْحَابِهِ وَبَارِكُ وَسَلِّمْ.
نبی امی اور ان کی آل اور اصحاب پر برکت اور سلام بھیج۔

(سات دفعہ)

بِسْمِ اللَّهِ الرَّحْمَنِ الرَّحِيمِ
شرع اللہ کے نام سے جو بخشنے والا مہربان ہے

اللَّهُمَّ اغْفِرْ لِي وَلِوَالِدَيَّ وَارْحَمْهُمَا كَمَا رَبَّيْنِي صَغِيرًا
اے اللہ! بخش مجھ کو اور میرے ماں باپ کو اور رحم کر ان پر جیسا پالا انہوں نے مجھے
وَاعْفِرْ لِلَّهِمَّ لِجَمِيعِ الْمُؤْمِنِينَ وَالْمُؤْمِنَاتِ وَالْمُسْلِمِينَ
لڑکپن میں اور بخش اے اللہ! تمام ایمان والوں اور ایمان والیوں کو اور تمام مسلمان مردوں
وَالْمُسْلِمَاتِ الْأَحْيَاءِ مِنْهُمْ وَالْأَمْوَاتِ بِرَحْمَتِكَ يَا
اور مسلمان عورتوں کو، ان میں سے زندوں کو بھی اور مرے ہوؤں کو بھی اپنی رحمت کے ساتھ
أَرْحَمَ الرَّاحِمِينَ

اے بڑے رحم کرنے والے سب رحم کرنے والوں سے۔ (سات دفعہ)

بِسْمِ اللَّهِ الرَّحْمَنِ الرَّحِيمِ
شرع اللہ کے نام سے جو بخشنے والا مہربان ہے۔

اللَّهُمَّ يَا رَبِّ افْعَلْ بِي وَبِيَهُمْ عَاجِلًا وَاجْتَلًا فِي الدِّينِ
اے اللہ! اے رب کر میرے ساتھ اور ان کے ساتھ جلدی اور آہستگی سے دین
وَالدُّنْيَا وَالْآخِرَةَ مَا أَنْتَ لَهُ أَهْلٌ وَلَا تَفْعَلْ بِنَا
اور دنیا اور آخرت میں وہ بات جو تو اس کے لائق ہے اور نہ کر ہمارے ساتھ
يَا مَوْلَانَا مَا نَحْنُ لَهُ أَهْلٌ، إِنَّكَ غَفُورٌ رَحِيمٌ جَوَادٌ كَرِيمٌ
اے ہمارے آقا! وہ کام جو ہم لائق ہیں اس کے۔ تحقیق تو بخشنے والا ہے، متمحل، سخی، بزرگ

هَلِكٌ أَبْرَرْتُكَ وَفَرَّحْتُكَ ۝

(سات دفعہ)

بادشاہ پاک مہربان رحم فرمانے والا۔

اللَّهُمَّ اهْدِنِي بِرَأْفَتِكَ يَا نَافِعٌ وَهُرَافِعٌ تَوْفَنِي

اے اللہ! ہدایت کر مجھ کو ساتھ مہربانی اپنی کے اے نفع دینے والے اے ہندی دینے والے

مُسْلِمًا وَالْحَقْنِي بِالصَّالِحِينَ ۝

اور فوت کر مجھ کو مسلمان اور ملا مجھ کو ساتھ نیکوں کے۔ (چھ دفعہ)

يَا جَبَّارُ (اے زبردست) (اکیس دفعہ)

هَذِهِ الْأَسْمَاءُ السَّبْعَةُ مِنْ أَوْرَادِ الشَّيْخِ عَبْدِ الْقَادِرِ

الْجِيلَانِي رَضِيَ اللَّهُ تَعَالَى عَنْهُ (معدنجات ہست در)

ہست کلید در گنج حکیم

بِسْمِ اللَّهِ الرَّحْمَنِ الرَّحِيمِ

شروع اللہ کے نام سے جو بخشنے والا مہربان ہے

الْعَمْدُ لِلَّهِ رَبِّ الْعَالَمِينَ ۝ وَالْعَاقِبَةُ لِلْمُتَّقِينَ ۝

سب تعریف واسطے اللہ پروردگار عالموں کے اور درجہ عاقبت واسطے پرہیزگاروں کے

وَالْعُسْلُوَةُ وَالسَّلَامُ عَلَى رَسُولِهِ خَاتَمِ النَّبِيِّينَ ۝

اور درود اور سلام ہو اس کے رسول پر جو خاتم ہیں نبیوں کے۔

وَعَلَى آلِهِ وَأَصْحَابِهِ أَجْمَعِينَ ۝

اور ان کی آل پر اور ان کے اصحاب تماموں پر۔

أَمَّا بَعْدُ، سُبْحَانَ وَمَوْلَانَا حَمْدُ الْحَقِّ إِلَى الْخُلُقِ شَيْخِ عَبْدِ الْقَادِرِ كَمْسَلِي قَدَسَ اللَّهُ

سترہ و اسمائے آنحضرت التزام دعوت آئنا فرمود برائے ہر اسمے توجہی ساختہ کہ آن توجہ

را بعد از صد بار یا پانصد بار اسم خواندہ خواہد شرف و بکات آن ظاہر دہا ہر است۔

اسمِ اول

لَا إِلَهَ إِلَّا اللَّهُ یک لک تو جہش اینست۔

إِلَهِي أَظْهَرُ عَلَى كُلِّ هَرِي سُلْطَانٍ لَا إِلَهَ إِلَّا اللَّهُ لَا إِلَهَ
 اے میرے اللہ! ظاہر کر میرے ظاہر حال پر بادشاہی، نہیں کوئی خدا لائق عبادت کے نہیں کوئی
 إِلَّا اللَّهُ لَا إِلَهَ إِلَّا اللَّهُ وَحَقِّقْ بَاطِنِي بِحَقَائِقِ
 سوائے خدا لائق عبادت کے نہیں کوئی سوائے خدا لائق عبادت کے اور تحقیق کر باطن میرے پر حقیقتوں
 لَا إِلَهَ إِلَّا اللَّهُ لَا إِلَهَ إِلَّا اللَّهُ لَا إِلَهَ إِلَّا اللَّهُ وَاسْتَغْرِقْ
 کے ساتھ کوئی لائق عبادت کے نہیں اللہ کے سوا، کوئی عبادت کے لائق نہیں سوا اللہ کے، نہیں کوئی معبود
 فِيكَ ظَاهِرِي بِإِحَاطَةٍ لَا إِلَهَ إِلَّا اللَّهُ لَا إِلَهَ
 سوا اللہ کے۔ اور مشغول طرف اپنی ظاہر میرا ساتھ گھیر لینے کے، نہیں کوئی معبود سوا اللہ کے، نہیں کوئی
 إِلَّا اللَّهُ لَا إِلَهَ إِلَّا اللَّهُ وَاحْفَظْنِي إِلَهُمَّ بِكَ لَكَ فِي
 معبود سوا اللہ کے نہیں کوئی معبود سوا اللہ کے اور نگاہ رکھ مجھ کو اے اللہ ساتھ تیرے مرتبوں
 مَرَاتِبٍ وَجُودِكَ وَشَعُودِكَ حَتَّى لَا أَشْهَدَ غَيْرَ أَعْمَالِكَ
 ذات تیری کے اور تیرے مشاہدہ کے، تاکہ نہ دیکھوں میں سوانیب کاموں کے اور
 وَصِفَاتِكَ بِوَجْهِ الْحَقِّ الَّذِي لَا إِلَهَ إِلَّا اللَّهُ لَا إِلَهَ إِلَّا
 تیری صفتوں کے ساتھ ذات حق کے وہ ذات کہ نہیں کوئی معبود سوا اللہ کے، نہیں کوئی
 اللَّهُ لَا إِلَهَ إِلَّا اللَّهُ۔

معبود سوا اللہ کے، نہیں کوئی معبود سوا اللہ کے۔

اسمِ ثانی

اللَّهُ اللَّهُ اللَّهُ یک لک بار تو جہش اینست۔

اے اللہ، اے اللہ، اے اللہ

يَا اللَّهُ يَا اللَّهُ يَا اللَّهُ دَلَّسْنِي بِكَ عَلَيْكَ وَارْزُقْنِي الثَّبَاتَ
 اے اللہ اے اللہ اے اللہ راستہ بتلا مجھ کو اپنے پر نصیب کر مجھ کو ثابت رہنا
 عِنْدَ وَجُودِكَ مَا أَكُونُ مُنَادٍ بِأَبَيْنَ يَدَيْكَ يَا اللَّهُ يَا اللَّهُ
 نزدیک ذات اپنی کے۔ یہ کہ ہو جاؤں میں ادب کرنے والا تیرے سامنے اے اللہ اے اللہ
 يَا اللَّهُ إِلَهِي بِعَظَمَتِكَ وَجَلَالِكَ ارْزُقْنِي حُبَّكَ يَا اللَّهُ
 اے اللہ اے بار خدایا ساتھ بزرگی اور شان تیرے کے۔ نصیب کر مجھ اپنی محبت اے اللہ
 يَا اللَّهُ يَا اللَّهُ إِلَهِي اجْعَلْ قَلْبَ عَبْدِكَ الضَّعِيفِ
 اے اللہ اے اللہ اے بار خدایا! کر دل اپنے ضعیف بندے کا جگہ ظاہر
 مَطْمَئِنًّا لِدَاثِكَ وَ مَتَّبِعًا لِآيَاتِكَ يَا اللَّهُ يَا اللَّهُ
 ہونے کی واسطے ذات تیری کے اور جگہ پیدا ہونے آیات تیری کے اے اللہ اے اللہ اے اللہ۔

اسم ثالث

حَيَّ حَيَّ حَيَّ بک بار تو جہش ایں است۔

اے زندہ اے زندہ اے زندہ

يَا حَيُّ يَا حَيُّ يَا حَيُّ أَحْيِنِي حَيوةً طَيِّبَةً وَأَسْقِنِي
 اے حی اے حی اے حی زندہ رکھ مجھ کو زندگی پاک اور پلا مجھ کو
 مِنْ شَرَابِ مَحَبَّتِكَ أَغْذِبْهُ وَأَطِيبْهُ يَا حَيُّ يَا حَيُّ
 شراب محبت اپنی سے بہت مہیا اور بہت صاف اے حی اے حی اے حی
 إِلَهِي حَقِّقْ حَيَاتِي بِكَ يَا حَيُّ يَا حَيُّ إِلَهِي أَطْهِرْ
 اے اللہ! ثابت کر زندگی میری اپنے ساتھ اے حی اے حی اے حی اے اللہ ظاہر کر
 نُورَ حَيَاتِكَ فِي حَيَاتِي يَا حَيُّ يَا حَيُّ يَا حَيُّ أَهْجِي رُوحِي
 نور زندگی اپنی کا میری زندگی میں اے حی اے حی اے حی زندہ کر روح میرا

حَيَوَةً أَبَدِيَّةً وَ مَتَّعْ سِرِّي بِسِرِّكَ فِي الْحَضْرَاتِ
 ساتھ جاتی قدیم کے اور نفع مند کر بھید میرا ساتھ بھید اپنے کے وقت حاضر ہونے
 الشُّهُودِيَّةِ وَأَمْلَأْ قَلْبِي بِالْمَعَارِفِ الرَّبَّانِيَّةِ وَ
 قیامت کے اور پُر کر دل میرا ساتھ معرفتِ خدائی کے اور
 أَطْلِقْ لِسَانِي بِالْعُلُومِ الدِّينِيَّةِ يَا حَيُّ يَا حَيُّ يَا حَيُّ
 بولا زبان میری ساتھ علم لدنی کے لے لے لے لے لے لے
 اِسْمِ رَابِعِ

وَاحِدٌ وَاحِدٌ وَاحِدٌ یک لک بار تو جہشِ اینست۔

واحد واحد واحد

يَا وَاحِدٌ يَا وَاحِدٌ يَا وَاحِدٌ اجْعَلْنِي مُوَحِّدًا بِنُورِ
 لے اکیلے لے اکیلے لے اکیلے کر مجھ کو توحید والوں سے ساتھ نور
 وَحْدَانِيَّتِكَ مُوَيِّدًا بِالشُّهُودِ فَرْدَانِيَّتِكَ يَا وَاحِدٌ
 وحدانیتِ اپنی کے مدد دیا گیا ساتھ دیکھنے تنہائی تیری کے لے اکیلے
 يَا وَاحِدٌ يَا وَاحِدٌ إِلَهِي أَنْتَ الْمُتَوَحِّدُ فِي ذَاتِكَ بِالْوَهْدَانِيَّةِ
 اے اکیلے لے اکیلے لے اکیلے تو اکیلا ہے اپنی ذات میں ساتھ خدائی اپنی کے۔
 يَا وَاحِدٌ يَا وَاحِدٌ يَا وَاحِدٌ
 لے اکیلے لے اکیلے لے اکیلے

اِسْمِ خَامِسِ

عَزِيزٌ عَزِيزٌ عَزِيزٌ (عزیز، عزیز، عزیز) یک لک بار تو جہشِ اینست۔
 يَا عَزِيزٌ يَا عَزِيزٌ يَا عَزِيزٌ اجْعَلْنِي بِعِزَّتِكَ مِنَ الْأَعَزِّينَ
 لے عزیز لے عزیز لے عزیز کر مجھ کو ساتھ عزتِ اپنی کے عزتِ والوں

بَيْنَ يَدَيْكَ يَا عَزِيزُ يَا عَزِيزُ اسْتَعْمِلْنِي بِأَعْمَالٍ
 سے سامنے اپنے اے عزیز اے عزیز اے عزیز کرا مجھ سے کام
 الْأَعَزِّينَ لَدُنْكَ يَا عَزِيزُ يَا عَزِيزُ إِلَهِي أَعِزَّنِي
 عزت والوں کے اپنی مہربانی سے اے عزیز اے عزیز اے عزیز یا اللہ عزت دے
 بِعِزَّتِكَ يَا عَزِيزُ يَا عَزِيزُ اجْعَلْنِي مِنْ عِبَادِكَ
 مجھ کو طفیل اپنی عزت کے اے عزیز اے عزیز اے عزیز کر مجھے بندوں کے
 الْأَعَزِّينَ يَا عَزِيزُ يَا عَزِيزُ
 عزت والوں سے اے عزیز اے عزیز اے عزیز۔

اسم سادس

وَهَّابُ وَهَّابُ وَهَّابُ۔ یک بار نوبخش اینست۔

وَاب وَاب وَاب

يَا وَهَّابُ يَا وَهَّابُ يَا وَهَّابُ هَبْ لِي مِنْ جَزَائِكَ
 اے بخشنے والے اے بخشنے والے اے بخشنے والے بخش دے مجھ کو اپنی بڑی بخشش سے
 يُبَلِّغُنِي إِلَى مَرْضَاتِكَ يَا وَهَّابُ يَا وَهَّابُ
 وہ جو پہنچائے مجھ کو طرف رضا مندی تیری کے اے بخشنے والے اے بخشنے والے اے بخشنے والے
 إِلَهِي هَبْ لِي مِنْ لَدُنْكَ رَحْمَةً إِنَّكَ أَنْتَ الْوَهَّابُ
 اے اللہ بخش میرے لئے اپنی رحمت تحقیق تو ہی ہے بخشنے والا۔

يَا وَهَّابُ يَا وَهَّابُ يَا وَهَّابُ إِلَهِي يَا وَهَّابُ الْأَسْرَارِ
 اے بخشنے والے اے بخشنے والے اے بخشنے والے اے اللہ اے بخشنے والے بھیدوں کے
 هَبْ لِي مِنْ أَسْرَارِكَ فَيْضًا تَجْعَلْنِي بِهِ دَائِمًا مُسْتَحْفِظًا
 بخش مجھ کو اپنے بھیدوں سے فیض کو کر مجھ کو ساتھ اس کے ہمیشہ حفاظت

لِمَوَاهِبِكَ يَا وَهَّابُ يَا وَهَّابُ اللَّهُمَّ حَقِّقْنِي

کو نے والا واسطے بخششوں تیری کے اے بخشنے والے اے بخشنے والے اے بخشنے والے اے

بِمَوَاهِبِ حَقِيقَتِكَ يَا وَهَّابُ يَا وَهَّابُ إِلَهِي

محقق کر مجھ کو ساتھ بخششوں ٹھیک حقیقت اپنی کے اے بخشنے والے اے بخشنے والے اے بخشنے

كُنْ شَاهِدًا عَلَيَّ بِالْإِفْتِقَارِ إِلَى غِنَائِكَ الْمَطْلُوقِ

وے اے اللہ! ہو تو گواہ مجھ پر ساتھ پنچہ ارے کے طرف بے پرواہی خاص کامل کے

الْكَامِلِ بِالذَّاتِ فَامْنُنْ عَلَيَّ عَبْدِكَ الضَّعِيفِ بِغَنَى

ذات کے ساتھ پس احسان کر اپنے بندے ضعیف پر بے پرواہی کے ساتھ

أَكُنْ بِهِ غَنِيًّا مُغْنِيًّا مَنْ شِئْتَ غِنَاهُ بِوَصْفِ الْفَقْرِ

ہو جاؤں میں اس سے غنی بے پرواہ جس سے تو چاہے بے پرواہی سے ساتھ صفت فقر کے

بَيْنَ يَدَيْكَ أَنْتَ الْغَنِيُّ الْوَهَّابُ يَا وَهَّابُ يَا وَهَّابُ

سامنے اپنے تو غنی ہے بخشنے والے اے بخشنے والے اے بخشنے والے

يَا وَهَّابُ

اے بخشنے والے۔

اسمِ صالح

وَدُودُ وَدُودُ وَدُودُ عدد آن یک لک بار تو جہش اینست۔

دود دود دود گنتی اس کی ایک لاکھ بار توجہ اس کی ہے۔

يَا وَدُودُ يَا وَدُودُ يَا وَدُودُ اجْعَلْنِي قَلْبِي وَإِذَا لَكَ

اے دوست اے دوست اے دوست کر میرے دل کو دوستدار واسطے

يَا وَدُودُ يَا وَدُودُ يَا وَدُودُ إِلَهِي أَعْطِنِي وَذَا فِي قُلُوبِ

اپنے اے دوست اے دوست اے دوست یا اللہ! بخش مجھ سے دوستی بیچ دلوں بندے اپنے

عِبَادِكَ الْمُؤْمِنِينَ يَا دُودُ يَا دُودُ يَا دُودُ يَا دُودُ يَا دُودُ

اپنے مومنوں کے لئے دود لئے دود لئے دود لئے دود اے اللہ!
 أَكْفِنِي شَرَّ مَنْ كَفَيْتَهُ بِيدِكَ يَا دُودُ يَا دُودُ يَا دُودُ
 بندہ کر مجھ سے شرارت اس کی، جس کا بندہ کرنا تیرے ہاتھ میں ہے۔ یا دود یا دود یا دود

+

دُعائے سنتِ عصر

بِسْمِ اللَّهِ الرَّحْمَنِ الرَّحِيمِ

يَا ذَا أَيْمَنِ الْفَضْلِ عَلَى الْبَرِيَّةِ يَا بَاسِطَ الْيَدَيْنِ بِالْعَظِيمَةِ
 اے ہمیشہ فضل کرنے والے خلقت پر، اے کھلے ہاتھوں والے ساتھ بخشش کے
 يَا صَاحِبَ التَّوَاهِبِ السَّيِّئَةِ يَا دَافِعَ الْبَلَاءِ اللَّيْلَةِ صَلِّ
 اور اے صاحب بڑی بخشش عام کے اور اے دور کرنے والے بلا اور مصیبتوں کے
 عَلَى مُحَمَّدٍ خَيْرِ الْوَرَى السَّجِيَّةِ وَعَلَى آلِهِ الْبَرَّةِ النَّقِيَّةِ وَ
 کے بھیج محمد صاحب پر جو بہتر ہیں مخلوقات کے دانا اور اوپر آل اس کی پاک صاف
 اغْفِرْ لَنَا يَا ذَا الْهُدَى الْعُلَى فِي هَذَا الْعَصْرِ وَالْعَشِيَّةِ
 اور بخش ہم کو اے صاحب ہدایت بلندی کے اس عصر میں اور عشاء میں
 رَبَّنَا تَوَفَّنَا مُسْلِمِينَ وَآلْحَقْنَا بِالصَّالِحِينَ ه صَلِّ عَلَى
 اے رب ہمارے فوت کر ہم کو اسلام کی حالت میں اور ملا ہم کو نیکوں سے اور رحمت بھیج
 مُحَمَّدٍ وَعَلَى آلِهِ وَأَصْحَابِهِ أَجْمَعِينَ بِرَحْمَتِكَ يَا أَرْحَمَ
 محمد صاحب پر اور ان کی آل اور تمام اصحاب پر اپنی رحمت سے اے بڑے رحم
 الرَّاحِمِينَ ه

کرنے والے رحم کرنے والوں سے۔

چہل کاف

چہل کاف دراصل حضور غوث اعظم کے تین اشعار کا مجموعہ ہیں۔ ان کو با ترجمہ فارسی درج کیا جاتا ہے۔ ترجمہ شاہ محمد غوث لاہوری رحمۃ اللہ علیہ۔

(۱) کَفَاكَ رَبِّكَ كَمَا يَكْفِيكَ الْكَفَّةُ

كَفَاظُهَا لَكُمُيْنِ كَانَ مِنْ كُلِّ كَا

(پہلے مصرعہ کا ترجمہ رہ گیا ہے۔ دوسرے کا ترجمہ پیش خدمت ہے۔) فرد آمدن
آن حادثہ مانند کین گاہ ست کہ باشد آن کین گاہ از شیر۔

(۲) تَكْرُكًا كَرَّ الْكَرِّ فِي كَبَدٍ

تَحْكِي مُشْكُكَةً بِكُلِّ لَكَا

حملہ کند آن حادثہ حملہ کردن مثل حملہ کردن کار و در جگر۔ مانند است آن حادثہ از
ریختن منقار زدن با پد پد کہ منقار زند۔

(۳) كَفَاكَ مَا بِيْ كَفَاكَ الْكَافُ كُرْبَتُهُ

يَا كُوكِبَا كُنْتُ تَحْكِي كُوكَبَ الْفَلَاكِ

بس است ترا آنچہ با من است از عطیۃ حق بس کردہ است، ترا باز دارندہ از اندوہ
مقدّرہ خود، اے ستارہ دل من ہستی تو مانند مشابہ با ستارہ آسمان کہ آفتاب است۔
اے عزیز! اس جگہ پر چہل کاف کی ترتیب و اجازت لکھی جاتی ہے۔ اگر کوئی شخص
برائے کسی حاجت کے چہل کاف با ترتیب پڑھے، تو اقل اس سے حلال روزی کھانے
کے لئے کوشش کرے۔ بعد اہر ایک قسم کی بہودہ فاحش غیبت وغیرہ سے اپنے آپ
کو بچائے۔ تو جب چہل کاف کو پڑھنا شروع کرے کہ پہلے غسل کر کے پاک صاف کپڑے
پہن کر دو گنا نفل جس میں سورہ الحمد شریف کے بعد قرأت امن الرسول

پڑھئے۔ اور ان کا ثواب اُن حضرت قبلہ عالم مولانا غوث اعظم کی روح مبارک کو بخشے۔ مگر متقدمین مشائخ کا یہ دستور چلا آیا ہے کہ جس کلام مبارک کو درجہ پڑھتے تھے، تو روزانہ بوقت رات ایک دفعہ غسل کر کے پھر پنجگانہ نماز کو تازہ وضو سے گزارتے تھے۔

چل کاف پڑھنے والے کو چاہئے کہ آٹے ہوئے بدھ دار کو پہلے غسل کر کے پاک جامہ پہن کر پھر دوگانہ نماز با ترتیب مذکورہ ادا کرے۔ پھر ایک ہزار بار درود شریف مشہور پڑھے۔ اگر بارہاں روز کوئی شخص چلہ میں رہے، تو بارہاں صد (۱۱۰۰) بار پڑھے۔ پھر ختم ہونے چلہ پہلے کے اخیر بھی ایک ہزار بار درود شریف مشہور پڑھ کر دوگانہ نفل ادا کرے۔ اور اُن کا ثواب حضرت غوث الاعظم قبلہ عالم کی روح مبارک کو بخشے۔

اگر کوئی دوسرا چلہ کرنا چاہے، تو اکیس روز کا کرے اور کلام مذکور اکیس صد بار (۲۱۰۰) روزانہ مذکورہ بالا ترتیب سے پڑھے۔ اگر کوئی شخص تیسرا چلہ کرنا چاہے تو چل ویک (۲۱) روز کا کرے اور مذکورہ کلام چل ویک صد (۲۱۰۰) بار روزانہ مذکورہ بالا ترتیب سے پڑھے۔ کیونکہ متقدمین مشائخ نے اس طریقہ پر کلام مبارک کو پڑھ کر فیض و شرف حاصل کئے ہیں۔ مگر خصوصاً ہر ایک قسم کی ہر میزگاری اور پاکیزگی ہونی چاہیے۔

اجازت قصیدہ غوثیہ

اے عزیز! اب اس جگہ ترتیب و اجازت قصیدہ غوثیہ شریف کے پڑھنے کی تحریر کی جاتی ہے۔ اگر کوئی شخص قصیدہ شریف کو پڑھنا چاہے تو اس کو اختیار ہے کہ پہلے ہر ایک قسم کے کھانے پینے اور زبان و لباس و چل چلن وغیرہ وغیرہ سے ہر میزگاری اختیار کرے۔ پھر آتے ہوئے بروز بدھ دار بوقت آہل کلام قصیدہ شریف کو پڑھنا شروع کرے۔ مگر اس سے پہلے غسل کر کے دوگانہ نماز نفل ادا کرے۔ اور ان کا ثواب آنحضرت غوث اعظم قبلہ عالم موصوف کے روح مبارک کو بخشے۔ پھر ایک ہزار بار درود شریف مشہور پڑھے۔ پھر چلہ

گیارہ روز کے درمیان روزانہ گیارہ مرتبہ قصید شریف کو پڑھا کرے۔ اگر روزانہ قصیدہ شریف کی منزل ختم ہوئے کے بعد کچھ وقت باقی رہ جاوے تو ثَعَا انْزِلْنَا عَلَیْکُمْ بِذَاتِ الصُّدُورِ تک جتنی بار پڑھ سکے، پڑھے، اس کو اختیار ہے کہ جب گیارہ روز کا چلہ ختم کر چکے تو ایک بار روزانہ کم کرنا جاوے۔ حتیٰ کہ جب ایک دفعہ پر پہنچے تو بوقت عشا یا سحر کی نماز کے بعد غسل کر کے پڑھے۔ اگر ایسا نہ کر سکے تو تازہ وضو کر کے پڑھے، تو مہتر ہے مگر یہ طریقہ بہت سہل ہے۔ اگر صاحب ہمت کوئی شخص ہو تو روزانہ ایک دفعہ زیادہ کرنا جائے، تا کہ کبیس مرتبہ اکیس روز تک پہنچ جائے، مذکورہ بالا طریقہ سے پھر ایک مرتبہ روزانہ کم کرتے ہوئے ایک مرتبہ کے اوپر روزانہ مقررہ رکھے۔ انشاء اللہ واثق امید ہے کہ خداوند کریم کے فضل و کرم سے آنحضرت قبلہ عالم غوث اعظم در خواب جلوہ گری سے مذکورہ بالا کلام پڑھنے والے کو پورے طور سے آگاہی فرمائیں گے۔ فقط والسلام۔ مسنون السلام۔

اَللّٰہُ دُعَائِیْ دَفْعِ وِبَاءِ وَطَاعُونِ بِحَمْدِکَ

تنبیہ

برادرانِ دینی! از راہِ کرم و مہربانی اس دعا کو زمین پر نہ رکھیں۔ اور بے ادبی سے بچائیں۔ اور با وضو پڑھیں اور نہایت عجز و انکساری کے ساتھ باری تعالیٰ سے دعا مانگیں کہ، یہ بلا دور ہو۔

مروی ہے کہ اس دعائے متبرکہ کو ایک دفعہ اور اس کے بعد سات دفعہ سورہ اخلاص پڑھ کر اوپر گو سفند کے دم کرے اور اس گو سفند کو ذبح کر کے اس کا گوشت یا آب گوشت جس کسی کو کھلاوے، حق سبحانہ تعالیٰ اپنے لطف و کرم سے اس کو وبائے طاعون سے محفوظ رکھے۔ روایت ہے کہ حضرت عیسیٰ علیہ السلام کے زمانہ میں مرض و باء و طاعون سخت واقع

ہوا تھا۔ حضرت رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم سن کر ملول ہوئے۔ اور سر مبارک سجدہ میں رکھ کر
 درگاہ رب العزت میں زاری کی۔ ناگاہ حضرت جبرائیل علیہ السلام نازل ہوئے اور یہ دعا
 لائے۔ اور فرمایا کہ جو شخص اس دعا کو پڑھے، وہ اس سے دور ہو۔ اور جس مکان میں یہ دعا
 ہو، وہ مکان و بار و عاتق اور موت و مفاعیات سے محفوظ رہے۔
 دوائے معظم و مکرم یہ ہے۔

بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ

اللّٰهُمَّ اِنَّا نَسْئَلُكَ بِاسْمَائِكَ يَا مُؤْمِنُ يَا مُهَيِّمُ يَا مُزِنُ خَلِصْنَا
 مِنَ الطَّاعُوْنَ وَالْوَبَّارِ يَا اللّٰهُ يَا اللّٰهُ الْاَمَانُ الْاَمَانُ الْاَمَانُ
 يَا خَالِقُ يَا رَازِقُ يَا دَائِمُ خَلِصْنَا مِنَ الطَّاعُوْنَ وَالْوَبَّارِ يَا اللّٰهُ يَا اللّٰهُ
 يَا اللّٰهُ الْاَمَانُ الْاَمَانُ الْاَمَانُ يَا ذَا النِّعْمَةِ السَّابِقَةِ يَا ذَا الْكِرَامَةِ
 الظَّاهِرَةِ يَا ذَا الْحُجَّةِ الْبَالِغَةِ خَلِصْنَا مِنَ الطَّاعُوْنَ وَالْوَبَّارِ يَا اللّٰهُ
 يَا اللّٰهُ يَا اللّٰهُ الْاَمَانُ الْاَمَانُ الْاَمَانُ يَا مَلِيكَ لَا يَرَامُ يَا عَزِيزُ
 لَا يَضَامُ يَا قَيُّوْمُ لَا يَنَامُ خَلِصْنَا مِنَ الطَّاعُوْنَ وَالْوَبَّارِ يَا اللّٰهُ يَا اللّٰهُ
 يَا اللّٰهُ الْاَمَانُ الْاَمَانُ الْاَمَانُ يَا حَيُّ لَا يَمُوتُ يَا صَدُّ لَا يُطْعَمُ
 يَا غَنِيُّ لَا يَفْتَقِرُ خَلِصْنَا مِنَ الطَّاعُوْنَ وَالْوَبَّارِ يَا اللّٰهُ يَا اللّٰهُ
 يَا اللّٰهُ الْاَمَانُ الْاَمَانُ الْاَمَانُ يَا عَالِمُ لَا يَنْسِي يَا بَاقِي لَا يَفْنَى
 يَا دَائِمُ لَا يَزُولُ خَلِصْنَا مِنَ الطَّاعُوْنَ وَالْوَبَّارِ يَا اللّٰهُ يَا اللّٰهُ
 يَا اللّٰهُ الْاَمَانُ الْاَمَانُ الْاَمَانُ يَا اَرْحَمَ مِنْ كُلِّ رَحِيْمٍ يَا اَعْلَمَ
 مِنْ كُلِّ عَلِيْمٍ يَا اَحْكَمَ مِنْ كُلِّ حَكِيْمٍ يَا اَفْدَمَ مِنْ كُلِّ قَدِيْمٍ
 يَا اَعْظَمَ مِنْ كُلِّ عَظِيْمٍ يَا اَكْرَمَ مِنْ كُلِّ كَرِيْمٍ خَلِصْنَا مِنَ الطَّاعُوْنَ
 وَالْوَبَّارِ يَا اللّٰهُ يَا اللّٰهُ الْاَمَانُ الْاَمَانُ الْاَمَانُ يَا مَنْ هُوَ

فِي سُلْطَانِهِ قَدِيمٌ يَا مَنْ هُوَ فِي ذَاتِهِ قَدِيمٌ يَا مَنْ
 هُوَ فِي عِلْمِهِ مُحِيطٌ يَا مَنْ هُوَ فِي عِزَّتِهِ لَطِيفٌ يَا مَنْ هُوَ
 فِي لُطْفِهِ شَرِيفٌ يَا مَنْ هُوَ فِي مُلْكِهِ غَنِيٌّ خَلِصْنَا مِنَ
 الطَّاعُونَ وَالْوَبَارِ يَا اللَّهُ يَا اللَّهُ يَا اللَّهُ الْأَمَانُ الْأَمَانُ
 الْأَمَانُ يَا مَنْ هُوَ يَرْهَبُ إِلَيْهِ الْعَالِمُونَ يَا مَنْ عَلَيْهِ
 يَتَوَكَّلُ الْمُتَوَكِّلُونَ يَا مَنْ إِلَيْهِ يَرْغَبُ الزَّاهِدُونَ يَا
 مَنْ إِلَيْهِ يُلْجَأُ الْمُلْجَأُونَ يَا مَنْ إِلَيْهِ يَنْضَرِّعُ الْمَذْنُبُونَ
 خَلِصْنَا مِنَ الطَّاعُونَ وَالْوَبَارِ يَا اللَّهُ يَا اللَّهُ يَا اللَّهُ الْأَمَانُ الْأَمَانُ
 الْأَمَانُ وَنَسُئُكَ بِأَسْمَائِكَ يَا عَالِمُ يَا قَابِضُ يَا حَاكِمُ يَا عَفْوُ
 يَا غَفُورُ يَا شَكُورُ يَا صَبُورُ يَا وَدُودُ يَا رُؤُوفُ يَا نُورُ يَا
 قُدُّوسُ يَا قَبِيضُ يَا سَبِيحُ يَا مَرْتَفِعُ يَا شَفِيعُ يَا بَدِيعُ يَا وَاسِعُ
 يَا حَافِظُ يَا مُغِيثُ يَا هَمِيْتُ يَا خَالِقُ النُّورِ يَا نُورُ قَبْلَ كُلِّ
 نُورٍ يَا نُورُ بَعْدَ كُلِّ نُورٍ يَا نُورُ مَعَ كُلِّ نُورٍ خَلِصْنَا مِنَ
 الطَّاعُونَ وَالْوَبَارِ يَا اللَّهُ يَا اللَّهُ يَا اللَّهُ الْأَمَانُ الْأَمَانُ الْأَمَانُ
 يَا مَنْ هُوَ فِعْلُهُ فَضْلٌ يَا مَنْ هُوَ ذِكْرُهُ حُلُوٌّ يَا مَنْ هُوَ اسْمُهُ
 لَذِيذٌ يَا مَنْ هُوَ مُلْكُهُ قَدِيمٌ يَا مَنْ هُوَ قَوْلُهُ لَطِيفٌ يَا مَنْ
 هُوَ عَطَاءُهُ شَرِيفٌ يَا مَنْ أَمْرُهُ حَكْمٌ يَا مَنْ هُوَ عَذَابُهُ عَذْلٌ
 خَلِصْنَا مِنَ الطَّاعُونَ وَالْوَبَارِ يَا اللَّهُ يَا اللَّهُ يَا اللَّهُ الْأَمَانُ الْأَمَانُ
 الْأَمَانُ يَا مَنْ هُوَ فِي الْأَمْوَاتِ قُدْرَتُهُ يَا مَنْ هُوَ فِي الْقُبُورِ
 قَضَائُهُ يَا مَنْ هُوَ فِي الْقِيَامَةِ حِكْمَتُهُ يَا مَنْ فِي الْمَوْقِفِ
 هَيْبَتُهُ يَا مَنْ هُوَ فِي الشَّارِعِ عَذَابُهُ يَا مَنْ هُوَ فِي الْعُقُوبَةِ

عَدْلُهُ يَا مَنْ هُوَ فِي الْجَنَّةِ رَحْمَنُهُ خَلِصْنَا مِنَ الطَّاغُوتِ وَ
 الْوَبَاءِ يَا اللَّهُ يَا اللَّهُ يَا اللَّهُ الْأَمَانُ الْأَمَانُ اللَّهُمَّ إِنَّا
 نَسْأَلُكَ يَا أَوَّلَ الْأَوَّلِينَ يَا آخِرَ الْآخِرِينَ يَا مَنْ هُوَ أَرْحَمُ
 الرَّاحِمِينَ هَ نَسْأَلُكَ بِحَقِّ هَذِهِ الْأَسْمَاءِ أَنْ تَصَلِّيَ عَلَى
 سَيِّدِنَا مُحَمَّدٍ قَالَ سَيِّدِنَا مُحَمَّدٌ يَا مَنْ أَنْتَ الَّذِي نَجَّيْتَ إِبْرَاهِيمَ
 يَا مَنْ أَنْتَ الَّذِي كَشَفَ الضَّرَّ عَنْ أَبِیْ تَوْبٍ عَلَيْهِ السَّلَامُ وَوَهَبْتَ
 لَهُ وَاهْلَهُ وَمِثْلَهُمْ مَعَهُمْ رَحْمَةً مِنْ عِنْدِكَ وَذَكَرَى لِلْعَابِدِينَ
 يَا مَنْ أَنْتَ الَّذِي سَمِعْتَ نِدَاءَ زَكَرِيَّا وَوَهَبْتَ لَهُ فِي الْكَبَرِ
 غُلَامًا زَكِيًّا يَا مَنْ أَنْتَ الَّذِي مَنَنْتَ عَلَى مُوسَى وَهَارُونَ
 وَنَجَّيْتَهُمَا وَقَوْمَهُمَا مِنَ الْكَرْبِ الْعَظِيمِ يَا مَنْ أَنْتَ الَّذِي
 أَخْرَجْتَ يُوسُفَ مِنَ الْجُبِّ وَالْعَجْنِ وَيَا مَنْ أَنْتَ الَّذِي رَدَدْتَ
 عَلَى يَعْقُوبَ بَصَرَهُ بَعْدَ أَنْ أَبْضَى أَنْ تُنَجِّبَنَا مِنْ شَرِّ الطَّاغُوتِ
 وَالْوَبَاءِ وَآفَةِ الدُّنْيَا وَتُجَيِّرَنَا مِنْ عَذَابٍ وَتُنْقِذَنَا مِنْ أَهْوَالِ
 الْغِيَامَةِ وَتُسَلِّمَنَا مِنْ عَذَابِ النَّارِ وَأَنْ تَدْخِلَنَا الْجَنَّةَ
 اللَّهُمَّ أَنْتَ الْقَادِرُ الْمُقْدِرُ وَأَنْتَ الْقَوِيُّ وَنَحْنُ الضَّعِيفُ
 وَأَنْتَ الْغَنِيُّ وَنَحْنُ الْفَقِيرُ وَأَنْتَ الْغَفُورُ وَنَحْنُ الْخَاطِئُ
 وَأَنْتَ الْبَاقِي وَنَحْنُ الْفَانِي وَأَنْتَ الْمُعْطِي وَنَحْنُ السَّائِلُ وَأَنْتَ
 الْبَاعِثُ وَنَحْنُ الْمَبْعُوثُ وَأَنْتَ الْحَيُّ الَّذِي لَا يَمُوتُ وَنَحْنُ
 عِبَادٌ سَوْفَ نَمُوتُ أَجْرُنَا مِنَ الشَّارِعِ بَعْفُوكَ وَأَدْخِلْنَا الْجَنَّةَ
 بِرَحْمَتِكَ وَارْزُقْنَا النَّظَرَ إِلَى لِقَاءِ وَجْهِكَ الْكَرِيمِ فِي
 الْآخِرَةِ بِكَرَمِكَ وَاصْرِفْ عَنَّا الْوَبَاءَ وَ الطَّاغُوتَ فِي الدُّنْيَا

بِفَضْلِكَ وَأَعْفِرْ لَنَا وَلِإِبْنَانَا وَلِأَزْوَاجِنَا وَذُرِّيَّتِنَا وَبِجَمِيعِ
 الْمُؤْمِنِينَ وَالْمُؤْمِنَاتِ عَامَّةً إِنَّكَ عَلَى كُلِّ شَيْءٍ قَدِيرٌ وَبِالْإِجَابَةِ
 جَدِيرٌ وَصَلَّى اللَّهُ تَعَالَى عَلَى سَيِّدِنَا مُحَمَّدٍ وَآلِهِ أَجْمَعِينَ يَا حَيُّ
 يَا قَيُّوْمُ هِ بِحَقِّ بِسْمِ اللَّهِ الرَّحْمَنِ الرَّحِيمِ هِ وَنُنَزِّلُ مِنَ الْقُرْآنِ
 مَا هُوَ شِفَاءٌ وَرَحْمَةٌ لِّلْمُؤْمِنِينَ هِ آمِينَ يَا رَبَّ الْعَالَمِينَ هِ

(کتاب الرحمۃ للعلامة السیوطی ص ۹۶ مصری)

بِسْمِ اللَّهِ الرَّحْمَنِ الرَّحِيمِ

اللَّهُمَّ صَلِّ عَلَى سَيِّدِنَا مُحَمَّدٍ وَعَلَى آلِ سَيِّدِنَا مُحَمَّدٍ بَعْدَ كُلِّ
 دَاوٍ وَدَوَاءٍ بَعْدَ دِكْلَةٍ عَلَيَّ وَشِفَاءٍ ط بَرَاءٍ دَفْعِ دَاءٍ وَطَاعُونَ ص دَفْعِ

(روح البیان ص ۱۵۴ ج ۳)

الکافی	الله	بحق کھن بعض کبیت					الله	الکافی
ع	ح	ی	ق	ی	و	م	م	ق
وله الملك	ی	ق	ی	و	م	ح	ح	ح
	ق	ی	و	م	ح	ی	ی	ی
	ی	و	م	ح	ی	و	ق	ق
	و	م	ح	ی	ق	ی	ی	ی
	م	ح	ی	ق	ی	و	و	و
م	م	ح	ی	ق	ی	و	و	و
الغنی	الله	بسم الله الرحمن الرحيم					الله	الغنی

لَنْ أَنْجِيَنَّاهُ مِنْ هَذِهِ لَسْكَوْنَنَّ مِنَ الشَّاكِرِينَ هِ فَالْيَوْمَ تُنْجِيَنَّكَ
 بِبَدَنِكَ لَسْكَوْنَنَّ لِمَنْ خَلَقَكَ آيَةً وَإِنْ كَثِيرًا مِنَ النَّاسِ عَنْ

اَبَانِنَا لَغَافِلُونَ ه رَبِّ نَجِّنِي وَمَنْ مَعِيَ مِنَ الْمُؤْمِنِينَ ؕ وَصَلِّ
عَلَى سَيِّدِنَا مُحَمَّدٍ وَآلِهِ وَبَارِكْ وَسَلِّمْ ؕ

بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ ؕ
لِنُشْفَا بِاَلْكَرَامِ الثَّمَانِيَةِ اَطْفِئْ بِهَا خَرَّ الوَبَاءِ النَّازِلَةِ
المُصْطَفَى وَالْخُلَفَاءِ الْارْبَعَةِ الْحَسَنَ وَالْحُسَيْنَ وَامَهْمَا الْفَاطِمَةَ
بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ ؕ

الہی بکرمت حضرت شیخ احمد مجدد الف ثانی علیہ الرحمۃ و بکرمت حضرت خواجہ محمد
صادق سرہندی نقشبندی رحمۃ اللہ علیہ از آفت وباء و طاعون نگہدار

دُعائے دافع طاعون

محدث ابوالفرج ابن جوزی حنبلی نے اپنی کتاب یا قوتیۃ الوعظ والموعظہ مطبوعہ مصر
میں رسالہ شفاء کبریٰ زادہ سے نقل کیا ہے کہ ایک زمانہ میں شہر بغداد میں طاعون کی بکثرت
ہوئی کہ صرف بچے حافظ بارہ ہزار مرے۔ اور دوسرے بوڑھوں اور جوان زن و مرد کا شمار ہی
نہیں لیکن صرف ایک گھر مبارک نامی سوداگر کا طاعون سے محفوظ رہا، اس پر خلیفہ وقت
نے اس کو بلا کر در بابت کیا کہ وجہ ہے کہ تمہارا گھر طاعون سے محفوظ رہا۔ حالانکہ کوئی گھر
بغداد میں ایسا نہیں ہے جس کو طاعون سے صدمہ نہ پہنچا ہو۔ اس نے کہا کہ مجھ کو ایک دعا حضرت
امام اعظم ابو حنیفہؒ سے پہنچی ہے کہ جو اس کو با وضو پڑھے، یا اپنے پاس رکھے یا جس گھر
میں ہوا نشاء اللہ تعالیٰ وہ محفوظ رہیں گے۔ دعا یہ ہے۔

بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ ؕ
اللّٰهُمَّ اِنِّیْ اَسْئَلُكَ بِعَدَدِ خَلْقِكَ بِعِزَّتِكَ بِعَرْشِكَ بِرِضَاكَ بِنَفْسِكَ
بِنُورِ وَجْهِكَ بِمَبْلَغِ عِلْمِكَ بِغَايَةِ قُدْرَتِكَ بِبَسْطِ قُدْرَتِكَ بِحَقِّ

حَقِيقَةُ شُكْرِكَ بِمُنْتَهَى رَحْمَتِكَ يَا ذَاكَ مَسْبُوكِ بِكَلِمَةِ ذَاتِكَ
بِكُلِّ صِفَانِكَ بِشَمَامٍ وَصِفِكَ بِنَهَابَةِ أَسْمَائِكَ بِمَكْنُونِ
سِرِّكَ بِجَمِيلِ سِتْرَتِكَ بِحَزْبِ سِرِّكَ بِكَمَالِ مَنْكَ بِفَيْضِ
جُودِكَ بِشَدِيدِ غَضَبِكَ بِسَابِقِ رَحْمَتِكَ بِأَعْدَادِ كَلِمَاتِكَ بِغَابَةِ
بُلُوغِكَ بِتَفَرُّدِ قُرْدَانِيَّتِكَ بِتَوْحِيدِ وَحْدَانِيَّتِكَ بِبَقَاءِ
بَقَائِكَ بِسَرْمَدِيَّةِ أَوْقَانِكَ بِعِزَّةِ رَبُّوبِيَّتِكَ بِعُظْمَةِ كِبَرِيَّاتِكَ
بِجَاهِكَ بِجَلَالِكَ بِكَمَالِكَ بِأَفْعَالِكَ بِأَنْعَامِكَ بِسَيَادَتِكَ
بِمَلَكُوتِيَّتِكَ بِجَبَّارِيَّتِكَ بِمَنَانِيَّتِكَ بِعُطْفِكَ بِلُطْفِكَ
بِسِرِّكَ بِإِحْسَانِكَ بِحَقِّكَ أَنْ تَجْعَلَ فَرَجًا وَمُخْرَجًا وَشِفَاءً
مِنَ الْهَمُومِ وَالْغَمُومِ وَالْوَبَاءِ وَالْبَلَاءِ وَالْعَنَاءِ وَجَمِيعِ الْأَفَاتِ
وَالْعَاهَاتِ فِي الدُّنْيَا وَالْآخِرَةِ بِحَقِّ كَهْفِ عِصَى وَبِحَقِّ طَلَّةِ
وَلَيْسَ وَهَى وَبِحَقِّ حَمِّ عَسَقٍ وَبِحَقِّ إِنَّا فَتَحْنَاكَ فَتَحًا مُبِينًا
بِرَحْمَتِكَ يَا أَرْحَمَ الرَّحِيمِينَ

نعت شریف

بِسْمِ اللَّهِ الرَّحْمَنِ الرَّحِيمِ

اے خوش جانے کہ مادام از صفا	مے بردن فیض از درودِ مصطفیٰ
مصطفیٰ آن آفتابِ لامکاں	مصطفیٰ آن گنجِ اسرارِ ہناساں
آن مشعشع اخترِ برجِ فلّاح	راں منورِ چہرہ درجِ فلاح
آن گلِ شیرابِ گلزارِ عسرب	آنکہ زد گرم است بازارِ عسرب

از دستان تار و ابرو سرنگند
 از نبوت تا کہ پوشیده او عبا
 تا دانش دید آب و زندگی
 آفتاب از نور رویش یک شر
 چیست جنت یک کنایہ زان جمال او
 چیست والشمس آیت زان ماہ رو
 چیست گل عکس جمال رتے او
 روح چہ بود بودی آل قدسی صفات
 چیست یاد او حیات جادو داں
 از درودش پئے بری در ہر چہ هست
 از درودش راہبری در سڑقات
 از درودش بر فرزد شمع جاں
 از درودش در مقام دل رسی
 از درودش ہم ز شیطان جان بری
 از درودش قفل جان بکشائدت
 باز اے دل بزم جان پُر نور کنی
 پس بدہ صلوات از حسن صفا
 خوش در آمد بزم اخلاص تسبیح
 ترک دنیائے پر آفات دہ
 السلام اے سر و بستان عرب
 السلام اے سر و تازہ باغ جناں
 زان رواں شد شان اہل دین بلند
 جان و دل کردند عشاق فدا
 شد ہنساں در ظلمت از شرمندگی
 حلقہ گویش در دندانش گوہر
 چیست کوثر زان تبسم و صفہ حال او
 چیست دلیل آیت زان مشک مو
 چیست سنبل عنبر گیسوئے او
 روح آل بر روح او دادنے صلوات
 بے کراں از ما درودش ہر زمان
 ہم از ان یابی بغرب دوست دست
 در درود او کنی حل مشکلات
 کشف گردد بروے اسرار نہاں
 در درودش زود در منزل رسی
 در درودش وقتِ رگ ایمان بری
 در درودش رنگ دل بڑائدت
 در درودش ملک جان معمور کنی
 بر جمال زان جانفزیائے مصطفیٰ
 پس بدہ صلوات بر روح رسول
 بر جمال مصطفیٰ صلوات دہ
 السلام اے ماہ کیوان عرب
 السلام اے شہباز لا مکان

السلام اے شاخ شمشاد وجود
 السلام اے آفتاب کائنات
 السلام اے شاہ دولت بر مزید
 السلام اے خواجہ کون و مکان
 السلام اے نور عرش خاک پائیت
 السلام اے غنچہ گلزار جان
 السلام اے طائر برج وجود
 السلام اے از تو عالم با طرب
 السلام اے نورتا بان عرب
 السلام اے گلزارِ عرب
 السلام اے گہر دُرج وجود
 السلام اے نور تابان عرب
 السلام اے عشاق از جمالش با طرب
 السلام اے غرقہ در بحر سلامت باد دل
 السلام اے دلت پر از اقبال باد
 السلام اے سر و آزاد وجود
 السلام اے ذاتِ قدسی صفات
 السلام اے برتر از عرش مجید
 السلام اے سید آخر زماں
 السلام اے جانِ درویشان فدایت
 السلام اے رونقِ بازارِ جان
 السلام اے گہر دُرج وجود
 السلام اے نورتا بان عرب
 السلام اے عشاق از جمالش با طرب
 السلام اے غرقہ در بحر سلامت باد دل
 السلام اے دلت پر از اقبال باد

چوں از عطر نعت نرسین سلام
 شد خوشی عشاق را مشکین مشام

بر موقع ولادت مبارکہ قبلہ عالم حضرت محمد الفِ ثانی رحمۃ اللہ علیہ

مبارک ہو وہ شہِ پردہ سے باہر آنے والا ہے
 کہو پر دانوں سے شمعِ ہدایت اب چمکنے والی ہے
 چکوروں سے کہو ماہِ دل آنا جلوہ گر ہو گا
 کہاں ہیں ٹوٹی امیدیں کہاں ہیں بے سہارے دل
 گدائی کو زمانہ سے جس کے در پر آنے والا ہے
 خبر دو بلبلوں کو وہ گل تر آنے والا ہے
 خبر دزدوں کو وہ ماہِ منور آنے والا ہے
 کہ وہ فریادیں بے کس کا یاد آنے والا ہے

ٹھکانا بے ٹھکانوں کا سہارا ہے سہاروں کا
غریبوں کی مدد بیکس کا بار آنے والا ہے
فقیروں سے کوہو حاضر جو انگین گے وہ پائیں گے
کہ سلطان زان محتاج پر در آنے والا ہے
برائیں کی مرادیں حسرتیں ہو جائیں گی پوری
کہ وہ مختار دین و دنیا کا راہبر آنے والا ہے
یہ سامان ہو رہے تھے مدتوں سے جس کی آمد کے
وہ آتا ہے کہ جس کا فدا ہے عالم بالا
مبارک درد مندوں کو ہر مژدہ بے قراروں کو
وہ آتا ہے کہ دل عالم کا جس پر آنے والا ہے
نہ کیوں ذروں کو لعت کہ چمکا آخر قسمت
قرار دل شکیب جان مضطر آنے والا ہے
سحر ہوتی ہے خورشید منور آنے والا ہے

+

غزل دیگر

نہ کیوں ان کی طرف اللہ سو سو پیار سے دیکھے
جو آنکھیں اپنی جلتی ہیں نبی کے آسنے سے
کوئی فردوس ہو یا قلد بیس ہو ہم کو غرض مطلب
لگایا اب تو بستر آپ ہی کے آسنے سے
تمہارے در کے ٹکروں سے پڑا ہوتا ہے اک عالم
گزارہ سب کا ہوتا ہے اُسی محتاج غلنے سے
زمین تھوڑی سی دیجئے ہر مدفن اپنے کو چہ میں
لگا دیجئے میرے آفا مری مٹی ٹھکانے سے
ہا لیجئے در اقدس پہ اپنے اس گداگر کو
پھرے کتب ذیل دُخوار در در بے ٹھکانے سے

+

حضرت مجدد الف ثانی رحمۃ اللہ علیہ سے استمداد

از سید بختی بہ چشم حال دارم روز بد چار سوئے دل گرفتہ فوج غم بے حد و عد
نست، سنگام نوائیب غیر ذات مستند چشم دارم از نگاہ لطف تو بہر صمد
الہمد یا شیخ احمد یا مجدد الہمد

اے نگاہت فقل دشوائے عالم را کلید خود عیاں می بینم آنجا یک کس نتوان شنید
وادر یغابستہ شد از چار سوئے باب امید خشکی از حد گذشتہ چارہ ام شد ناہید

الہمد یا شیخ احمد یا مجدد الہمد

تخم تدبیرے کہ اندر کشت عالم کاشتند کاشتکاراں از نموش یا سہا برداشتند
آخر الامر ایں مرض چوں لادوا پنداشتند چارہ سازاں چارہ سازی را بنوجگداشتند

الہمد یا شیخ احمد یا مجدد الہمد

داد و داد از دستبے داد حوادث داد داد کیستم در بحر غم از تلاطم افتاد
کشت امید از پامال مصائب شد بباد آدم سویت الغرض حال و انجام مراد

الہمد یا شیخ احمد یا مجدد الہمد

بندگان را کینہ بندہ ام قربان شوم از خطا و جرم بس آگندہ ام قربان شوم
از ندامت سر بہ پیش آگندہ ام قربان شوم شد بدل از گویہ بکسر خندہ ام قربان شوم

الہمد یا شیخ احمد یا مجدد الہمد

بستگی ہا را کشاد از حق بدست پاک شد آنکہ ہمسر شد باد بجہر خست خاک تست
مطمئن از ہول محشر بندہ بے باک تست بادب حاضر بباب عالیت غم ناک تست

الہمد یا شیخ احمد یا مجدد الہمد

درد دل را خاک کوئی پاک تو خاک شفاعت دردِ نامِ نامِ بت اعلال روحی را دعاست
 یک نگاہ لطف تو صد عقدہ مشکل کثاست رو بتو آوردیم دامنِ مرا حاجت رواست
 الحمد للہ یا شیخ احمد یا مجدد المہد

لے بروں از حد دانش رہے والائے تو خلعتِ فضل الہی راست بر بالائے تو
 استادہ بندہ بے برگ و بے کالائے تو ریزہ دار و ہوس از خوان پر آلائے تو
 الحمد للہ یا شیخ احمد یا مجدد المہد

رو سپیدہ چشم دارم با سیاہ کاری دین آبروئے خویش خواہم با ہمہ خواری دین
 رہر لبس ناتوانم با گراں باری دین دارم از خفیہ بختی چشم بیداری بے دین
 الحمد للہ یا شیخ احمد یا مجدد المہد

ای من و صد ہم جو من بادے فدائے روئے تو کبست در عالم کر روئے دل ندارد سوئے تو
 در طریق ماست طواف کعبہ طواف کوئے تو شد نجاتم را برت از قوت باز روئے تو
 الحمد للہ یا شیخ احمد یا مجدد المہد

مضمحل افسردہ خاطر بسہ دم سخن آل کہ با سوئے عملہا نامزد شد با حسن
 بے کس و بے چارہ پژمرده جان خستہ نن چارہ جو آمد بہر رب ذی المنن
 الحمد للہ یا شیخ احمد یا مجدد المہد

قصید مبارکہ در شانِ حضرت مجدد الف ثانی از جامعِ مہرِ حقیر و ہوی

ہوا ہوں جبک دیوانہ مجدد الف ثانی کا میں ہوں مشہور مستانہ مجدد الف ثانی کا
 چلو لے تشنگانِ بادۂ وحدت بنو چل کر روان بے فہم مٹے خانہ مجدد الف ثانی کا

وہ فاروقی نسب ہیں مشرب ان کا نقش بند ہے طریقہ ہے شریفانہ مجدد الف ثانی کا
 وہ شمع دین احمد ہیں اور احمد ہے نام اُن کا دلِ عالم پر دانہ مجدد الف ثانی کا
 محبت جن کو اہل اللہ سے ہوگی وہی دل سے سنا کرتے ہیں افسانہ مجدد الف ثانی کا
 سلاسل چار ہیں جو سب کے سب آپس میں بکدلت ہیں نہیں ہے کوئی بیگانہ مجدد الف ثانی کا
 خودی سے دور ہے ہر دم رکنا کرتا ہے وہ بخود پیسا ہے جس نے پیمانہ مجدد الف ثانی کا
 خدا اور مصطفیٰ کا اور وہ ہے اصحاب کا پرورد بجالائے جو فرمانہ مجدد الف ثانی کا
 حقیر اہل قیامت کہیں گے دیکھ کر مجھ کو
 وہ دیکھو آیا دیوانہ مجدد الف ثانی کا

+

ہمعزوبہ بند مہرت حضرت قیوم ثانی از شیخ عبدالحامد

در گل از رنگ تو اثر یافتہ ایم بلبل از بوئے تو چو شد خبر یافتہ ایم
 سرد پا سوختہ یک داغ دل افروختہ ایم ابر ریختہ چوں شمع گوہر یافتہ ایم
 ناز می کند از تربت فرساد ہنوز ماز شیریں دھاں طرفہ اثر یافتہ ایم
 دل بہر نقش ز بندیم برنگ وحدت

نقشبند بست کز و فیض نظر یافتہ ایم

حضرت قیوم ربیع حلیفۃ اللہ فرماتے ہیں کہ جب حضرت قیوم ثانی رضی اللہ عنہ نے آخری
 نماز ادا کی تو فرمایا کہ اس وقت مجھ پر عرش کا انکشاف ہوا ہے۔ میری اور میرے موجودہ
 یاروں کی نماز عرش پر واقع ہوئی ہے۔ آنحضرت کی نماز اندر دھڑے باطن ہمیشہ عرش پر ادا ہوا
 کرتی تھی۔ لیکن یہ بشارت اس وقت اور یاروں کے حق میں بھی فرمائی۔ آنحضرت رضی

اللہ عنہ پیر کے دن دوپہر کے وقت ۱۹ ربیع الاول ۱۰۹۶ھ ہجری کو جہان سے فردوسِ اعلیٰ
میں تشریف فرما ہوئے وصال کے وقت آنحضرت مسکرا رہے تھے چاروں طرف سے آہ و
نغاں ہونے لگا:

فغاں افتاد در عالم زہر سود	کہ ختم ادلیا از ادلیا رفت
در ارشاد بستہ شد ہدایت	چوں آن راہ حقیقت ہما رفت
نجاتِ طالبان چوں بود مقصود	ہماناں بہر این نزد خدا رفت
دل اندہ سینہ ام دیوانہ اش بود	زدست غم نمیدانم کج رفت
زختم ادلیا نہ سال افگند	پس انگہ گفت ختم ادلیا رفت
میں فرزند احمد خواجہ معصوم	نسیم آسا بان گلشن سرا رفت
چرا صبح قیامت بر نیساید	کز بن ظلمت کدہ شمع ہد رفت
بقا باللہ فانی بود فی فی اللہ	ازیں دار الفنا سوئے بقا رفت

بال تسع تعین ز الف ثانی

چنین فرزند شاہ ادلیا رفت

✽

نصف شنبہ نهم ربیع الاول مسیح	دنیا رحلت نمود سجدِ پوست بخت
خوابید خلوت بگزید از مایان ملول	شد ماہ با خلوت آہ کہ شد مقام قوم بت
حضرت مروج الشریعت نے یہ تاریخ کہی	هو عند علیک مقتدر
عالمگیر بادشاہ نے یہ تاریخ کہی ہے	نور عالم برفت عالم تاریک شد

✽

مرشدی گر کلک فضا	نام پاکش را بہ معصومی رقم
اے کہ در سایہ نشیند آفتاب	قد او آنجا کہ افسر از علم

میزد ذکرے بروئے احسانِ او کاسہ در یوزہ گردد جامِ جم
چشمِ ہمت را ز دنیا بست و زد چوں فزائے گلبن رضوانِ قدم
خواندہ مار بخش ز دل ام کتاب
نور ہسارے شد بہ گلزارے آرام

+

چراغِ خاندانِ شرعِ اسلام فرغِ دین احمدِ خواجہ معصوم
بسوئے گلشنِ جنتِ قدمِ زد ازیں دیر نہ آباد کہن بوم
دل از گفتم از سال وصالش ندا آمد ز عالمِ رفت معصوم
قیومِ زمانِ خلیفۃ اللہ دانندہ سرِ صائے مکتوم
در دائرہ وجودِ نابود بودش بہ جہاں مثالِ معدوم
نقاش از بصفیہ کون نقشے بہ ازد نہ کردہ مرقوم
اسرارِ صفاتِ ذاتِ والا حقا کہ جز او نہ کردہ مفہوم
خورد او بر ربیعِ الاولِ ماہ چوں شاہِ رسلِ رحیقِ مخنوم
چاکِ قدمِ بکوبہ وحدت برگز بہ ازد نہ گشتہ معلوم
تاریخِ وصال او خرد گشت رفتہ ز جہاںے امامِ معصوم
غریب از شش جہت بر خود است آنم

کہ مرغِ گلشنِ حق گشتہ معلوم

+

ازیں زنداںِ فانی در گذشتہ شہے کیں نہ طبع را بود پیرِ نوش
ز داغِ غم بہ صحرا رو نہادہ چو لالہ نازِ نینانِ خانہ بردوش
بہاں را آتشِ خرمن افکند خود اندر خلوتِ صلح ہم آغوش

بسا کیس خاناں برباد داده بسا کیس رفتہ رفتہ رفتہ از ہوش
 پٹے تالوت آن قطب زمانہ چو رعد نعرہ زن اجا در جوش
 نبات النعش شد امر و زہیات ہماں مجمع کہ سراں دیدش دوش
 در پیر مغال بستند افسوس
 کنوں گوزند کہ میخانہ درگو نوش

بیاے سخن در زمن یاد کبر حدیث عجب از امام کبیر
 خدا نام آل نامدار بلند نہادہ شاہ عارفانے نقشبند
 بہ محبوبیت حق گواہی دہند بہ قیومیت آسماں سر نہند
 نگینِ یدِ خاتمِ انبیاء
 کنوں دارد این خسرو ادباء

گرچہ ہستم احسار عزیزے محبت قادری آفاق سیری
 نہ از بندیم من نہ از نصیری دے از جان و دل ہستم زہری
 زبیریم زبیریم زبیری
 زبیراں آفتاب شرع دیں است بجائے مصطفیٰ ادجانشیں است
 بصدر قرب رب العلین است غلام درگش را درد ایں است
 زبیریم زبیریم زبیری
 یقین کان قطب الاقطاب زمانہ بعصر خویش قیوم زمانہ
 بود مدنی دہ ایں کارخانہ بجان و دل ہمیں دارم نشانہ
 زبیریم زبیریم زبیری

بغفلت ساز مار دستگیری بقین دامنم که پیری دستگیری
جوان بستم بکن عین پیری نگه دارم ز بیری و ظمیری
زبیریم زبیریم زبیری

غلام حضرت خواجہ زبیریم به عشقش مائل و فارغ ز غیریم
به صاحب رازها در ذکر خیریم ز عبد القادر احرار و عزیزیم

زبیریم زبیریم زبیری
تا کہ منم زنده درین کهنه دیر بنده احرار غلام عزیز
کلب ابوالقادر آفاق سیر بر همه جن و بشر و وحش و طیر
پیر کبیر است محمد زبیر

هم جو مجدد بود ادراہمنما ثانی معصوم به نشو و نما
بعد شے خواجہ جی باصفا بر سر سجاده دین مقتدا
پیر کبیر است محمد زبیر

مجمع گنجینہ اسرار اوست مطلع سرچشمہ انوار اوست
شب ہمہ ذاکر و بیدار اوست عارف کامل شہ دیندار اوست
پیر کبیر است محمد زبیر

ازاں شہ دیگر کنم ذکر خیر آنکہ بحق مائل و فارغ ز غیر
ہست یقین کامل آفاق سیر دست مرا گیر نام بغیر
پیر کبیر است محمد زبیر

غزل نوع دیگر

خدا اہل بصیرت را نماید ہر زمان صورت نئے پوشد ز چشم اہل دید آں مہر باں صورت
بدین حسن و بدین خوبی و محبوبی و مطلوبی چرا پوشد رُخ زیبایا چرا دارد نہاں صورت
ز ہر یک گل چو رنگت بوئے گل گلزدہ جلوه نماید او ز ہر یک جسم خاک کی مثل جاں صورت
دریں جلوه گاہ ندیدہ دیدہ عالم چنیں حسن چنیں خوبی چنیں شکل چنیں صورت
ز حسن و چہرہ تصویر صورت گزدہ جلوه ز روئے ہر گل رنگیں نماید باغبان صورت
بقائے نیست در دنیائے فانی اہل صورت را کہ ایں صورت پوشد آخر از چشم ہاں صورت
گر از چشم تعلق صورت اقل شود غائب دگر پیدا کند از غیب خلاق جہاں صورت

جہاں ہر وقت نقش تازہ می سازد عیاں ہندی

کند دور زمانہ تازہ ہر زمانہ سے صورت

+

عرض بن خدمت حضرت خواجہ محمد زبیر رحمۃ اللہ علیہ

الائے ہدیہ فرخ سرفراز سے سخیانہ

کہ باد ابر سرست ز بندہ دہیم سلیمانی

اے سرفرازی و سخندانے کے مبارک ہدیہ! تمہارے سر پر تاج سلیمانی زیبنت ہو۔

رساں احساں سلام عجز آنجائے بدد گاہے

کہ بگذازد در آنجاکلی در سجدہ پیشانی

احساں کی طرف سے عجز آموز سلام اس درگاہ میں پہنچانا، جہاں عقل کل سر بسجود ہوتی ہے۔

امام المسلمین شیخ الشیوخ ہادی عظام
گرامی دودہ فادق را شمع است لعانی
اس بارگاہ کے مسلمانوں کے امام شیخ الشیوخ جہان کے راہنما فادق کے معزز گھرنے کے روشن
شمع منور۔

امیر المومنین سلطان صدیقین زیب دیں
محمد زبیر آل قیوم رابعہ مجدد ثانی
مومنین کے امیر صدیقوں کے بادشاہ دین کے زیب محمد زبیر قیوم رابعہ مجدد ثانی ہیں۔
رئیس الوصلین قائم مقام انبیائے
کہ تاج العارفین داوید را قبلہ ثانی
داصلین کے سردار، انبیائے دین کے قائم مقام، عارفوں کے تاج اور اولیاء کے قبلہ ثانی ہیں۔
برائے اقیانوس شرف و رحیل اصفیاء سرور
نتیجہ مرسلین و مظہر اسرار ربانی
پر ہیز گاروں کے لئے باعث شرف اور اصفیاء کے سردار ہیں۔ مرسلین کے نتیجہ اور اسرار
ربانی کے مظہر ہیں۔

ولایت را بود معدن حقیقت را بود مخزن
شریعت را بود ناصر طریقت را بود بانی
آنحضرت ولایت کی کان اور حقیقت کے خزانے ہیں۔ شریعت کے مددگار اور طریقت
کے بانی ہیں۔

زدانش مسند قبولیت را زینت تازہ
کہ تازل آمدہ در شان و آیات رحمانی
آنحضرت کے علم سے قبولیت کی مسند کو تازہ زینت حاصل ہے، جس کی شان میں رحمانی

آیات نازل ہوتی ہیں۔

بود بیت نبوت را قداد مصرع زیبا
عیاں زد مطلع انوار کیفیات یزدانی
نبوت کے گھر کا عمدہ اڈہ اور مصرع زیبا ہیں۔ آنحضرت سے کیفیات یزدانی کا مطلع انوار
ظاہر ہے۔

کے نتوان زان قیوم رابع را شن کردن
کہ در اوصاف عاجز بود عربی دختانی
کوئی حضرت قیوم چہارم کی ثناء نہیں کر سکتا۔ عربی دختانی جیسے شاعر آنحضرت کی توصیف
سے عاجز ہیں۔

میسر نیست بعد از انبیاء کس را چہنیش شانی
کہ او آمد امام الحق دہم محبوب سبحانی
انبیاء کو چھوڑ قیوم میں سے کسی کو یہ شان حاصل نہیں ہے۔ کیونکہ آنحضرت امام الحق بھی ہیں
اور محبوب محمدانی بھی ہیں۔

غلط گفتم کہ ذات پاک اور نیست فخر و شان
ازیں عالی مقاماتے کہ در انفاکس او دانی
میں نے غلط کہا ہے کہ اس ذات پاک کا فخر و شان نہیں۔ بلکہ جس قدر دہم و خیال میں آسکتا
ہے، حضرت کے مقامات اعلیٰ ہیں۔

کمالات رسالت را بود او جامع اور لامع
صفات احمدی را مر بسرد ذات او خوانی
آنحضرت کمالات رسالت کے جامع اور روشن کنندہ ہیں۔ جناب کی ذات میں صفات
احمدی کا مطالعہ کیا جاسکتا ہے۔

شہ قائم مقام انبیائے اولوالعزم آمد
معز نائب مناب ایزد خلاق دو جہانی
آنجناب انبیاء اولوالعزم کے قائم مقام بادشاہ ہیں دونوں جہاں کے خالق ایزد متعال کے نائب
مناب ہیں۔

بدین و ملت از دانش علاج درد نون و بگم
بید موسیٰ بدم عیسیٰ بخوبی ماہ کنعانی
دین و ملت کو آنحضرت کے علم کے سبب خاص سے ہی رونق و رواج حاصل ہے۔ یوں سمجھو
کہ بلحاظ ہاتھ موسیٰؑ، بلحاظ دم عیسیٰؑ اور بلحاظ خوبی حضرت یوسفؑ ہیں۔
دل او ز منظر نور تجستی از خدا یالہ
ضمیمہ روشن او مورد آیات قرآنی
آنحضرت کا دل ابھی نور کی تجلی کا منظر ہے۔ اور ضمیمہ روشن آیات قرآنی کے درد ہونے کا
مقام ہے۔

مہر تر بود انفاشش از دنیا و مافیہا
نلک پیشش نیار و کرد لاف پاک دامانی
آنحضرت کے انفاش دنیا و مافیہا سے مہر آہیں۔ فرشتہ آنجناب کے رو برو پاک دامانی
کی لاف زنی نہیں کر سکتا ہے۔

برائے منصب خلعت از وشد پائید برتر
ز محبوبیت ذاتی بود یکتائے سبحانی
خلعت کے منصب کی قدر آنجناب کے طفیل زیادہ ہو گئی ہے۔ بلحاظ محبوبیت یکتائے زمانہ ہیں۔
بہ زہد و رع باشد ناز انفاش پاک او
بہ تقویٰ و صلاح از ذات او چوں فخر انسانی

آنحضرت کے انفاس پاک بلحاظ زہد و ورع ہمارے لئے باعث ناز ہیں۔ اور ہمیں آنحضرت کے تقویٰ و صابحت پر فخر حاصل ہے۔

نجابت را ز دالا گوہر او شرف حاصل
نقاہت را ز عالی نسبتش فخر و سرادانی
نجابت کو آنجناب کی دالا گوہری کے سبب شرف حاصل ہے۔ اور نقابت کو آنجناب کی عالی نسبت کے سبب بہت فخر حاصل ہے۔

فسر دغ شمع بزم معرفت اعلیٰ خدیو من
جمال حق کمال احمدی فیوم ربانی
بزم معرفت کی شمع کا فروغ یعنی میرے بادشاہ، جمال حق کمال احمدی فیوم ربانی۔

محمد عزیز و عہد قادہ را سلام بکن
کہ ہستند آں دو نجم روشن خورشید پیشانی
محمد عزیز اور عہد القادہ کو میری طرف سے سلام وہ دونوں پیشانی والے روشن ستارے ہیں۔

جگو کو جوش اسئلای شوق آستان بوش
برنگ گل کند دل ہر زماں چاک گریبانی
آنحضرت کے آستان بوسی کے غلبہ شوق کی وجہ سے دل ہر وقت بھول کی طرح گریباں چاک کرتا ہے۔

فلک رفعت جناب فیض پرورد سنبلگر من
ملک سیرت قدر قدرت خلیل کعبہ ربانی
میرے پرورد سنبلگر کی آسمان جیسی بلند باگاہ ہے اور آنحضرت فرشتہ خصلت قدر قدرت اور ربانی کعبہ خلیل ہیں۔

چو ماہی ام کہ دراز آب بے قناری ہے
طہاں بر رویائے رنگ آتشیں افتادہ ہمدانی

میں ماہی بے آب کی طرح بے قرار ہوں۔ یوں سمجھو کہ میں انگاروں پر لوٹتا ہوں۔

دما دم چوں رگِ سیما بیدارم طیبہ نہاں
چو مرغِ نیم بسمل می نمایم پر و بالِ جنانی

میں دہم دم پلٹے کی طرح تڑپتا ہوں اور نیم بسمل پرند کی طرح پر و بال بھڑپھڑاتا ہوں۔

برآں مبدِ اشم شوقِ جمالِ پائے بوس او
کہ در رمضان رسمِ خدمتِ محبوبِ سبحانی

مجھے آں حضرت کی پا بوسہ کا شوق اس بات پر آمادہ کرنا ہے کہ میں اس محبوبِ سبحانی کی خدمت میں ماہ رمضان میں پہنچ جاؤں۔

چوں بشنید این ارادہ راز من علی محمد خان

بہ پیشم آمد و اظهار کرد از عجز و گریبانے

جب اس میرے ارادے کی خبر علی محمد خان کو ہوئی، تو اس نے عاجزی و منت سماجت سے کہا۔

نئے شاید کہ از برکاتِ این ایام متبرک

مرادِ مسلمین را این ہمہ محروم گردانی

کہ یہ مناسب نہیں کہ اب یہاں متبرک ایاموں کی برکت سے مجھا در مسلمانوں کو محروم کریں۔

چوں زنبیساں التجا آورد خان دوست فقرا

ازیں معنی بماند از دولتِ خدمتِ بحرِ عرفانی

جب اس فقراء کے دوست خان نے اس طرح التجا کی، اس واسطے میں آنحضرت کی دولتِ خدمت سے محروم رہ گیا۔

ہمہ از بعضے سعادتہا کہ حاصل می شد از خدمت

دریں ایام متبرک ازاں فیض سے ذرومانے

اس فیضِ زیان سے ان مبارک دنوں میں بعض سعادتیں صرف حاضر خدمت ہی ہو کر حاصل ہو

سکتی ہے۔

کنوں مکاشفائے خود را بے شک شبہ
 بہ پیش قبلہ دین منہ ایم درستان رانی
 اب میں اپنے مکاشفات بلا شک و شبہ اس قبلہ دین کی خدمت میں عرض کرتا ہوں۔
 بمذخرۃ رمضان فرح در مکاشفہ دام
 ز جسم من برآمد نور نہ آن شخص انسانی
 ماہ رمضان کی پہلی تاریخ کو مجھ پر منکشف ہوا کہ میرے جسم سے نور نکلا ہے۔ لیکن صرف
 انسانی قالب نہیں۔

پس انگہ کہ در ہمدست ازاں قالب بیرون گشتہ
 بہ پیش چشم این گرفتہ شکل انسانی
 بعد ازاں آنا فانا اس قالب سے ایک انسانی شکل نکل کر مجھ عاجز کے سامنے آئے۔ اور
 در آمد در تکلم آنکہ من نفسِ نومی باشم
 کنوں گردیدہ ام من ہر اندوزِ مسلمانی
 کہنے لگے کہ میں تیرا نفس ہوں لیکن اب مجھے مسلمانی سے کچھ حقہ نصیب ہوا ہے۔
 صلاحیت ازو پیدا توجہ نام می یابم
 فلاحیت ازو ظاہر چوں مقبولانِ ربانی
 اس سے صلاحیت پکینی ہے۔ اور اس میں توجہ نام پانا ہوں اور مقبولانِ ربانی کی طرح اس
 سے فلاحیت ظاہر ہوتی ہے۔

ازاں ساعت امانیت شد ہم سرکشی ہرگز
 نے آبد ز من اے خسرو ملکِ خدایانی
 اس وقت سے امانیت جاتی رہی ہے اور سرکشی بھی۔ بعد ازاں اے ملکِ خدائی کے بادشاہ

مجھ سے سرکشی نہیں ہوتی۔

زوال عین اثر الحال فوق الفوق محضے بسیم

بحالِ خویش می یا بم کمال لطف سبحانی

میں اُسے عین زوال اور فوق الفوق حال کا اثر خیال کرتا ہوں۔ اور اپنی حالت پر لطف سبحانی
بدرجہ کمال پاتا ہوں۔

گئے میدانِ اعراض وجود خویش تازنیاں

کہ ملحق گشت گویا باوجود پاک جنابانی

کبھی میں جانتا ہوں کہ میرا وجود اس طرح بہشتی وجود پاک سے مل گیا ہے، اور اصلی حالت کو چھوڑ گیا۔

پس شد در شب آدینہ قد من چناں اطول

کہ نتواں کرد شرحِ ابنِ جنسِ بسیار طولانی

بعد ازاں جمعہ کی رات میرا قد اتنا لمبا ہو گیا کہ اس کے طول کی شرح ہی نہیں ہو سکتی۔

میان سایہ او علے بدیم بہ چشمِ خود

دہ عین سایہ سر با فتم خورشید نورانی

اوس کے سایہ میں میں نے اپنی آنکھوں سے ایک جہان کو دیکھا۔ اور عین سرسایہ میں نورانی
آفتاب کو دیکھا۔

بدیم پر تو بر جہان او اہل آن یک سر

دراں خورشید تاباں شہرا و قصر وانی

میں نے اس کا پر تو سارے جہاں پر پڑا ہوا دیکھا۔ اس چمکتی ہوئی سورج میں شہر اور محل موجود ہے۔

زمانے آمد الہام کہ اے نوراں باہستی

ہر آنکس کہ گردد بیعت را زان خوانی

کچھ دیر بعد مجھے الہام ہوا کہ ایک تو ہستی میں ہے جس شخص کو تو بیعت کرے گا، گو بادہ ہم سے ہوگا۔

بوقت از جناب سرورِ عالم توجہ را
 کہ نتوان در قلم آورد شرحش از فردانی
 ایک وقت از جناب سرورِ عالم سے توجہ نصیب ہوئی کہ جس کی شرح بہ سبب کثرت احاطہ
 تحریر سے خارج ہے۔

بہ عنوانے کہ در حق بشر از باب می آید
 بحال خویش دیدم بذل ناں ہمتائے ربانی
 اس انسان کے حق میں جو تیرے مددازنے سے آتا ہے، میں نے اپنی طرح اس ہمتائے ربانی کا
 بذلِ خاص دیکھا۔

چنان گشت از عنایات فراوان بر زبان جاری
 کہ تو فرزندائی نور چشمی جسمی سے د جانی
 بہ سبب کثرت عنایات زبان پر لپکی جاگیا ہوا۔ کہ تو میرا فرزند اور میرا جسم و جانی نور چشم ہے
 ازاں پس در تہجد خود مجد الف ثانی ام
 بساط سبز گسترده چو خضرای گلستانی
 بعد ازاں میں تہجد میں خود مجد الف ثانی ہوں۔ اور سبز باغ کی طرح بساط سبز بھی ہوئی ہے۔
 بر آں مسند نشسته یافتم خود را ہماں سعادت
 بایمن کہ بنشیند شاہ بر تخت جہانی
 میں نے اپنے آپ کو اسی وقت اس مسند پر اس طرح بیٹھا ہوا پایا جس طرح کہ تخت
 جہاں باقی پر بادشاہ بیٹھا کرتے ہیں۔

وگر مترشد بن من کہ بسند حالانے
 نہ حیرت نہ ہمد دل را فرد در قعر عمانی
 مجھے ارشاد سیکھنے والے اُن حالات کو دیکھ کہ بحر حیرت میں ڈوبے جاتے ہیں

نے آید کہ من بظہور توفیق دارا داتے
 کہ نامنطور گردد در جناب پاک یزدانی
 مجھ سے توفیق وادت ظہور میں نہیں آئیں۔ کہ کہیں اللہ تعالیٰ کی پاک جناب میں نامنطور نہ ہو جائے
 سرانجامیکہ واصل جانب یزدان تواند شد
 نمی آید سرانجام از ماہ بے سرو سامانی
 وہ سامان جو یزدان کی طرف نہ سکتا ہے وہ بسبب بے سرو سامانی سرانجام نہیں ہوتا۔
 گرفتار تعجب ہم باز مانند متکبر
 فرو ہستم بہائیم وارد در لذات نفسانی
 پھر میں متکبر کی طرح تعجب میں گرفتار ہوں۔ اور نفسانی لذتوں میں چو پائیوں کی طرح مستغرق ہوں
 چنان دارم امید واثق از انفاس قدسیہ
 کہ گردد از دل من مرتفع خطرات شیطانی
 مجھے انفاس قدسیہ سے یہ امید واثق ہے کہ میرے دل سے خطرات شیطانی اٹھ جائیں گے
 جو ایں فدوی زمان زان بودن در خدمت والا^{مہت}
 در ایام صیام از غنہ چوں بیت ربانی
 جب یہ فدوی خدمت والا میں حاضر تھا تو ماہ رمضان میں کعبہ کی سی دہلیز اور
 بشارتیکہ قدسیاں را آرزوئے او
 بخود می یافتم زان کعبہ معبود و جانی
 معبود جہان کے کعبہ سے وہ بشارت حاصل کیا کرتا تھا جن کی آرزو فرشتوں کو بھی ہوا کرتی ہے۔
 کنوں از مدت شش سال زریں برکات قدسیہ
 محال خویشی گزیدہ ام موسوم حسرائی
 ب میں تین سال سے ان قدسیہ برکات سے محروم ہو گیا ہوں۔

امید از فضل آں دارم کہ از دکر کم بخشی
 تلافی گذشتہ را بعد از الطاف ارزانی
 مجھے جناب کے فضل سے امید ہے کہ ازراہِ کرم نوازشِ گذشتہ کی تلافی فرمائیں گے۔
 بارشاداتِ کرم بنواری احقر را
 سرفخرِ مہابلاتِ تاماہ برسانی
 اگر ارشادات سے مجد احقر کی نوازش فرمائیں، تو بہ سب فخر و ناز چاند تک پہنچ جائیگا۔
 در نہ خویش تن را بے نصیب دانم آں قبلہ
 بیام مہربانی تو کمتر زان سراوانی
 نہیں تو اب میں بے نصیب اپنے آپ کو جان لوں گا۔ اگر آپ کی مہربانی کو فراوان
 سے کم پاؤں۔

مدانہ کردہ ام اکنوں بخدمت نور محمد را
 کہ باشد از مریدانِ خاصِ این فردی جانی
 میں نے خدمتِ دالامیں اپنے خاص النخاص مرید اور فردی جانی نور محمد کو روانہ کیا ہے۔
 سرفراز نام کنی از دئے مستر و شد نواز حق سے
 جواب با صواب نامرام را باز را گودالی
 امید ہے کہ مجھے آنجناب اندوئے غریب نوانی میرے نیاز نامہ کے جواب سے سرفراز فرمائیں گے۔
 ازیں بس جز دعا دیگر چہ آید از من عاجز
 بود قائم عالم تو خود قائم در جہا نبانی
 بعد ازاں مجد عاجز سے سوائے دعا کے اور کیا ہو سکتا ہے۔ خدا کرے، آنجناب آنخبر تک جہاں
 میں زندہ رہیں۔

تمامی دستاں خانقاہ فیض منزلے را

رسد از من سلام شوق مسنون مسلمانان
فیض منزل تمامی خانقاہ کے تمام دوستوں کو میری طرف سے مسلمانان سلام قبول ہو۔
بادا کرد احسان عرصہ نشست پنچہ فرو آورد
امید فضل دارد از قیوم ربانی
امید ہے کہ اس شش پنچہ کے دھندے سے نجات دیں گے۔ اور مجھے درگاہ قیوم
سے امید قوی ہے۔

مکتوب گرامی حضرت قیوم زمان در شرف الوافد کمال الدین محمد بن ابراہیم معصوم تبریزی

سلام رسال اے باد مقبول ربانی
کہ در کشف و کرامت نیست اوراد جہانانی
اے ہوا! ہمارا سلام اس مقبول ربانی کو پہنچانا، جو جہاں بھر میں بلحاظ کشف و کرامات لاثانی ہے۔
بتاریخ ماہ شوال یوم یازدہ رفتہ
بہ پیش چشم من نور محمد گشت نورانی
پندراں ماہ شوال کو نورانی شکل نور محمد میرے پاس آیا۔
جو نیکو گشت معلوم ز سوئے دست می آید
سلامت را ز بالشت میل شکر افشانی
جب مجھے ٹھیک طور پر معلوم ہوا کہ یہ دوست کی طرف سے آرہا ہے۔ اور اس کی زبان
تمہارے سلام سے شکر افشانی کرتی ہے۔
بہشت عرض بہت دیدم محبت در خود کش آمد

کہ شہرہ حال خود بنوشتہ باشد مخلص جانی
اس کے ہاتھ میں تمہاری عرضی دیکھ کر محبت جوش زن ہوئی۔ کیونکہ اس میں مخلص جانی نے
اپنے مفصل حالات درج کئے ہوئے تھے۔

کشودم عرضی رنگیں ترا گلزار معنی ہا
جوابش را مگر گوید دریں دم خسرو ثانی
میں نے تمہاری رنگین عرضی کو جو فی الحقیقت گلزار معنی تھے کھولا، اس کا جواب لکھنے کے
لئے اب کوئی خسرو ثانی ہونا چاہیے۔

نخستیں درطہ اخلاص را تحریر نمودی
خدا میداند و میدانم اجبر تو ہم دانی
پہلے تم نے اپنے اخلاص کا اظہار کیا۔ سو اس امر کو اللہ جانتا ہے یا میں جانتا ہوں یا تم جانتے ہو۔
چند حاجت شرح اخلاص و محبت و وفاداری
خوشی بہترست اینجا زباں داند زباں سے رانی
وفاداری میں اخلاص و محبت کی شرح کی ضرورت نہیں۔ یہاں پر خوشی شرح حال سے مضمون کو
ادا کرتی ہے۔

بشارتہائے پے درپے کہ عرضی رقم کردی
مبارک باشد ہر یک ز تحریرات عرفانی
وہ بشارت جس کا ذکر اس عرضی میں بار بار کیا گیا ہے۔ وہ تمہیں تحریرات عرفانی سے ایک
ایک کر کے مبارک ہوں۔

زردئے کشف بنوشتی کہ میمونے ز خود دیدم
جو آواز من جدا گردیدن ہر گشت نورانی
تم۔ نہ اپنے کشف کے لحاظ سے یہ لکھا ہے کہ میں نے اپنے آپ سے ایک شکل نکلتی ہوئی

دیکھی جب وہ مجھ سے جدا ہوئی نورانی ہو گئی۔

باندک وقت آں ہمہ دہل برابر چشم خود دیدم
کہ شکل اد بظاہر ہم چو شکل بود انسانی
تھوڑے وقت بعد میں نے اسے ظاہری آنکھوں میں دیکھا کہ اس کی شکل انسانی ہو گئی۔
ضمیر پاکبازم را چنان ظاہر شد از معنی
کہ نفس کافرت آوردہ رشتے بر مسلمانی
میرے پاک ضمیر میں یہ آتا ہے کہ تمہارا نفس کافرا ب مسلمانی کا رخ کئے ہوئے ہے۔
ہمہ از فیض پیران طریقت می تو اں گفستن
نمی آید بدست کس چنین معنی با سانی
یہ سب کچھ نہیں پیران طریقت کے فیض سے حاصل ہوئے ہیں۔ ایسی بات کسی کو با سانی
حاصل نہیں ہو سکتی۔

جناب سرور دین بہ کشف خود اگر دیدی
ازیں دولت چہ بہتر اے برادر بر تو ارزانی
اگر تم نے اپنے کشف میں جناب سرور کائنات صلی اللہ علیہ وسلم کی زیارت کی ہے، تو بس
پھر بھائی جان اس سے بڑھ کر اور کیا دولت ہوگی۔

مجدد الف ثانی را بہ کشف خود اگر دیدی
رہبیدی از بلا ہائے خدا اذلت پریشانی
اگر تم نے اپنے کشف سے مجدد الف ثانی کی زیارت کی ہے، تو سمجھو کہ تم پریشانی سے اور
بلا ہائے خدا سے نجات پا گئے۔

ز تائیر توحید فیض باطن بود ایما
چہ مشکل باشد از فیض عموم پیر عرفانی

نوجہ کی تاثیر سے فیض باطنی حاصل ہوا کرتا ہے۔ سو یہ بات پیر خدا شناس کے عام فیض سے کچھ مشکل نہیں۔

تو ہم اولاد آں شاہباز بالاسیر لاہوتی
کہ خود را کردہ است از شوق بہر دشت قربانی
تم بھی لاہوتی سیر شاہباز کی اولاد ہو جس نے اپنے آپ کو بہ سبب شوق دوست کے دھڑے
قربان کر دیا ہے۔

زما ہم دمبدم یاد آوری خاطر تبا شد
کہ دلہا لا بدلسا راہ می باشد بہ پنهانی
ہم ہی تمہیں دم بدم یاد کرنے میں مشغور ہے کہ دل کو دل سے راہ ہوا کرتی ہے۔
بوصل دوست آسان نیست تا وصل شود انسان
بغیر از رنگ زرد و آہ سرود چشم گریانی
دوست کا وصل حاصل کرنا کوئی آسان کام نہیں۔ بغیر زرد رنگ، سرود آہ اور رونی ہوئی آنکھ
کے انسان وصل نہیں ہو سکتا۔

برفعتِ خویش را دیدی بہ کشفِ فایض مردم
شود قدرت بلند از پیش تو در سلکِ خدا دانی
پھر جو تم نے کشف میں اپنے آپ کو بلند اور لوگوں کو فیض پہنچانے ہوئے دیکھا ہے۔ سو سلکِ
خدا گانی میں تمہاری قدر و منزلت بڑھ جائے گی۔

زوال در عین عرضی من تخریب نمودی
اثر شاید نمودت ظاہر از فیضِ سبحانی
اپنی عرضی میں جو تم نے زوال عین لکھا ہے۔ شاید فیضِ سبحانی نے ظاہر اثر دکھایا ہو۔
بقدرِ خود اعنفا کہ داری بر من عاجز

بحمد اللہ چہ دوسنیہائی غایت کو درباری

جس قدر نہیں مجھ عاجز پر اعتقاد ہے اللہ تعالیٰ کا شکر ہے کہ اسی قدر اللہ تعالیٰ نے
نہیں دوتیں غایت فرمائی ہیں۔

نصیحت بشنواز من ہمچو در در گوش خود جاوہ

اگر در یاستن بر لب بنہ ہر سلیمانی

میری نصیحت کو سن کر مونی کی طرح کان میں بہن لو۔ وہ یہ کہ اگر ہمیں عرفان کا مرقی ہاتھ
آگیا ہے تو اپنے لبوں پر ہر سلیمانی لگا دو۔

کس از کشف و کرامت اس قدر ظاہر نمی سازد

بجس ظاہر ممکن بلما بن امرار پنہانی

کوئی شخص اس قدر کشف و کرامت کو ظاہر نہیں کرتا۔ مجھ سے یا کسی اور پر یہ امرار
پنہاں ظاہر نہ کرنا۔

ہمیں معنی نشان پختگی را میکند باطل

چرا مانند طفلان میثوی مشہور در نادانی

یہی بات (یعنی بھید کا ظاہر کرنا) پختگی کو باطل کر دیتا ہے۔ تم اپنے آپ کو بچوں کی طرح کیوں
نادانی میں مشہور کرتے ہو۔

مکن باد کہ اس نفس سگ آمارہ عاجز شد

بود چند مکر ہا در پردہ زیر گاہ پنہانی

یہ ہرگز یقین نہ کرنا کہ نفس آمارہ کا کتا عاجز ہو گیا ہے۔ بلکہ اسے تنکوں تلے آگ سمجھنا۔

فرب نفس سرکش را مخورے سادہ دل بشنو

کہ صغان شیخ کامل کردہ خوکاں را نگہبانی

اے سادہ دل! نفس سرکش کے فرب میں نہ آنا۔ سنو کہ شیخ صغان جیسے کامل نے سوچ چاہئے۔

ز حال شیخ بر صیفان مگر نہ شبنہ ہرگز
کہ او در چہ حال انداخت آن خطر شیطانی
شاید تم نے نہیں سنا کہ خطرات شیطانی نے شیخ صیفان کی کیا حالت بنا دی، جب کہ
اس نے شیخ کے حالات اس قسم کے پائے۔

بہ عورت مگر کاندہ زمان حضرت موسیٰؑ
بہ پیغمبر دعائے بد نمود از شر شیطانی
معلم با عورت نے حضرت موسیٰؑ کے وقت میں شر شیطانی سے (مغلوب ہو کر) پیغمبر وقت
کے حق میں کہا دعائے بد کی۔

اللہ جسد مومن را ز شر نفس امارہ
بہ فضل خود مرا ہم از فریب نفس برہانی
اے پروردگار! تمام مومنوں کو نفس امارہ کے شر سے بچا۔ اور مجھے بھی اپنے فضل و کرم
سے فریب نفس سے آزاد کر۔

نہاں شاد غزل یک دم نشیں بر سند شیخی
حدیث مخبر صادق بخوان و قصہ یکدانی
غزل کے گلے سے ایک دم سند شیخی پر بیٹھ۔ مخبر صادق کی طرح حدیث و قصہ یکدانی پڑھ۔

بخوان و صرف بہائی را و تصریف مجرورا
نہ خوان در گوش مردم صفحائے زنجبانی
صرف بہائی اور تصریف مجرور کو پڑھ، لیکن زنجبانی کے صفحات لوگوں کو نہ سنا۔

ز صاحبزادہ ملا باد سہمی آن برادر را
سلامے آن برادر ہم رسبد از فضل ربانی
صاحبزادوں کی طرف سے اس بھائی کو سلام، اس بھائی کا سلام بھی فضل ربانی سے

پہنچ گیا ہے۔

زرا حقراں سلامی اُن رہبر شمع ہدایت را
کہ دارد رشتہ اخلاص محکم چوں سلیمانی
محمد احقر کی طرف سے اس شمع ہدایت کے راہبر کو سلام ہو۔ جو سلیمان کے
اخلاص کا سلسلہ مضبوط رکھتا ہے۔

نعت شریف

خدا کی محبت کے ہیں راہنما جناب محمد رسول خدا
محمد ہے مرغوب دنیا و دین محمد ہے مطلوب اہل بقیں
محمد ہے معشوق پروردگار محبت کا رکھا ہے جس پر مدار
اُسی شمع کے سائے پردانے ہیں اُسی گل کے سب لوگ دیوانے ہیں
عباس نور کثرت محمد سے ہے کہ اظہار وحدت محمد سے ہے
نبی سے محمد کی ہے ابتداء
اُسی پر ہوا خانہ عشق کا

چہار یارِ کبار کی منقبت

ابوبکر صدیقؓ عالی جناب کہ تھا اوج پر صدق کے آفتاب
شہنشاہ عادل عسکر داگر بدر بایں لطف و مروت گوہر
خدا دوست عثمان رحیم دکریم رہ صدق و اخلاص پر مستقیم

محکم الشد جہلی پہلوان شاہ مشکل کٹا
غرض جتنے حضرت کے احباب ہیں
میرا ان پہ پہنچے درود و سہم
جہان میں جتنے محمد کی آل
خدا یا میری مان سے التجا
کروں جب میں دنیا سے عزم سفر
مرے تن سے جب جان جانے لگے
نیرا نام اس دم رہے بر زبانی
میرا نیک ہو خاتمہ یا اللہ

محمد کا دلدار شیر خدا
محمد کے وہ پیارے اصحاب ہیں
خدا اپنی رحمت کرے ان پہ عام
کرے ان پہ لطف ایزد لایزال
طفیل محمد رسول خدا
مرا خاتمہ ہووے ایمان پر
یہ دم اپنا جس دم ٹھکانے لگے
نیرے غم میں آنکھیں ہوں گوہر نشان
بحق محمد رسالت پناہ

الہی میری عاجزی کر قبول

نہ رکھ مجھ دنیا دین میں ملول

نوع دیگر

یہ کیا اچھا ہے سردر کا حلیف
نہیں دخل خزاں کو اس بوستان میں
کہاں ہے باغ کوئی اس کے ہرنگ
یہ ہے سرسبز باغ عرفاں
کہیں سبزہ کہیں غنچہ کہیں گل
غرض روئے زمیں پر مثل فردوس
یہ کیا باغ و بہار ادبیا ہے
کہ باغ انقبیاد اصفیاء ہے
کہ یہ گلزار فیض کبریا ہے
کہ جس پر عند لبیل سے فدا ہے
کہیں سنبل کہیں لالہ کھلا ہے
بنا سردر کا یہ بستان سرا ہے
کہا رضوانے نے بہر تالیف

کہ گوناگوں حدیقہ خوش نما ہے

+

غزل نوع دیگر

ختم جس دم یہ حدیقہ ہو گیا ہو گیا تانہ شگفتہ لالہ زار
 بلخ دنیا میں نیا پھولا یہ پھول رنگ پر آئی رنگیں یہ بہار
 لاک ڈالی باغیاں دھرتی جس قدر ہے گلشن عالم میں خار
 بار بار آیا وہ اس کے سیر کو غور سے دیکھا ہے جس نے ایک بار

اب تو لائق اس کا سال اختتام
 لکھ گرامی تانہ گلشن بہار

+

غزل نوع دیگر

فرقت میں مرے دل آزار خبر لے ہوں سخت مصیبت میں گرفتار خبر لے
 دے شربت دیدار مجھے آکے میسا ہوں نرگس بیمار کا بیمار خبر لے
 کس قرے کاٹے ہیں تیرے حجرین دن رات دکھلا کے رخ و زلف کا دیدار خبر لے
 اغیار سے سُن سُن کر تیری گوی صحبت جی جلتا ہے اے غیرت گلزار خبر لے
 دکھلا دے مجھے خواب میں اس ماہ کی صورت بے چین ہے دل طالع بیدار خبر لے

مشکل کا ہے یہ وقت کہ ہے نندہ میں رعنا

یا شیرِ خدا کل کے مددگار خبر لے

+

غزل نوع دیگر

تیغ کاری کوئی پڑ جائے نظر کے بدلے کاش ہو جائے شکست آج ظفر کے بدلے
 صبح کو یار نے ہمراہ لباط لڑ جانا کر گیا ذبح مجھے مرغِ سحر کے بدلے
 دولتِ عشق حقیقی نے کیا مستغنی زردی رخ مرے ہاتھ آگئی زر کے بدلے
 خرمنِ ہستی عاشق جو جلاتا ہے اُسے بجلیاں کان میں پہنی ہیں گوہر کے بدلے
 جان کنی میں خبر آمدِ جہاں پہنچی پھر ہوا آج مقامِ اپلا سفر کے بدلے
 رات دن فکرِ مضامین میں گزرتی ہے قبول
 خوب تھی بے ہنری ایسے ہنر کے بدلے

غزل نوع دیگر

گر معالجِ مرادہ عیسیٰ دواں ہوگا حق میں مرے یہ مراد بھی دواں ہوگا
 بزم میں داجو نقا بس مرغِ جاناں ہوگا کوئی بے خود کوئی شدر کوئی جہاں ہوگا
 دستِ فرادہ ہر اک قبر سے ہوئے گا بلند گذر اس کا جو سرِ گورِ عزیاں ہوگا
 کوئی فافل بھی ہے شاعر جو کسی نے پوچھا
 بے داعی سے وہ یہ کہنے لگے ہاں ہوگا

غزل نوع دیگر

لب پہ وقتِ نزاع آہوں کے شرابے رہ گئے اشکِ حسرت آکے مڑگاں کے کنارے رہ گئے

صاف میر کشتوں کی ہم اک بسمل تمہارے رہ گئے
 بالاپن اس طفل کا گذرا بڑھے منت کے طوق
 شکر ہے کرنے نہ پایا شانہ زلفوں میں غیر
 بزمِ خواباں اُس کے جانے سے ہے آنکھوں میں سیا
 پہنچے بارانِ عدم سب منزلِ مقصود پر
 فارس گلگوںِ خوبے کو خسراں دیکھ کر
 اور ہی قطرے میں گلِ رویوں نے اب کلیوں میں گل
 آتشِ عشقِ اشک کے طوفان سے کب ٹھنڈی ہوئی
 چل چکے تھے منزلِ ہستی سے باہر رہ گئے
 کان میں باہر نہیں پرگوشواہے رہ گئے
 چلتے چلتے ہی میرِ عاشق پہ آئے رہ گئے
 ماہِ کامل چھپ گیا باقی ستارے رہ گئے
 ہم سر راہِ عدمِ حسرت کے مارے رہ گئے
 جو کڑی بھولے ہرنِ دم سے چکارے رہ گئے
 سادے سادے پانچاموں کے غرارے رہ گئے
 مرنے مرنے ایک دو باقی شرارے رہ گئے

دینِ دایماں جان و دل رعنا سب صدقے کئے
 دیدہ گریباں مگر حسرت کے مارے رہ گئے

غزل نوع دیگر

تازہ ہو دماغ اپنا تمنا ہے تو یہ ہے
 قینچی نہیں چلوائی مرے نامے نے کس پر
 کچھ سروکار تب ہی نہیں قدر سے تیرے پست
 ملنا جو نہیں یار تو ہم بھی سے نہیں ملے
 اے نورِ نظرِ معجزہ حسن سے تیرے
 محشر کو دیدار کا پردہ نہ کرے یار
 بیٹا ہوں جو آنکھیں تو رخِ یار کو دکھیں
 مضمون دہن یار کا کب فکر سے نکلے
 اس زلف کی بود سو نگھنے سودا ہے تو یہ ہے
 پر دارِ کبوتر ہو جو عنقا ہے تو یہ ہے
 شمشاد و صنوبر سے بھی بالا ہے تو یہ ہے
 غیرت کا اب اپنے بھی تقاضا ہے تو یہ ہے
 اندھے بھی کہیں گے کہ مسیحا ہے تو یہ ہے
 عاشق کو جو اندیشہ فردا ہے تو یہ ہے
 نظائے کے قابل جو تماشا ہے تو یہ ہے
 لامل جو معنوں میں معما ہے تو یہ ہے

گر یاد صنم دل میں ہے گہ یادِ الہی کعبہ ہے تو یہ ہے، کلیسا ہے تو یہ ہے
 معشوقِ دہلی و خانہ خالی و شبِ ماہ عاشق کے لئے حاصلِ دنیا ہے تو یہ ہے
 دیوانے نہ کیوں کر غل و زنجیر پہننے سرکارِ جنوں کا جو سراپا ہے تو یہ ہے
 دل کے لئے ہے عشق تو دلِ عشق کی خاطر مئے ہے تو یہ ہے اور مینا ہے تو یہ ہے
 دیوانہ قد کے کبھی نالوں کو تو سنیئے ہنگامِ محشر کا سا غوغا ہے تو یہ ہے
 ثابت دہن یادِ لیلوں سے گرا تش
 حجت جو شاعر کے لئے جا ہے تو یہ ہے

+

غزلے

شاخِ گل پر کب چمکتے ہیں یہ مرغِ غنِ بہار شکر کرتے ہیں گلستان میں غزلِ خوانِ بہار
 گل کھلے ہیں موسمِ گل میں ہے سامانِ بہار عندِ لبوں کو ہے لازمِ شکرِ احسانِ بہار
 چاہیے غنچے بلائیں لبیں تصدقِ ہوشِ نیم طشتِ گل میں دھوئے شبنم پائے مہمانِ بہار
 گل ہے ساغرِ بادِ شبنم تو سانی ہے صبا بیکہ مہ ہے سخنِ گلشن بہرِ مستانِ بہار
 جوشِ مستی سے ہوا جوشِ جنوں کو نوکِ زہرِ جوشِ مستی سے ہوا جوشِ جنوں کو نوکِ زہر
 رقصِ کبک و نغمہِ بلبل سے جنت ہے جنِ نگرشِ گلزار کا لقب ہے خودِ غلمانِ بہار
 ہر وہ فنِ گلِ سنہ گل اس سے ہیں آہستہ تختِ گلزار ہے اودنگِ سلطانِ بہار
 برگ و برگ کا ذکر کیا، ہیں خارِ بکثرتِ رنگیں کشورِ گلزار میں جاری ہے فرمانِ بہار
 عندِ لبوں کو گلوں سے ہم آغوشی ہے نصیب دلِ ابابے واسطہ ہے بہرِ مرغِ غنِ بہار

فصلِ گل میں نورِ لہ سے ہے رعنا ام

جے مئے و سانی ہے سب بر بادِ سامانِ بہار

غزل

کہتے ہیں سن کے تذکرے مجھ غم رسیدہ کے
 کیا اپنی مشتبہ خاک کی ہم جستجو کریں
 میں خاک بھی ہوا نہ کسی اور میں کہاں
 جو تم میں بات ہے وہ کسی اور میں کہاں
 سیلاب چشم تر سے زمانہ خراب ہے
 کچھ انتہا نہیں ہے کہاں تک سنائیے
 قطرے ملے جو تیرے پسینے کے گلبدن
 آہوں کی دھوم ہے کہیں نالوں کے غلغلے
 آرام گاہ اشک ہے دیوالے حسنوں
 اوست ناز کیف یہ تیرے سخن میں ہے
 لو آشیان تن کی طرف میل تک نہیں
 دیوان میں وصف ہے عسوق جسم یار کا
 مژگان سے پنج نسیم کہ ابرو کے پاس ہیں
 یہ تیرے خطا ہیں کہ ان کشیدہ کے

غزل دیگر

تم سے کیا تشبیہ دہن فکرِ ندی بک سو نہیں
 اس قدر مفلس ہوا ہوں دے جو گوہرے مثال
 ماہِ نو ابرو نہیں ہے ماہِ کامل رو نہیں
 مذہب گذریں کہ میری آنکھ میں آنسو نہیں

آدمی کیا ہو گیا ہمسزا بھی تیرا مطیع
 ربط باہم کے منہ باہم رہیں تو خوب میں
 آنکھ کے تل کی سبا ہی مشک سے ہے کچھ زبا
 یہ وہ سنہ ہے آنے آنے جو زبان تک جانے
 طوق ہو کر رہ گئی ہے ان کسی کی یہ نگاہ
 بے ادب قاتل نہ ہو تیغ نگہ بس ہے یہیں
 نو جوانوں کے سبب سے بار دیر نہ چھٹے
 ہیں وہ وحشی ہوں کہ بعد از مرگ بھی میر غنا
 ظاہر و باطن میں ہے رقتِ ازل سے اتحاد
 کینہ صیاد سے کیسی سبکدوشی ہوئی
 تیرہ بختوں کو شہادت کا اشارہ خال ہے
 ہر کدورت سے مصفا ہے لباس عاجزی
 کیا کریں بے اختیاری سے نہیں کچھ اختیار
 کس گھڑی ہے ہم کو فرصت یا دحق سے الے نسیم
 کون سادہ ہے جوب پر اپنے ذکر ہو نہیں

غزل دیگر

میرا خون اس پہ ثابت نہ ہو مگر روتا ہے
 میں اس صحرائے وحشت میں ہوں برگشتہ اب دلبر
 مجھے مارا ہے ظاہر میں وہ عیسایہ رقتا ہے
 کہ چشم آبلے سے ہر قدم ہر اک خار روتا ہے
 ہنسی آتی ہے مجھ کو جب کوئی غمخوار روتا ہے

مرضِ اُفت کا ہے تو مانع گریہ نہ ہونا صح
میری گردن جھکا دینے سے دم آیا ہے قاتل کو
بہت اس کو چے میں نالائک لیکن نہ یہ پوچھا
ہمیشہ ہجر کا غم ہے تصورِ وصل کا لگے
میری حالت پہ دل بگڑا ہے تیور میں مگر کر دیے
تیرے بیمار کو تیرے سوا صحت ملے کس سے
مقابل ہو کے روتا ہے تو پھر تھم تھم کیوں روڈی
دُعائیں مانگ کر سننے پر اس کی موٹ مانگی تھی

مسلط چشمہ ہو جاتا ہے، یہ آنار روتا ہے
وہ خود بے رحم کئے کھینچے ہوئے تلوار روتا ہے
کوئی آفت رسیدہ کیا پس دیوار روتا ہے
جو دل اک بار منہں دیتا ہے تو سوار روتا ہے
ترجمے گلے ملتا نہیں پر یار روتا ہے
سیجا کا بھی کچھ چارہ نہیں ناچار روتا ہے
ہمارے کھیل میں کیا ابر دریا بار روتا ہے
خدا یا اب جلا مجھ کو مرا دلدار روتا ہے

قبول اس دہر کو غفلت کہ جان اور نہ نا خوش رہنا

جو غافل ہے وہ ہنستا ہے یہاں ہوشیار روتا ہے

غزلے دیگر

مرگ اغیار لب پہ لا نہ سکا
اس قدر ضعیف تھا کہ تیرا ناز
مر کے ٹھنڈا کہیں نہ ہو جائے
بخس دیکھو تو میری تربت پر
اُمٹ نہ جائے رقیب محفل سے
تھا جو اشک عزیزِ خاطر میں
حسن تیرا وہ ماہِ تاباں تھا
دارِ فانی مقامِ لغزش ہے

وہ قسم ہوں جو یار کھا نہ سکا
تھی منت مگر امٹا نہ سکا
اس لئے وہ مجھے جلا نہ سکا
ایک آنسو بھی وہ گرا نہ سکا
مجھ کو پسلو میں وہ بٹھا نہ سکا
دیدہ تر مجھے ہا نہ سکا
اب رگیسوا جسے چھپا نہ سکا
کوئی اپنا قدم جھاتا نہ سکا

نہ ملا کوئی وقت تنہائی حال دل یار کو سننا نہ سکا
 جانتا تھا پٹے رہیں گے وہیں اس لئے یار گھر بتا نہ سکا
 نہ منا لڑکے وہ بہت چاہا ایسے بگڑے کہ پھر بتا نہ سکا
 دیکھ کر بد دماغیاں ان کی نامہ بر خط میرا پڑھا نہ سکا
 کس طرح عرض مذا کرنا غیر کو پاس سے ہٹا نہ سکا
 آرزو مند رہ گیا مجنوں میرے آگے فروغ پا نہ سکا
 کیلئے شوق رقیب تھائے دوست کہ طبیعت سے تیری جا نہ سکا
 کہا ندامت ہوئی ہے قاتل سے ناز خنجر گلو اٹھا نہ سکا
 خوف تھا غش اُنہیں نہ آجلئے میں شکافِ جگر دکھا نہ سکا

نا توانے تھا نسیم اس درجہ

کہ وہ زنجیر پا ہلا نہ سکا

غزل دیگر

لطفہ را انسان تو لے خلاق اکبر ساختی قطرہ را گوہر نمودی خاک را ز ساختی
 گاہ بہر را بحر کردی بحر را بر ساختی گاہ تر را خشک کردی خشک را تر ساختی
 صر تاباں ساختی و ماہِ انور ساختی شمع حسنِ خود بہر محفل منور ساختی
 تابعِ فرمانِ خود کردی شہاں ملک را گاہ دار ساختی گاہے سکندر ساختی
 اہلِ دولت را گئے کردی تو درویشِ فقیر تنگدستوں را مال و زر تو بنگر ساختی
 گمراہانِ راہِ اُلفت را تو گشتی رہنما خاک را بجاں را کہیب گمراہ ساختی
 آب و آتش را تو کردی قائم اندر یک مقام برق را آتش نشانے دابر را تر ساختی

بے ستون قائم تو کردی سقف چرخِ بیلگوں صورتِ ایس خانہ بے دیوار دے درستی
گاہ کردی نور وحدت راز کثرت آشکار گاہ کثرتِ راپے توجہ منظرِ ساختی
دردِ دل ہر سوختہ دل سوزِ دل کردی فروزا گوہر افشاں در غمت ہر دریدہ تر ساختی

کردہ تحریر دیوان در زبانِ پارسی
منسک ہندی نظمِ ایس سلک گوہرِ ساختی

نظم

پھر محبت میں مزا آتا ہے کیوں نہ کھائیں ہمیں غم بھالتا ہے
پھر کھجاتی ہے، تنہیلی دیکھوے بسمِ تن کون سا ناخ آتا ہے
مددے کشمکش شوق کہ پھر دل کہیں کھینچے لئے جاتا ہے
دل سے مطبوع مکان میں ہر دم جی پھر اب صبر کا گھبراتا ہے
عشوقے کے زمزمہ سنجی ہے دلولہ ناک میں دم لاتا ہے
کیکی چشمک سے ہے اختر ثری فلک آنکھیں مجھے دکھلاتا ہے
ہے غم پردہ نشیں جو نا صبح پھر زبان کھولنے سے شر ماتا ہے
کس سے پھر وعدہ و صلت، کہ دل میرے طنے کی قسم کھاتا ہے
پھر ہوں دیوانہ بے خود کس کا خارِ تلونے میرے کھجاتا ہے
پھر دل اک بت کو دیا مومن سے
کب وہ ان باتوں سے باز آتا ہے

+

غزلے

جب سنو مشورہ ہے خلوت ہے یار کوئی بھی وقت فرصت ہے
 تجھ سوا اور کس سے الفت ہے جھوٹ بہان مجھ پہ تہمت ہے
 خوش رہو تم وطن میں اہل وطن ہمیں سیردشت غربت ہے
 جان مدت سے تدر فرقت کہہ اے اجل تجھ سے کیا ندامت ہے
 مرض عشق کی شفا ہے موت غسل میت بھی غسل صحت ہے
 اپنے دیوانوں سے اڑ چلنا ادب پر کوئی آدمیت ہے
 روڑھی روڑھی نہ کیجئے باتیں ابھی تو بھولی بھولی صورت ہے
 یوں خوشامد سے کہہ کہے کوئی سچ یہ ہے کتنا بے مروت ہے
 لاکھ بار اس طرح سے گذرا تو دفن جس جا شہید الفت ہے
 فاتحہ درکنار یہ نہ کہنا مر گیا کون کس کی تربت ہے
 یار صورت نہیں دکھاتا رفتہ
 کون سی زندگی کی صورت ہے

ایضاً

زبان غیر سے جب نام تیرا میری جان نکلا
 لگی اک آگ تلواروں سے کہ بس سر سے دھوان نکلا
 زمین میں گر گیا نجلت سے سروائے فُسری
 خراباں باغ میں جس دم میرا سرو دھوان نکلا

فلک کے ماتھے سے جس سرزمین پر بھاگ کر پہنچا

یہی واں بھی زمین پانی یہی واں آسمان نکلا

نہ دیکھی سرزمین ایسی نہ ہوئے آسمان جس جا

مگر طیف زمین شعر کا بھی ہے آسمان نکلا

نہ دکھلایا کسی دن بوند بھر پانی پسینے نے

ترا چاہ ذقن اے جانِ جاں! اندھا کنوآن نکلا

دلاکش دشت پر آفت میں تنہائی چلا مجھ کو

کبھی اس راہ میں ہو کر سلامت کا روان نکلا

بڑا تیر بیان کرتے تھے حاجی سنگ اسود کا

کیا تحقیق تو اس بت کا سنگ آستان نکلا

تیرے عشاق کو پروانہ دیکھے فقر والوں کے

مقام پختہ کارانِ محبت لا مکان نکلا

جہاں تک ہو سکے مجھ سے ستم کر آسمان مجھ پر

زبان کو کاٹ ڈالوں گا جو حرف الامان نکلا

خوش طالع تیرے اے پیر کنعان واہ رے قسمت

کہ تیرے صلب کی دولت سے یوسف سا جان نکلا

تن خاکی میں دیکھا ریح کو نواک مسافر ہے

گمان تھا صاحب خانہ کا جس پر مہمان نکلا

خلش موجود ہے سینے میں اس کے تیر مرزا گان

جگر کے رند کے عیسیٰ نفس اکانا گمان نکلا

غزل دیگر

نیرے سوا کوئی ترکیب دل پسند نہ ہو
نکلتا ہی نہیں آئینہ خانے سے باہر
گلے میں یار کے پڑنے کا ماتہ ہے مشاق
گواریاں دل دشمن کے بھی شکست نہیں
جو برق طود بھی چمکے تو آنکھ بند نہ ہو
غرور حسن سے اتنا بھی خود پسند نہ ہو
کسی غزال کی گردن کی یہ کمند نہ ہو
ہماری کفش سے رونے کو بھی گزند نہ ہو
وہ زہر ہے یہ کہ جس سے لذیذ قند نہ ہو
اُگے جو سرو میری خاک سے، بلند نہ ہو
الہی قد بھی کسی کا بہت بلند نہ ہو
زبان وہ گنگ ہو جس سے نہ آفرین نکلے
وہ گوش کر ہوں جو آتش سخن پسند نہ ہو

غزل دیگر

اس نیک کی ثناء میں جو صرف رسم ہوا
گستاخ ماتہ گردن دل بر میں غم ہوا
بے یار خانہ باغ، بیمار ہو گیا
وقتِ اخیر جذبہ دل کھینچ لئے گا
خجند زبان بن گئی نیرہ قلم ہوا
قد ادب سے شوق کا باہر قدم ہوا
پھولا جو غنیمت، بسنے یہ سمجھا درم ہوا
دیکھیں گے رونے یار جو آنکھوں میں دم ہوا
کیا کیا گران نہ شہد سے قیمت میں سم ہوا
کعبہ ہوا خراب جو بیت العنم ہوا
دستِ بخیل سے مجھے حاصل درم ہوا
اس نیک کی ثناء میں جو صرف رسم ہوا
گستاخ ماتہ گردن دل بر میں غم ہوا
بے یار خانہ باغ، بیمار ہو گیا
وقتِ اخیر جذبہ دل کھینچ لئے گا
دنیا میں نیک سے ہے فزولہ کا امتیاز
نقشِ دلاں ملے بنا گھر خدا کا دل
جو رخ کھلنے داغ کیا اند دل تمام

نکلے نیاں سے تو گلے لپٹی اپنے سینے، جھوٹا کمان سے تیر تو ہم پر کم ہوا
 چرکی سے بھی کیا کبھی نہ ہم کو سرفراز قاتل کی تیغ میں نہ تو وضع کا غم ہوا
 آثارِ عشق آنکھوں سے ہونے لگے عیاں بیداری کی رتنی ہوئی خواب کم ہوا
 راحت سے ایک دن نہ ہوا عشق میں بسر غم پر غم اپنے دل کو الم پر الم ہوا
 دینا کو آتش ایک کے اوپر نہیں قرار
 یہ آج کل وہ صاحبِ وطن و دہم ہوا

غزل دیگر

یہ اقامت ہمیں پیغامِ سفر دیتی ہے زندگی موت کے آنے کی خبر دیتی ہے
 زلّیٰ دُنیا ہے عجب طرح کی علامہ دہر مرد دیندار کو بھی سے دہریہ کو دیتی ہے
 تیرہ بختی میری کرنی ہے پریشان مجھ کو نہمت اس زلفِ سیاہ فام پر دھرتی ہے
 بڑھتی جاتی ہے جو مشقِ سنم اس ظالم کی کچھ محبت میری اصلاح مگر دیتی ہے
 تپ دل شمع کی جب کم نہ ہوئی تباہ چار اس کو کافور سفیدی یہ سحر دیتی ہے
 کوئی غفار نہیں میری طرف سے اے ذوق!
 کان اس کے میری فریاد ہی بھر دیتی ہے

غزل دیگر

کچھ تو تاثیر کرے سحرِ بانی میری کیا کہوں وہ نہیں سُننا ہے کہانی میری
 کوئی کہنا ہے میرا حال کوئی سُننا ہے عشقِ جاناں میں ہے مشہور کہانی میری

خون عاشق کا بھی دھونے سے کہیں پھٹتا ہے
محر، ہستی میں جناب لب جوہوں لایب
آہ کے تیر تیرے سینہ سے کیا کیا گزرتے
اپنے کوہے میں جگہ دے نہ مجھے باد فنا
یہی لکھ بھیجو کہ خط بھیجنا منظور نہیں
عشق نے گھیر لیا سن شباب آتی ہے
بس کہ کوہ غم فرقت کے تلے دیکھے میرے
میرے شعروں کی صفائی سے مدد کھٹی ہیں

نہ کیا ذریعہ نہ کیا آزاد کیا مجھ کو قبول

ایک ہی بات نہ صبار نے مانی میری

غزل نگار

نکلنی کس طرح ہے جان مضطر دیکھنے جاؤ
نسیم زوہار کی طرح آنے ہو گلشن میں
جدھر جلتے ہو ہر گز ہر میں یہ آواز آتی ہے
قدم انداز سے باہر موٹے جاتے ہیں صاحب کے
طیس وہ راہ میں اکے نوکنا ہوں جو ہو ہو ہو
خوام ناز میں عاشق سے ہو اس کا اشارہ بھی
روش مستان چلتے ہو قسم متا ہونے میں
کوئی ان سے کہے منہ پھیر کر کیوں قتل کرنے ہو

ہماریے پاس سے جاؤ تو پھر دیکھتے جاؤ
تماشا لے گل سرد صنوبر دیکھنے جاؤ
سیٹھا ہو تو جباروں کو دم بھر دیکھتے جاؤ
سرم رفتار میں کرنی ہے ٹھوکر دیکھنے جاؤ
دکھاؤ گھر مجھے اپنا، میرا گھر دیکھنے جاؤ
کچھ اپنی تیغ ابرو کے جوہر دیکھتے جاؤ
خدا کے واسطے ہر پنجسرد دیکھنے جاؤ
تڑپنا ہے تمہارا گشتہ کیوں کر دیکھنے جاؤ

نگاہِ لطف کا شائق ہے نختِ فوق کا عالم کبھی نیچے نظر ہوگا اوپر دیکھنے جاؤ
 کبھی بل جلتے ہیں ابرو کبھی جنبش ہے شرکان کو دکھاتے ہو ہمیں شمشیرِ خنجر دیکھتے جاؤ
 نقاب اک دن اُلٹ کر تم نے منہ سے یہ فرمایا جمالِ آفتابِ ذرہ پرور دیکھتے جاؤ
 نہ پھیرو اس سے منہ آتش جو کچھ درپیش آجائے،
 دکھاتا ہے جو آنکھوں سے مقدر دیکھتے جاؤ

غزل دیگر

جاتے تھے صبح رہ گئے بے تاب دیکھ کر طالع ہمارے چونک پڑے خواب دیکھ کر
 پایا جو دشمنوں نے تیرے پاس اعتبار آنکھیں مجھے چرائی ہیں اجاب دیکھ کر
 بہ تشنہ کامی نگہ گرم دیکھنا حیرت سے رو دیا طرف آب دیکھ کر
 تو یہ کہاں کدورت باطن کی ہوش منی غش ہو گیا میں رنگِ فریاب دیکھ کر
 اکٹھی نہ نعش بھی تیرے کوچے سے بعد قتل ہم رہ پڑے زمین کو شاداب دیکھ کر
 روئے وہ میرے حال حیران پر کیوں نہ ہوں آنکھیں بھی کھل گئیں درنا یا ب دیکھ کر
 شوقِ وصال دیکھ کے آیا عدد کے گھر سو جہان مجھے شبِ ماہِ تاب دیکھ کر
 بیٹے بیٹے تمیزِ عشق دیوں آج تک نہیں وہ چھپتے پھرتے ہیں مجھے بیاب دیکھ کر

ہو من یہ ناب کیا کہ قضا ضلے جلوہ ہو
 کافر ہوا میں دین کے آداب دیکھ کر

غزل دیگر

لکھا نصیب کا کیا نامہ برشتاب آیا جواب نامہ میرے بعد یہ جواب آیا

گئی طفلی تو پھر عالم شباب آیا
 میں شوق وصل میں کیا میل پر شباب آیا
 ہوا جب اہل زمانہ کی طینتوں میں سرق
 نہیں وہ کعبہ کی ہودید حشر پر موقوف
 چلے براق پر وہ احمد نوسرہ پر جبریلؑ
 کٹا تھا روز مصیبت خدا خدا کر کے
 اُتار دیا جوڑا کھلے بندوں شوق سے سوڑ
 جمالِ یارِ دلکین میں آفتاب جان ہے
 جواب منکر نیکریں کو میں کیا دوں گا
 کہاں ہے اللہ کو عبث ڈھونڈتے ہو پہلو میں
 کسی کی تیغ تغافل کا میں وہ کشتہ ہوں
 نظر پڑی نہ میری رعب حسن سے رخ پر
 گیا بہشت میں عصیان بے حساب ہے میں
 ہمیشہ صورتِ انجم کھلی رہیں آنکھیں
 ہوا یقین کہ زمین پر ہے آج چاند گسن
 ہوئے جو دیدہ گریباں سے اپنے اشکِ دعاں
 بنا بہ صورتِ لیلیٰ بہ صورتِ تصویر

گیا شباب اب موسمِ خضاب آیا
 کہ صبح ہند میں تھا شامِ پنجاب آیا
 سمجھ گیا کہ بس اب وقتِ انقلاب آیا
 جو کوئی یاد میں پہنچا وہ کامیاب آیا
 کمالِ شوق سے تھلے ہوئے رکاب آیا
 یہ رات آئی کہ میرے سر پر عذاب آیا
 شبِصال میں کیوں آپ کو حجاب آیا
 کوئی جھکائے گا یوسفؑ اگر شباب آیا
 نہ ان کے پاس سے گزرا نہ پر جواب آیا
 تھلے کوچے میں مدت سے اس کو تاب آیا
 نہ جاگا تیرے سر پہ سو بار آفتاب آیا
 اگرچہ ہے سامنے میرے وہ بے نقاب آیا
 خدا نہ حشر کے دن برسرِ حساب آیا
 فراقِ یار میں کس رات مجھ کو جواب آیا
 وہ چہرے پہ جب ڈال کے نقاب آیا
 گمان ہوا کہ برستا ہوا سحاب آیا
 کہیں جو فیس کی آنکھوں میں شب کو خواب آیا

وہ ندور نیچ ہے اسکو نہ چھیرنا رعنا

تلوگے ہاتھ اگر برسرِ عتاب آیا

+

غزل

بے مزہ ہو کر نمک کو بے وفا کہنے کو ہیں
سب جفا جو اس ستم گر کے سوا کہنے کو ہیں
نالہ ہی نکلے ہے گو ہم مدعا کہنے کو ہیں
تیری تیغ و دشنہ کے کیوں لب چھاپے پڑ گئے
دوست کرنے ہیں مامت غیر کرنے میں گلا
ترجمان التماس شوق ہے تغیر رنگ
جل گیا ہے دل تو بھی اٹھا ہے دھوواں سرگراب
دیکھنا کس حال سے کس حال کو پہنچا دیا
ایک دن کو تو زبان شعلہ و دغ قرص وے
شکوہ حشر تلخ کا یا شور بخشنی کا گلا
میں گلہ کرنا ہوں اپنا تو نہ سن غیر دل کی بات
وہ نہیں آتے نہ آویں مرگ ظالم اتو تو آ
غیر سے سرگوشیاں کر لیجئے پھر ہم بھی کچھ
تیغ غمزہ کو نکالے جلد سنگ مرمر پر
گئے کھل زخموں کے منہ کس کو بڑا کہنے کو ہیں
جن کو چرخ و مرگ کہتے ہیں سنا کہنے کو ہیں
لب نہیں کہنے میں اب کیا جا میں کیا کہنے کو ہیں
گرم خونی کامبرے کیا ماجرا کہنے کو ہیں
کیا قیامت ہے بھی کو سب بڑا کہنے کو ہیں
جو زبان شمع عاشق بے صدا کہنے کو ہیں
مرتبہ ہم اس چراغ کُشنہ کا کہنے کو ہیں
بخت تیرے عاشقوں کے نارسا کہنے کو ہیں
قصہ شہنائے غم روز جزا کہنے کو ہیں
ہم جو کچھ کہنے کو ہیں سو بے مزا کہنے کو ہیں
ہیں ہی کہنے کو وہ ہیں اور کیا کہنے کو ہیں
یاں وہ لب شوق و تمنا مرجا کہنے کو ہیں
آرزو دا دل رشک آشنا کہنے کو ہیں
حشر مطلب آرزو مند جفا کہنے کو ہیں

ہو گئے نام مہناں سنتے ہی مو من بے قرار
ہم نہ کہنے تھے کہ حضرت پارسا کہنے کو ہیں

غزل دیگر

اس کا مقتول ہوں میں جس کا بدن دھرا ہے
گو اکرا ہے میرا جسم کفن دھرا ہے

ہم سے اقرار تھا آنے کا گیا غیر کے گھر
 رنگ ہے پر نہ وہ پیچ اور نہ وہ بوجھ میں
 کوئے جاناں میں گیا ہے تو عدم کا ہے کوچ
 باغ میں سیر رخ یار یہی ہے مدت بعد
 بکھری زلفوں میں جو ہیں چاند سے دونوں عارض
 ہوش بہوش کو آجاتا ہے ہوشیار کو غش
 فد موندن سے مکر بار خجالت پایا
 کان تک پہنچا تو عارض سے ملی اور چمک
 خارِ غم سینے میں اور پاؤں میں صحر کے خار
 کوئے جاناں کی فضا ہے نہ یہاں جاناں ہے

شمع فالوس سے روشن وہ سراپا ہے تسبیل

گو کہ دہر تلے پنہاں وہ بدن دہرا ہے

غزل دیگر

اٹھا سکے نہ مصیبت فراقِ یار میں روح
 نہیں ہے گور کی تنگی سے ہمیں کچھ وحشت
 ہزار مرتبہ نہجہ پر فدا میں کر دیتا
 جو آنا ہو تجھے مد نظر نو آ عالم
 جو آئی نزع کے عالم میں وہ مسیح جمال
 تیرے فراق میں بول زندگی گزرتی ہے

نکل گئی تن لاغر سے انتظار میں روح
 نکل نہ جلے کہیں تیرے انتظار میں روح
 اگرچہ ہوتی میری پیاری اختیار میں روح
 رہے گی بعد فنا کے ہی کوئے بار میں روح
 مریض عشق کے آجلے جسم زار میں روح
 ہے قربِ قلب کو پیاری اور انتظار میں روح

اس کے حکم میں موت و زندگی محبوب
حقیقتاً ہے دستِ کردگار میں رُوح

✱

غزل

باد گر میں نہجے کوئی کیونکر مضطر نہ کرے
تیری پلکیں کہیں بادا میں نہ مجھ وحشی کو
صبح دم چونک کے آنکھ اپنی نہ وہ کھوے پری
نوجوانو! یہ نصیحت ہے کسی عاشق کے
اے پری تیری طرح دل میں کوئی گھر نہ کرے
اور بے خود مجھے فساد کا نشتر نہ کرے
آئینہ جب تک سامنے سکد نہ کرے
آگ میں گود پرے عشق کوئی پر نہ کرے
بے وفا کے لئے کی فرادنے کوہ کنی
دل کو شیریں کی طرح کوئی پتھر نہ کرے
کامیاب اور ہوئے، ہم رہے محروم قبولے
کچھ ایسی کسی عاشق سے مقدر نہ کرے

✱

مَقُولہ مَصْنُف

بس عجب دی ہن دس نہ رہا ہتھ قلم نول لاویں
شیریں سخن بہت لذت ہے نہ سوہنی شکل نورانی
آئی محبت دبر والی نقطے چار بکھا دیں
کرن کلام زبانوں جہڑی بکھدی قلم ربانی
اور لوح حقیقی بھائی نے مسلم زبان بنا دیں
سیا ہی لب پارے والی مال زبان بکھا دیں

✱

نوع دیگر

خاک آبی آتش تے ہواؤں جے کچھ عالم کمنڈے
لوگ طرفیت والے اول چوہاں ہک کر بندے
باہجہ اتفاقاں پاس مخالف جے کر جاؤں
کرن جاسوسی ہوو مخالف کینو مکر مطلب پاؤں
جہڑے جنگ جدالاں جاؤں پہلوں جلسہ کردے
لے کے رائے سمجھاں پاسو تدھال شرکایاں لڑے
عقل علم ایمان جیا چارے جوہر دسیندے
چارانہاندے دشمن آکھن راہوں لٹ کھڑے
روح تے ہوو اسرار الہی نفس شیطان نالے ہندے
چائے آپس وچہ مخالف عارف لوگ بتیندے
زمین آسمان تے دینہر جن تارا اند دلے دسدے
تے چوداں طبق دچہ سماؤں لوگ سیانے دسدے
ہوو مثالیں باہجہ حسابوں کیوں مغز کھپا د
مختصر جے رامبراجوں مطلب ہتھ نہ آوے
بہت عجائب طریقہ بھائی ڈٹھا مرشد والا
دوئیں پیرتے دوئیں ہتھ کرن سخن زبان
دوئیں کننے دونوں کھپا دسدے دانگ انساناں
رو مبارک دانگ انساناں بینی ہوو پیشانی
یاد ہی دچہ بیداری دسن تے ادھی اندر خواہا
کرتے کار خداوند والی ڈٹھے یا رنظامی
ادھی خاتمہ ادھر دم دے یارب کھان یا رتھانی
تے دقت نرسدے دسن چھٹن سب عذاباں
ادھی عرض عاصی والی کر قبول خدایا
نال ندامت عرض کریندانت درد حال دنجایا

مناجاتِ مُصنّف در بارگاہِ محبوبِ اللہ عوّات

نیرے درتے سائل آیا من طفیل حبیب پیارے
رود عجبی عرض کریند ربا بخش کبار سارے
ہوو ابو بکر صدیق پیارے وسیلہ آنواں
کینے پاپ سارے جہڑے سچھے معاف کرانواں

طفیل عمر فاروقؓ فاروقی دیوبند چاہائیاں
 نال وسیلے عثمان غنیؓ سے ہو گیا آن سوا
 بحرمت حضرت شاہ علیؒ سے کہ قبول دعا
 حضرت امام حسن حسینؑ سے وسیلہ آنا
 پیر پیغمبر سے ملک نورانی سب پیدا شد تیری
 وقت نزع دے فضل کرم تھیں کوئی اپنی یاری
 ہن لگے وقت سوال جواباں والہ نال قریباں آیا
 آئی حالت نامید والی، رہی آس نہ کافی
 غوث الاعظم پیر جو آساڈا اوہ درتے جانواں
 باہجہ وسیلے قرب نہ حاصل نال وسیلے جادون
 راہبر باہجوں مولے بار راستہ لہجہ ناہیں
 باہجہ دلاں لوگ سیانے کد پریت لگانڈے
 چوہاں سلسلیاں دپہ فرق نہ کینا دلوں غلام کماؤں
 چلے شاخاں درت رسولی تے ہو چہ شک نہ کافی
 سبھے عرق جسم محمدی تے قطرے پھٹ پھٹ آندے
 تیرے باہجہ نہ بخشے کوئی رہا بخش برائیاں
 جھیکڑ داری باہجہ ایمانوں جانواں ناہیں خالی
 طفیل حضرت جنت خانوں بہرمت سبھے بایاں
 کسے سببوں یارب میرے مت شہادت پانواں
 محشر اندر یارب سائیاں کرن شفاعت میری
 سفر طیر نال جدائیاں ہو مصیبت بھاری
 سخن کو لا زبان نہ بولے رکھیں شرم خدایا
 اَعِثْنَا يَا رَسُولَ اللَّهِ، گو کہاں ہر ہر جائی
 نال تعظیم تکریم ہزاراں قدم مبارک چانواں
 راہبر کامل نال جہانڈے منزل تک پہنچاؤں
 راہبر باہجوں وصل نہ ہوئے ہلڈے یار کدائیں
 کرن وکیل مکمل جہڑے سوکھا مطلب پانڈے
 طفیل اونمانڈے بخشیں رہا تیرے پیش لیاؤں
 پتے برگ ہو رہنیرے میوے ہر ہر جائی
 اوپے شان جیباں دے اے جانوں پانڈے

ہک سمندوں نہراں چلے شیریں کوئی نہ خالی
 نور محمدی جوش مریندا دیوے نت اُبالی

نوع دیگر

بہت عمیق رسالہ بھائی تے ہتھ قلم نوں لا با
 لکھن کارن ہمت کبھی سمجھ دچہ نہ آیا

ردون لگی قلم و چاری لگی جد سیبا ہی
 لکھے حرف ہر کوئی تکے تے بڑھ پڑھ خوب سناون
 علم لدنی آوہ دسیندے جہڑا علم انبیانواں
 تینوں عاصی معلم ناہیں کیونکر کاذب ہونویں
 تو شے باہجوں جے کر کوئی دوج سمندر تر دا
 ادھی سخن زبانوں بولیں جہڑا علم تہذیبیا
 تک کے تار و ترن دلے میں بھی قدم اٹھایا
 کھوٹا درم جے کر کدی پاس صرافاں تُلدا
 مرشد کامل و چہ مرافب تکن حال طلب دے
 مرشد آئینہ خوب کھا دن نے چھپن کجہ نہ دیندے
 اک خوف شریعت مہالی دودئی ہیبت دشمن والی
 تحت الشریٰ تے عرش عظیمیاں سمجھے سیر کریندے
 جنگل دل مریاں دالے شیراں دانگوں دچہ بہندے
 حیرت اندر کاغذ آیا لکھے سر الہی
 تے باہجوں علم لدنی یارا بھید کدی نہ پاوے
 عامان تاہیں حاصل ناہیں باہجوں خاص اولیاء
 ٹکے پاس نہ بیڑی جو گلے وچہ جہازاں پونویں
 آوے موج طوفاناں الی الٹا ہو کے مر دا
 کدی پیش صرافاں جاسی جھوٹ نہ بولیں اڑیا
 پائے حجاب پہاڑاں وانگوں دسیں پھر خدایا
 وچہ خزانے پاوے ناہیں قدام اندر رُلدا
 لوگ سیانے نظر رکھیندے دیکھن وچہ قلب دے
 تکن حکم شریعت والا ڈر کے مول نہ کمندے
 وانگ چمن دے سیر کریندے وچہ دلاں دے مالی
 ہر زبان شریعت والی ناہیں طاز نہ کمندے
 کرن شکار خبالاں دالے ہر گھڑی دچہ رہیندے

اک ہو رحکایت تینوں بہت عجیب سنانواں
 اس کھٹی تلخ بے مزی اندر تھوڑا شیر ملاواں

حضرت ابراہیم ادھم رحمۃ اللہ علیہ کی حکایت

ہم ز ابراہیم ادھم آمد ست
 دل تو بدیدخت آن سلطان جاں
 آن امیر از بندگان شیخ بود
 کوز راہے بر لب بحرے نشست
 یک امیرے آمد آن جانا گارے
 شیخ را بشناخت سجد کرد و زود

خبرہ شد در شیخ داند دل حق او
 گشتہ دگر گوں ز خلوت خلق او
 کورہا کرد آنچنان ملک شنگوف
 برگزید از فقر بس بار یک حرف
 ترک کردہ ملک ہفت اقلیم را
 میزند بر دلق سوزن چوں گدا
 ملک ہفت اقلیم ضائع می کند
 چوں گدا بر دلق سوزن میزند
 شیخ واقف گشتہ از اندیشہ اش
 شیخ چوں شیر است دلہا ہمیشہ اش
 چوں رجاء خوف در دلہا رواں
 نیست بر دے مخفی اسرار نہاں
 دل نگہدارید اے بے حاصلان
 در حضور حضرت صاحب دلاں
 پیش اہل تن ادب بر ظاہر ست
 کہ خدا از ایشان نہان و ستر ست
 پیش اہل دل ادب بر باطن ست
 زانکہ دل شاں بر سر اتر قاطن ست
 تو بہ عکس پیش کوراں بہر جاہ
 پیش بنایاں کنی ترک ادب
 چوں نہ داری فطنت و نور ہدائے
 پیش بنایاں حدث در دھڑے مال
 شیخ سوزن زود در دریا نکلند
 صد ہزاراں مائے اللہیے
 سر بر آوردند از دریائے حق
 رو بدو کرد و مگفتش کای امیر
 ایں نشان ظاہر است ایں ہیج نیست
 سوئے شہراز باغ شلخے آوردند
 خاصہ باغے کہ ایں فلک یک برگ دوست
 بر نبداری سوئے آن باغ گام
 بکے آن مغز ست ایں عالم چلوست
 بوئے افروز جوئے و کن دفع کلام
 ہر کورہا کرد آنچنان ملک شنگوف
 برگزید از فقر بس بار یک حرف
 ترک کردہ ملک ہفت اقلیم را
 میزند بر دلق سوزن چوں گدا
 ملک ہفت اقلیم ضائع می کند
 چوں گدا بر دلق سوزن میزند
 شیخ واقف گشتہ از اندیشہ اش
 شیخ چوں شیر است دلہا ہمیشہ اش
 چوں رجاء خوف در دلہا رواں
 نیست بر دے مخفی اسرار نہاں
 دل نگہدارید اے بے حاصلان
 در حضور حضرت صاحب دلاں
 پیش اہل تن ادب بر ظاہر ست
 کہ خدا از ایشان نہان و ستر ست
 پیش اہل دل ادب بر باطن ست
 زانکہ دل شاں بر سر اتر قاطن ست
 تو بہ عکس پیش کوراں بہر جاہ
 پیش بنایاں کنی ترک ادب
 چوں نہ داری فطنت و نور ہدائے
 پیش بنایاں حدث در دھڑے مال
 شیخ سوزن زود در دریا نکلند
 صد ہزاراں مائے اللہیے
 سر بر آوردند از دریائے حق
 رو بدو کرد و مگفتش کای امیر
 ایں نشان ظاہر است ایں ہیج نیست
 سوئے شہراز باغ شلخے آوردند
 خاصہ باغے کہ ایں فلک یک برگ دوست
 بر نبداری سوئے آن باغ گام

تاکہ آن بو جاذبِ جانست شود
تاکہ آن بو نور چشمانست شود

+

الحمد للہ کہ آج بروز پیر بوقت ظہر سواتین بجے بتاریخ ۹۰-۷-۲
اسرار کبیری، جلد سوئم کی کتاب اختتام پذیر ہوئی۔ کاتب: ابوالبدال

+

ختم شریف

حضرت خواجہ خواجگان ہمنام سالکان امام الطریق خواجہ شاہ نقشبند مشککش

- | | | |
|------------------------------|----------------------------------|----------|
| ۱۔ استغفار | ۳۔ بار۔ ۲۔ درود شریف | ۱۰۰۔ بار |
| ۳۔ سورۃ فاتحہ شریف | ۷۔ بار ۴۔ سورۃ الشرح مع بسم اللہ | ۷۹۔ بار |
| ۵۔ سورۃ اخلاص | ۱۰۱۔ بار ۶۔ سورۃ فاتحہ شریف | ۷۷۔ بار |
| ۷۔ درود شریف | ۱۰۰۔ بار | |
| ۸۔ شیئاً لہ چوں گدائے مستمند | | |
| المدد خواہم ز شایعہ نقشبند | ۱۰۰۔ بار | |

+

منجانب

سید محمد فاسٹو شاہ راجوڑوی

گوجر ادبی بورڈ لاہور، پاکستان

کے زیر اہتمام طبع ہونے والی نئی کتابیں

نمبر	کتاب	مصنف	قیمت
۱	تاریخ شاہان گوجر (جدید ایڈیشن)	مولانا محمد عبدالملک کھوڑی	۲۰۰.۰۰
۲	تاریخ گوجراں (جلد دوم - پہلی مرتبہ)	مولانا حافظ عبدالحق سیالکوٹی	۱۰۰.۰۰
۳	اسرار کبیری (۳ جلد) افادات و ملفوظات	معمولات و وظائف حضرت ہمامی لاروی	۳۵۰.۰۰ (مکمل)
۴	بین الاقوامی معلومات عامہ	عبدالباقی نسیم	۲۰۰.۰۰
۵	حسن پاکستان چوہدری رحمت علی	پروفیسر محمد شریف بقاء لندن	۱۰۰.۰۰
۶	پیارا پاکستان	مرتبہ ادارہ گوجر گونج	۵۰.۰۰
۷	روشن ستارے (جلد اول)	چوہدری عبدالباقی نسیم	۱۰۰.۰۰
۸	زندہ مثالیں (جلد اول)	چوہدری عبدالباقی نسیم	۱۰۰.۰۰
۹	ساجھو کھلاڈو (گوجری شاعری)	پروفیسر ڈاکٹر صابر آفاقی اور نعلی ویدانی	۵۰.۰۰
۱۰	دیو (گوجری شاعری)	غلام یاسین غلام	۵۰.۰۰
۱۱	سیرت محبوب دو عالم (بزبان گوجری)	از ابو العطاء فقیر محمد سعید چشتی	۱۵۰.۰۰
۱۲	گوجری ترجمہ قرآن مجید	ابو العطاء فقیر محمد سعید چشتی	۱۵۰.۰۰
۱۳	گوجری ترجمہ قرآن (تیسواں پارہ)	عبدالرحیم ندیم	۲۰.۰۰
۱۴	کلیات مہجور (اردو گوجری، پنجابی، ہندکو، فارسی)	محمد اسرائیل مہجور	۱۰۰.۰۰
۱۵	خونی لکیر	محمد شریف طارق ایڈووکیٹ	۲۰۰.۰۰
۱۶	تاریخ انجمن گوجراں آل جموں و کشمیر	چوہدری احمد دین صدر انجمن	۱۰۰.۰۰
۱۷	شہدائے گوجراں	ادارہ گوجر گونج	۱۰۰.۰۰
۱۸	کچی سند پست (گوجری شاعری)	عبدالرشید پریم کوٹی	۵۰.۰۰
۱۹	چوہدری رحمت علی مشاہیر کی نظریں	چوہدری عبدالباقی نسیم	۱۰۰.۰۰
۲۰	آئینہ تاریخ	مولانا مہدی الزماں	۱۰۰.۰۰
۲۱	ذامستان کے گوجر قبائل	انجینئر محمد اقبال بیلہ	۱۰۰.۰۰

ملنے کے لیے:

رحمن برادرز - رحمن مارکیٹ غزنی سٹیٹ اردو بازار، لاہور

گوجری ادبی بورڈ رحمن مارکیٹ غزنی سٹیٹ اردو بازار، لاہور

ماہنامہ "گوجر گونج" رحمن مارکیٹ غزنی سٹیٹ اردو بازار، لاہور فون ۳۱۰۳۲۶ - ۰۴۲

فہرست مضامین اسرار کبیری (جلد چہارم)

نمبر شمار	مضامین	صفحہ
۱	حمد باری تعالیٰ	۱
۲	متن کتاب مشتمل بر فوائد و سوالات و جوابات در زبان فارسی۔	۲
۱	حصہ اردو	
۳	معرفتِ خدا میں، حدیقہ	۱۴۷
۴	دوسرا حدیقہ خلاف عادت امور کے بیان میں۔	۱۵۹
۵	ساتواں حدیقہ۔	۱۶۶
۶	الحمد شریف کی بابت اشارات غیبیہ کا بیان	۱۷۳
۷	اشارہ جامع	۱۷۷
۸	الحمد شریف پڑھنے والے کو ہر ایک آیت کے مقابلے میں ایک ایک کرامت ملتی ہے۔	۱۷۸
۹	الحمد شریف کے اسرار	۱۷۹
۱۰	الحمد شریف	۱۷۹
۱۱	الحمد شریف کے فضائل	۱۸۰
۱۲	الحمد شریف کے اسرار کا بیان	۱۸۲
۱۳	آپ کے بعض کلام	۱۹۲

نمبر شمار	مضامین	صفحہ
۱۴	غزل	۲۲۴
۱۵	مردوں کی ارواح کا اپنے گھروں کو آنا۔	۲۲۴
۱۶	المجلس التاسع	۲۳۰
۱۷	در بیان خلعت معرفت جو کہ انسان کا اصلی جوہر ہے۔	۲۴۹
۱۸	در بیان آنکہ ہر ایک حاجت کے لئے کسی بندہ خدا سے دعا کرانی چاہیئے۔	۲۵۴
۱۹	قصہ ادیب کہ راضی باحکام قضاء الہی	۲۵۶
۲۰	تفسیر قول شیخ فرید الدین عطار	۲۵۷
۲۱	در بیان آنکہ فاسق کی صحبت اور اس کے ساتھ کھانا کھانے کی ممانعت	۲۵۹
۲۲	در بیان آنکہ پیدائش حضرت آدم علیہ السلام سے لے کر وسیلہ کی ضرورت چلی آئی ہے۔	۲۷۴
۲۳	در بیان آنکہ زمین پر کس کس کی سلطنت گزر گئی ہے۔	۳۰۶
۲۴	سی حرفی	۳۰۷
۲۵	انعام کتاب	۳۱۵
۲۶	خاتمہ کتاب	۳۲۱

اَللّٰهُمَّ
يَا فَاتِحَ
يَا مُحَمَّدٌ

آغاز جلد چہارم

بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ

حمد باری تعالیٰ

نقش کشی کلک بریدہ زبان و پرواز پیکر تراشی خامہ یادہ بیان گذارش حمد
حکیمست کہ انوار انوار صبح و جود از ظلمت آباد و عدم بر آوردہ و بمقتضائے جود شجرہ
آن وجود را بر تبت نفس رحمانی در آوردہ کار فرماییکہ بدستبندی قدرت کا سداش شکوہ
نوح انسان از انواع اعفان این شجرہ وجود بر شگفت و علم جامعیت بر فراشت
عزیزیکہ ہویت ذاتش بواسطہ انوار شمس صفحات و اسرار بخوم اسما از قلہ قاف
بشری رو نمود و سر بر فراخت کریمیکہ سوابق کرش طائران ہم اہل عرفان را بادرج
فلک اسرار معانی رسانید۔ و علمیکہ کمال علمش اعیان ثابتہ موجودات را عیان نمود
بہمال ذات خود را بہ سطوت عظمت مجتب گردانید۔ تا ہر خے قصد جناب سر اوقات
بگزیادہ اود نہ تواند کرد قدیمیکہ نسیم عنایتش روائج لطافت اسرار قدم بمشام جان
مشاقان رسانید تا ہر آنے جز بہ ملاطفت اسرار جمالش نتواند دانست
منزبیکہ سبحات انوار تنزیہش اجنہ طائران ادنام ارباب عقول سوختہ و مقدسیکہ موت

ۛ نقش کشیدن کنایہ اند آفریدن و تصویر کردن، و این محاورہ فارسی است۔ ۱۲۔

امر تقدیش بصائر کرده۔ بیان را از ملاحظہ آثار لطائف جمال بردوختہ و شنلے
بیمہ بر آن خیر مقدمے است۔ کہ چہرہ دل در آرزوی بوسہ خاک پائش بایں ہمہ کہ بعد
بہد بال و پر کشود۔ لیکن سرمہ کش دیدہ اعتبار نہ گردید۔ و خورشید با قیاس نور مہر
بنویش صد مرتبہ در شفق غوطہ خور داما ناخن امیدش حناء بند مدعانہ شد و بر ال و اوصاف
ادکہ پیر و آن آویند از حق در دوزخ خلق امین باد۔

فائدہ اول

در اشکالاتیکہ علمائے قیصری بر امور مختلف از خاکہ کلامش تراشیدہ اند
و شیخ را از ان در گمراہان شمرده در تحت ہر سوال جواب نگاشته شد

فائدہ دوم

در نوع اشکالات کہ مبنائے آہنا بر وحدت وجود است
خاتمہ در بندے از فضائل حضرت شیخ

فائدہ اول

در اشکالات علمائے قیصری

سوال اول

آنکہ حضرت شیخ در نص آدم علیہ السلام فرمود کہ انسان
بہ منزلہ انسان العین است۔ مرتقی را پس مردک عین حق است علمائی رسمی
برایں کلام طعن کلی کردہ اند۔

الجواب

راستانرا دامن گیرم درستی پسندان را اگر بیان کہ شمع از
غور بہ فرمایند کہ دریں قول اعتراض چیست۔ انان مشتق از انس است
و معنی ظاہر و عین گو لفظ مشترک است اما معنی متبادش ذات پس آپنہ کہ ازین

جملہ برے خیزد ہمیں اُست۔ کہ انسان بمنزلہ اُنس ذات واجبہ اُست و ہمیں اُنس بغوائے حدیث شریف فَأَحْبَبْتُ أَنْ أُعْرَفَ^{۱۱} موجب ظہور ذاتہ ذات در عالم کائنات شدہ اُست و بہ ایں سراسر تفصیل انسان کامل پس انسان کامل چون علت غائیہ ایجاد شدہ بہذا طبیعت کلیہ انسان راینز کہ فرد اوست داخل دران ساختہ و انسان را بہ منزلہ مرد یک چشم رحمت او پنداشتہ دریں صورت انصاف بالائے طاعت اُست کہ ازیں کلام کلام نام معقول لازم مے آید۔ بلکہ نوع از اشعار اوست بہ معنی لَوْلَاكَ لَمَا خَلَقْتُ الْاَفْلَاقَ^{۱۲} کہ ازیں ہم مفہوم میشود کہ انسان کامل سبب وجود عالم اوست و خود شیخ در فص آدمی میفرماید۔ فَهَوِ لِلْحَقِّ بِمَنْزِلَةِ الْاِنْسَانِ الْعَيْنِ مِنَ الْعَيْنِ^{۱۳} و دیشس چنین آورده کہ فَإِنَّهُ يَنْظُرُ بِهِ الْحَقُّ إِلَى خَلْقِهِ فَرَحِمَهُ كُلُّهُمْ یعنی حق بہ سبب انسان کامل نظر بہ خلق کردہ ایشان را از محراب عدم بہ جلوہ گاہ وجود آورد پس چنانکہ مرد یک چشم علت فاعلی نظر اُست بہمندان انسان علت غائی اوست تفصیل این اجمال آنکہ حق سبحانہ تعالی بذات خود

۱۱ پس دوست داشتہ ایں کہ شناختہ شوم ۱۲

۱۳ اگر نہ بودی تو ہر آئینہ نہ پیدا کردیم آسمانہارا ۱۴

۱۵ پس دے برائے حق بہ مرتبہ مرد یک است از چشم ۱۶

۱۷ علت فاعلی آن را گویند کہ خارج باشد از شے و آلہ صدور شے بود ہم چون نبار بہر تخت۔

۱۸ علت غائی آن را گویند کہ خارج از معلول غیر صادر کنندہ آن معلول بلکہ بہ سبب

۱۹ او صادر شود فعلی از مصدر مثل نشسته برائے تخت۔

مشابہ ذات و صفیات و افعال خود بوده به حکم اولیت و باطنیت پس خواست
تا به حکم ظاہریت و آخریت مشابہ آن فرماید در مظاہر تا اول باخبر و ظاہر به
باطن رسد و مظهر این جمله مراتب آن انسان بود که به جهت نسبت جمعیت
وجودی استعداد این معنی داشت که به وجودی مترقی برحق ظاہر گردد و غیب
مطلق در مشابہ شہادت مطلقہ عیاں گردد و لا جرم ایجاد وجود انسانی بہر آن
فرمود تا آئینہ جمال نما باشد۔

سوال

اگر پرسند کہ اللہ تعالیٰ پیش از آفرینش عالم و آدم بصیر بود
چگونه چیز را کہ می دید خواست کہ ببیند۔

جواب

دیدن نفس خود را بہ خود در نفس خود چنان نہ باشد کہ دیدن ادنفس
خود را در چیزے دیگر کہ آن چیز مانند آئینہ او باشد حقا کہ آئینہ را خاصیتے است
کہ ظاہر میگردد آئینہ۔ بینندہ را نفس او چنانچہ دوست کہ در صورتیکہ محل منظور فیہ بودی
حق در هیچ صورت تجلی نہ کردی بآن محل پس ازین سبب وجود انسان آئینہ جمال
آلہی گشت تا حضرت عزت تجلی فرماید بر آن انسان کہ آئینہ صفت مستعد جمال
نمانی ذات و صفات و افعال حق بحق است کہ اَلْمُؤْمِنُ مِرْآةُ الْمُؤْمِنِ ۱۷ و اگر
کے گوید کہ بر این تقدیر لازم می آید جلوہ گری حق بغیر گویم کہ مراتبہ نیز کہ مظهر و تجلی
است مطلقا عدم است و ازین سبب گفتم بہمحو مراتب و نہ گفتم کہ مراتب زیرا کہ
مراتب بخودی خود وجودی متحقق ندارد بلکہ اصل جمیع تعینات وجود مطلق است محل
جلالہ کہ اعیان ثابتہ عالم را بوجود عینی موجود گردانند چون کالبد رسے کہ در رسے

۱۷ اَلْمُؤْمِنُ مِرْآةُ الْمُؤْمِنِ است

یصح روح بنا شدہ سنت الہی چنان رفتہ کہ ہر چیزے کہ باوجود موجود گردد دروے
قابلیت روح الہی باشد تا حیات و کمال آن چیز بآن روح بود و ففخت
فنه من رزح عبارت از آلت و آن نفخ نیست مگر بخشی از حق آن
کا ابد را بہ ہمت قبول کردن ہے فیض مقدس کہ آن تجلی دائم است از حضرت
اسماء و صفات پس نفخ یہ حسب استعداد باشد موجودات را و آن را وجود قابلے
بیش نیست و آن نیز بخود نیست بلکہ یہ سبب فیض اقدس کہ از عین ہے ذات حق
است موجود گشت و آنچه بقول کن پیدا شد بہ حکم اولیت چنانکہ مبداء اوست مزج
و معاد و آخر ہمہ نیز اوست و تجلیاتے کہ از فیض مقدس لحظہ لحظہ فانی می شوند بہمتہ
تکمیل موجودات و ایجاد معدومات اند و این سیر و عالم انسانی تمام می شود کہ دی مجموعہ
لطائف ملکوتی و الی است و در ہر مرتبہ منبغ شدہ بصغہ و اشار آن دروے ظاہر
و با انصف دائرہ وجود تمام میگردد۔ باز چون قطع مراتب آخریت کند اقتضائے بطون
کند تا و با تسلاخ (انقطاع) معنوی۔

۱۱ دیمدم دروے از روح خود ۱۲

۱۳ فیض مقدس عبارت است از تجلیات اسمائہ کہ باعث شوق برائے ظہور مقتضیات
استعداد ہائے ایمان در خارج ۱۴

۱۵ فیض اقدس مراد است از تجلیات ذاتی کہ باعث باشد برائے اشیا و استعداد ہائے
مرتب می شود و بعض فیض حاصل می شوند و ایمان اصلی شان در خانہ استعداد
ہائے فیض مقدس آن۔ و بہ سبب ایمان در خارج یافتہ می شوند مع لوازم و توابع خود
کذا قال پیر سید شریف البحر جانی فی تعریف الاشیا۔

اللهم اغفر لکاتبہ و لمن سعی فی طبعہ و للمؤمنین

والمؤمنات جمیعاً۔

بیت ۵

سُرتے کہ سُر مقرر باں را نہ رسد

در نقطہ آتش کدہ سینہ ماست

و حقیقت کہ انسان را حاصل است از سه جهت است اول ازین جهت کہ راجح است
بجناب آئینی کہ آنحضرت واحدیت است و بر موجودی را از آنحضرت نصیبی خاص
است و دوم از ان جهت کہ راجح است بحضرت امکانیہ کہ جامع حقائق
ممکنات است و فارق است میاں ربوبیت و عبودیت و این را حضرت جامع
جمع وجود خوانند و این مرتبہ انسان کامل است سوم از ان جهت کہ راجح است
بہ مبدا کہ مبدا، آن فعل و افعال است و جمیع جواهر و قابل جملہ تاثیرات و دانستن
آنکہ صور عالم قابل ارواح است طوریت و رائے طور عقل این معنی را در کے
باید مثل اہل کشف آئینی نہ کشف صوری و علی دینی و خاطری و ضمیری تا بدان معلوم
کنند کہ اصل صور عالم کہ قابل ارواح است و حقیقت و ظاہر و دریں مظاہر کیست اما عقل
حکم بر صدق و کذب شے بعد از ترکیب مقدمات و ترقیب قیاسات تواند کرد و اگر
تعریف شے کنند لا بد اجزائے آن بیش از ان تعریف اورا باید کہ معلوم باشند اگر
مربک باشد و اگر بسیط باشد افراد اور اجز و نباشد نہ در عقل و نہ در خارج تعریف
ممکن نہ گردد۔ الا بلوازم بینہ چون لوازم بینہ نباشد۔ حقائق مجہول بمانند و از ابواب
نقیصت در حالت وفات کہ گفتہ است۔ یَمُوتُ وَ کَیْسٌ حَاصِلٌ سِوَا
عَلَمِہٖ اَنَّهُ مَا عَلَمٌ و جز بہ کشف آئینی مشاہدہ نہ گرددہ کہ ذات آئینی است عرشا
کہ بصور عالم شدہ و عالم منظر آن حقیقت گشت و بودن انسان جامع و خلیفہ تام

۱۲ می میرد در انحالیکہ اورا نیست حاصل بجز این علم کہ علی ندارد ۱۲

از دو جهت است یکے مرتبہ نشاد او کہ مشتمل بود بر مراتب عالم و ہر جمع اسماء و مظاہر روحانی و جسمانی و ازین جهت است کہ با ہمہ چیز در ظاہر اُنس میگردود۔ دوم آنکہ حق چون از ذات خود بذات خود تجلی فرمود و جمیع اسماء و صفات خود را در ذات خود مشاہدہ نمود خواست تا مجموع را چون مراتب مشاہدہ فرماید حقیقت محمدی کہ انان کامل بود ایجاد کرد در علم خود بہ نظر لطف در دئے نگریت و حقائق عالم وجودی مفصلہ بنخستہ پس جملہ اعیان ثابتہ گشتند و وجود محمدی عین اول شد کہ لے اَوَّلَ مَا خَلَقَ اللّٰهُ نُورِی و ایں جا بدینی کہ چرا انان کامل بہجوشان عین آمدہ بدانکہ ہمہ بدودیدہ شد و ادسبب وجود ہمہ گشت و ابد علم با الصواب و عندہ ہم الکتاب۔

سوال دوم۔ آنکہ نیز شیخ در فص آدمی گفتہ کہ انان حادث ازلی است و عبارت شیخ آنست فہو الحادث الازلی والنشأۃ اللہ الثبۃ الابدی^۱ معترضان گویند کہ ازین سخن قدم عالم لازم می آید تا شیخ داؤد قیصری ایں عبارت را ہر قدم المواج حل کردہ۔

الجواب۔ مراد عبارت ایں است کہ انسان با وجود خارجی حادث است و وجود علمی آلہی از راجحت کہ آہنی است از لیت زیر کہ ہمیش ہر فہیم و ذکی ثابت کہ جمیع موجودات را در علم حق ثبوتے و وجود علمی است پس ایں صفت ہم بمنجہ اوصاف قدیمہ البیہ خواہد بود و مراد از از لیت لا غیر و خود حضرت شیخ در فص موسوی باین تصریح

لے نخستین چیزے کہ پیدا کرد خدا تعالی نور من بود۔ لے پس دے حادث ازلی است و نشأت

کرده است که **لَا تَبْدِيلَ لِكَلِمَاتِ اللَّهِ** الخ غایت مافی الباب این
 که ازین سخن معلوم می شود که دیگر اشیاء نیز حادث اند بوجود خارجی و ازلی اند
 بوجود علمی ازین چه میبخزد که موجب و بهم متوهم میشود باز مانده این جا سوائے
 و آن این که تخصیص آن ان این جا بعیدت سائر اشیاء در وجود به ثبوت علمی
 ازلی اند جواب آن بهم باند و انت و د خاطر باید بهفت که کو انان افضل است
 از دیگر کمونات چنانکه در قرآن آمده است **لَقَدْ كَرَّمْنَا بَنِي آدَمَ**
وَحَمَلْنَاهُمْ فِي الْبَرِّ وَالْبَحْرِ و در حدیث **إِنَّ اللَّهَ خَلَقَ آدَمَ**
عَلَى صُورَتِهِ آئی علی صورت جمیع اسمائیه و صفاییه پس
 مفهوم شد که جمیع حقائق آلهی موجود است - مگر جواب بالذات که این البتہ
 در وی نیست و جمیع حقائق عالم در د مندرخ است لهذا در عالم صغیر
 نامیده اند و در آن نسخ عالم نیز فرموده پس صورت معلومیہ او در حضرت علم
 آلهی جامع باشد تمامہ صور معلومات تا بشه را پس تخصیص آدم بقدم و ازلیت
 در وجود علمی باین وجه شد مساوات نسبت علمیہ آلهی بسائر معلومات این
 تحقیق را قادیانیت زیرا که تقدم تاخر به نسبت معلومات است باهمدگر
 نہ به نسبت علم با معلومات این است معنی کلام شیخ و نیز فرموده است درین
 عبارت **وَالْكَلِمَةُ الْفَاعِلُ الْجَاهِلَةُ** یعنی انسان کامل کلمہ جامع است
 باعتبار آنکه محیط است بر حقائق علم و جامع روح است - و جسد و خلیفہ حق

۱۰ نیست بجمع تبدیل مر سخنان خدا را

۱۱ و بر آئینہ ساقیم بزرگ فرزندان آدم را و برداشتیم ایشان را در بیابان و در دریا - ۱۲

۱۳ تحقیق الله پیدا کرد آدم را بر صورت خود یعنی بر صورت جمیع اسماء و صفات خود ۱۴

است و خلیفہ جامع آل چیز باشد کہ در خزان مستخلف باشد باقی در کلام شیخ خصوصاً در فتوحات مکیہ کہ از اعظم مصنفات شیخ است، از یہیج جاقدم فرسے از افراد عالم فہمیدہ نمی شود در فتوحات در مواضع متعدده دیدہ شد کہ حضرت شیخ تصریح نمودہ است سجدت ماسوئس اللہ خواہ ارواح باشند خواہ اجسام چون نہ دانستہ شد کہ شیخ رضی اللہ عنہ بقدم عالم قائل نیست. و این عبارت کہ در فص آدمی فرمودہ خود شرح آن در فص موسوی نمودہ است چنانچہ سابقاً مذکور شد. پس معلوم شد کہ علماء کلام شیخ را نہ فہمیدہ اند. و چون محقق شد کہ مذہب شیخ از بہت انسان است بوجد علمی نہ بوجد خارجی پس ابدیت او در وجود اصنافی اُخروی خواہد بود نہ دنیوی.

هَذَا مَا يَسْتَرْ لِي فِي هَذَا الْمَقَامِ وَلَعَلَّ اللَّهَ يَحْدِثُ لِبَعْدِ ذَاكَ
أَمْرًا

سوال سوم شیخ در آن فص فرمود کہ ما وصف حق بہ یہیج وصف نہ کردیم
آلاکہ ما عین آن وصف بودیم و حق تعالی نفس خود را از برائے ما فرمود پس ہر گاہ کہ
ما اور امثالہ کہنیم خود را مشاہدہ کردیم با شہیم دہر گاہیکہ اور امثالہ ما کند مشاہدہ
خود کردہ باشد۔

الجواب چون آفتاب روشن تر است کہ این سخن نہ تنہا شیخ راست

بلکہ یکے از قواعد مقررہ اہل سنت است کہ ایشان قائل با وجود صفات
زائدہ حق سبحانہ تعالی اند و گفتہ اند کہ حیوۃ و علم و قدرت و اودات و سمع صفات

ذات زائدہ بر ذات اند و ہمچنین صفات مازائد اند بر ذات مادیات مانستند و
چون میان مادیات تعالی اشتراک در صفات بودہ است پس اعتبار ما صفات خویش

لہ این است آنچه آسان شد برای من در ہر مقام و شاید کہ اللہ بید کند بعد میں اسے۔

را عین مثابت صفات اور باشد و ہر وصفیکہ بہ آن، اور موصوف کنیم مثلاً حق، سمیع و بصیر گویم آن وصف عین ما خواہد بود البتہ فرق این قدر است کہ آن صفات بذات باری واجب باشند و با ذات ما حادث چنان کہ خود حادث ایم و خود میفرمایند کہ **الْاَوَّلُ وَحْدُوْنِیْ** **الذَّاتِیْ الْخَاصُّ** و چون بدانیستیم کہ نظر کردن با اثر موڈی میگردو بہ معرفت مؤثر و یکے از طریق معرفت حق این است کہ استدلال کند از خلق با خالق و از محدثات با قدیم و از مرکب با رب و از عبد با الہ **س**

• **فَقِيْ كُلِّ شَيْءٍ اِلَٰهَ اَيَّةٌ**

تَدْلُ عَلَى اَنَّهُ وَاحِدٌ **س**

پس چون ما موصوف بصفات حق گشتیم و مظهر او شدیم و صفات حق اعیان شد پس ما وصف حق تعالی نہ کردہ باشیم با صفتی الا آنکہ ما خود عین آن وصف بودہ باشیم بار خدا یا صفت و جوب ذاتی خاص است کہ آن ما را نیست بلکہ آن ذات حق تعالی را راست **وَحَدُّ لَا شَرِيْكَ لَہٗ** مولانا جلال الحق رومی سلام اللہ علیہ درین معنی کہ ما خود عین صفت حقیم غزلی گفتہ کہ مطلعش بمانا این است **س**

ہر کہ ز خور پرست رُخ بنما کہ ہمچنین

ہر کہ ز ماہ پرست بام بر آ کہ ہمچنین

و در بعضی سخنہائے چینی یافتہ ام کہ **اَلْاِنْسَانُ ذَالِکَ الْوُصْفُ** و معنی این چینی باشد کہ ہر وصفیکہ حق تعالی بآن موصوف است و ما اورا بدان وصف یاد کردیم ہماں وصف ما را نیز حاصل است الا وجوب کہ خاص حق راست تعالی شانہ و این سخن شیخ قیاس شاہد بر غائب نہ بود و اگر بہست از قبیل صحیح خواہد بود زیرا کہ غائب این جا

س پس در ہر چیز از وی نشانی است کہ دلالت میکند بر وحدانیت و **س**

غائب بالکلیۃ تہیت بلکہ بوجہ من الوجوہ است یعنی ایس غائب خود حاضر است
غیبت اواز مثال غیبت شمس است باوجود زہور او۔

پس معترض را تکفیر شیخ غنی رسد کہ ایس تکفیر راجع میشود بدیگر اکابر دین دیناً

اللہ تعالیٰ محبتہم واتباعہم ۛ

گر خدا خواهد کہ پردہ کس درد میس اندر طعنہ پاکان زند

در خدا خواهد کہ پوشد عیب کس کم زند در عیب معیوبان نفس

عَنْ أَبِي ذَرٍّ قَالَ قَالَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَآلِهِ وَسَلَّمَ مَنْ

دُعَاةَ جُلَاةٍ بِاِتِّكْفَارٍ أَوْ قَالَ عَدُوِّ اللَّهِ وَلَيْسَتْ كَذَالِكَ إِلَّا عَادَ عَلَيْهِ

متفق در صحیح بخاری و مسلم از ابی ذر رضی اللہ تعالیٰ عنہ مرویست کہ رسول خدا

صلعم فرمود کہ ہر کسے کہ دیگر را بہ کفر نسبت کند یا عدو اللہ گوید و ادھیں نہ باشد

مگر آن کہ قول بر گویندہ رجوع کند و در جامع الفتاویٰ گفتہ یَنْبَغِي لِلْعَالِمِ إِذَا

رَفَعَ إِلَيْهِ ذِكْرَ الْمُؤْمِنِ أَنْ لَا يَتَّبِعَهُ بِتَكْفِيرِ أَهْلِ الْإِسْلَامِ مَعَ أَنَّهُ

يُقَضِّي بِإِسْلَامِهِمْ تَحْتَ ظِلَالِ السِّيُوفِ مِنَ الْمَلْتَقَطِ لَعْنَى لَا تُسْتَأْت

بر عالم را آنکہ بردہ شود پیش او ذکر کسے از مسلمین کہ دارن احتمال کفر باشد در

کافر گفتن جلدی نہ کند باوجود آنکہ حکم کردہ می شود باسلام کسی کے در سایہ شمشیر

سلام آوردہ باشد وَقَالَ فِي فُصُولِ الْعِمَادِ إِذَا كَانَتْ فِي مَسْئَلَةٍ

دُجُوًّا لَا يَتَوَجَّبُ الْكُفْرُ وَرُوحَهُ وَاحِدٌ يَمْنَعُ التَّكْفِيرَ فَعَلَى الْمَطْفِئِ أَنْ يَمِيلَ

إِلَى الْوُجْهِ الَّذِي يَمْنَعُ التَّكْفِيرَ بِحُسْنِ الظَّنِّ بِالْإِسْلَامِ وَدَرْ فُصُولِ

عمادی گفتہ و قبحکہ باشد در مسئلہ چند وجہ موجب کافر گفتن و یک وجہ باشد کہ از کافر

گفتن منع کند پس واجب است بر منقذ آنکہ میل کند بسوئے و جبیکہ از کافر گفتن

مانع باشد برائے گمان نیک بسوئے مسلم و چوں ایس قدر از کاشتی از سراز کار بر آو

نہی ادبیا، مکن واسے برک نیکہ عامہ ہائے تقلید از سر بیرون انداختہ فطرت اصلی
 را سرنگوں ساختہ اند نفی ادبیا، و درویشاں بسیار نمایندہ و ہرچہ بگوش ایشان
 رسد از کار کنند بہ ظاہر نبوت و توابع آن قانع نہ باشند و از خود سخن بیہودہ تراشدہ
 نہ طبع شان گذارد کہ بسر تقلید روندادہ تو فیق شان باشد کہ بوی تحقیق شنوند
 مَدْبَذَیْنِ بَيْنَ ذَا لِكْ لَا اِلٰی هُوَ لَا، وَلَا اِلٰی هُوَ لَا ۱۰

شعر

از بہر فساد و جنگ جمعی مردم کردند بکوی گسہ ہی خود را گسہ
 در مدرسہ ہر علم کہ آموختہ اند فی القبر یضرّہم وَلَا یَنْفَعُہُمْ ۱۱
 تا چند چنین جاہل و ابستہ بودن ہر روز ز روز پیش بدتر بودن
 در بند صفا باش کہ بسیار آبدست بامردم درویش مکرر بودن
 شیخ شہاب الدین بہروردی در رشف میفرمایند کہ تا چراغ فقر فروختہ ام دہ شفا
 سوختہ ام و این نظم اوست .

ذَكَوْ قُلْتُ لِلْقَوْمِ اَنْتُمْ عَلٰی شَفَا حُفْرَةٍ مِنْ كِتَابِ الشِّفَارِ ۱۲
 مگر بہود خود ایدل ز در دیگر کز در عاشق نہ شود بہ بہاد وائے حکیم
 پنچہ گو تنگ دل از کار فرد بستہ مباش کز دم صبح مدد یابد و الفاس نسیم
 دام سخت است مگر یار شود فضل خدا در نہ آدم نہر دھرفہ ز شیطان رحیم کسے از
 ہوا جنس نفسانی دوساوس شیطانی بنجات دارد کہ طفل مکتب و عَلَمُكَ مَا لَمْ

۱۰ مترد در میان این دآں، نہ بسوے ایناں اند نہ بسوے آناں .

۱۱ در قبر ضرر خواہد شالی با و نافع نخواہد بود .

۱۲ بسیار گفتم برائے قوم کہ شما بر کنار مفاک بستید یعنی از کتاب شفا .

تَكُنْ تَعَلُّمَ وَكَانَ فَضْلُ اللَّهِ عَلَيْكَ عَظِيمًا ۖ بَاشِدْ وَاشْكُ نِيَا زَبْر
خاکِ رَاہِ سَا لُکَانَ مَسَالِکِ طَرِیقَتُ مَالُکَانَ مَمَالِکِ حَقِیْقَتِ بَاشِدْ ۛ

بہ قیاسات عقل یونانی نہ رسد کس بہ ذوق ایمانی
عقل خود کیست تا بہ منطق درائے راہ برو تا جناب پاک خدائے
گر بہ منطق کے دلی بودی شیخ سینا ابو عیسیٰ بودی
چشم عقل از حقایق ایمان ہرست چون چشم اکہ از الوان
از چہ کہ در طریق تصوف انوار آہی و فیوض نامتناہی است و معرفت اشیائے
لکاہی از ماہ تا ب ماہی حضرت شیخ قدس سترہ در باب ہفتاد و سیوم از فتوحات
گوئد کہ شیخ ابو یزید با ابو موسیٰ دیمی گفت کہ اے ابو موسیٰ چون بیابی تو کسی
را کہ ایمان بہ سخن اہل حق داشتہ باشد التماس کن کہ برائے تو دعا کند از برائے
آنکہ دعائے اولاشبہہ مستجاب است۔

ۛ تا چند طریق جاہ و شمت طلبیم بر خیز کہ مفتاح سعادت طلبیم
تا باطن ماز فیض معسور شد از باطن اہل فقر بہمت طلبیم
تو از موسیٰ فاضل تر نہ خواہی بود بہ بیس اورا با خضر چہ صورت ہار و نمود و گفتہ اند
کہ کمال علماء محافظت زبان باید کردہ و پیش سلاطین محافظت چشم و پیش ادبیا
محافظت دل اگر ایشاں میل بہ بال کند برائے راحت اہل فقر باشد کار مخصوص
با ایشاں ست خواہ کج باشد خواہ راست رِجَالٌ لَا تَلْهِیْہِمُ بَیْعَارَةٌ وَلَا
بَیْعٌ عَنْ ذِکْرِ اللَّهِ وَبَیْعَارُ زَرْقَنْہُمْ یُنْفِقُونَ گاہے آب بہ قوت از سر
چشمہ جوشد و گاہے آب بروافتد کہ گذارد کہ آب بہ چشمہ راہ یابد نور یقین بشا بہ

ۛ د آموختہ است ترا آنچہ نمی دانستی، و بہت فضل خدا بر تو بزرگ۔

اللَّهُمَّ اغْفِرْ لِكَا تِبَہ۔

آن آب است و دل عارف بشارت دنیا بہ منزلہ کاه با امام احمد غزالی قدس سرہ
گفتند تو خود را درویش پنداری و چند طویل اسپ و اشتهرداری فرمود من میخ طویل
در گل زده امام نہ در دل سے ہاں اللہ لا یَنظُرُ اِلٰی صُوْرَتِکُمْ وَ لَا اِلٰی اَعْمَالِکُمْ
وَ لٰکِنْ یَنظُرُ اِلٰی قُلُوْبِکُمْ وَ نِیَّاتِکُمْ الْقَصْدُ بِطَوْبِهَا نَفِی درویشان
جمالت صرف و ضلالت محض است اگر غیڈانی کے را ازیں چہ نقصان تو از کمال
خود بازی مانی لیکن چوں ملحد بہ صورت مواعدی برائید و زندیق بہیات صدیق
می نماید تمیز میاں ایں طوائف مشکل است و طالبان صادق را ازیں تمیز خون
دردل است۔

بیت

نہ ہر کہ چہرہ بر افروخت دلبری داند نہ ہر کہ آئینہ سازد سکندری داند
ہزار نکتہ بار یکترز مو اینجا است نہ ہر کہ سر بہ تراشہ قلندری داند
غلام ہمت آن رنند عافیت منوم کہ در گدا صفت کیمپ گری داند
و چون کلام بدین مقام رسید لا جرم خمش کشتہ و باز لبواد فگارش جواب تفصیلی
و دیگر می پردازم باید دانست کہ باری دوستم اندیکے ثبوتے مثل حیوۃ و علم و قدرت و
دیگر سببی سے لیس بجسمہ و لا جوہر و لا عرض و لا ثبات ہر
دو نوع موجود است زیرا کہ شے مادام کہ متصور نہ شود نفی و اثبات او ممکن نیست
گاہے تصور حیات میکنم کہ در خود و امثال خود می یابم بعد ازاں آں حیات را برائے
حق اثبات کنم بریں قیاس سائر صفات ثبوتی اند پس ایں صفتیکہ برائے حق اثبات کردیم

لے بہ تحقیق خدا نمی بیند بسوی صورتہائے شما، و نہ بہ طرف اعمال شما۔ و لیکن می بیند

بسوی قلوب شما و نیات شما ۱۲

لے نیست جسم دہ جوہر و نہ عرض و غیر آن ۱۳

شامل صفات ماست در حقیقت اگرچہ در لوازم مختلف اند و آن معنی و صفات
سببی ظاہر تر اند مثلاً جسم را تصور کنیم و بدانیم کہ ممکن الوجود است پس از واجب
الوجود سلب کنیم پس سخن بیشخ راست تر و بہ صواب نزدیک تر است اگرچہ صفات
ما حالات اند و صفات او قدیم این حدوث و قدم چیزے دیگر است و صفے دیگر درست
شدند معنی حدیث **إِنَّ اللَّهَ خَلَقَ آدَمَ عَلَى صُورَتِهِ** بے تشبیہ۔

سوال اگر کسی کہ جماعتے از مشایخ و علماء گفتہ اند کہ اطلاق صفات
بثوئیہ بر حق و انسان بہ یک معنی نیست بلکہ اشتراک بمجرد لفظ است۔

جواب گوئیم کہ مراد ایشان آنست کہ صفات او چون صفات انسان
عرض نیستند کہ در ہر زمانے متحد دشوند بخلاف صفات انسان کہ آہنا عارض اند
حادث لا جرم ماہیۃ شخصہ آن افراد از صفات حق غیر ماہیۃ افراد الہیانیہ باشد
و اگر این مراد نیست لازم می آید کہ ما از برائے حق صفاتی ثابت کنیم مطلقاً و
تصور ادب و بھی از وجوہ نہ کنیم و از میں معنی جہل ما بہ صفات لازم می آید حالانکہ علم
و غیر ماہ در واجب و ممکن یکیت بدیہیہ و از میں جہت است کہ صوفیہ گوئند کہ
پہچ چیز از حق جدا نیست و پہچ ذرہ بے نور خدا نیست یعنی شنوی کہ میفرماید **لَا مَا**
يَكُونُ مِنْ شَيْءٍ ثَلَاثَةٌ إِلَّا هُوَ أَيْبَعْلَهُ دِيْفَرْمَايْدُ لَهُ لَقَدْ كَفَرَ
الَّذِينَ قَالُوا إِنَّ اللَّهَ ثَالِثُ ثَلَاثَةٍ احاطہ ذاتی بہ جمیع ارواح و اشباح در در
و در زمین استعداد ہر موجود بذات خود تخم ہستی کا رود **لَهُ إِنْ شَاءَ فَيَمْرِيْہِ**
مِنْ لِقَاءِ رَبِّہِ الْآلَاءُ بِكُلِّ شَيْءٍ مُّخِیْطٌ ۵

۱۔ نمی باشد با یک دیگر و از گفتن سہ شخص خدا تعالی جہدیم ایشان است۔
۲۔ ہر آئینہ کا فر شد کہ سانبکہ گفتند خدا سہ کس است۔
۳۔ نگاہ شوہر آئینہ ایشان در شبہ اند از طرف ملاقات پروردگار خویش۔ آگاہ شوہر آئینہ خدا بہر چیز

در ذات و صفات ہر کہ را باشد سیر ہرگز نبود در نظرش صورت غیر
 در مشرب او یکے شود باوہ و آب در مذہب او یکے بود سجد و دیر
 اَیْنَمَا تَوَلَّوْا فَثَمَّ وَجْہُ اللّٰہِ اِنَّ اللّٰہَ وَاسِعٌ عَلِیْمٌ وَهُوَ مَعَكُمْ اَیْنَما کُنْتُمْ
 وَنَحْنُ اقْرَبُ اِلَیْہِ مِنْ جَبَلٍ اُوْرِدُ وَنَحْنُ اقْرَبُ اِلَیْہِ مِنْکُمْ وَلَکِنْ لَا تُبْصِرُوْنَ
 دست او طوق گردنت جانت سر بر آورد از گسریات
 تو نزدیک تر ز حسل درید تو در افتادہ در ضلال بعید
 چند گردی بہ گرد بر سر کوفی ورد خود را بود اسم از خود جوی
 شیب و بالا و پیش و پس منکر در کس اندر رہ گریاں سر
 زرد بان پانہ سراجہ غیب^۱ بست از دامن تو پارہ جیب
 وَفِی الْفُتُکُمْ اَفْلاَ تَبْصُرُوْنَ مَنْ شَعَرَ نَفْسَهُ فَقَدْ عَرَفَ رَیْبَهُ

عاشق دیدار از دل پر تاب ہنرت حق تعالی اندر خواب
 دامنش را گرفت آن غنیمت خور کہ نہ دارم من از تو دست و گر
 چوں در آمد ز خواب خوش درویش دید محکم گرفتہ دامن خویش

۱ ہر سو کہ رو آرید ہمہ جا است روئے خدا تعالی ہر آئینہ خدا فراخ نعمت است و دانا است۔

۲ اد بمراد شما است ہر جا کہ باشید۔

۳ ما نزدیک تر ایم بادی از رگ جان۔

۴ ما نزدیک تر ایم با او بہ نسبت شما لیکن نمی

۵ شیب بمعنی شیب۔

۶ سراجہ بمعنی خانہ کوچک۔

۷ کسیکہ شناخت نفس خود را پس بہ تحقیق شناخت رب خود را۔

ترمذی روایت کنند از ابو ہریرہ کہ نبی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم الذی نفس محمد بنی
 فَوَافَكُمْ وَكَيْتُمْ بِجَبَلٍ إِلَى الْأَرْضِ لَسْتُ عَلَى اللَّهِ بِسِوَا مَنْهُ هُوَ الْأَوَّلُ وَالْآخِرُ
 وَالظَّاهِرُ وَالْبَاطِنُ وَهُوَ بِكُلِّ شَيْءٍ عَلِيمٌ

گفت پیغمبر صراج سرا بنیت بر معراج یونس اجنب
 آن من بر چرخ آن ادبشیب ز آنکہ قریب حق بردن است نجیب
 قرب نے بالا ز پستی رفتن است قرب حق از قید ہستی رستن است

حضرت نجم الدین کبردی گوید کہ غائب شدم و حضرت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم پاک
 را دیدم گفتم یا رسول اللہ چیست معنی رحمان فرمود الذی علی العرش استوی پس
 گفتم چیست معنی رحیم فرمود کان با طومینن رحیماً حجاب میاں تو
 و حق نہ آسمان است دنہ زمین حجاب ہستی مہبوم است کہ تو بخود نسبت میکنی

ایدل چہ ہرزہ گرد مردم سردی تاروشن و پیر صفا چو اجسم گردی
 چیزے ز تو گم بنیت کہ آنرا طلبی ز ہنس دریں کہش کہ خود گم گردی
 اگر تو نہ باشی او باشد و بس تعالیٰ و تقدس لا یزال العبد یتقرب إلیہ بالنوافل
 آہ بقدر غیبتی تو ہستی حق ظاہری شودی بیتی کہ در رکوع سبحان ربی العظیم

۱۔ قسم بذاتکہ نفس محمد بہ قبضہ قدرت و یست کہ اگر شما دآرید بندید رہن بسوئے طبعہ
 زیریں زمین ہر آئینہ فرود آید بر خدا۔

۲۔ دوست نختین ہمہ دوست آخر ہمہ دوست آشکارا دوست پنہاں دادہر چیز دانا است
 ۳۔ کسیکہ بر عرش قرار گرفت۔

۴۔ وہست بر مسلماناں مہربان۔

۵۔ پاک است و برتر مادایکہ بندہ قرب جوید بسوئے من بذریعہ
 نوافل۔

و در سجود سُبْحَانَ رَبِّكَ اَكْبَرُ عَلٰی سَہ

خواہم کہ شوم پاک دزبستی برہم یا بم رہ معراج دزبستی برہم
 اُبردے حبیبِ رکن قبلہ خویش باشد کہ زعجب د خود پرستی برہم
 حضرت شیخ سعد الدین حموی سوار بود و برد و خانہ رسید داسپ او از آب منی گذشت
 امر کرد کہ آب را تیرہ سازند و بہ گل آلودہ کنند اسپ در حال بگذشت فرمود تا خود
 را می دید ازین دادی عبور منی کرد سہ ۔

از بستی خویش گر تو غافل نشوی ہرگز بمراد خویش واصل نشوی
 از بحر ظہور تا بہ ساحل نہ شوی در مذہب اہل عشق کامل نہ شوی
 هَكَذَا سَمَحَ بِمَخَاطِرِيْ ۔

سوال چہارم

حضرت شیخؒ در فضیلت بیان بعضی از علوم کردہ گفتہ
 است کہ نسبت این علم الا از برای خاتم رسل و خاتم اولیاء دینی بیند بچسب این
 علم را از انبیاء و رسل از مشکوٰۃ خاتم الرسل صلوٰۃ اللہ علیہم اجمعین دینی بیند
 پنج کس این علم را از اولیاء الا از مشکوٰۃ خاتم اولیاء حتی آنکہ خاتم رسل منی بیند
 این علم را کہ ہر گاہ کہ بیند الا از مشکوٰۃ خاتم اولیاء پس خاتم رسل از حیثیت ولایت خود
 منی بیند آنچه ذکر کردیم الا از مشکوٰۃ خاتم اولیاء پس خاتم رسل از حیثیت ولایت
 خود نسبت او بنجاتم ولایت نسبت انبیاء است در رسل با او ہم در آن فص فرمود کہ چون
 پیغمبر صلی اللہ علیہ و آلہ وسلم پاک نبوت را بدیوار سے از خشت خام تشبیر کرد و آن
 دیوار تمام شد مگر جلے یک خشت و پیغمبر صلی اللہ علیہ و آلہ وسلم آن خشت بود پس دیوار
 نبوت با او کامل شد اما از دسے دو خشت کم می بیند و آن خشت زبر و نقرہ است

وَأَنَّ دُخْشْتَ بَكِي زُرَاسْتِ دِيكِي نَقْرَه . وَخَاتَمِ اَدِلِيَا خُود رَا دَر مَوْضِعِ اَن دُخْشْتَ
مَنْطَبِعِ مِي بِيَنَد . پَس دِلَوَار بَا دَتَمَامِ شُد . وَ سَبَبِ دِيْدِنِ اَو دُخْشْتَ اَن سَت كِه —
اَو تَابِلِ شَرَعِ خَاتَمِ رُسُلِ اَسْت وَ ظَاهِرِ اَو سَت مَوْضِعِ خَشْتِ نَقْرَه وَ چِيْنِ

خَاتَمِ اَدِلِيَا شَرَعِ خَاتَمِ رُسُلِ رَا اَز حَقِّ بِي طَرِيقِ اِلِهَامِ مِي گِيَرِ دِچِنَا پَنجِه جَبْرِئِلِ عَلِيْهِ السَّلَامِ
مِي گِرَفْتِ بَرِ آيِنْدِه اَن مَوْضِعِ خَشْتِ زُرَبَاشْتِ دَر بَاطِنِ وَ بِيَمِ دَر اَن فَوْصِ فَرْمُودِه كِه اَيْنِجَا
اَيْنِجَا نَكِه خَاتَمِ اَلانْبِيَا بَنِي بُودِ وَ اَدَمِ مِيَاں اَبِ دِگَلِ بُودِ خَاتَمِ اَدِلِيَا ، نِيَز دِلِي بُودِ
اَدَمِ مِيَاں اَبِ دِگَلِ وَ دَر فِتَوَحَاتِ چِنْدِ جَانِ قَضَرِ كَرْدِه كِه مَن خَاتَمِ اَدِلِيَا ، اَمِ وَ بِيَمِ فَرْمُودِ
كِه دَر وَاقِعِ كَعْبَةِ شَرِيفِ رَا دِيْدِمِ كِه اَز خَشْتِ بَاشِ زُرِ دِنَقْرَه بِنَا كَرْدِه شُدِ وَ دُخْشْتَ
نَاقِصِ بُودِيكِي اَز زُرِ دِيكِي اَز نَقْرَه وَ خُود رَا دَر اَن مَوْضِعِ مَنْطَبِعِ دِيْدِمِ اَن كِه دِلَوَار
بِي مَن تَمَامِ شُدِ عِلْمَانِ قِيْشَرِي بَرِ شَيْخِ اَن كَارِ عَالَمِ كَرْدِه اَن دِ وَ كَفْتَه اَن دِ كِه رُسُلِ
چِگونِه اَز مَشْكُوه خَاتَمِ اَدِلِيَا ، بِيْعِضِ گِيَرِنْدِ وَ بَا دِ مَحْتَاجِ شَدِنْدِ وَ چِگونِه شَيْخِ
خَاتَمِ اَدِلِيَا ، بَاشْدِ وَ حَالَانَكِه بَعْدِ اَو اَدِلِيَا مِي بِي شَمَارِ آ مَدِنْدِ وَ چِگونِه شُودِ كِه رَسْتِ
خَشْتِ نَقْرَه بَاشْدِ وَ دِلَايْتِ خَشْتِ زُرِ دِ چِگونِه خَاتَمِ اَدِلِيَا ، دِي بُودِ وَ اَدَمِ عَلِيْهِ السَّلَامِ
مِيَاں اَبِ دِگَلِ .

الجواب

اَوَّلًا بِتَعْرِيفِ نُبُوْتِ دِلَايْتِ مِي پَرِ دَا زِمِ بَعْدِ اَز اَلِ جَوَابِ
سَوَالِ مِي زَكَارَمِ . لَعَنَ قَالَ اللّٰهُ لَعَالِي يَا بَيْتَهَا النَّاسُ قَدْ جَاءَكُمْ
الْحَقُّ مِنْ رَبِّكُمْ فَمَنْ اهْتَدَىٰ فَاِتْمَا يَهْتَدِىْ لِنَفْسِهِ وَمَنْ ضَلَّ
فَاِنَّمَا يَضِلُّ عَلَيْنَهَا وَمَا اَنَا عَلَيْكُمْ بِوَكِيْلٍ هُ مُشْكِلَانِ كُوِيْنْدِ كِه نَبِيُّ النَّاسِ

لَعَنَ حَقِّ تَعَالٰی مِي فَرَايِدِ كِه بَجَوَامِي مَرْفَعَانِ آمَدِه اَسْت بِه شَمَادِ حَقِّ رَاسْتِ اَز پَرِ دِوِگَارِ شَمَا . پَس
اَمْرِ كِه رَا يَافْتِ جَزَايِ بِيَسْتِ كِه رَا هِ يَافْتِ بَرَايِ خُودِ وَ هَرِ كِه گِرَاهِ شُدِ جَزَايِ بِيَسْتِ كِه
گِرَاهِ مِي شُودِ بِيَزَايِ خُودِ بِيَسْتِ مَن بَرِ شَمَانِگِيَانِ ۱۱

است کہ خدا اور برا نگینتہ باشد برائے رسانیدن آنچه باو وحی شدہ و رسول نبی
کہ صاحب کتاب یا ناسخ بعضی از حکام شریعت سابقہ باشد و اولوا العزم جمیعہ
بعد از تبلیغ رسالت مامور بودہ اند بقتال و جہاد۔

وَفِي الْبَابِ الرَّابِعِ عَشَرَ مِنَ الْفَتْوَحَاتِ النَّبِيُّ هُوَ الَّذِي بَأْتِيَهُ
الْوَحْيُ مِنْ عِنْدِ اللَّهِ. يَتَضَمَّنُ ذَلِكَ الْوَحْيُ شَرْيْعَةً يَتَعَبَّدُ بِهَا فِي نَفْسِهِ
فَإِنْ بُعِثَ بِهَا إِلَى غَيْرِهِ كَانَ رَسُولًا ۝

معنی در رسول و نبی فرق نہ کردہ اند چنانچہ ملا سعد الدین قناری در شرح
مقاید نوشتہ است و صوفیہ گویند نبوت را کہ اخبار است از ذات و صفات
و اسماء و احکام آسمانی اگر با سیاست است تشریعی است و اگر نہ تفریعی
و قیصری در شرح فصوص گویند نبی آنست کہ مبعوث باشد بہ خلق تا ہدایت
ایشان کند بکمالیکہ در حضرت علیمہ برائے ایشان مقرر شدہ اند باقتضاء استعداد
ایمان ثابتہ ایشان خواہ آن کمال ایمان باشد غیر آن چنانچہ حضرت رسالت
الوحیل را بہ کمالیکہ بہ حسب اقتضائے بود رسانید ۛ

وَرَاكَ خَائِدٌ عَشَقَ اَزْكَرْ نَاكَزِيرِ اَشْ كَرَا بِسَوْزِ دُكَرْ بُولَهَبْ بَا شَد
دَرِ كِشْ عَشَقْ بَا زَاں فَضْلْ وَ تَشْرِ بَرَنْدِ اِيْجَا لَنْبْ نَزْ كَنْجْ اِيْجَا حَبْ نَبَا شَد
و حاکم حقیقی حقیقتہ محمدی است کہ نبی حقیقی و قطب ازلی و ابدی است ۛ
كُنْتُ بَنِيَّادُ اَدَمَ بَيْنَ الْمَاءِ وَالطِّينِ - وَ اَدَمُ رَمَى دُونَهُ تَحْتَ

ۛ در باب چهار دہم از فتوحات است کہ نبی آل کس است کہ بیاید و بے را وحی از نزد
خدا تعالی متضمن باشد آل وحی شریعت را کہ عبادت کنند بان در ذات خود پس اگر مبعوث
شد بان بسوئے غیر باشد وی رسول ۛ

ۛ بودن من نبی در آنجا لیکہ بود و آدم میان آب و گل ۛ

لَوَالِي ۱۔ اَنَا سَيِّدُ دُنْيَا آدَمُ وَلَا فَخْرٌ لِّكَ وَكَانَ مُوسَى حَيًّا مَا
وَسِعَتْهُ إِلَّا ابْتِغَاءً ۲۔ وایں حدیث اشارت بہ آنت کہ آنحضرت بہ منزلہ علت
غائی ایجاد عالم و آدم است ۳۔ لِأَنَّ الْغَايَةَ أَوَّلُ الْفِكْرِ وَآخِرُ الْعَمَلِ ۴۔ معنی کلام
آنت کہ نبوت من بہ سبب آنکہ موجب ایجاد عالم و آدم ام مقدم است بر خلق
آدم در مرتبہ تقدیر چنانچہ جلوس سلطان در تقدیر بنجا مقدم است بر اجزائے سر
و بعضے گویند کہ روح آن سرور در عالم ارواح مکمل ارواح بود بنا بران روح آن
سرور مقدم است در نبوت آدم عالم اجسام ۵۔

حسن خلق و وفا کس بہ یارمانہ رسد ترا دریں سخن از کار کارمانہ رسد
ہزار نقش ، آید ز کُلِّ صَنعِ یکے بہ دلپذیرے نقش نگارمانہ رسد
از ابن عباس رضی اللہ عنہما پرسیدند کہ میں چیت فرمود کہ جبَلٌ بِمَكَّةَ سَمَّانٌ
عَلَيْهِ عَرْشُ الرَّحْمَنِ ۶۔

۱۔ اے آنکہ محبتان تو محسوبانند عشاق تو از ہر طرف خوبانند
جیہکے ربودہ جمالت شدہ اند در مذہب اہل عشق مجذوبانند
و سائر انبیاء کہ ظاہر شدہ اند حاکم میان مظاہر بودند اسماء و ہر اسم را مظهریت
در خارج کہ محبوب دوست و مظهر اسم اللہ حقیقت محمدی است و حاکمیت اذ

۱۔ د آدم و ہر کہ سوائے دوست ز بر رایت من است۔

۲۔ من سرور اولاد آدم ہستم و بہت فخر ہیں۔

۳۔ اگر موسیٰ زندہ بودے ، اورا بجز متابعت من گنجائش نہ بودے۔

۴۔ کہہ زبرا کہ علت غایت در فکر اول است و در عمل آخر۔

۵۔ کہہ بود در مکہ کہ بود بروے عرش رحمانی ۱۲۔

رَحِيتَ وَلَكِنَّ اللَّهَ رَحِيْمٌ يَدُ اللَّهِ فَوْقَ أَيْدِيهِمْ ۖ مُرَادُ اللَّهِ
یہ رسول اللہ است چنانچہ در کشف باین معنی واقع شدہ است

ملک در سجدہ آدم زمین بوس تو نیست کرد
کہ در حسن تو چیزی یافت بیش از حد انسانی

و ادبہ نیات حق تعالی و خلافت او مرئی ظاہر و باطن است و ایں تصرف تام و

انعام عام باعتبار حقیقت ادست و اما باعتبار بشریت بعد محتاج است

۳ قُلْ إِنَّمَا أَنَا بَشَرٌ مِّثْلُكُمْ يُوحَىٰ إِلَيَّ وَأَنْتُمْ عَلَّمْتُ بَأْمُودِكُمْ إِنَّا
وَقَالَ أَنَا إِنِّي امْرُؤٌ تَآكُلُ الْقَدِيرَ لَا تَفْضِلُونِي عَلَىٰ يُونُسَ ابْنِ مَيِّ

د ایں حقیقت در بر زبان بصورتی مناسب اہل آن ظاہری شود و کُلِّ

قَوْمٍ هَادٍ وَاِنْ مِنْ أُمَّةٍ إِلَّا خَلَا فِيهَا نَذِيرٌ۔ و در آخر با کمال

صور ظاہر گشت و نبوت تشریعی با د ختم شد

ای قصہ بہشت ز کویت حکایتی شرح جمال حور ز رویت روایتی

انفاس عیسیٰ از لب لعل لطیف آپ خضر ز نوش دہانت کنایتی

و ہمہ بہ تبعیت او ہدایت می نمودند و ابواب عنایت بر روی ہر کہ و ہمہ می کشودند

ناظر رئے تو صاحب نظرے نیست کہ نیست

بویے گیسوئے تو در باج سرے نیست کہ نیست

و طباع سلیمہ بردین اور مجبول اند فَاقْتَرِدْ وَجْهَكَ لِلدِّينِ حَنِيفًا ۚ

۱۰ تو یا محمد نیفگندی دقتی کہ افگندی و لیکن خدا افگند۔

۱۱ دست خدا ہست بالائے دست ایشان۔

۱۲ بگو جز ابن نیست کہ من آدمی ام مانند شما۔ وحی فرستادہ می شود بر من۔

محققان گویند که وجہ اطلاق امی برو آنست که می منسوب است بام الکتاب
 ستاره بدر خشید و ماه مجلس شد : دل رمیده مارارفتی و مونس شد
 نگار من که بکلب رفت و خط نه نوشت به غمزه مسدود آموز صد مدرس شد
 و تا منی عینه در شرح مختصر ابن عاصم گوید : قَدْ اخْتَلَفَ فِي أَنَّ الرَّسُولَ
 صَلَّيْهُ قَبْلَ الْبَعْثَةِ هَلْ كَانَ مُتَعَبِّدًا بِشَرِيعِ أَمْرًا وَلَا مُخْتَارًا أَنَّهُ
 كَانَ مُتَعَبِّدًا أَفْقِيلَ بِشَرِيعِ نُوحٍ وَ قَيْلَ بِشَرِيعِ إِبْرَاهِيمَ
 وَ قَيْلَ بِشَرِيعِ مُوسَى وَ قَيْلَ بِشَرِيعِ عِيسَى وَ قَيْلَ مَا قَبَّتْ
 إِنَّهُ بِشَرِيعٍ وَ مِنْهُمْ مَنْ مَنَعَ عَنْهُ وَ تَوَقَّفَ النَّظَرَ إِلَى انْتِهَى
 جاء زلف تو با هر گلی حدیثی خواند رقیب که ره غماز داد در حرمت

و ولایت در لغت قرب است و در عرفی تخلق با خلاق الٰهی و فناء بعد البقاء
 و حصول الجود بنوٲ ظاہر است زیرا کہ اختیار است و ولایت باطن زیرا کہ
 انکشاف است و ماخذ بنوٲ بنی ولایت است و ماخذ ولایت ولی بنوٲ
 بنی است و رسول اکمل از نبی است زیرا کہ رسول جامع کمالات ثلثه است ولایت
 و بنوٲ و رسالت و نبی جامع و موکمال بنوٲ ولایت و ولایت چار قسم است
 اول ولایتی که باطن بنوٲ مطلق باشد ثانی ولایتی که مقید بر بنی باشد ثالث
 ولایتی که مطلق باشد بر بنی را و آن در محمد مشکوٰۃ اقتباس ولایت انبیاء
 است و در دیگر انبیاء مشکوٰۃ اقتباس ولایت اولیاء است رابع ولایت
 مطلق عام است که مخصوص به بنوٲ بنیت و بر یک را خاتم است و این
 ولایت محمد سہ قسم است نوع اول که جامع باشد میاں تصرف در عالم بحسب
 معنی چنانکہ قطب رومی باشد نوع دوم بحسب صورت چنانکہ سلاطین رومی
 باشد و آن دو نوع است نوع اول آنکہ مقرون به خلافت بود نوع دوم آنکہ

مقرّون خلافت نہ بود نوع سوم آنکہ جامع نہ باشد میاں تصرف صوری و معنوی
 باشد و بہ خلافت مقرّون بود علی مرتضیٰ است زیرا کہ او آخر خلفائے راشدین
 است لہ و ذکر لہ امام الحافظ ابن عساکر فی تاریخ دمشق فی
 ذکر حمز بن الخطاب عن النسائی أنّه قال قال لی علی بہوت رسول اللہ
 یقول أنا خاتم الانبیاء و انت یا علی خاتم الاولیاء۔

و ابن عساکر از کبار محدثین اہل سنت و جماعت ست۔

و این را خاتم بگیر گویند و لهذا علیؑ فرمود کہ اہل کتب اربعہ جمع شوند حکم کنم بر بریک

از ایشان بہ کتاب او خاتم نوع دوم کہ جامع باشد میاں تصرف صوری و معنوی
 و مقرّون بہ خلافت نہ باشد بہدیّ از نسل آنحضرت است و سید علی ہمدانی
 رحمۃ اللہ علیہ در حل فصوص میفرماید کہ خاتم ولایت مقیدہ محمد بہ مرتبہ قلب محمد رسد
 و خاتم نوع سوم کہ جامع نہ باشد میان صوری و معنوی بلکہ تصرف معنوی داشته
 باشد و مقرّون بہ خلافت نہ بود شیخ بزم خود است شیخ موید الدین بخندی دہ
 شرح فصوص گوید کہ شیخ در اوّل محرم در اشبیلیہ از بلا دانند بس بہ خلوت
 نشست و نہ ماہ طعام نہ خورد و در اوّل عید ما مور شد بہ بیرون آمدن و بیشتر
 شد بانکہ خاتم ولایت محمدیہ است و ہم در شرح فصوص گوید۔ من

دلایل ختمیہ آنہ کان بن کفنیہ مثل الموضع الذی کان لبیننا محمد صلی اللہ علیہ و آلہ و سلم
 علامۃ إمامۃ إلی ات ختمیۃ النبوة ظاهرة و ختمیۃ الولاية باطنیۃ انفعالیۃ شیخ در فتوح
 میفرماید: انا ختم الولاية دون شک بواری الہاشمی مع المسیح

و ہم میفرماید: و لنا انا فی الحق لیلۃ مبشرا
 و قال لمن قد کان فی الوقت حاضرا
 بانی ختام الامر فی غرة الشهر
 من الملائ الا علی و من عالم الامر

أَلَا فَانظُرْ أَفِيهِ فَاِنَّ عَلَامَتِي عَلَى خَتَمِي فِي مَوْضِعِ الضَّرْبِ بِالْظَّهْرِ
وَأَنَا وَارِثُ الْأَشْكَاءِ عَلِمَ مُحَمَّدٌ وَقَدْ نِلْتُ فِي السِّرِّ مَعْنِي وَفِي الْجَهْرِ
وَالِي لَاخَتَمِ الْأَنْبِيَاءِ مُحَمَّدٌ خَتَامُ اخْتِصَاصٍ فِي الْبَدَاةِ وَالْخَتْمِ

وایں را خاتم صغیر گویند و در فتوحات در فصل سیزدهم در جواب سوالات حکیم ترمذی
و در فصل چهاردهم ایں بیان مستوفی ایزاد کرده است مضمونش آنکه ولایت بر
دو قسم است مطلقه و مقیده ولایت مطلقه آن صفتی است که بذات حضرت
اللہ راست کہ اِنَّ اللّٰهَ هُوَ الْوَلِيُّ الْمُحْسِنُ کہ منظر آن در عالم ملک عیسی علیہ السلام
است کہ خاتم ولایت وے شود و بعد از دے دلی نہ باشد آخریت با ولایت پیوند و
وصفت بموصوفی حقیقی خاص گردد و قیامت بر خیزد و ولایت مقیده نیز صفتی است
آلہی از ان روے کہ مستند است بہ انبیاء و اولیاء و قوام ایں مقیده بآن مطلق
است یعنی فیض امت کہ از مطلق احدیت باشخاص انبیاء و اولیاء فائض میگردد و
آن مطلقہ کلمہ در مقیده جزو یہ بوجہی جزو یہ ظہور میکند و ظہور ایں فیض در مقید بہ حسب مرتبہ
صاحب است پس ولایت مقیدہ محمدی اتم و اکمل ولایت سائر انبیاء و اولیاء
باشد چرا کہ او بہتر و مہتر جمہ آمد و نبوت جمہ انبیاء بہ ولایت ایشان کہ در تحت
نبوت ولایت محمدی است چون نور کو اکب در تحت نور آفتاب و ولایت اولیاء
مندرج است در تحت ولایت انبیاء چرا کہ ایشان افضل و اکمل اند از اولیاء
پس ولایت محمدی بہ نسبت با ولایت انبیاء بمشابہ مطلقہ بود و باز ولایت دیگر
انبیاء بہ نسبت با ولایت اولیاء بمشابہ مطلقہ بود و ہر یک از ایں ولایت مطلقہ و
مقیدہ محمدی و دیگر انبیاء متضمنی منظر است کہ ختم آن مطلق و مقیدہ در آن منظر بود در
عالم ملک شیخ می گویند کہ من خاتم ولایت مقیدہ محمدی ام و مہدی آخر الزمان کہ از نسل
رسول است خاتم ولایت مطلقہ محمدی باشد پس نتیجہ ایں دہد کہ شیخ در ولایت بہ

مرتبہ قلب محمدی رسیدہ بود و بعد از دوسے پنج ولی بہ مرتبہ قلب محمد صلی اللہ علیہ وسلم نہ رسد و ایں معنی بروے ختم شد۔

ولیکن ولایت دیگر انبیاء ختم نہ شد و ایشانرا وارثان ہستند کہے باشد کہ در ولایت بہ مرتبہ قلب ابراہیم یا موسیٰ یا عیسیٰ علیہم السلام رسد تا زمان ظہور و نزول عیسیٰ ایں طائفہ باشند۔ لیکن عیسیٰ نزول کند و ولایت ظہور کند و ہر ولی کہ در زمان دوسے بود در گذرد و ختم ولایت شود۔ تا قیامت بر خیزد و شیخ در اول فتوحات گوید کہ در مکہ شفعہ کہ مرابود باروح محمد صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم برابر خاتم ولایت مطلقہ پیش نمود۔ یعنی عیسیٰ علیہ السلام کہ در پس قفا نقش ختم ولایت میداشت محمد صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم بونی گفت کہ ایں پسر تو دخیل تو دعدیل تو است۔ پس نہ دانستم کہ من خاتم ولایت مقیدہ محمدی ام و او خاتم ولایت علی الاطلاق چرا کہ عدیل مساوی بود چوں ازاں

مکاشفہ باز آمدم تعبیر آن ہمہ ایں کردم کہ من ختم ولایت محمدی ام بہجت تحقیق ایں تعبیر با مشائخ از ماں ایں واقعہ بہ گفتم و نہ گفتم کہ بینندہ آن واقعہ کیست مشائخ جملہ تعبیر بایں کردند کہ ایں بینندہ ختم ولایت محمدی خواہد بود واللہ اعلم۔ و خاتم نوع چہارم ولایت مطلقہ بہ مرتبہ روح و خاتم ولایت عام عیسیٰ علیہ السلام است و شیخ در جواب ترمذی گفتہ است کہ دنیا را ابتداء و انتہا است و آنکہ انتہا است۔ ہماں خاتم اوست۔ پس حکم فرمود حق تعالیٰ ایں کہ ہر آنچه در دوسے باشد حیثیت دوسے آنرا ابتداء و انتہا باشد۔ و بمنجملہ ازاں تنزیل شرائع ہم بود پس ختم کرد حق تعالیٰ ایں تنزیل را بہ شرع محمد صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم پس گشت آن حضرت خاتم النبیین واللہ تعالیٰ بہر چہرہ دانا است و نیز بمنجملہ ازاں ولایت عامہ بود کہ آنرا ابتداء است از آدم علیہ السلام پس ختم کرد آنرا خداے تعالیٰ بہ عیسیٰ علیہ السلام پس انتہا مقابل ابتداء گشت و بہ تحقیق مثل عیسیٰ نزد خداے تعالیٰ

مثل آدمؑ است ختم کرد آنرا چنانکہ شروع کرد پس بود ابتدا برائے ایں امر
 بہ بنی مطلق و ختم ہم بروئے شد و بعضے برانند کہ روح عیسیٰ علیہ السلام
 در مہدیؑ علیہ السلام بروز کند نزول عیسیٰ علیہ السلام عبارت از ایں بروز است
 و مطابق ایں است **حَلُّ يَتِ لَا مَهْدِيٍّ إِلَّا عِيسَى ابْنُ مَرْيَمَ**
 بعد خاتم نوع چہارم کہ عیسیٰ علیہ السلام است پیچ ولی پیدا نشود اصلاد و خاتم
 اکبر است پس ازیں بیال دریافت شد کہ خاتماں ولایت چہار اند خاتم اکبر عیسیٰ
 و خاتم اصغر حضرت شیخ و خاتم کبیر علی مرتضیٰ و خاتم صغیر امام محمد مہدی رضی اللہ عنہم
 فاما آنچه کہ شیخ در کتاب عنقا و مغرب و نیز فتوحات از برائے ولایت خاتمے دیگر اثبات
 کردہ چنانچہ در باب سبت و چہارم از فتوحات است کہ برائے ولایت محمدیہ خصوصاً
 تذکر ولایت عامہ ختمی حوالہ است و او کم از مرتبہ عیسیٰ آمدہ علیہ السلام و در زمان
 متولد شد من اورا دیدم و باوے مجتمع شدہ و معانندہ کردم علامتہا درست دیدم
 پس پیچ ولی بعد او نباشد از اولیائیکہ دون عیسیٰ علیہ السلام باشد ازیں امت
 الا کہ دون او باشد و تحت حیطہ ولایت ایں ختم اصغر باشد و نسبت اولیائیکہ بعد او
 باشند بہ نسبت عیسیٰ در مقام نبوت محمدی است کہ او خاتم انبیاء است پس پیچ
 رسولہ دینیہ بعد او نیست در حکم ہم چنین ہر ولی کہ بعد ایں ختم آید و در باب مہفاد
 و سوم در فصل دوازدهم فرمودہ کہ ختم دو ختم است ختمیکہ اللہ تعالیٰ با و ولایت محمدیہ
 را ختم می کند و ختمیکہ ختم علی الاطلاق است اما ختم ولایت علی الاطلاق عیسیٰ است
 پس او والی نبوت مطلقہ باشد در زمان ایں امت زیرا کہ نبوت تشریعی و رسالت
 ندارد پس در آخر زمان وارت خاتم نزول کنند و پیچ ولی بعد او نیست لیکن ختم ولایت
 محمدیہ پس آئند برائے مردے عربی است کہ خواہد بود از بزرگ ترین اصل وادامروز
 در زمان ما موجود است او را شناختیم دیدم علامت او واللہ تعالیٰ اورا از **عظم**

ہائے مردم بہناں کرد و آں علامت از برائے من کشف کرد در مدینہ فارس حتی
آنکہ خاتم ولایت را دیدم کہ اللہ تعالیٰ اور مبتلا بابل گردانیدہ بابل از کار برود
آپچہ ادبایں متحقق است از حق در سر خود از علم باللہ تعالیٰ آں چناں کہ اللہ
ختم کرد بہ محمد بنو ت شرائع را پچناں ختم کرد حق سبحانہ بہ ختم محمدی آں ولایت را کہ از میر
محمدی حاصل شود زیر کہ بعضے از اولیاء وارث ابراہیم یا موسیٰ یا عیسیٰ علیہم السلام
شوند و ایں نوع از اولیاء بعد از ختم محمدی پیدا شود و بعد از ولی کہ بر قلب محمدی
باشد پیدا نہ شود ایں است معنی خاتم ولایت محمدی دانا خاتم ولایت عامہ کہ بعد
از پیمبر ولی پیدا نہ شود عیسیٰ علیہ السلام و جمیع کرم میاں عبد اللہ و اسمعیل تا ایں
ترجمہ کلام حضرت شیخ است و ایں بیاں منافی قول اول نیست چناں کہ بر صاحب
خبر پوشیدہ نخواہد بود و ایں تنوع عبارت ولایت بر تنوع کشف شیخ داشتہ باشد
و چون سابقہ مقرر شد کہ ارواح انبیاء از نور محمدی کہ عقل اول است فائز شدہ
اند و مقرر شد کہ ولایت او مشتمل است بر ولایت سائر اولیاء و علیٰ ہذا مشکوٰۃ خاتم
اولیاء از مشکوٰۃ خاتم انبیاء مفاض نیست بلکہ ظل او است و اگر خاتم رسل از مشکوٰۃ
خاتم اولیاء چیزے اخذ کند سبب تفضیل خاتم اولیاء بر خاتم رسل نہ باشد مثال
ایں بہ ظاہر آنست کہ سلطان یکے از غلامان خود را بواسطہ استعدادی و قابلیت کہ در
دیدہ اورا خزائن دار خزائن تخت و ہر گاہ کہ می خواہد کہ از دے بعضے از جواہر طلب می
کند و اگر خواہد کہ بہ کبے از امرائے عظام چیزے از اں بخشد بآں خازن میفرماید
کہ باد بہ پس اگر جابل شنود کہ سلطان آں جواہر را از اں کس گرفتہ اند با امر
از اں کس گرفتہ اند تو ہم میکند کہ آن کس از سلطان و از اں امرار اعظم است
ایشان بے محتاج اند و اگر عالم آنرا شنیدہ میداند کہ آن کس بندہ مقبول است
کہ آن کس بندہ مقبول است نزد آن سلطان و از کمال تقرب

وامانت و دیانت اوس سلطان اور خزانہ دار ساخت و بہرچہ از دے اخذ
می کند حق و ملک اوست کہ بہ آن خزانہ دار سپردہ است۔ ولہذا شیخ در
فہرست علیہ السلام فرمود کہ **لَا خَاتَمَ إِلَّا وَلِيًا حَسَنَةً مِنْ حَسَنَاتِ**
خَاتَمِ الرُّسُلِ مُحَمَّدٍ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَآلِهِ وَسَلَّمَ مُقَدِّمٌ بِالْجَمَاعَةِ وَسَيِّدٌ وَلَدِ
أَدَمَ فِي فَتْحِ بَابِ الشَّفَاعَةِ فَقَوْلُهُ حَسَنَةً مِنْ حَسَنَاتِ خَاتَمِ الرُّسُلِ
اشارہ بہ آنست کہ او از دے مفاض است و مقدم بر الجماعۃ اشارہ بہ
آنکہ پیشوائے گردہ کمالاں است و پیچ کس را تقدم و تفضیل بر او نیست و
قولہ **أَنَا سَيِّدٌ وَلَدِ أَدَمَ** تصریح بہ آنست کہ نسبت جمیع بنی آدم با نسبت غلامان
است و غلام از سید ہرگز نہ باشد و اخذ خاتم الرسل از خاتم اولیاء شبیہ است
بایں کہ در حدیث آمدہ کہ یکے از اصحاب در شب تلاوت قرآن می کرد و حضرت رسول
اللہ صلی اللہ علیہ وسلم فرمود **رَحِمَ اللَّهُ فُلَانًا ذَكَرَنِي آيَةَ النِّسْبَةِ**۔ پس قرآن از دے آمد
و آن کس از دے گرفتہ داد و در وقتے از اوقات آنچہ یاد دادہ از دے گرفتہ
و ایں سبب تفضیل آن کس بادی می شود اگرچہ مذکور بود و ازیں حیثیت کہ مذاکر است
نوعی از انواع تقدم دارد زیرا کہ سبب نفع گشتہ بلا شک و اخذ حضرت رسالت
از مشکوٰۃ خاتم اولیاء شبیہ باینکہ کے صورت خود را در مراۃ بیند و از مراۃ

لے خاتم الاولیاء منظر یکدرہ حسنہ است از درجات حسنات خاتم الرسل محمد
رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم پیشوائے انبیاء است و سردار اولاد آدم در کشادہ

در دوازہ شفاعت ۱۲

۵۔ رحم کند خدا تعالی فلان را کہ یاد دانیسد ما را آئینے کہ فراموش

کندہ بودم ۱۳

حلیہ صورت خود آخذ کند و آن سبب فیضیت مرآت نمی تواند شد خصوصاً اگر
آن کس حدید مرآت را از معدن بیرون آورده و مرآت ساخته باشد و از انواع
جہشہا صاف کرده ہم چنین آخذ خاتم الرسل از خاتم اولیاء است۔

سوال

اگر گویند کہ چرا خاتم انبیاء، آن علم از خاتم اولیاء گرفته و از
خود نہ گرفتہ۔

جواب

ایں سوال مانند آنست کہ گویند کہ چرا حلیہ صورت خود از مرآت
گرفته و از خود نہ گرفتہ چہ کہ جائز آنست کہ بہ طریق حکمت آئینہ چنان باشد کہ
مثل آن علم از مظهر خاص بآئند گرفت نہ از خود و نہ از غیر آن مظهر چنانچہ در مرآت
بلکہ آخذ خاتم الرسل از خاتم اولیاء آن علم را مٹا بہتہ تمام دارد باخذ خاتم رسل
قرآن را از جبریل باوجودیکہ خاتم رسل از جبریل افضل آنست اگرچہ او معلم او
در نشاء عنصری و مولانا جلال الدین محمد دوانی در شرح رباعی کہ باسم سلطان بایزید
مرحوم تالیف کردہ باین بحث تعرض کلی نمودہ گفتہ آنست کہ شیخ می الدین در تصانیف
خود ذکر خاتم الولائیۃ بروہمی کردہ کہ ظاہرش ترجیح اوست در حقائق و معارف خاتم
النوت صلعم نہ بہ تلویح بلکہ توہین اشعار نمودہ بآن کہ خاتم الولائیۃ خود اوست
و بعد از آن بہ چند ورق گفتہ کہ ایں فقیر را چنان می نماید کہ حضرت شیخ مظهر ولایت
محمدی است نور ولایت محمدی را در مرآۃ نشاء خود مشاہدہ نمودہ باشد و چون بنوت
از ولایت مستعد آنست پس خاتم بنوت ازین حیثیت کہ خاتم بنوت آنست مستعد آنست

لے علیہ ربالکمر خلقت و صورت و صفت و چیزی منتخب۔

از باطن خود کہ ولایت خاصہ اوست و ہمہ ادلیا، از باطن او استفادہ می کنند چنان
کہ انبیاء از ظاہر او مستفیض اند و چون عکس آن نور در باطن خود مشاہدہ کرداد
را چنان نمود کہ مگر آن استفادہ از دست کاتب المحروف گوئید کہ قول مولانا جلال الدین
کہ اورا ایں معنی روی نمود و ایھا جواب خاص اوست بنیایت عجب است زیرا کہ
حضرت شیخ در ہماں فص کہ ذکر خاتم الا نبیاء کردہ فرمود کہ منی بنیم از ایچکس ایں علم
را از انبیاء و رسل الا از مشکوٰۃ خاتم رسل دینے بیند پیچ کس ایں علم را از ادلیا
الا از مشکوٰۃ خاتم ادلیا، و مولانا نور الدین عبدالرحمن البجای در شرح فصوص
گفتہ کہ مشکوٰۃ خاتم الا ادلیا، اوست مشکوٰۃ خاتم رسل والا ہر دو ہر صحیح نہ باشد
حصر دین مرسلین اولاً در مشکوٰۃ خاتم الانبیاء۔ و حصر ادنیاء در مشکوٰۃ خاتم الادلیاء۔
پس مشکوٰۃ خاتم الا نبیاء اوست

ولایت خاصہ محمدیہ و اوست بعینہ مشکوٰۃ خاتم الا ادلیا زیرا کہ او قائم است
بظہرت اد پس مولانا جلال الدین کہ گفت شیخ را چنان ردی نمودہ کہ مگر ایں استفادہ
کہ از دست تصریح است بایں کہ شیخ "شعور نہ داشت بایں کہ او مظہر ولایت
محمدی است و نور ولایت محمدی در نشاء او ظاہر است و حالانکہ شیخ آن دو ہر را
از برائے آن آوردہ است کہ اظہار آن کند کہ مشکوٰۃ خاتم ادلیا بعینہ مشکوٰۃ خاتم
انبیاء است اما قول شیخ کہ بہت متابعت خشت نقرہ است و بہت اخذ از
خدائے تعالی جائے خشت زرو شک نیست کہ زرا از نقرہ اشرف ست و چون
خاتم الاولائیتہ اخذ شرع بواسطہ نبی کرد و اخذ ہماں شرع باز از حق تعالی بے
واسطہ کرد پس او را دو اخذ باشند لہذا دو خشت بیند کہ اخذ بواسطہ خشت
نقرہ است و اخذ بے واسطہ خشت در راست دچوں رسول متبوع است تا باج
نیست ہر چند کہ از جبرئیل اخذ می کرد اما او تابع جبرئیل نیست لہذا بے یک

تمثل فرمود او را به فیضت و زبیت و طینیت و غیرہا مقید نہ کرد بلکہ او را
مطلق گذاشت زیرا کہ غرض ازاں تمثیل ختم نبوت است باد چنانچہ دیوار بہ آن
خشت کامل شدہ بہ خلاف ختم ولایت کہ ادتالبع است و غرض نمودن آن دیوار
اظہار سہ چیز است ختم ولایت باد و تابعیت او شرع خاتم رسل را و اخذ
او آن شرع را از حق بہ طریق الہام و اما بودن خاتم الاولیاء ولی داد مرئیت
اماء واطین۔ پس معنیش ظاہر است زیرا کہ مقرر شد کہ ولایت او عین
ولایت خاتم الانبیاء است و خاتم الانبیاء بنی بود و آدم در میان آب و گل ہر
آئینہ منظر او بہ مثل او باشد **لَا تَلَا الْعَهْدَ مِنْ طِينَةِ مَوْلَاهُ**۔

سوال۔ اگر گوئند علی کل حال تفضیل خاتم اولیاء بوجہ مافی شئی مال لازم
آمد و آن مقبول نیست جوابش آنکہ در تقریرات و تمثیلات سابقہ دفع ای معنی
واقع شدہ و آخر و ساری بدر باید دید کہ پیغمبر صلعم بران شد کہ از ایشان فدیه
گیر و وارہا کند و عمر رضی اللہ عنہ فرمود کہ ایشان را می ہاند گشت و حی موافق قول
عمر نازل شد واللہ تعالی پیغمبر صلی اللہ علیہ و آلہ وسلم را معابت کرد گفت ما
کان لنبی ان یکون لہ اسر یحیی شیخ فی الارض متید و ن عرض
الدنیا۔ پیغمبر صلی اللہ علیہ و آلہ وسلم فرمود کہ اگر خدا بے از آسمان نازل می شد
پس کس از وے خلاص می شد الا عمر پس از بی افضلیت عمر بزر پیغمبر لازم می

لہ چرا کہ بندہ از سرشت آتائی خود است۔

لہ مراد از نیست پیغمبر را کہ بدست وے اسیراں باشد تا آنکہ قتل بسیار بوجود

آرد و آن می نخواہد مال دنیا را۔

آئندہ بالجلد بعد ازیں دانستن این ضروری است کہ تطابق میاں کلام شیخ قدس سرہ کہ جائے خود را خاتم گفتہ و جائے دیگر غیر را بر چگونہ بآئندہ ہمین است کہ مراد از انا ہم نام خود گرفتہ باشد یا ایں کہ اَنَا مُسْتَفِیْعٌ رَمْبُ خَاتَمِ الْوَلَایَہِ کَمَنْ حَیْثُ الْاِخْذِ اَنَا خَاتَمُ الْاِخْذِ بِنِ فِیْضِ الْوَلَایَہِ .
وازیں تا دلیل معنی کلام شیخ درست آمدند کذا ذق فی صدہری

سوال پنجم

شیخ رحمۃ اللہ عنہ در فض اسحاق علیہ السلام فرمود کہ ابراہیم بولہ خود گفت کہ من در خواب دیدم کہ ترا ذبح می کنم و حالانکہ خواب حضرت خیال است پس ابراہیم تعبیر رویانہ کرد حالانکہ کہشہ بود کہ بصورت پسر ابراہیم ظاہر شدہ در خواب و ابراہیم تصدیق رویانہ کرد الی آخر القصد علما قیصری طعن کلی کردہ اند و گفتہ اند کہ چگونہ ایں وہم نسبت با ابراہیم توان کرد با وجود آنکہ محمد صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم گفت نَحْنُ اَخْتٌ بِاللَّهِ اِبْرَاهِیْمُ

الجواب

لے دانستی است کہ درین عبارت حضرت شیخ کہ خواب حضرت خیال است۔ اضافت حضرت بسوئے خیال است نہ بسوئے حضرت ابراہیم علیہ السلام۔

لے بدان لے طالب کہ فوت دہد مارا و ترا اللہ تعالیٰ کہ ابراہیم علیہ السلام گفت با پسر خود کہ بہ تحقیق دیدہ ام در خواب کہ من ترا ذبح می کنم۔ و خواب حضرت خیال است۔ پس نہ تعبیر کرد آن را ابراہیم علیہ السلام حالانکہ بود ہمیشہ کہ ظاہر شدہ در صورت پسر ابراہیم در خواب پس تصدیق کرد و ابراہیم علیہ السلام آن خواب را۔ پس ندیدہ اسحاق علیہ السلام داد رب دے از وہم ابراہیم علیہ السلام بذریعہ قربانی کہ جان تعبیر خواب حضرت ابراہیم علیہ السلام بودہ نزد حق و حضرت ابراہیم علیہ السلام نہ دانست۔

اللَّهُ وَآيَاتُ ابْنِ إِبْرَاهِيمَ الْخَلِيلِ عَلَيْهِ السَّلَامُ قَالَ لَا بَنِيَّ إِلَّا أَنَا فِي الْأَرْضِ
 أَنَا أَذْجَلُكَ وَأَنَا مَحْضَرَاتُ الْخَيَالِ فَلَمْ يُعْبَرْ هَذَا كَانَ كَيْشُ ظَهْرِ فِي
 صُورَةِ ابْنِ إِبْرَاهِيمَ فِي الْمَنَامِ فَصَدَّقَ إِبْرَاهِيمَ التَّوْبَةَ فَقَدْ رَأَى مِنْ دُهُمِ
 إِبْرَاهِيمَ بِالذَّائِجِ الْعَظِيمِ الَّذِي هُوَ تَعْبِيرُ رُؤْيَاةٍ عِنْدَ اللَّهِ وَهُوَ لَا يُشْعُرُ
 قَوْلُهُ هُوَ دُرُّهُ وَهُوَ لَا يُشْعُرُ - عَائِدًا بِإِبْرَاهِيمَ أَسْتَعْلِمَ عَلَيْهِ السَّلَامُ وَأَيْسَ قَهْدُ دُرِّ
 قُرْآنِ مُجِيدٍ مَذْكُورِ اسْتِ كِهْ إِبْرَاهِيمَ خَلِيلُ عَلَيْهِ السَّلَامُ بُولِ آں خَوَابِ بِهْ دِيدِ وَ دِيدِ
 آں مَكْرُشْدُ وَ دُرِّ خَاطِرِ إِبْرَاهِيمَ مَقْرَرِ گشتِ كِهْ اِیْ اَمْرِیست بِهْ كَشَشِ فَرْزَنْدِ اِیْ حَالِ
 رَا بِفَرْزَنْدِ بِگفتِ وَ حَالِ آں بُوْد كِهْ اِبْرَاهِيمَ دَر مَنَامِ كِهْ صُورَتِ مِثَالِ مَقِیدِ اسْتِ كِهْ اَنْزَا
 خِیَالِ خَوَانْدِ اِیْ خَوَابِ دِیدِ بُوْد وَ خَوَابِ اَنْبِیَاءِ دَكَمَلِ بَیْشْتَرِ آں هَاشْدِ كِهْ اَمُورِ وَاقِعِ
 دَر عَالَمِ نَقُوشِ مُخْتَلَفِ مَتَوَعِ آں دَر عَالَمِ مِثَالِ مَطْلُوقِ مِثَابَهْ كَنْدِ وَ بِرَجِ دَر عَالَمِ مِثَالِ
 مَطْلُوقِ دِیدِ شُودِ آں بَعِیْذِ دَر عَالَمِ مَلِكِ وَاقِعِ گِرْدِ وَاِبْرَاهِيمَ عَلَيْهِ السَّلَامُ پَنْدَاشْتِ كِهْ اِیْ
 وَاقِعِ دَر عَالَمِ مِثَالِ مَطْلُوقِ مِثَابَهْ كَرْدِهْ اسْتِ دَر تَدْبِیْرِ تَبِیْرِ آں سَعِیْ نَهْ كَرْدِ وَ دُرِّ هَمِیْرِ اَو
 تَبِیْرِ صُورَتِ وَاقِعِ مَكْذُوبِ شَتِ پَسِ خَوَاسْتِ تَاثِیِ الْوَاقِعِ اَنْ وَاقِعِ رَا رَاسْتِ گِرْدِ اَنْدِ وَ بِهْ
 ذَبْحِ فَرْزَنْدِ قِیَامِ نَمَایْدِ وَ حَالِ اَنْكِهْ اَنْ چِنَانِ نَهْ بُوْد كِهْ ظَنِ اِبْرَاهِيمَ بُوْد عَلَيْهِ السَّلَامُ بَلَكِهْ آں
 صُورَتِ دَر عَالَمِ مِثَالِ مَقِیدِ كِهْ خِیَالِ اسْتِ دِیدِ شُدِهْ بُوْد وَ خِیَالِ اَنْزَا مِشَارَكِتِ دِهْمِ
 بِهْ صُورَتِ وَلِهْ اَو مَصْطُورِ كَرْدِهْ بِاِبْرَاهِيمَ عَلَيْهِ السَّلَامُ مَنُودِهْ بُوْد وَ بِهْ تَبِیْرِ مَحْتَاجِ بُوْد چِرَا كِهْ
 حَالِ خِیَالِ چِنَانِ مِی بَاشْدِ كِهْ نَفْسِ مَعْنِیِ اَز مَعْنِیِ مُتَنَفِشِ دَر اَوَاحِ عَالِیَهْ اَدْرَاكِ مِی
 كَنْدِ وَ آں مَعْنِیِ دَر صُورَتِ بِبَاسِ مَنَاسِبِ حَضَرَتِ خِیَالِ اَو مُشَكَّلِ مِی گِرْدِ وَ دُرِّ مَقَابِلِ
 بِهْرِ بَیْنَدِهْ مِی آیدِ وَ اَمِثَالِ چِنِیْنِ خِیَالِ رَا تَبِیْرِ بَایْدِ كَرْدِ اَز آں صُورَتِ مَرْتَبَهْ وَ بِهْ مَعْنِیِ
 مَنَاسِبِ دَر عَالَمِ مَلِكِ كِهْ عَالَمِیِ اَز عَوَالِمِ خَوَاهِ مَلِكِ خَوَاهِ مَلَكُوتِ اَو اَصُورِ قِیَمَتِ مَعْنِیِ
 صُورَتِ آں دِیْگَرِ پَسِ اِبْرَاهِيمَ بِنَا بِرِظْنِ خُودِ قَهْدِ كَشْتَنِ فَرْزَنْدِ خُودِ كَرْدِ تَا خَوَابِ خُودِ رَاسْتِ

گردانند حق عزوجل علیٰ کبشیشہ صورت پسر ابراہیمؑ در منام ابراہیمؑ نمود و بود
 فرستاد مراد اللہ تعالیٰ آں بود کہ ظاہر گردانند تا از جہت و ہم ابراہیمؑ آں ذبح
 عظیم کہ تعبیر خواب او آں بود نزد حق تعالیٰ خدائے او سازد و ابراہیمؑ علیہ السلام
 ای معنی را در معنی یافت و نہ دانستہ بود بنا بر عادتے کہ او را بود بہ مشاہدہ اشیاء
 در عالم مثال مطلق اگر قلئے گوید کہ شیخ دریں عبارتے چہ اسحاق گفت و اسمعیل
 گفت۔

جواب دریں عبارت رعایت اختلاف قولین کردہ است کہ در ذبح
 اختلاف است نزد بعضے حضرت اسمعیل علیہ السلام بودند و نزد بعضے حضرت اسحاق
 علیہ السلام۔ و اگر سائلے پرسد کہ وہم را با ابراہیم چہ مضاف گردانید۔

جواب ایں آزاں جہت است کہ وہم در منامات سلطنت و مدخلے
 دارد از ان سبب کہ در وہم ادراک معانی جزو یہ مدصوری شود و رویا از قبیل معانی
 جزو یہ است و صاحب ایں وہم و متاخر شدن از وے ابراہیمؑ بود یا گوئم کہ خود از ان
 جہت بود کہ ابراہیمؑ علیہ السلام را وہم چنان بود کہ ہر چہ بہ خواب بیند آنرا بہ تعبیر
 حاجت بناسد بلکہ بعینہ باید کہ آں واقع گردونی الواقعہ چنین نیست بلکہ بہ بعضے
 را بہ تعبیر حاجت است و ملا عبد الغفور لاری جواب ایں اعتراض بہ صورت عقلی چنین
 نگاشتہ کہ حس مشترک آں چنانکہ صور از خارج با و میرسند و او آں را ادراک می کند
 صور از داخل ہم با و میرسند و او آں را نیز ادراک می کند گویا کہ در خارج است و لهذا
 صاحب سرسام و محروم صغردی صور چند مشاہدہ می کند کہ در خارج وجودی ندارند
 و ہر چہ بنی آدم در خواب بیند عبارت از صورتے است کہ قوت وہم در استعمال متخید
 پیدا کردہ است مثلاً انسان دوسر و انسان بے سر و مثل ترکیب معنی بہ صورت آپنہ نکہ

صداقت جزئیہ از برائے زید اثبات کند یا صداقت جزئیہ زید سلب کند و ازین قبیل
 است تو ہم علم بہ صورت لبن و دین بہ صورت قند و سلطان بہ صورت دریا و آفتاب
 یا الجملہ صورت شہدہ در خواب استعمال و ہم است قوت متخیلہ را و ظہور آن صور در حس
 مشترک و علی ہذا قوت و ہم ابراہیم علیہ السلام قوت متخیلہ اور استعمال کرد و کیش را صورت
 پسر اد در حس مشترک اور ظاہر کرد و ہم بہ سبب آن شد کہ در زنج پسر شروع کرد فخذاً
 اللہ من و ہو ابراہیم بالذبح العظیم راست باشد و بیان واقع شد۔

سوال

اگر گویند کہ مقام نبوت ازاں منزہ است کہ خواب ایشان

ازین قبیل باشد۔

جواب

گوئیم قال اللہ تعالیٰ قل انما انا بشر مثکم یوحی الی و

روایت صحیح آمدہ است کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ و آلہ وسلم را سحر کردہ اند چنانچہ
 او را میل می شد کہ کارے کردہ است و چنین نہ بود قال اللہ تعالیٰ یُحْتَلُّ اِلَیْہِ
 مِنْ سِحْرِہُمْ اَنَّهُ تَسْعٰی یَلْعَنُ سَاحِرَانِ فَرَعَوْنِ چنان سحر نمودند کہ نزد موسی
 میل شد کہ دلیہائے ایشان و عصاہائے ایشان حرکت می کند پس جائز باشد
 کہ سحر در قوت متخیلہ موسی و آنحضرت صلعم بہ سحر اثر کند چنانکہ غیر واقع را واقع
 تخیل کند و آل سبب الخطاط مقام نبوت نہ شود زیرا کہ مقتضائے بشریت است
 چگونہ الخطاطی در مرتبہ نبوت پیدا گردد و ہر کہ پیغمبران را از مقتضیات نشاء
 بشریت مسلوب کند را ثمر از علم بمقام جانش نہ رسیدہ است واللہ یقول

لے اللہ تعالیٰ میفرماید کہ بگو جز این نیست کہ من آدم ام مانند شما دجی فرستادہ می شود نبوتی من۔

الحق وهو بکلّی السبیل

سوال ششم آنت کہ شیخ رضی اللہ تعالیٰ عنہ در فضیلتی و در فضی آدمی و نیز در فتوحات گفتہ کہ کفار اگرچہ از دوزخ بیرون نمی آیند و در وے ابدالاباد محلد اند فاما بعد از سہ ہفتے بسیار و قریب ہفتے بے شمار ایشان را عادتے و اےقننے می شود چنانچہ عذاب نزد ایشان عذاب می شود باد و متلذذ می شود چنانکہ بہشتیاں بہ تنعم بہشت ملتذذ می شوند

الجواب فی الوقعہ اخلاق و ارشقات لذتے دارند کہ آن مہان لذت و ارسعادات است زیرا کہ چنانچہ تلذذ و تنعم نفوس طیبہ از طبیات است ہم چنین تلذذ و تنعم نفوس خبیثہ از خبیثات باشد قیصری در شرح فصوص می گوید ۔ ۱۰ اَعْلَمُ اَنْ كُلَّ مَنْ اَكْتَحَلَتْ عَيْنُهُ نَوْرَ الْحَقِّ لَيَعْلَمَنَّ اَنَّ الْعَالَمَ بِاَسْرِهِ عِبَادُ اللَّهِ وَلَيْسَ لَهُمْ رَجُوعٌ وَصِفَتُهُ فِعْلُ الْاَی

۱۰ اللہ میگوید بر حق و ہدایت می کند راہ را ۱۲

۱۱ بدانکہ کیسکہ حق تعالی در چشم دے سرمر نور حق دادہ است می داند کہ عالم تمام نورندگان حق اند و بہت برائے شان وجود و صفت و فعل مگر بخدا و حول دے و قوت دے و ہمہ محتاج اند بسوے رحمت دے . و دے رحمن و رحیم است . و کسبکہ موصوف بایں صفات باشد کہے را عذاب ابدی نخواہد داد . و بہت ایں مقدار از عذاب مگر بہمت سازیدن شان بسوے کمالات شان کہ مقدر شدہ اند برائے شان چنانکہ گداختہ می شود زرد سیم بآنش برائے اخلاص اناں چیز کہ عذاب سازد و بر آتش دفن کند آن را . و آن متضمن بعین کطف و رحمت است ۱۲

بِاللَّهِ وَخَوَلِهِ وَقَوْنِهِ كُلَّهُمْ مُحْتَاجُونَ إِلَى رَحْمَتِهِ وَهُوَ
الرَّحِيمُ الرَّحِيمُ وَمِنْ شَأْنِ مَنْ هُوَ مَوْصُوفٌ بِهَذِهِ الصِّفَاتِ
لَا يُعَذِّبُ أَحَدًا عَذَابًا أَبَدِيًّا وَلَيْسَ ذَلِكَ الْمِقْدَارُ مِنَ الْعَذَابِ إِلَّا
لِأَجْلِ إِيصَالِهِمْ إِلَى كَمَا لَا يَنْهِيهِ الْمَقْدَرَةُ كَمَا يَذَابُ الذَّهَبُ وَ
الْفِضَّةُ بِالنَّارِ لِأَجْلِ الْخَلَّاصِ مِمَّا يَكْدَرُهُ وَ يُنْقِصُ مَعْيَارَهُ وَ
هُوَ مُتَضَمِّنٌ لِعَيْنِ اللَّطْفِ وَالرَّحْمَةِ . انتهى .

و شیخ در فص بونس میفرماید - و اما اهل النار فَمَا لَهُمْ إِلَى النَّعِيمِ وَ
لَكِنْ فِي النَّارِ إِذَا الْأَبَدُ بِصُورَةِ النَّارِ بَعْدَ انْتِهَاءِ مَدَّةِ الْعِقَابِ أَنْ
تَكُونَ بَرْدًا وَسَلَامًا عَلَى مَنْ فِيهَا وَ هَذَا نَعِيمُهُمْ .

یعنی مال حال و عاقبت احوال دوزخیان

یاں رسد کہ ایشان را در آتش نیمی پید اگر دو کہ آن غلام از عذاب باشد تا السداز
بعذاب باشد بہ سبب آن کہ بعذاب موعود گشتہ باشد تا آنکہ حق تعالی بایشان
بخشی فرماید در عین آتش بہ صورت لطف حق و هو قادر علی ذالک .

ہم چنانکہ ابراہیم را در عین آتش از تاب و سوزش آتش نیکداشت بایں ہمہ
کہ خاصیت و طبیعت او سوزاں است و در حدیث آمدہ کہ دوزخیان را چون عذاب
بسر آید در قعر جہنم گیاہی کہ آنرا جر جیر گویند برودید و ہمہ کس دانند کہ گیاہ و آتش
بایکدیگر جمع نہ گردند حق تعالی بقدرت خود اوراق از نار بستہ باشد و نیز در فص
اسمعیل گوید .

الْحَمْدُ لِلَّهِ الَّذِي بَصَدَّقَ الْوَعْدَ لَا يَصْدُقُ الْوَعْدُ وَالْحُضْرَةُ الْإِلَهِيَّةُ

لہ و وہ قادر است بریں .

تَطْلُبُ الثَّنَاءَ لِمَحْمُودٍ بِالذَّاتِ فَبُثْنِي عَلَيْهَا بِصِدْقِ الْوَعْدِ
لَا بِصِدْقِ الْوَعْدِ بَلْ بِالتَّجَاوُزِ فَلَا تُحْسِبَنَّ اللَّهُ مُخْلِفًا وَعْدَهُ
رُسُلَهُ. لَمْ يَقُلْ وَعْدًا. بَلْ قَالَ يَتَجَاوَزُ عَنْ سَيِّئَاتِهِمْ مَعَ
أَنَّهُ تَوَعَّدَ عَلَى ذَلِكَ. ۱۰

اقول شیخ قدس سرہ اسرار مطلق در ضمن رضا حق از اسمعیل علیہ السلام کہ وہاں
حند پر یہ مرصیہ ہے است بیان فرمود و چون حق جل ذکرہ اسمعیل را بصدق و عدم
ہشناء فرمودہ بود خواست تا تہنیر صدق و عدم نیز بیان فرماید و از حمد اسرار و لطائف
آں یکے ایست کہ عرفا و عقلا باید کہ شنائے از مشتی الصدور پیوند . و در مقابل
خیرات و منافع و اصلہ از مشتی علیہ باشد نہ در مقابل عقوبات و مضار متواصلہ
از دے پس ہر کیسکہ با کسے بہ چیزے و راحتے و ایصال نفعے وعدہ کند و آں
وعدہ را بجا آورد و یا ثناء و بہ سزا گویند و ہر کرا تر کس و بیم لعذاب الیم و ہدرا
بدان مدح و ثناء و شکر و دعاء نہ گویند ہر چند کہ مستحق آں وعید بودہ باشد . مگر
تا وقتے کہ از آں وعیدے در گذرد و خلاف آنچه دے مستحق آں بودے رائے
ہر آئیندہ بآں عفو مستحق ثناء باشد ہم چنین حق عز شائے کہ منبع خیرات و
معدن مرآت است بالذات از بندگان خود طالب ثناء است در مقابل نعم
متوالیہ و عطایا متتالیہ آن نعمی کہ بمقیاس قیاس در نیاند و بمکیال کیل ہر صاحب

۱۰ تعریف بصدق وعدہ است . نہ بصدق وعید و حضرت الہی طلب می کند تعریف
نیک را بالذات پس تعریف کردہ می شود بروے بصدق وعدہ نہ بصدق وعید . بلکہ
بہ سبب در گذر کردن . پس گمان مکن حق را خلاف کنندہ وعدہ بارسل خود و گفت کرد
گذر خواہد کرد و اللہ تعالیٰ از گناہان بندہ خود با وجودیکہ تحقیق حق تعالیٰ وعید کردہ است برآں .
۱۱ و بود نزدیک پروردگار توین پسندیدہ ۱۲

خیالی در نه گنجد او شش آنکه نه بودیم و ما را از عدم بوجود آورد و ما را ظاہر اسماء
و صفات خود گردانید و آخرش آنکه بعد از فناء اجسام باز ما را موجود
گرداند و ستمات زلات ما را بآب عفو و مغفرت بشوید و بدرجات عالیہ جنات
و استیفا لذات و تمنعات آخرت برساند و در صدر جنت بہ لقاد بقا و مشرف گرداند
و شرور کہ از قبیل امور اضافیہ اند و عبارت از آنچه ملائیم طباع مانعیتہ آنرا
بہ حضرت ذات الہیہ نسبت نہ توان کرد بلکہ از ماست بر ماست **۱** دَعَا أَصَابَكَ
مِنْ سَيِّئَةٍ فَمِنْ نَفْسِكَ - بریں قیضہ گویا گواہ است درین حالت این مقالہ
است **۲** اَلْخَيْرُ كُلُّ يَدٍ يَدُكَ وَ شَرُّ كُلِّ يَدٍ يَدُكَ موافق آنکہ فرمود **۳** مَا أَصَابَكَ
مِنْ حَسَنَةٍ فَمِنْ اللَّهِ و اگر گوئی کہ ہم حق تعالیٰ فرمود **۴** قُلْ كُلٌّ مِنْ عِنْدِ اللَّهِ
و اں شامل خیر و شر است گوئیم کہ مراد آلت کہ حسنات منسوب بہ حضرت اللہ و سیئات
مضاف بہ نفس ما چوں بحد مقتنیات و ذات استعدادات ما باشند کہ ہم از بہ تربیتہ
اسماء اللہ بیا میرسنند ہر آئینہ صد در آں از اللہ باشد و آب چوں از منبع بر آید
ہمہ اخیر محض باشد و چوں بچو ثبار استعدادات ما رسد و بما بمنسوب گردد و آنچه
ملائم طبع ما افتد آنرا خیر گوئیم و آنچه ناملائم بود آں را شر خوانیم و ہم ازیں
است کہ اول الطاف کہ منع خیرات و اعطاف است بعد از آں کہ وعدہ وعید
ہر دو فرمودہ بود با وعدہ خویش **۵** انجامز کرد و با وعید خویش تجاوز قرین

۱ ہر آنچه رسیدت محنت پس از نزدیک نفس تست۔

۲ نیکی ہم در قبضہ قدرت تست و بدی بسوئے تو نیست۔

۳ ہر آنچه رسید بتجاوز نعمت پس از خدا است۔

۴ بگو از ہمہ نزدیک خدا است۔

۵ انجامز بمعنی وفا کردن وعدہ را، و رد کردن حاجت را۔

فرمودہ وگفت ۱۰ فَلَاحْتَسِبَنَّ اَللّٰهُ مُخَلِّفًا وَعَدِيْهِ رُسُلُهُ ودر عید فرمود
 کہ نَتَجَاوَزُ عَنْ سَيِّئَاتِهِمْ ۱۱ و اگر قلے گوید کہ تجاوز متا دل است
 مومن و کافر را پس تجاوز نیز بہ نسبتہ ال اللہ وعدہ باشد مرساثر عبید را و او
 مخلف و عد نہیت بایند کہ بہ ہمہ برسد خواہ اہل بہشت باشند و خواہ اہل دوزخ
 جواب گویم بے تجاوز از ہمہ خواہد بود و عموماً دارد و اما تجاوز از اہل جنت
 ای باشد کہ از صفات محدثہ و وجودات مقیدہ ایشان کہ در گذرند کہ دید خودی
 خود گناہی بزرگ است۔

شعر

۱۲ فَقُلْتُ مَا ذَنْبِيْ فَقَالَتْ مُجِيبَةً
 وَجُودُكَ ذَنْبٌ لَا يُقَامُ بِهِ ذَنْبٌ

و اما تجاوز از اہل نار اگر مومنان عاصی باشند بہ شفاعت کنندگان باشد
 و اگر کافران باشند کہ مطلقاً عذاب از ایشان بردارد و اگر چہ خلود در جہنم
 باشد کہ آن منافی عدم عذاب بنیت چنانچہ در حدیث صحیح آمدہ کہ ۱۳
 يَنْبُتُ فِي قَعْرِ جَهَنَّمَ الْجَرَجِيُّ و ایں آن باشد کہ ایشان بعد از چنان موعود گردند
 کہ بیش از تمام مقام از عذاب نہ گردند با آنکہ ایشان را مبرے کرامت فرماید کہ

۱۰ پس نہ ہندار خدا تعالیٰ را خلاف کنندہ وعدہ خود یا رسولان خود۔

۱۱ و در گذریم از جرمہائے ایشان۔

۱۲ پس گفتم چیست گناہ من پس بجواب گفت کہ وجود تو گناہی است کہ قیاس کرد
 نمی شود بروے گناہ دیگر۔

۱۳ کہ رویانندہ خواہد شد در قعر جہنم جر جہیر۔

متحمل ان عقوبت تو اند بود باری مقصود کلام این ست که دعه حق با بنماز ہم
 در قرآن است و وعید او تجاوز قری سے فَأَغْنِي عَنِ الْمُنْعِيلِ بَأَنَّهُ كَانَ
 صَادِقَ الْوَعْدِ وَقَدْ دَالَ الْإِسْكَانُ فِي حَقِّ الْحَقِّ مَا قَبْلَهُ مِنْ طَلِبِ الْمَرْجِ
 یعنی سبب ثناء حق تعالی بر اسمعیل آن بود که او ہم از عهد سابق را
 دانی بود و ہم اظهار کمال لاحق را کافی مشارب شوارب عبودیتش از خلف
 وعد و نقص عهد صافی بود و بنده صادق الوعد غیر جانی بود و سبب دیگر
 آنکه امکان وقوع وعید در حق مجید به سبب وجود طلب مزج است که آن
 تجاوز از استیات است بعید بود لاجرم اسمعیل با این دو سبب در هر دو سبب
 سعید بود و چون در قرآن چند جا مکرر شد که وعده حق آنست که از استیات
 در گذروند وَنَجَّاهُمْ مِنْ سَيِّئَاتِهِمْ وَجَاءَهُ دُكَّانٌ فَغَضِبَ عَلَيْهِمْ
 از بیشتر استیات در گذریم و در جایی را به مغفرت خویش شادمان و امیدوار گردانند
 که إِنَّ اللَّهَ يَغْفِرُ الذُّنُوبَ جَمِيعًا وَأَنْ يَجْعَلَ رَابِعًا مَفْصُلًا كَرَامَاتٍ
 اللَّهُ لَا يَغْفِرُ أَنْ يُشْرَكَ بِهِ وَيَغْفِرُ مَا دُونَ ذَلِكَ وَأَيُّ جَمْعٍ مِنْ عَدَةِ
 باشد با خلق و فرمود که إِنَّ اللَّهَ لَا يُخْلِفُ الْوَعْدَ پس امکان وقوع وعید از

۱. پس تعریف کرد حق تعالی بر اسمعیل علیه السلام باین طور به تحقیق بود بسوی مادی وعده

به تحقیق زایل شد امکان وقوع وعید در حق الله تعالی چرا که در دست طلب ترجیح دهند ۱۲.۵

۳. معاف میگذازد بسیار ۱۲

۴. هر آینه می آمرزد گناهان را همه یکجا ۱۲

۵. هر آینه خدا نمی آمرزد که او را شریک مقرر کرده شود. و می آمرزد غیر آن.

۶. هر آینه خدا خلاف نمی کند وعده را ۱۲

اللَّهُمَّ اغْفِرْ لِي وَلِلْمُؤْمِنِينَ.

صادق الوعد حمید زائل گشت و آنچه موجب دستدعی مغفرت است از طرف
بندہ موجود کہ آن گناہ گاری و جرم و شرمساری است پس پتوں انجامز و عدہ
کردہ بشود البتہ گناہ بندہ کہ علت و عید بود و نیز نمائند پس و عید کہ معلول بود
ہم نمائند کہ عدم علت موجب عدم معلول است و اگر سائل گوید پس و عید را
چہ فائدہ بود .

جواب

فائدہ تخویف باشد و آنکہ بندگان از مخالفت امور الہی
بہ پرہیزند و جرات نہ کنند و در مخالفت نیادیزند تا بحالات موعودہ در استعداد
خویش برسند و آزاں محروم نہ مانند چنانچہ حق تعالی فرمود کہ **وَقَانُزِيلُ بِالْآيَاتِ الرَّحْمَةِ**
تَتَوَفَّيْنَاهُمْ بِمَا كَانُوا يَفْعَلُونَ شیخ شرف الدین روحی گوید کہ متر در خلف
ایعاد و انجامز وعدہ از کریم این است کہ ہرگز بوفایا یعاد ثناء مترتب نہ گردد
بلکہ بوفایو وعدہ و تجاوز از و عید مستحق ثناء بہ سزا شود و حق جل و علا طالب ثناء است
پس ایتان بموجب ثناء کہ آن عفو و مغفرت است و تجاوز بہ کرم خود لازم گردانند
تا بندگان بقدر قدرت و امکان بخواج و جوارح و زبان و جنان حضرت جلالت
عظمتہ را ثناء گویند و این ابیات گفتہ اوست درین معنی ۔

لَا يَأْمَنُ بِلُطْفِ جُمْلَةِ خَلْقِ الْوَرَى حَاشَاكَ أَنْ تُرَضِيَ بِمَا يَحْرِقُ
أَنْتَ حَرِّمْ بِكُلِّ مَنْ أَوْجَدْتَهُ وَكَأَجَلِ رَحْمَتِكَ الْعَجْمَةِ تَخْلُقُ

لے دنی فرستیم نشان را مگر برائے ترسانیدن ۔

لے باشد کہ پرہیز گاری کنند ۔

لے معانی از اشعار این اند ۔ اے کسے کہ بحد لطف خود بیا فرمید خلق را پاک است توازی
کہ راضی باشی بآتش سوزانندہ ۔ تو رحیمی با ہمہ چیزے کہ ایجاد کردہ آرا او بہ سبب

اَنْتَ كُنْتَ مُنْتَقِهَا فَانْتَ مُؤَدِّبٌ وَ مُعَذِّبٌ اَنْتَ كُنْتَ اَنْتَ الْمُسْتَقْبَلُ
فَاَجْعَلْ عَذَابَكَ لِلْعِبَادِ عَزْزًا وَّجَلًا وَ اَرْحَمُ بِرَحْمَتِكَ الَّتِي قَدْ تَسْبِقُ

و در اصطلاحات کاشے دیدہ ام کہ پیغمبر صلعم باصحاب در بعضے کو ہناتے مدینہ
میں گزشت زنی سوگند داد کہ بچانہ اونزول فرمائند چوں در آمدند دیدند کہ آتش
آفرخته و اولاد او گر و آتش بازی می کردند گفت سہ یا بنی اللہ اَرْحَمُ بِرَحْمَتِكَ
اَمْ اَنَا يَا وَاَدْرِی فرمود بَلُ اللہ اَرْحَمُ فَانْتَ اَرْحَمُ الرَّاحِمِينَ گفت آتش اِنْفِ
يَا رَسُولَ اللہ اُحِبُّ اَنْ اُلْقَى وَلَدِي فِي النَّارِ فَكَيْفَ يُلْقِي اللہ عَذَابُكَ
فِيهَا وَاَرْحَمُ بِهِمْ پس پیغمبر صلی اللہ علیہ و آلہ وسلم بہ گریست و فرمود
سہ لَهْكَ اَوْ دُحِيَ اِلَيْكَ و صراط مستقیم اَنْتَ کہ در مثال او امر و نوہی آبی
بیخ تصریح کنی و در جمیع احوال امیدوار باشی چہ معلوم نیست کہ قبض روح کے
خواہد شد و در آل وقت بیخ نفع از رجاء نیست و اگر قلے گوید کہ شرک
ازہں گناہ است کہ آمرزیدہ نخواہد شد بہ حکم اِنَّ اللہ لَا یَغْفِرُ اَنْ یُشْرَكَ بِہ
وَلَیَغْفِرُ مَا دُوْنَ ذَٰلِكَ و باید کہ عذاب ایں واجب الوقوع باشد۔

جواب گویم کہ چون نیکو تامل کنی رسانیدن عذاب بہ مشرک ہم انجام

رحمت عامہ خود پیدائی کنی۔ اگر ہستی انتقام گیرندہ پس مؤدب ہستی۔ و اگر عذاب پہندہ پس
شفقت کنندہ۔ نیز ہستی مگرداں عذاب خود را برائے بندگان شیریں و رحیم کن بر جنبہ سبقت
کردہ ہاں ۱۲۔

سہ یا بنی اللہ اللہ تعالیٰ رحم کنند تراست بہ بندگان خود یا من با اولاد خود۔ فرمود ہبکہ اللہ تعالیٰ
رحم کنندہ تراست چہ کہ دی ارحم الراحمین است۔ گفت آہامی بنی یا رسول اللہ کہ دوستدارم
ہں کہ بیندازم طفل خود را در آتش پس چہاں بیندازد حق تعالیٰ بندگان خود را ہاں در انجا بکہ وہ
رحم کنندہ تراست بادشمنان۔ ۱۲۔ ۱۳ چہیں دجی کردہ شد ہستے من۔

وعدا است از بہر آنکہ استعدا و شرک اورا سبب المعذب است

فَلَمْ يَبْقَ إِلَّا صَادِقُ الْوَعْدِ وَخَذَهُ
وَمَا لَوْ وَعِدَ الْحَقُّ عَيْنٌ تُعَايِنُ
وَلَنْ دَخَلُوا دَارَ الشَّقَاءِ فَإِنَّهُمْ
عَلَى لَذَّةٍ فِيهَا نَعِيمٌ مُبَايِنُ
نَعِيمِ جَنَّاتِ الْخُلْدِ فَلَا مَرُوءَاجِدُ
وَيَبْنِيهِمْ مَعَادَ التَّجَلَّى تَبَايِنُ
بُسْمَى عَذَابًا مِنْ عَذُوبَةٍ طُعْمَةٌ
وَذَاكَ لَهُ كَالْفِشْرِ وَالْفِشْرُ ضَامِنُ
انہی کذا فی القصص و تحقیق ایں آنکہ قاعل لم یبق در و ضمیر لیت راجع بحق
وما در ما الوعد نافذ است تعاین بعینہ معنی للمفعول بایند خوانند و ضمیر
در فیہا عائد است بدار الشقاء و نعیم در اول شعر منسوب بایند خوانند کہ مغول
باین است ذاک اشارہ است بلطف عذاب و ضمیر در لہ عائد لعذاب
و صاین مشتق است از صون چون باین از بون معنی ایں ابیات بر مفہوم
کلام سابق مبتنی است کہ چون وعید زائل شد خبر و عد نما ند از بہر آنکہ بہ سبب
معفرت زائل گشت ہم در حق مومن عاصی و ہم کافر و منافق اما از مومن از بہر آنکہ
بہ سبب عفو او را دریافت و معفرت و مغفرا و گشت و اما ثانی از بہر آنکہ عذاب
ایشان مبدل گشت بہ نعیم کہ مناسب ایشان ست چنانکہ در بیت دوم تقریر
می کنند کہ و اخلاص دار الشقاوت لستے دارند کہ آن مباین نعیم ساکنان دار سعاد

لہ پس زبانی ماند حق تعالی مگر صادق و وعدہ و نیست برائے وعید حق تعالی چشمگیر بند

و برا۔ اگرچہ داخل شوند صاحب وعید در دوزخ اذیں کہ بہ تحقیق آنہاں در لذت نامند و در
دوزخ نعمتہا اند کہ مغفرتہا اند نعمتہاے عذاب را پس ہر تکیلی یکے است و در بیان بہشت
و دوزخ بوقت تجلی جدا گانہ خواہی دید بدی را نام نہادہ شد عذاب بعذاب بوجہ شیرینی
ذائقہ دے۔ و لفظ عذاب برائے عذاب مانند پوست است و پوست برائے محافظت
مغز می باشد۔

است و نفوس خبیثہ اشقیاء را تنعم و تلذذ از جنیبات باشد۔ ہم چنانکہ نفوس طیبہ از طیبات
 و قولہ فالأمر واحد را معنی آنست کہ بجلی الہی از ان روئے کہ بجلی است بر سعداء
 و اشقیاء یکساں است کہ و ما أمرنا إلا کلّمیح البصیرۃ اما قوایل و استعدادات
 مختلف اند بعد از قبول بجلی ہر یکے آنچہ در ایشان است کہ خبر آن را نہ تواند کہ بظہور رساند
 چون ابر باران کہ از آسمان فرو می آید۔ از جہت مائیت یک آب است صافی کہ از دے
 نیشکر روید و حنظل نیز آری سے

باران کہ در لطافت طبعش خلاف بہت

در باغ لالہ می روید و در شور بوم خس

و آنچه اشقیاء است ظالمش اگرچہ عذاب است اما باطنش عذاب است بہ نسبت
 بایشان و اشتقاق عذاب از عذوبت است و لفظ عذاب مرععۃ عذاب را ہم چو
 پوست است مرعز را کہ پوست صیانت مرعز می کنند و نیز حفاظت آل مرعز
 می کنند و بعضی گویند کہ شاید ذالک اشارہ بانیعیم اہل ناز ہم چو قشر است مرعیم
 اہل جنت را مثل کاه و گندم نعیم انسان و کاه نعیم حیوان آل سے ہو آں ایں
 و ایں لب آل سے کذا لمحضت عن بعض الشرح و تحقیق مقام کہ دفع اولام
 منکرین خام تواند کرد ایں ست کہ منازل و مقامات آخرت سے اند۔ جنت
 و جہنم و اعراف چنانکہ قرآن مجید برآں ناطق است و ہر یک ایں منازل و کمی اہل
 اللہ تعالیٰ حاکم است کہ دائم بذات اہل آل مقام را طالب است و اہل آل رعایا

۱۱ ذیست حکم مگر یک کلمہ مانند گردانیدن چشم ۱۲

۱۳ ہوان بالفتح لازم و آہستگی کردن و سبک شدن و ہمچنین ہوان بالضم

خواری و نام مردی۔ ۱۲

۱۳ چہنیں خلاصہ کردم از بعض شروح ۱۲

آں رسم اندو وعدہ ہٹے حق بہ نسبت فرد آئندگان آں منازل جہد را شامل است
 و بہ حقیقت و عدق عبارت است از رسانیدن کامل بحال معین کہ استعداد ہر یکے
 ازین سطائف آنرا طالب است مثلاً موعود اہل صلاح جنت است و مراتب آں
 و موعود اہل فساد جہنم است و مناسب آں و طائفہ دیگر در ادک و علی الاعراف
 رجال تعریف و تحقیق مناسب است و چنانکہ وعدہ کامل است و عید نیز شامل
 است بہ حسب مراتب ایشان پس شان ایادہ است اہل جنت است کہ ہر یکے را جاذبہ
 سائق است تا ایشان بہ جنت می آرد کہ سہ و جاعوت کل نفسی معہ سائق و
 شہید و آل جاذبات کہ ایشان را می کشند و سائط ————— انداز انبیاء
 را اولیاء کہ آں مناسبت جامع بہ تمام ایشان گشودہ آں راہ می نمایند و آں سائق
 اسم رحمن است کہ بہ کثرت ابتلاء و انواع مصائب ایشان را بہ جنت میرساند و سہ
 و بسلو نکمہ دیشی من الخوف والجوع والعیاد اہل نار و جاذب شان بدار بوار مناسبت
 اند کہ میاں آتش و ایشان اند و سائق ایشان شیطان است و ایاد اہل اعراف
 مناسب قصور است چنانکہ در اعراف نہ نفیم جنت است و نہ آلام جہنم در ایشان
 نیز نہ صفت کمال است و نہ بکت اعمال و افعال و احوال و سائق شان در آں مقام
 اسم العدل است و عذاب از مقتضیات اسم المنتقم است احکام آں با پنجہ طائفہ ظاہر
 گردند مشترک کافر و منافق و مومن و عاصی یا عارف غیر حاصل باشد و یا غیر محبوب غیر
 غیر عارف و بریں کسان چون اسم المنتقم سلطنت خود برانند و بہ نیران جہنم رسانند

لہ دبر اعراف مردمنے باشند ۱۲

لہ ابعاد دعدہ دامن و ترسیدن و ترسانیدن ۱۳

لہ دیند ہر شخصے ہمراہ ارواں کنندہ است و گواہی دہندہ ۱۴

کہ ہر آئینہ بیازمایم شمارا بہ چہیزے از تہس و گر سنگی ۱۵

جمہ مجذب باشند و عذاب بریکے فراخوار باشند چنانکہ کلام مجید بدین چند عبارت
از تنوع عذاب خبر باز میدہد: قوله تَاٰتٰ اَحَاطَ بِہُمْ سُرَادِقُہَا وَقَوْلُہٗ تَعَالٰی
وَنَادٰوْا یَا عَالِکَ لِیَقْفِرْ عَلَیْنَا رَبُّکَ وَقَوْلُہٗ تَعَالٰی لَا یُخَفِّفُ عَنْہُمُ الْعَذَابُ اِنَّ رَا
ہُمْ یُنْظَرُوْنَ وَقَوْلُہٗ تَعَالٰی وَاُخْشِیْہُمْ اٰیٰتِہَا وَلَا تَکَلِّمُوْنَہُمْ وچون وعدہ تجاوز از
حضرت بجائے وعدہ است و گویا یخلف المیعاد لا جرم ہریکے را از معذبین عذاب
بوجہ عذاب گرد و تا از آن تلافی و تنعمی یا بند و صورت عذاب اول بہ چیزے دیگر تبدیل
شود و چون برایشان سائبہا گذرند کہ لَا یُخَفِّفُ عَنْہُمْ اَحْقَابًا و ہر حقہ ہفتاد
ہزار سال آن عالم بود ہریکے را مناسب حالش از حضرت عزت راستہ و رجعتے برسد
اما عارف غیر عامل یعنی موحّد محض کہ حال اصل میدانست کہ حق است کہ در منظر خلیقہ و
کوئیہ ظہورات دارد و وجود بہ حقیقت او را است و باقی سے کسر آپ بقیعۃ یحسبہ
الظَّمَانُ مَا حَتٰی اِذَا جَاؤْہُمْ لَمْ یَجِدْہُمْ شَیْئًا اَمْ ہُوْنَ وَاَوَّانَ مَقَامَہُمْ وچون در مجسم مقیم
گرد و اند کہ مکالمات و زبان افعال ایام دنیا بود کہ آن فرصت از دے فوت
شد بر خود بہتد کہ سَوَاءٌ عَلَیْنَا اَجْرُہُمْ اَمْ اَفْصَرْنَا مَا کَانُوا مِنْہُمْ یَحْیِیْنَ وچون
مطلق نظرے فرماید بحال ایشان و ایشان را از اسرار واقف گرداند کہ بتی بلا می
بیند و مبلی نمی بیند عذاب را غافل اند ایشان در مشاہدہ مبلی و این چنین معذب
بلا عذاب را فراموش کنند و این مشاہدہ بہ ہزاران نعمت نہ فروشد و نظیر این

۱۔ قول او تعالیٰ است آتے را کہ درگیرد با ایشان سراپردہ ہائے ۱۲

۲۔ قول او تعالیٰ است و آواز دہندہ کہ اے ملک! باید کہ برگ حکم کند بر ما

پروردگار تو ۱۲

۳۔ قول او تعالیٰ است سبک کردہ نشود از ایشان عذاب و نہ ایشان را جہلت دلوہ شود۔

مشاہدہ در قصہ زنان مصر و دیدن جمال یوسفی و بریدن دستہا بجلتے ترنج باز جو
و معائنہ کن پس از ہناد ہریکے صد ابرائید کہ نَعْدِ یُسُکُو عَذْبُ و سَخَطُ کُنْ صَنِ
وَقَطْعُکُمْ دَصْلٌ و جَوْرٌ کَمُ عَدْلٌ اما محبوب غیر عارف عاصی کہ دریں حجاب مانده بود
کہ خدائے بہت خارج از عالم و حقیقت او دیگر است در حقیقت عام و دیگر ایشان
را نیز بعد از عذاب راحت حاصل شود و در مقابل آن چہل نہ چنان راحتے کہ کسے داند
کہ از چہ راحت یافتند بے ایں قدر معلوم شود کہ ایشان در آتش با ملا عبد تلمذ وے
لازم است رسول اللہ صلی علیہ وسلم بایں عبارت فرمودہ است کہ سَلَامٌ اِنَّ کِبْعَضَ اَهْلِ لَنَّا
يَتَلَا عِبُونِ نِيهَا بِالنَّارِ و مثال در ایں محسوس آنست کہ طایفہ دیدہ می شوند کہ اعضائے
خود مجرد میسازند و ضرب ہا بخود میزنند یا اختیار چون بعضے باز گیراں و پہلواناں و
بدان فخر و مباہات می کنند و بدیں مرہم فاسد و عومن خیس از تالم آن متالم نمی شود
کہ گویا خبر نہ دارند اما منافقان نیز بعد از بعد زمان عتاب چوں در ایشان دو استعداد
اند نقصان و کمال اما چون با استعداد نقص خود راضی شوند تالم از ایشان زائل
شود عذاب ایشان عذاب گرد و چون کس نیک در میان حال با مورخہ سیرہ دنیویہ
راضی نمی باشند و بعقبہ آفت آ پنهان میگردند کہ امرے خیس را مباشر می شوند و
ہاں مالوف گردند و تالم عار از ایشان مرتفع گردد و اما یہ تبدیل عذاب مشرکان کہ
مقیدے معین را از موجودات بالوہیت گرفتہ بودند و بہ عبودیت کہ مطلق شریک
گرفتہ بعد آزان کہ از ایشان انتقام گرفتہ شود در جہت حق آزان رود کہ آن وجود
مقید نیز منظر می از مظاہر حق مطلق بودہ ایشان را دریا بد آلام آن عذاب از اجام
ایشان بردار و کہ قطعاً احساس عذاب نہ کنند ہاں کہ در جہنم باشند سَہ فَيَصِيرُ

لہ تحقیق کہ بعضے دوزخیاں بازی می کنند و دے باتش۔

لہ پس خواہد شد عذاب اداں شریں۔

عَذَابُهُمْ عَذَابًا مَثَلًا بَرِئَ بَاشْتَنْدَ کَ فَرَدِی دَر عَصْوِیْ اَز اَعْضَائِ اِیْشَاں
 چَناں پَدِ آیدَ کَ اِکَر دَر اَن سوزَن فَر دِ بَرِی وَا تَش بَی پَسِجِ اَلْمِ بَاوَنِی رَسَدِ وِ بَلِیْبِت
 غَیْرِ مَهاَن عَذَابِ اسْتِ اَمّا بِتَدِیْلِ عَذَابِ کَفارِ کَ مَسْتَحِی اَشَدِّ عَذَابِ اَن دِ بَعاقِبَتِ
 چَوَن اِیْشَاں نِز بَاسْتَعْدادِ فَطَرِی خُودِ دَر اَن اَفْسادِ اَن دِ ہر چَندِ بَ سوزَن دِ رِ
 اَتَواعِ عَذَابِ اَمّا اَخْرَبَ حَکْمِ سَبِقِ رَحْمَتِ کَ اَز سَعِ سَبَقَتِ رَحْمَتِی عَلٰی غَضَبِی
 وَ خَبَرِ نَبِیَّتِ فِی نَعْرِ جَهَنَّمَ شَہْرُ جَرَجِیْئِرِ رَاحَتِ یَا بَندِہ حاصِلِ اَن کَ عَذَابِ
 اِیْشَاں مَوْبِدِ بِنُودِ مَن حَیْثُ اَن عَذَابِ وِلِیْکَن تَابِیْدِ دَر جَہَنَّمَ بَاشَدِ تا جَنّتِ وِ جَہَنَّمَ ہر
 دُو مامورِ مَناذِجِی السَّنَةِ دَر مَعامِ التَّنَزِیْلِ دَر تَفْصِیْرِ وَاَقَالَ الذِّیْنَ سَعِ سَعِدُ وَاَقِی
 الْجَنَّةِ خَالِدِیْنَ فِیْہَا مَا دَامَتِ السَّمَوَاتُ وَالْاَرْضُ اِلَّا مَا شَاءَ رَبُّکَ عَطَاءً
 غَیْرَ مَجْدُوْجِ مِی گوئِدَ کَ اَبْنِ مَسُوْدِ مِی گوئِدَ سَعِ لَبائِیْتِ عَلٰی جَہَنَّمَ زَمَانٌ لِّیْسَ فِیْہَا
 اَحَدٌ وَ ذَا لِکَ لَعَدَ مَا یَلْبَثُوْنَ فِیْہَا اَحْقَابًا وَ مَعْنٰی سَبَقَتِ رَحْمَتِی عَلٰی غَضَبِی
 اَنْتَ کَ اَوَّلِ بَرِ رَحْمَتِ تَطْہِیْرِ خَلْقِ اَز کَدُورَتِ مَلاَحِظِ مِی کُنْمِ اَز گاہِ بَہ عَضْبِ اَن تَطْہِیْرِ
 بَہ فَعْلِ مِی اَرَمِ پَس ہر وَقْتِ کَ طَہارتِ حاصِلِ شُودِ عَقُوبَتِ زائِلِ گَر دُو وَ حَضَرَتِ حَقِّ تَعَالٰی
 دَر اِثْنائِیْ سَوالِ یَا یٰھَا الْاِنْسَانُ مَا غَرَّکَ بِرَبِّکَ اَنْ کُیْرِمَ تَعْلِیْمِ عِبَادِ مِیْغَرِ مَایْڈِ
 کَ دَر جَوَابِ کَرِ مَلِکِ بَگوئِنْدَ ۔

ۛ اَز نامہ سیاہ نہ تر مسم کہ روزِ حشر بِالْطَفِ اَدِ ہزار اَز بِنامہ طعی کُنْمِ

ۛ سَابِقِ رَحْمَتِ مَن بَرِ غَضَبِ مَن ۛ

ۛ اَمّا اَز اَن کَ کَر دَہ شَدِ پَسِ بَہِشْتِ بَاشْتَنْدِ جادِیْدِاں اَنْجَا تا مَدَتِ بَقا وَا سَمٰنا دَر مِیْنِ
 غَیْرِ دَفْنِی کَ خَواستہ اسْتِ پَر دَر دِ گارِ نَوِ بَخْشِیْشِی غَیْرِ مَقْلُوعِ ۔

ۛ ہر اَیْمَنِ خَواہَدِ اَمَدِ بَرِ جَہَنَّمَ زَمَانِی کَ نَخِواہَدِ بُوْدِ دَر دِ سِی کَسِ دِ اِیْنِ بَعْدِ اَن اسْتِ کَ تَوَقُّفِ
 نَخِواہَنْدِ کَر دِ دَر اَن کَساں دَر دِ سِی سالِا دَر اَن ۔

در فتوحات در باب سہ صد و ہستم فرمود کہ اہل نار در نار ساکن اند و از دسے بیرون
نمی آیند کما قال اللہ تعالیٰ خَلِدُوا فِيْہَا یعنی در نار و نہ فرمودہ فیہ
امر مشکل می شد و چون اعادہ منیر بہ سراشے کہ دوزخ است کرد پس در خلود
عذاب لازم نمی آید اگر کسے گوید کہ ہم چنین در بہشت باید گفت کہ خلود در رو
لازم است نہ در نعیم گوئیم کہ در نعیم اہل جنت فرمودہ اند عَطَاءٌ غَيْرُ مَجْذُوذٍ
فَاَفْہَمُوا و اورد نہ شد در عذاب چیزیکہ دلالت کند بر خلود در آن چنان کہ وارد نہ
شدہ است در خلود نار فاما عذاب در نار لابد منہ است و مغیب شدہ از ما اللہ
او تاکہ خواہد آنکہ ظواہر نصوص خبر میدہد کہ اصلی دارد فاما کحیت او مجہول است
مگر آنکہ نصی بیا: متواتر مفید علم و تعین این ترجمہ کلام حضرت شیخ است پس ظاہر
است نمی کنیم شیخ درین سخن بہ ظواہر نصوص است و محصل کلام اش آنست کہ در
خلود عذاب نصی نیامدہ آپشنا کہ در خلود نعیم و اگر آید قبول باید کرد پس او رد
نصوص نہ کردہ است تا تکفیر او لازم آید بلکہ اعتماد بر نصوص کردہ و طلب آن
منودہ شیخ مؤید الدین جندی گفتہ کہ مقصود شیخ آنست کہ حق تعالی را با بندگان
خویش ہم ایعاد است و تہدید ہم بشارات و مواعد ما بہ سبب عفو و مغفرت او
تجاوز از ذنوب و عیب و تہدید خود بجائے نیارد البتہ و بہ لطف و احسان و فضل
خویش وعدہ باز بجائے آورد چرا کہ غنی است از عالمیان ہم صدق وعدہ دارد ہم
کرم ترک و عید و شیخ چون این معنی مقرر گردانیدہ این سر نیز ظاہر کرد باں طائفہ
با استحقاق ایشان مرعوبات را بہر اشتقادت کہ جہنم است در آمدہ باشند
آثار الطاف و اعطاف و تجاوز و عفو و الطاف ہم پرسد و رحمت سابقہ او تعالی
بر غضب لاحق او عز سلطانہ سبق گیرد و ہر طائفہ را از طوائف بہ نوع از انواع
عذاب عذب گردانند و عقوبت بعد و بت مبدل شود اگرچہ ہم چنان ساکن ساکن

جہنم باشند ۱۰ فَلَا بُدَّ أَنْ يَقُولَ عَوَاقِبُ أَهْلِ الْعِتَابِ إِلَى الرَّحْمَةِ لَعْدُ
 الْأَحْقَابِ وایں معنی از سر حال خالی نہ باشد اول آنکہ عقوبت بر ظاہر و باطن
 مسطر گشتہ باشد و بایک دیگر بجا کافہ در آیند ۱۱ فَيَكْفُرُ بَعْضُهُمْ بَعْضًا وَ
 يَلْعَنُ بَعْضُهُمْ بَعْضًا وَ مَا وَاجِبُ النَّارِ وَ مَا لَهُمْ مِنْ مَّخِيصٍ وَ مَخَاصِطُ در
 میاں ایشان متماوی گردو۔ ۱۲ فَيَقُولُ الضُّعَفَاءُ لِلَّذِينَ اسْتَكْبَرُوا

رَبَّنَا هَؤُلَاءِ أَضَلُّونَا فَآتِهِمْ عَذَابًا ضِعْفًا مِّنَ النَّارِ الخ دور حالت محاکات
 در عین جہنم و نار باشند ۱۳ وَ قَدْ احْطَاطَ بِهِمْ سُرَادِقُهَا وَ تَسَلَّطُ عَلَى ظَوَاهِهِمْ
 وَ بَوَّاطِنِهِمْ دوم آنکہ چون دانند کہ ہر چند فریاد و جزع کنند و بایک دیگر
 مخاصمت نمایند سودے ندارد بلکہ خطاب اِخْسَتُوا فِيهَا وَ لَا تَكْبَرُوا بایشان
 رسد تن در عذاب درد مند و بر خود چنان بہمند کہ روزگار با ایشان دریں عذاب خوابند
 گذشت و امید خلاص مفقود بود یک دیگر را عذر خواهند گویند ایں کاریت کہ بما
 افتادہ است دل بریں باند نہاد وَ سَوَاءٌ عَلَيْنَا اَجْرُنَا اَمْ رَصِيرًا مَا لَنَا مِنْ
 مَّخِيصٍ پس چون تن بعذاب در دادند حق تعالی آل عذاب شدید کہ در بواطن
 ایشان بود از ایشان بر آرد۔ و آن ۱۴ فَاِنَّ اللَّهَ الْمَوْقِدَةُ الَّتِي تَطْلُعُ عَلَى
 الْاَفْقِ ۱۵ کہ اندرون ایشان ازاں می سوخت پوئ دفع شود راحت در اندرون

۱۰ پس چارہ نیست ازینکہ گفتہ شود کہ انجام اہل عتاب بسوئے رحمت است و راحت

بعد سالہا دارند۔

۱۱ پس کافر می گوید بعضی شان بعض را و لعنت میکند بعض بعض را و بجائے قرارشان

دورخ است و نیست برائے شان خلاصی ۱۲ کہ گردن کشان را ۱۳ پردہ کار ایشان

گمراہ کردند مارا۔ پس بدہ عذاب ایشان را و چند از دورخ ۱۴ کہ در تحقیق احاطہ کرد باو شان

پردہ دے و غالب شد بر ظاہر باطن شان ۱۵۔ آتش خدا فروختہ شدہ کہ غالب شود بر دلہا ۱۶

وجراحت بربروں بماند۔

سوم آنکہ احتساب و اعصار دریں حالت دو سیسے مذکورہ چوں برایشان بگذرد، ایشان
 بانواع عذاب معبود و مالوف شوند و بتعاقب عقاب بہ سازند حق تعالیٰ عذرے
 و عدم احسے برظواہر ایدان ایشان مسلط گردانند کہ بہ پیمح حال ازاں آتش و
 عقوبت متالم نہ گردند و احساس عذاب قطعاً کنند چنانکہ خود میفرماید سَلَا
 يَمُوتُ فِيهَا وَلَا يَحْيٰی بِرِ اِثْنِ اَرْبَاعِ اَلْاَشْوَاقِ عَذَابِ اَنْ چنان انسان حال
 گردد کہ اگر نیسے از جنت برایشان و زد طبایع ایشان از آن متفر باشند و
 اگر بوسے رحمتی و نعمتی با ایشان رسد از آن متالم شوند این است حاصل قول شیخ
 کہ بنعیم اہل نیراں مبائن نعیم اہل جنان است انتہی۔ و شیخ کمال الدین کاشی گفت
 کہ غرض آنست کہ دوزخیان از نعیم بہشت آن مایہ گریز آن اند کہ اہل جنت از
 نیراں و حال آنکہ میاں نعیم برد و نزد تجلی رحمن در صورت رحمت تفاوت چنانست
 کہ بیش میتوانی گفت کہ این زمین است و آن آسمان و میگویند کہ فرق در برد و آنست
 کہ نعیم اہل دوزخ از رحمت اَحْمَدُ الرَّحْمٰنِ پیدا شد بعد از غضب و عذاب ایسم و نعیم
 اہل بہشت از رحمت رحمن در سیم پیدا شد بہ محض امتنان نسیم اما چون مال عذاب
 ایشان بعد و بہتہ رسید ازین بہت گفتہ شد سَلَا اَمْرٌ لِّذٰلِكَ تَنْعِيْمٌ
 بِالنَّبِيَّةِ الْيَقِيْنِ اَحَدٌ اَمَّا مِنْ حَيْثُ النِّعَمِ وَالتَّلَذُّدِ بَيْنَهُمَا بَوْنٌ بَعِيْدٌ
 و دریں مقام نکتہ خوش بشنو کہ فرق آن بود کہ در بہنم از برائے ایشان جز جہیر
 روید و از بہر بہشتیان در بہشت در و در فریر روید در معنی سَلَا وَ ذَاكَ
 كَلَامُ الْقِسْرِ وَالْقِسْرِ صَافِيٌّ گفتم کہ اشارت بودہ است بہ کثافت آن نعیم کہ اہل
 نار راست بہ نسبت بالطفاف این نعیم کہ جنیاں را شد و ہم چنانکہ قشر محافظت
 لب کنند تا ہر مشتاق و معناریکہ از خار و لاجق گردد و باد متلاحق شود و لب سالم

بماند حق سبحانہ و جود اہل نار کہ حاصل مشنای دنیویہ اند بہ دوزخ برد تا عمار
 ای عالم با ایشان باشند و اہل جنت کہ از برائے عمارت آخرت اند محفوظ
 مانند و ملازمت عبادت کنند۔ ہذا۔ وَاللّٰهُ تَعَالٰی اَعْلَمُ بِحَقَائِقِ الْاُمُورِ۔

سوال

آنکہ شیخ رحمی اللہ عنہ در نص موسیٰ و نیز در فتوحات یکدم فرمود
 کہ فرعون با ایمان رفتہ و طاہر مقبوض شدہ و سوال اد بہ لفظ ما از حقیقت
 حق صحیح است نہ و کہ قولہ تَعَالٰی وَفَارَتْ اِلٰہِیَّتُہٗ عَلٰی رَسْمِہٖ
 دریں کلام بر شیخ طعن کردہ اند و قدح نمودہ۔

الجواب

قصری در شرح فصوص گفتہ کہ ہر گاہ فرعون در دریا ایمان
 آورد آن جا کہ دید طریق واضح کہ براں در گذشتند بنوا اسرائیل قبل تفریق و قبل
 ظہور احکام دار آخرت برائے و سے از آن چہ مشاہدہ می کنند مردمان نزد غرغہ
 صحیح داشت ایمان مفیدہ بدان بر آن فرعون را چہ کہ آن ایمان بالعیب است
 زیرا کہ بود قبل غرغہ و این بعینہ ہم چو ایمان کافرے است کہ وقت قتل ایمان آرد و این
 صحیح باشد بلا خلاف و ایمان متغیر غر کہ غیر مقبول می باشد بہر ظہور احکام دار آخرت
 است از نعیم و جحیم و ثواب و عقاب دیگر دایندن شیخ مرفرعون را طاہر و مطاہر از جہشت
 اعتقادے شرک و دعویٰ ربوبیت است زیرا کہ اسلام ہدم می کنند ما قبل خود را
 چنانکہ بیامد در خبر صحیح کہ نوشتہ نمی شود بعد ایمان چیزے از گناہاں پس در مقلد
 شیخ بروئے از کار کردہ خواہد شد انتہی بحاصلہ صاحب۔ نصوص۔ الخصوص
 گفتہ کہ ہر چند علمائے طاہر دریں سخن مجال طعن جویند و در قبول ایمان و سے
 سخن با گویند۔ اما اگر بجانہ انصاف در آیند ہم ملزم آیند و از جہت آنکہ تا ایشان

بائکار شیخ گاہ خود تباہ نہ کنند واجب شد بر طائفہ کہ از معتقدان شیخ اند کہ در
تنبیہ ایشان سعی کنند و این بدو وجہ در خاطر ایشان نہشت تندی کے آنکہ شیخ
ایں معانی کہ دریں کتاب مسطور اند با سرہا از روح پر فتوح رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ
وسلم فرا گرفتہ مامور است با بلاغ آن وَالْمَأْمُورُ مَعْذُورٌ دیگر آنکہ باتفاق
علماء محقق است کہ فرعون در آل زماں ایماں آورد کہ در دریا درآمد و در میاں آب
راہ ہاشک از پیش می دید کہ بنی اسرائیل بر آں می گزرنند و در آں حالت ہنوز
ظہور احکام آخرت نہ بود و جان بہ غرغہ نہ رسیدہ لہذا ایماں دے صحیح و معتد
بہ است پس اگر شیخ اعتبار ایمانش فرمود بر آں کہ ایماں دے معتبر بود ہر
اعتقادے فاسد از شرک و دعوی ربوبیتہ وغیرہ کہ او پیش از اں کردہ باشد بہ
بہ حکم **لَا إِلَهَ إِلَّا اللَّهُ** مہم از دے مغفور باشد پس شاہنشاہ فرمود
فَقَبَضَهُ طَاهِرًا وَمُطَهَّرًا و چون حق تعالی در قرآن مجید با فرعون خطاب میفرمود واحد نمود کہ
قَالَ الْيَوْمَ نَجْعَلُكَ بَبَدَلِكَ بتکون لمن خلقتك ایتہ **يَعْنِي نَجْعَلُكَ بَدَلًا**
مِنَ الْعَذَابِ لِيَتَّيَمَّ مَعَ بَدَلِكَ مِنَ الْعَذَابِ اب **الْوُجُودِ الْإِيمَانِ مِنْكَ لِعَذَابِ**
الْعِصْيَانِ و اورا بجات بدن از غرق بنود بلکہ فی الحال در بحر ہلاک گشت اگر شیخ
ایں بجات اخروی از عذاب ابدی محل کنند و آں را آیت عنایت و رحمت حق سازد

لے اسلام قطع می کند ما قبل خود را۔

لے پس قبض کردہ شد فرعون طاهر و مطہر۔

لے پس امروز امکان بلند افکنیم یعنی بسوئے آب آرنج ترا تاں جسد تو تعبیر و تغیر

تا باشی نشان برائے آناں را کہ پس از تو آئند۔

یعنی بر مکان بلند افکنیم ترا از عذاب یعنی با جسد تو از عذاب بہ سبب یافتن

ایمان از تو بعد از فراتی ۱۱۔

پس دورانہ کار نہ باشد و اگر کوئی کہ ہم در قرآن است کہ در آن دم کہ ادا ایمان
 آورد فرمود سَءَ الْاِیْمَانُ وَقَدْ عَصَيْتَ قَبْلُ وَكُنْتَ مِنَ الْمُفْسِدِینَ وایں دلائل
 می کنند بر عدم قبول ایمان و نہ جواب گویم کہ نوعی بود از عتاب حق باوے وقت
 توجہ بسوئے حق یعنی فرمود اسے فرعون بعد از یں کہ چند یں انسا دکر دی باز آمدی
 وایں در عتاب عند الصلح بسیار گویند وایں منافی صحت ایمان وے نباشد و اگر
 کوئی در یں آیت دیگر چه میگوئی کہ فرمود عز شانه کہ روز قیامت فرعون پیش رو قوم
 خود باشد پس در آورد و ایشاں را با آتش سَءَ قَالَ اللَّهُ تَعَالٰی یَقْدُمُ
 قَوْمَهُ یَوْمَ الْقِیَامَةِ فَأَوْسَدُهُمُ النَّارُ وَبِئْسَ الْاَوْسَدُ الْمَوْسَدُ و جواب گویم کہ ضمیر
 جمع عائد است با قوم و مورد کہ فرعون است لازم نیست کہ در قوم داخل باشد بلکه
 انظار کمال عنایت خود خواهد فرمود در روز باز از قیامت از فرعون کہ چهار صد سال
 هنال و مفضل بود یہ بیند کہ اینک ایمان آورد در آخر چگونه گذاریندم و او را به
 جہت الزام حجت پیشتر و قوم خودش گردانیدم تا ایشاں را به آتش اندر آورد
 و بگوید کہ آنچه من گفتم و کردم بد بود و ہر کہ متابیع من گشت جز ایشاں نیست
 و در امثال یں آیات کہ سَءَ وَاتَّبِعُوا فِیْ هٰذِهِ لَعْنَةُ و یَوْمَ الْقِیَامَةِ بِئْسَ
 الرَّسُولُ الْمَرْفُودُ

۱۔ گفتمہ شد آیا اکنون ایمان آوردی و نافرمانی کردہ بودی پیش از دبودی از مفسدون ۱۲
 ۲۔ فرمود اللہ تعالیٰ پیشوا می شود قوم خود را روز قیامت۔ پس بآرد ایشاں را بہ آتش۔

و بد جملے است کہ دارد شدند در دوزخ ۱۲

۳۔ و قول اد تعالیٰ است و از پے ایشاں آورده شد لعنت در یں روز و یوم قیامت

نیز بد عطائے است کہ دارد شد آن لعنت ۱۲

۱۰ وَقَوْلُهُ تَعَالَى وَاتَّبَعْنَا لَهُمْ فِي هَذِهِ الدُّنْيَا لَعْنَةً

فَيَوْمَ الْقِيَامَةِ هُمْ مِنَ الْمَقْبُوحِينَ - ضمیر در ہم با قوم عائدات و بر تقدیر آنکه

لعنت و دخول نار فرعون را باشد متافی ایمان و سے نہ باشد کہ لعنت عبارت از بعد حق است و آل لازم جمع گردد چنانچہ عصاة مسلمانان را بود و ماد دعوی قرب فرعون بحق نہ کردہ ام کہ ایمان دیگر است و قرب دیگر اما درود در آتش ہمہ را شمولیت سے وَإِنْ مِنْكُمْ إِلَّا وَاسِرٌ هَاهُنَا كَانَ عَلَى رَأْسِكَ حَقًّا مُقْضِيًّا. و غرض شیخ قدس سرہ از اثبات ایمان فرعون دو چیز است یکے بیان عنایت و رحمت و عتاب حق و دیگر فائدہ ایمان و سے عدم خلود و سے باشد در دوزخ و دیری پیچ شبہہ نیست کہ مظالم و حقوق عباد با ایمان بر نہ خیزد اگر بقدر آل فرعون مخذہمانند گویمان باید کہ مخذہمانند کہ سکہ لَا يُمْكِنُ الْخُلُودُ مَعَ الْإِيمَانِ و چون بعد از ایمان فرعون پیچ نفی مزیح بہ کفر و سے وارد نشد بلکہ بر چہ در قرآن گفتہ شد حکایت از حال سابق اد بود و آئنتہ مزیح بہ عذاب آل فرعون نازل شد و پیچ ذکر فرعون بان بنود چنانچہ فرمود سے قَوْلُهُ تَعَالَى وَحَاقَ بِآلِ فِرْعَوْنَ

۱۱ وَقَوْلُهُ تَعَالَى است و از پے ایشان فرستادہ دریں دنیا لعنت و برد و قیامت

ایشان دور ساختہ گان باشند ۱۲

۱۳ و نسبت از شما هیچ کس مگر گذرنده بریں ہست. آن وعدہ لازم بود و کار تو مقرر

کرده شدہ ۱۴

۱۵ و ممکن نیست ہمیشہ ماندن در دوزخ بحالت ایمان ۱۶

۱۷ قول سے تعالی است و فرد گفت بہ خویشان فرعون عذاب سخت و در گرفت ایشان

۱۸ آتش حاضر کردہ می شوند بر آتش و در دوزخ کہ قائم شود قیامت در

آرید خویشان فرعون را در سخت ترین عذاب ۱۹

سُوَّ الْحَذَابِ النَّارُ يُعْرَضُونَ عَلَيْهَا غُدُوًّا وَعَشِيًّا وَيَوْمَ تَقُومُ السَّاعَةُ
 اَدْخِلُوا آلَ فِرْعَوْنَ أَشَدَّ الْعَذَابِ ۖ اِیْنَ جملہ صریح است دارال فرعون نہ در
 فرعون پس اگر شیخ با وجود علم تمام و کشف بانظام و امر رسول علیہ السلام اثبات ایمان
 دے کتہہ بایند کہ تو منکر نہ گردی و زنجی رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم فرمود است
 کہ لَعَنَ الْعُلَمَاءُ مَسْمُومًا اَنْتَهَا وَمَوْلَانَا جَاهِلٌ مِی فرمایند کہ لیکن گواہ صادق
 بر ایمان فرعون وقت غرق قبل غرغہ قرآن مجید است و ظاہر شد احکام آخرت بروے
 بعدیے کار شدن حواس دے و ایں ہمہ آنست کہ در شرح اعتبار دے کردہ نمی شود بلکہ
 اعتبارش وقت قادر شدن دے است بروقت گفتن دے ایمان را و علم دے بایں
 کہ نجات در ہمیں است پس گفت لَ اٰمَنْتُ اَنْتَ لَا اِلٰهَ اِلَّا الَّذِیْ اٰمَنْتَ
 بِہٖ نَبُوْا سِرًا یُّثْلِقَ وَاَتَا مِنْ الْمُسْلِمِیْنَ ۖ و ایں خبر دادن صحیح است در دے نسخ
 نخواہد شد و نہ تصریحی است بر نہ قبول کردن ایمانش پس تحقیق کہ از ایا تیکہ از اہنا
 اہل ظاہر دلیل می گردند بر عدم قبول ایمان دے قابل تاویل اند۔ بر وجہیکہ منافق
 قبول ایمانش نہ باشد چنان کہ بعضی شارحین تاویل کردہ اند و ایں کلام آزانست
 کہ متفرد شدہ است بدان حضرت شیخ قدس سرہ میاں ائمہ اسلام بار سوخ اعتقاد
 کہ فرعون و سرکشی دے در نفوس طعنہ زدہ اند بروے کم فہم آن و مبالغہ کردہ اند
 در انکار دے پس حاجت ایں مبالغہ نیست چرا کہ شیخ رضی اللہ تعالیٰ عنہ مبالغہ
 نہ کردہ است و بروے چنانکہ فرمود در ہمیں نفس نیست از ظاہر کلامیکہ قرآن کریم
 بر آل وارد است باز میگویم بعد از ایں کلام کہ امر واقعی چنانکہ است معوض بہ

لے باور داشتند کہ هیچ معبود نیست مگر آنکہ ایمان آورده اند بوی بنو اسرائیل و

من از مسلمانانم۔

جنابت الہی اُسنت از آپنجہ در نفوس عامہ خلافت جا گرفتہ از شقاوت فرعون و
 اگرچہ نیست برائے شان نصیحتے درین باب کہ نسبت کنند بر دے رضی اللہ عنہ
 انتہا کتاب الحروف گوید کہ شیخ دریں دعوی متغرد نیست چنانکہ عارف و محقق
 سہمی فرمودہ شیخ الاسلام خالدی در بعضی شرح حکم ابن عطاء اللہ اسکندری شاذلی
 مینویسد کہ قول بہ قبول ایمان فرعون نہ تنہا شیخ تراست بل رفتہ اند بر اں جمعی
 کثیر از سلف و قاضی ابوبکر باقلانی اشعری در بعضی مصنفات خویش نوشتہ کہ قبول
 ایمان فرعون اقوی اُسنت عن حیث الاستدلال و لیسے صریح وارد نہ
 شدہ برائے ما بر این کہ او بر کھر مردہ اُسنت انتہا قائل و آپنجہ شیخ عبدالوہاب
 شترانی در کتاب الیواقیت و الجواہر فی بیان عقائد الاکابر آورده کہ از دعوی منکر
 اُسنت کہ حضرت شیخ رضی اللہ عنہ قائل بہ قبول ایمان فرعون اُسنت حالانکہ ایں بر شیخ
 کذب و افتراء اُسنت چہ کہ دے رضی اللہ عنہ خود تصریح کردہ است در باب شفت
 و دوم از فتوحات کہ فرعون از اندوز خیال اُسنت کہ تا ابد الابدین از دے
 خلاص نہ خواہند یافت و فتوحات تصنیفات آخری حضرت شیخ اُسنت چہرا کہے
 قدس سرہ از تصنیفش سہ سال قبل از وفات خود فراغت یافتہ است شیخ الاسلام
 سراج الدین مخزومی دمشقی کہ از شاگردان شیخ سراج بلقینی اُسنت میگوید کہ اگرچہ
 تسلیم کردہ شود کہ از شیخ محی الدین چہنس صادر شدہ کہ دے قائل با ایمان فرعون
 شدہ اما دے دریں باب متغرد نیست بلکہ جمعی کثیر از سلف بر قبول ایمانش قائل
 شدہ است بر آنکہ حکایت کردہ جناب باری عز اسمہ از دے گفت: اٰمَنْتُ
 اِنَّہٗ لَا اِلٰہَ اِلَّا اللّٰہُ اَمَنْتُ بِنَبِیِّہِ سِرِّ اِیْمٰنٍ وَاَقَامْتُ الْمُسْلِمِیْنَ وَاَبُو
 اِیْمٰنٍ قَوْلٍ وَاٰخِرُ زَمَانٍ دے از خروج دنیا امام ابوبکر باقلانی میگوید کہ قبول کردن
 ایمان فرعون قوی تر است بر حیثیت استدلال و نہ یافتہ نفس صریح بر این کہ مرد

وے در حالت کفر انتہا و دلیل جمہور علماء سلف بر خلف بر کفرش انیت کہ وے
ایمان آورد وقت یاس و ایمان یاس مقبول بنیت واللہ اعلم تا ایں جا است
کلام شیخ عبد الوہاب شعرانی در کتاب خود یواقیت و الجواہر میگوید فقیر کاتب الحروف
کہ حضرت شیخ اسمعیل کردی در صلاۃ النظر فی رد شہہات ابن حجر مینویسد کہ گفت شیخ
ابراہیم کورانی کہ گفت شیخ عبد الوہاب شعرانی در آخر یواقیت کہ مشغل است
بر ہفتاد و یک مبحث کہ تالیف کردم ایں کتاب را بنایت آہی در مدت کم ادیک
ماہ باز گفت کہ قائل شدن بہ قبول ایمان فرعون کذب و افترا است بر شیخ پس
تحقیق وے ذکر کرد در باب شہت و دوم و آن چیز کہ نقل کرد از وے معنای برائے
اثبات ایں امر لیکن در باب یک صد و شصت و ہفتم و ہم چنین در باب یک
صد و چہل و ہشتم کلام بسیط نوشت بر اثبات ایمان فرعون پس بود لائق بہ شیخ
عبد الوہاب شعرانی کہ در ہر دو کلام حضرت شیخ جمع می کرد۔ نہ کہ بجائش از کار را بوے
نبت نمود چرا کہ فصوص بسیار مشہر گشتہ و ہر دان و نادان براں مطلع شدہ پس
پوشیدہ بنیت بر او نشان آ پنخہ ذکر کرد حضرت شیخ در فصوص موسوی و اگر چہ نوشتہ
فتوحات برا کثران مخفی بہت اما از شارحین فصوص اکثرے توحید کلامش در تقریر
ایمان فرعون کردہ اند پس قائل شدن با ایں کہ افترا است بر شیخ نفعی نخواہد داد مگر
برائے کسی کہ ندیدہ باشد کتب ویرا و نہ شنیدہ باشد از کسی کہ بنیدہ کتب وے
باشد و آ پنخہ اشارہ کردہ است امام شعرانی کہ فتوحات از آخرین مصنفات ولایت
و ہر چہ در فصوص مذکور گشتہ قابل اعتبار نیست نزد وے ایں استدلال تمام نیست
و ہا نیمہ پس آ پنخہ کہ در باب یک صد و شصت و ہفتم نوشتہ آن ضرور اعتبار کردہ
شدہ است نزد وے و قتی کہ ایمانش نزد وے قابل اعتبار بود پس ضروری بود
بر امام شعرانی جمع میان ہر دو کلام شیخ پس میگویم کہ فرمود شیخ در باب شہت و دوم

بعد ایں کہ گفت و دوزخیاں کس نے اندک باشندگان آں هستند ہماں کساں مجزاں اند فرمود
کہ ایں مجزاں بر چہار طائفہ هستند و جملہ شان دوزخی اند کہ نہ خارج خواہند شد از دے بدائے
دیگر و اوشاں متکبران اند بر خدائے تعالیٰ مثل فرعون و مانند آں دعویٰ ربوبیت
کرده بودند برائے نفوس خود و از خدائی کرده بودند تا آخر۔

و اگر چه بود فرعون متکبر کہ دعویٰ ربوبیت کرد برائے نفس خود و نفی
کرد از خدائے تعالیٰ و شک بنیت در دے لیکن شیخ ثابت کرد ویرا در خصوص و
در باب یک صد و شصت و ہفتم باب یک صد و چہل و ہشتم ایں کہ فرمود دے بر ایں
چہ کہ اللہ تعالیٰ فرمود در کلام مجید سہ حقی اِذَا اَدْرَاکُ الْغَرْقُ قَالَ اٰمَنْتُ اِنَّہُ
کَاِلٰہِ اِلَّا الَّذِیْ اٰمَنْتُ بِہٖۤ اَبْنُوْا سِرًّاۤ اٰیٰتِلْ وَاَنَا مِنَ الْمُسْلِمِیْنَ بالجمہ منکر کہ دعویٰ
ربوبیت بر نفس خود کند و از اللہ تعالیٰ نفی کند مثل فرعون مخلص است در نار و قتیکہ
میرد ر ایں لیکن فرعون مرد بعد ایماں کہ شرعاً معتبر است چہ کہ آں واقع شد است
در حالتی کہ ویرا گویائی ممکن بود حیات ہم بر گمانش غلبہ داشت بہ سبب دیدن
دے دریا را خشک در حق مومناں بہ سبب ایماں آہنا و نیست ایماں دے
ہم چو ایماں کسے کہ در حالت غرغرة بر دے احکام آخرت ظاہر شود و وقتے
کہ بود ہم چہیں نہ داخل خواہد شد در منکرین پس مخالفت نمائند میاں ہر دو کلام
شیخ و جمع حاصل آمد انتہی و در نفس موسوی مذکور است کہ وقت یہ کہ یافتند موسیٰ
را ال فرعون در یم نزد شجرہ موسوم کرد ویرا فرعون بہ موسیٰ و مو در زبان قبلی
آب را گویند و سابعین شجرہ پس نام ہنادن دے بہ سبب ہمیں بود کہ اورا
یافت نزد شجرہ در آب چہرا کہ تابوت باز ماند نزد شجرہ در یم پس آراہہ کہ فرعون بہ

لے وقتے کہ رسیدش مشقت غرق گفت با در ہشتم کہ نیست پہنچ مہبود مگر

ایمان آوردہ اند بوسے بنوا اسرائیل و من از مسلمانانیم ۱۲

کشتن موسیٰ پس گفت دیر از دوزخ دے در آنجا لیک بود دے گویائی داده
 شده از جانب خدا در آنچه کہ گفت آن زن از فرعون کہ دقتی کہ پیدا کرد
 خدا ویرا برائے کمال چنانکہ فرمود آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کہ برائے دے
 ویرائے مریم بنت عمران آن کمال است کہ برائے مردان می بود پس گفت زن
 فرعون از فرعون در حق موسیٰ کہ ایں مرد یک دیدہ من است و برائے تو نیز بہ سبب
 کمالے کہ حاصل شد آن زن را چنانکہ گفتیم موسیٰ مرد یک دیدہ فرعون با آن ایمان شد کہ
 عطا کرد ویرا حق تعالیٰ نزدیک غرق پس قبض روح دے کرد طاہر و مطہر نہ بود
 در دے چیزے از جنت چرا کہ قبض کرد روح ویرا در وقت ایمان قبل از
 آنکہ کسب کند چیزے را از گناہان و اسلام می کشد گناہان ما قبل را و گدائند ویرا
 علامت عنایت الہی جلشائے برائے کسے کہ خوابد تا کہ نا امید نشود کسے از رحمت الہی
 پس بہ تحقیق کہ نا امید نمی شود از رحمت خدا سوائے کافر پس اگر می بود فرعون از ان
 کسانیکہ نا امید می شوند تا مبادرت کردی بسوئے ایمان پس بود موسیٰ علیہ السلام چنانکہ
 گفت زن فرعون در حق دے کہ باعث خنکی چشم است برائے من و تو قریب است
 کہ نفع دیدار او ہمچین و اقد شد چہ کہ نفع داد خداوند تعالیٰ آن برد و را بہ سبب حضرت
 اگر چہ آن برد و نمی دانستند کہ ایشان بھاں بنی بستند کہ برد درت شان ہلاک ملک
 فرعون داد و دادے خوابد بود انتہا و نیز در فص موسیٰ بعد بحث طویل نوشتہ است کہ
 و اما قول باری تعالیٰ فَلَمَّا نَبَتْ يَنْفَعُكُمْ اِيْمَانُكُمْ لَمَّا رَاَوْ لِبَا سَنَاسُتَ اللّٰهُ
 اَلْتَقٰ قَدْ خَلَتْ فِيْ عِبَادَةٍ اِلَّا قَوْمٌ مِّنْ نَّسْ پس دلالت می کند ایں عبارت بر ایں کہ نہ

لے پس ہرگز نفع نمی دارد ایشان را ایمان ایشان و قنیکہ دیدند عفو رب ما آئین خدا کہ

گذشتہ است در بندگان او۔ لفظ اِلَّا قَوْمٌ مِّنْ نَّسْ شامل ایں آیت نیست ۱۱

نفع خواہد داد ایمان ادا شدن را در آخرت از حرف استثنا کہ مضموم می شود از قول
 دے تعالیٰ شانہ الا قوم ریوستی پس مرا و گرفت ازین استثنا کہ رفع نخواہد کرد این
 استثنا دار گیر دنیوی را از ادا شدن پس بہ ہمیں وجہ گرفتہ شد فرعون با وجودیکہ ایمان
 آورده بود این امر دقیقہ است کہ امر فرعون بمنزلہ امر آن کس باشد کہ یقینی باشد انتقالش
 در آن ساعت و قرینہ حال این است کہ این امر انتقال یقینی بنیت چرا کہ فرعون خود محاض
 کرد مومنای را مٹی کنای بر را بیکہ خشک بود و ظاہر شدہ بود بہ سبب زدن حضرت
 موسیٰ علیہ السلام عھلے خود را در بحر یقین نہ نمود فرعون بہ ہلاکے خود دقتی کہ
 ایمان آورد بخلاف مختصرتا این کہ لاحق ذکر کردہ خواہد شد فرعون بہ حکم آن۔

پس ایمان آورد فرعون با پنجم کہ ایمان آوردند بنحی
 اسرائیل بر یقینے بودن نجات پس گشت نجات چنانکہ یقین کرد لیکن خلاف صورت اراد
 کردہ خود پس نجات داد ویرا عھلے تعالیٰ از عذاب آخرت در ذات دے و نجات
 داد بدن دے را چنانکہ فرمود حق تعالیٰ فَا لِيَوْمٍ نُبْجِيكَ بِسَبَلٍ نَّكَ لَتَكُونَنَّ مِنْ
 خَلْقِكَ آيَةً چرا کہ اگر غائب شدی صورت خود بیشتری گفت قوم دے کہ محتجب شد
 پس ظاہر شد در صورت معینہ مردہ تا کہ دانستہ شود کہ بجا است پس بہ تحقیق عام شد
 نجات حساد معنے و کسی کہ ثابت شد برے کلمہ عذاب اخروی نہ ایمان آورده شود
 بدان اگر چه بیاید ویرا چھ علامت ہا تا کہ بیند او شاہد عذاب از میت و ہندہ را
 یعنی بخشید آن کسان عذاب الیم اخروی را پس ازین قسم فرعون طالع شد این است
 کلام ظاہر کہ وارد شد بر آن کلام مجید بعد ازین میگویم کہ امرے تحقیق درین باب سپرد بہ علم
 آہنی است بوجہ آن کہ در نفوس عامہ خلالت جایافتہ از شقاوت دے و بنیت او شل
 را کلامی صریح بر آنکہ نسبت می کند بہ سوئے فرعون ولیکن آل فرعون پس برائے
 شان یکے دیگر است کہ بیاننش را این مقام بنیت تا این جا است کلام حضرت شیخ

قدس سرہ قیصری می فرماید کہ حکم فرعون حکم مومنین ظاہرین مظہرین است چہ کہ واقع نہ
شد از دے بعد ایمان گنہے و اسلام می بردگناہان ماقبل را لیکن حکم اولاد دے
پس حکم آل ہا حکم کافرین است ازین وجہ کہ اداشان اہل مطلق و معبود حق را در صورت
فرعونہ مقیدہ گردانیدہ بودند پس پوشیدہ کردند آہنا حق را در صورت باطلادے و
از دھے حکم مومنین است چہ کہ نہ پر سیتہ نہ در صورت دے مگر ہویت سے
آہیدہ را کہ ظاہر شد در مجائے مختلف پس ازین حیثیت خداے تعالیٰ از آل ہا خوشنود
گشت و اداشان از دے تعالیٰ خوشنود شدند و اگر باشد بہ حیثیت مقیدہ کردن شان
خداے تعالیٰ را عذاب خواہد کرد و اداشان و چونکہ ایں مقام جائے یا نش نبود بہتہ افرمود
یس هذا محلہ انتہی ۔

سوال :- اگر گویند قولہ تعالیٰ ۛ قَالَ مُوسٰی اَنْتَ اَنْتَ فِرْعَوْنُ
وَصَلَّٰةُ الْاِنْعِ دِلالت می کنند قوم فرعون و فرعون ہر دو ایمان آوردند نزد رویت عذاب
الیم چہ دعاے موسیٰ و ہارون ایمین بود حق جل و علا فرمودہ کہ دعا شامیجاب شد پس ایں
تقدیر لازم می آید کہ ایمان قوم فرعون نیز صحیح باشد و ظاہر ایں آیتہ آلت کہ ہر دو
صحیح بنیت زیرا کہ ہما ستر من قولہ تعالیٰ عَلٰی اَمْوَالِهِمْ اِلٰی قَوْلِهِ حَتّٰی یَسْرِ وَاٰیہ فرعون
و قوم ہر دو را جمع اند

ۛ متعلق ہویت آل حقیقت مطلق را گویند کہ شامل باشد حقائق دیگر را چنانچہ تمثال
است در تحت را در غیب مطلق و نزد حضرت شیخ رضی اللہ عنہ ہویت آل حقیقت را
گویند کہ باشد در عالم غیب یعنی موجودہ خارج نباشد و چنانچہ ادراک حقائق موجودہ فی الخارج می
نمایم ، آنرا مد رک نہ سازیم ۔

ۛ قول دے تعالیٰ است و گفت موسیٰ اے پروردگار ہر آئینہ تو دادہ فرعون و قبیلہ او را تا آخر ۔

جواب

رجوع عناصر و احتمال دارد بیکے آں کہ بہ فرعون و قوم او ہر دو راجع شوند دوم آنکہ بقوم او راجع شوند فقط سے کَقَوْلِهِ سَجَاءُ السُّلْطَانِ وَالْقَوْمِ فَأَكْثَرُ مُؤَيِّدٍ کہ ضمیر اکثر مؤید رجوع کند بہ سلطان و قوم ہر دو احتمال دارد کہ رجوع کند بقوم فقط و مراد از عذاب الیم عذاب آخرت باشد نہ عرق پس قوم در حالت عرق ایمان نہ آورده باشند و فرعون تنها ایمان آورده باشد لہذا حق تعالیٰ از فرعون خبر داد کہ او در حالت عرق ایمان آورده از ایشان خبر نہ داد اگرچہ ایں کلام نسبت با احتمال اول ظاہر است و نسبت با احتمال دوم مرجوع فاما ظاہر معارض نص می شود خصوص کہ جانب مرجع قائم الاحتمال است۔

سوال

قَوْلُهُ تَعَالَى لَيَقْدُرَنَّ يَوْمَ الْعِقْمَةِ فَأَنزَلَهُمْ النَّارَ بِئْسَ الْوَقْدُ

المؤمنون دلائل می کنند کہ فرعون یا قوم خود در دوزخ در آید و ایشان در دنیا ملعون اند و روز قیامت در بدترین حال باشند۔

جواب

و آیت دیگر آمدہ است کہ اَدْخِلُوا آلَ فِرْعَوْنَ أَشَدَّ الْعَذَابِ و نہ گفت اَدْخِلُوا فِرْعَوْنَ وَالْأَهْلَ پس جائز است کہ مراد آیت آن باشد کہ قوم فرعون تنہا بآتش روند او نہ دوزیر کہ اَزْدَدَ عَذَابُ فِرْعَوْنَ یعنی قوم خود را ایراد کرد پس بقوم روز راجع شود و ضمیر سے اَتَّبِعُوا نیز بقوم او راجع باشد۔

۱۔ مثل قول کہ قائل آمد سلطان و قوم پس گرامی گردند نشان۔

۲۔ دانستی است کہ لفظ اَتَّبِعُوا در آیت وارد شدہ کما قال اللہ تعالیٰ اَتَّبِعُوا فِي هَذِهِ

لَعْنَةُ ذِيَوْمِ الْعِقْمَةِ کما تقدم۔ ۱۱

سوال

سوال اگرچہیں اسنت پس پر فائدہ دارد قور لَعَالِي يَقْدُمُ قَوْمَهُ يَوْمَ
الْيَقِيَّتَةِ فَأَوْمًا دَهْدًا نَّامًا۔

جواب

جواب فائده آنست که چوں آن در دنیا دعوی الوهیت کرد به باطل در آخرت قدام ایشان رود و ایشان را بدو زخ برد تا بداند که آن دعوی باطل است نزد او چنانکه در نفس الامر باطل است و در حالت رجوع و عدم دخول او با ایشان تا بداند که آن ببرکت ایمان است -

سوال

سوال قوله تعالى **لَا تَأْخُذْكَ أَشْأُ الْخَالِكِينَ** نَكَالُ الْخَالِكِينَ وَالْأُصْحَابِ

دارد که ای که در دنیا معذب بود به غرق و در آخرت نیز معذب نخواهد بود زیرا که اخذ می‌گردد ماضی است و تعبیر از امور مستقبل بلفظ ماضی از برای تحقیق وقوع است

جواب

جواب
 ایں وجہ محتمل است فلما وجہ دیگر نیز احتمال دارد کہ نکال
 و نکال دیناے او ہمیں غرق بود و صیغہ ماضی از برائے
 ایں معنی آورده باشد و لذات قدیم آخرت بر ادنیٰ فرموده و چوں ایں احتمال قائم
 است آل استدلال ساقط است ایں مجمل کلام شیخ است در امر فرعون کہ مایا
 ایں اسلوب تنقیح کردیم انتہی چوں ایں قدر دانستی پس بد آنکہ آنچه اعتقاد می کنیم
 بدان خدا را قائل شدن است بہ ایمان فرعون کہ ثابت است از مقتضائے
 آیات و احادیث ظاہرہ و با آنچه خبر داده شد بر آں خاتم ولایت محمدیہ حضرت
 شیخ ابکر قدس سرہ در کتاب خود فصوص الحکم کہ اخذ کرد ویرا از جناب رسول اللہ صلی

۱۷ قول دے تعالیٰ است۔ پس گرفتار کرد اور خدا تعالیٰ بعذابِ آخرت و دنیا ۱۲

اللہ علیہ وآلہ وسلم در مبشرہ یعنی رویے صادق خود چون چنین است پس حضرت
 رسول صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم معصوم انداز آنکہ شیطان بہ صورت شریفش متصور کردہ
 شود یا ایں کہ بہ فرمایندها کے از امتیان خود خلاف آنچه کہ وحی کردہ شود لبوئے
 دے در آنجا یک در شان اوست وَمَا يَنْطِقُ عَنِ الْهَوَىٰ اِنْ هُوَ اِلَّا وَحْيٌ
 یوحنا پس کسی کہ خواہد ایمان آزد خواہ کافر شود در رب تو عالم تراست بہ کسینکہ
 راہیابندہ اند و آن کسانے اند کہ کشف شدن بر آں حقیقت اشیاء چنانکہ در نفس
 الامر موجود اند و کسی کہ نہ کشف کردہ شد بر آں دے و بچشیدہ آں را کہ میچشیند
 اہل کشف نخواہد شناخت صورت حال را و حقیقت سخن را کہ وارد شد از بارگاہ جل
 و علا شان و ہر گاہ دانستی ایں را ظاہر شود ترا کہ آنچه بیشخ ابن حجر در حق بیشخ گفت
 اند باطل است و قائل شدن بیشخ با ایمان فرعون صحیح است و اہل انصاف را
 لائق است کہ آنچه اہل کشف از مسائل کشیدہ نوشتہ اند آں را رد نکنند چہ کہ فہم
 و نطق و سمع و بصر شان ہمہ از حق است و اما غیر شان پس از عقول خود ادراک می کنند
 یا از اجتناد خود خبر میدہند پس اگر کے خواہد کہ مثال کشیدہ را بذریعہ مناظرات عقلیہ
 ادراک کنند پس آں کس از بدترین خلایق است چہ کہ مناظرات شان مفید چیزے
 نیست بلکہ آمادہ کند با ایں کہ بہ حضرات صوفیہ طعن کنند و کسی کہ خواہد کہ ایں مسائل ادراک
 کنند از اجتناد پس آنکس از طریق مستقیم بازگشت بہ سبب اینکہ نمی داند کہ معرفت
 ایں مسائل حاصل نمی شود بغیر عنایت خداوندی جل شانہ ہر آئینہ اجتناد کرد بیشخ
 ابن حجر در آیت کہ نازل شد در حق فرعون ولیکن خطا کرد در اجتناد خود بایں ہمہ اصرار کرد
 در برادر ی مسئلہ خاص نہ علم بود و نہ بجز از ہمیں و جز خطا را منسوب کرد بجانب حضرت بیشخ
 اکبر حالانکہ دے آذان بری است چہ کہ حضرت بیشخ ایں را از جناب ابی بنی جل شانہ
 بہ طریق کشف معتبر نہ بہ طریق اجتناد و نظر پس بیشخ ابن حجر چہ خطا را منسوب بہ حضرت

شیخ کردہ است و آن مقبول است نزد دوسے از ہمیں و جو دوسے درین امر اتفاق
 بکار برده بخلاف دیگر علماء متعصبین کہ آن با قائل ایمان فرعون را کافر گفتند و شیخ
 ابن حجر قائل این نیست و خود اقوال تکفیر کنندگان را بوجہ مختلفہ رد کرده - چنانکہ در
 تحفہ بوجہ مختلفہ مذکور است و باید دانست کہ حضرات صوفیہ کا طین قدس اسلام
 را اللہ تعالیٰ از خطرات و واردات شیطانی محفوظ در شبہ و آہنہ اراقت تمیز
 داده است تا فرق کند و واردات شیطانی در جانی کہ بسوی شان وارد می شود بطور
 وحی الہی کہ آہنہ را تعریف الہی نیز می نامند و چنین کسان خلفاء الہی اند بر زمین و
 معلوم است کہ خلفاء مخالفت امرے کہ فرمودہ جناب رسول خدا صلی اللہ علیہ و آلہ
 وسلم است نخواہند کرد بہ حیثیت نظر و فکر باشد خواہ موافق شرع شریف خاتم
 کذا قال الشیخ السبکی انکرونی فی نجلہ النظم فی دفعہ شہادت -
 ابن حجر و باید دانست کہ شیخ محمد افضل الہ آبادی در بعضی تحریرات خودی نویسد کہ ہر
 چند جمعی از فضلاء متقدمین و متاخرین در تقویت آپنے از شیخ رضی اللہ عنہ در بارہ ایمان
 فرعون صدور یافتہ است مساعی بسیار مبذول نمودہ توجہات نوشتہ اند اما اعتماد
 عزیزان ابن وقت بر رسالہ منسوبہ بہ علامہ دوانی بیشتر است بنا بر آن مقدمات
 آن رسالہ نقل می کند و ہر جا کہ چیزے باید گفت منویسہ پس می گوید کہ محقق مسطور
 بعد حمد و صلوٰۃ و سبب تصنیف چنین آورده کہ اختلاف اند در ایمان فرعون موسی
 بعضے ایشان او را بہ طوق کفر و طغیان مطلق ساختہ اند و برخے رقبہ او را برقبہ
 ایمان بہ یوم الجزاء و الاحسان در آورده اند و حق آنست کہ آیت شریفہ تعزیری
 کند بایمان بے مانع از روئے منطوق و مفہوم زیرا کہ لا برائے نفی حکم جنس است
 و خبر مخدوف است و تقدیر کلام آنست اَصْنَتْ اَنْتَ بِاَنَّهٗ لَا اِلَهَ اِلَّا الَّذِیْ

لہ قول دے تعالیٰ است ہر آئینہ قبول کردہ شد دعائے شفاء ۱۲

آمَنْتَ بِهِ بَنُو إِسْرَائِيلَ و معنی آنست کہ تصدیق کردم یقین آوردم کہ بنیت
معبود سے بحق مگر آن اللہ کہ نبی اسرائیل باو ایمان آوردہ اند و او معبود بحق تھو
کردہ منظوقاً و مضموناً و گفت آن را بدل خود در حایکہ تعصیم داشت بر آن وناطق
شد بزبان خویش لفظ بزبان ظاہر است و ایمان بدل گواہی جملہ فعلیہ است کہ
امنّت باشد و آن مؤکد است بمضمون جملہ اسیمہ است یعنی وَأَنَا مِنَ الْمُسْلِمِينَ
وکی کہ او را بطبع سلیم و عقل مستقیم است می داند کہ فرعون این قول را نہ گفت
مگر نزد استقامت عقل خود نہ در حالت غرق نزد غمرات موت و غشیان دے
انہی اضافت فرعون بموسیٰ براشے تخصیص است زیرا کہ فرعون متعدد بودہ اند چنانچہ
در کتب تواترخ است و اختلاف در کفر فرعون میاں شیخ رضی اللہ عنہ و علمائے رحمہم
اللہ محل شک۔ در ترتیب نیست و در میان علماء محتاج اثبات است زیرا کہ در
کتب متداولہ ذکر فرعون مقرون باجماع و باتفاق ایشان است و لہذا عارف
جامی قدس سرہ السامی در شرح نصوص گفتہ کہ شیخ رضی اللہ عنہ از میان آئمہ
اسلام باین قول منفرد است پس مراد آنست کہ اختلاف کردہ اند علمائے ظاہر و
شیخ و اتباع او و آنچه گفتہ کہ آیت شریفہ تصریح می کند بایمان بے مانع
بروئے وارد می شود کہ قولہ تعالیٰ سَ قَدْ أُجِيبَتْ دَعْوَتُكُمْ وَقَوْلُهُ تَعَالَى
وَلَيْسَتِ التَّوْبَةُ لِلَّذِينَ يَعْمَلُونَ سَيِّئَاتٍ حَتَّىٰ إِذَا حَضَرَ أَحَدَهُمُ
الْمَوْتُ قَالَ إِنِّي تُبْتُ الْآنَ وَلَا الَّذِينَ يَمُوتُونَ وَهُمْ كُفَّارٌ قَوْلُهُ تَعَالَى

لہ دغبت دعویٰ قبول توبہ آن کس را کہ می کند معاصی تا آن گاہ کہ پیش آید کہے را از
ایشان مرگ گفت ہر آئینہ توبہ کردم الحال و آن کس را ہست کہ بمیرند در انحالیکہ
کافر باشند۔

جَلَّ شَانُهُ فَلَمْ يَكُ يُسْفِهِمْ اِيْمَانَهُمْ لَمَّا رَاَوْا اَنْفُسَنَا وَغَيْرَ اَهْمَا اَنْكَ سَابِقِ مَذْكُور
 شدہ اند موافق صریح اند گویم کہ جواب ازین اُجِیْبَتْ دَعْوَتُکُمَا سَابِقًا ضَمِنَا
 گذشتہ است ولیکن ایں آیت پس شیخ در فتوحات گفتہ کہ مقبول خواہد شد ایمان
 در آخرت نہ در دنیا ایں قول را حمل کردہ ۱ ست بر عدم لغزش در دنیا در رفع
 عذابے کہ نازل شود برد و ایں طرف گردایندہ خواہد شد بہ ما ظریفہ برائے مقرر
 یعنی نفع نخواہد داد او شاں را رویت باس برائے دفع عذاب ولیکن بعد آں
 پس آں ہم نافع نیست یعنی ایں آیت مجمل است دلالت نہ کرد الا بایں کہ ایمان
 باس نافع نیست و از دوسے معلوم نہ شد کہ در دنیا و آخرت نافع یا در آخرت نافع
 است دنیا نہ یاد در دنیا است و در آخرت نہ پس ایں مقدار در دوسے مجمل است
 و بیاں ایں آیت در آیات دیگر واقع ۲ وَهُوَ قَوْلُهُ تَعَالَى فَلََوْلَا كَانَتْ
 قَرْنَيْتُهُ اَمْنًا فَتَنْفَعُهَا اِلَّا قَوْفَرِيْوَسُنَّ لَمَّا اُهْلُوْا بِالْحِجْرِ یعنی اہل قریہ ایمان
 نیا در دُند در حالت مشاہدہ کہ ایمان ایشان نافع ایشان باشد الا قوم یونسؑ کہ
 چو ایمان آوردند حالت مشاہدہ عذاب ماعدہ ازیں شاں دور کردیم در حیوٰۃ
 دنیا پس معلوم شد ازین آیت کہ نفی نفع ایمان باس در دنیا است و با آخرت نہ
 پس می تواند کہ در آخرت نافع باشد و علی ہذا آن آیت نص نباشد در نفی نفع
 ایمان باس مطلقاً ہم در دنیا و ہم در آخرت بلکہ احتمال آں دارد کہ مراد حق آن باشد
 کہ درین آیت بیاں فرمودہ است ۳ وَ اِذَا حَصَلَ الْاِحْتِمَالُ بَطَلَ الْاِسْتِدْلَالُ
 کَذٰلِکَ فِیْ جَا نِبِ الْخُرٰی اٰی ا م ا ک ن د ر یں ا س ت کہ ا یں ا ق ر ا ر و ا ی م ا ن ا و ر ا پ م ی ح

۱ لہ و آل قول دے تعالیٰ است پس چرا نہ شد دیے کہ ایمان آورد پس سود کندش

ایمان دے مگر قوم یونس چوں ایمان آوردند ۱۰

۲ لہ و وقتی کہ شد احتمال باطل گشت استدلال

سود دار و یا نہ چرا کہ کشف غطا از دے از احوال دے در حالت آخرین و ایمان
در حال غرغره غالباً آنست کہ قبول نہ باشد و آن تداومت سودے نہ کنند و جز حسرت
اور احاطے نہ باشد و مو کہ ای سخن و بوی عدم نفع ایس آیت است کہ حق تعالیٰ می
فرماید **يَا أَيُّهَا الَّذِينَ آمَنُوا لَا يَتَّبِعُكُمْ لَغْوُهُمْ فَيَمَسُّوْا ثِمَاتِكُمْ فَيَنْقُصُوا مِنْكُمْ أَمْ لَا يَعْلَمُونَ أَنَّ اللَّهَ يَعْلَمُ مَا يُعْلِنُونَ** (نور) یعنی
نفع عدم نفع ایمان در حالت غرغره نہ شد اما در موضع دیگر دیدہ شد کہ فرمودہ آنست کہ
نفع نہ دہد ایشان را آن ایمان از بہر آنکہ سبب خلاصی ایشان از نیز آن کہ مکارہ
مطیعانست نہ گزدومراد حق اذلاً **لَا تَنْفَعُ نَفْسًا شَانِدُ** کہ ایس باشد کہ ایمان نفع
ندہد کہ آل دانا ئے کہ ویراست از نادانی مبدل شود و انکار یکہ او را حاصل گردد
و را خیال پیشمانی شود کہ لطف رحمانی نظر کند بر دے بہانی کہ هیچ کس معاملہ بندہ
باقی و عکس ایس و معاملہ با محبوب چنانچہ مست نہ داد سہ

بنده را بہ قبول در و چہ کار کس نداند بجز خدا اسرار
و در عالم فانی ہمیں دولت بس است کہ بندہ معترف شود بنادانی کہ حق دانا است
کہ در آخر کار بندہ مقرر گردد بنا توانی کذا فی لغوی مخصوص فی ترجمۃ الفصیح
و جواب آیت دیگر یعنی **عَلَىٰ إِذَا حَضَرَ أَحَدَهُمْ أَطْلُوتُ الْيَوْمِ** (جلال الدین دوانی)
در رسالہ مؤلف خود چنین نوشتہ کہ مراد از حضور موت معاشنہ ملائکہ موت آنست چرا کہ
در حقیقت حاضر نمی شوند مگر اوشاں دایس معلوم نیست کہ فرعون آئست مذکورہ یعنی آفت
آنہ لا اله الا وہ و وقت زیدن شان گفتہ پس احتمال میدارد کہ ایس قول دے قبل معاشنہ
باشد و دریں صورت فرعون تحت آیت نیست التوبۃ تا آخر داخل نخواہد شد پس
حجت گرفتن بدین آیت تمام نخواہد بود چنانکہ برابر پوشیدہ نیست انتہی باز شیخ محمد
فضل از آبادی می فرماید کہ دفع آنچه گفتہ کہ ایمان بدل بگوایی جملہ فعلیہ است الخ

نہ روزے کہ باید بعض نشانہائے ہر درگاہ تو، نفع ندہد نفسے را ایمان دے۔

با آنست کہ ایں قسم کلام از منافقین نیز صدوری یا بدو شاہد بر ایمان قلبی آن ہاں می
 شود شاہد عدل بریں دعویٰ قولہ تعالیٰ است **وَإِذَا سَأَلَكَ الْمُنَافِقُونَ قَالُوا**
نَشْهَدُ أَنْ لَا إِلَهَ إِلَّا اللَّهُ وَأنَّ مُحَمَّدًا رَسُولُ اللَّهِ **وَاللَّهُ لَيَشْهَدُ أَنَّ الْمُنَافِقِينَ**
فَكَاكِرُونَ انتہی گویم کہ ایں احتمال خود از کلام شیخ مر قضا می شود قیاس بہ قیاس عقلی
 راست نمی نشیند کما **لَا يَخْفَىٰ** باز میفرماید محقق **إِلَّا** آبادی و آنچه مذکور شدہ کہ
 فرعون ایں قول را نزد استقامت عقل گفته بودے در دومی یا بد کہ مراد از استقامت
 عقل اگر رعایت چیزی باشد کہ عقل مستقیم آن را اقتضای کند پس یافتہ نہ شد زیرا کہ فرعون پیر
 کہ رعایت آن واجب بود رعایت نہ نمود آن ایمان بر رسول است با ایمان باللہ
 تعالیٰ با آنکہ کلمہ مشہور **خَيْرُ الْكَلَامِ مَا قُلَّ وَدَلَّ** مقتضی آنست کہ می گفته **لَعَنَ** **أَمْنَتُ**
بِاللَّهِ وَبِرَسُولِهِ موسیٰ و ہارون **وَإِنْ** **بِاللَّهِ** اگر مراد محبت ترکیب مطابق تعارف اہل
 است پس نفع نہ دارد زیرا کہ از مغز غر و مختصر نیز مثل آن صدوری یا بد بلکہ مثل
 ایں کلام گاہی از نائم و مجنون و مجذوب نیز صدوری یا بد و نفی حالت غرق مخالف نص
 قرآنی است و نفی غمرات موت و غشیان دے وقتے نفع کند کہ کسے عدم قبول ایمان
 فرعون بدیدن عذاب اخروی ثابت نمایند چنین نیست و ہم در سالہ محقق آنست
 پس چگونه ایمان کسی کہ بدل تصدیق کردہ بزبان اقرار کرد بعد از ازالہ اورا موت
 دریافت ایں رست معنی آنچه گفته **فَقَبَضْنَاهُ عِنْدَ إِيْمَانِهِ قَبْلَ أَنْ يَكْسِبَ شَيْئًا**

۱۔ ہوں بیائند پیش تو منافقان گویند گواہی می دہم کہ تو پیغمبر ہستی۔ خدا تعالیٰ گواہی می
 دہد کہ منافقان دروغ گو اند۔

۲۔ بہترین کلام آنست کہ قلیل باشد و دلالت بر بسیار کند ۱۳

۳۔ ایمان آوردم بخدا و رسول دے کہ موسیٰ و ہارون ۱۴

مِنَ الْاِثَامِ وَالْاِسْلَامِ يَهْدِيْمُ مَا كَانَ قَبْلَهُ یعنی قبض گردانید حق تعالی اور انزد ایمان
 دے پیش آزاں کہ چیزے از گناہاں کسب کند زیرا کہ اول بعد ایمان زنده نماید و اسلام
 می برد چیزے را کہ پیش از آنست یعنی در حق خلایق و شیخ رضی اللہ عنہ از اں جاہل
 بنود پس گفت شیخ وَجَعَلَهُ اٰيَةً عَلٰی عِبَادِيَّاهُ بُنْحَانُهُ لَمَنْ يَشَاءُ حَتّٰى لَا يَنْيَاسُ
 اَحَدٌ مِّنْ رَّحْمَةِ اللّٰهِ تَعَالٰی یعنی گردانید خدائے تعالی فرعون را نشانے
 بر عنایت خود مر کے را کہ خواهد تا نا امید نشود یسوع کے از رحمت او تعالی و ایں گفتن
 مأخوذ است از قول عروج یارب عبادی الذین اسرفوا علی انفسهم لا تقنطوا من
 رَحْمَةِ اللّٰهِ تا آخر و شید و حکم کرد ارکان آں را کان بقول خود فَاِنَّهُ لَا يَنْيَاسُ
 مِنْ هٰذَا رُوحِ اللّٰهِ اِلَّا اَنْقَوْمًا يُكْفِرُوْنَ فَلَوْ كَانَ فِرْعَوْنُ هَمَّتْ يَنْيَاسُ مَا بَادَرَا
 اِلَیَّ الْاِيْمَانِ یعنی زیرا کہ نا امید نمی شود از روح خدائے تعالی مگر گروہ کافران
 پس اگر فرعون آزاں بنہامی بود کہ نا امید می شوند بر آئند مبادرت نمی کرد بسوئے ایمان و
 ایں کلام راست ست جاہل نشود آنرا مگر کے کہ اسایب کلام تھے شناسد انتہی و بر قول
 بہ تصدیق بدل وارد می شود کہ بر آں دیسے نبیت و شاہدے کہ پیش از ایں بر آں
 اقامت نموده بود مجروح شد و بر اقرار بہ زبان ورود می یابد کہ در کثاف لغتہ کہ قیل
 ۳۰ قَالَ ذٰلِكَ حِجْنُ الْجَنَّةِ الْعَرَقُ وَحِجْنُ اَدْنٰى اَنْ يَّعْرِقَ وَقِيلَ
 قَالَهُ بَعْدَ اَنْ عَرِقَ فِيْ نَفْسِهِ�ۗ پس در نطق بزباں نیز شبہہ باشد جَعَلَهُ

۱۰ اے اں بندگان من کہ تجاوز از حد کردید بر خود نا امید خود شوید از رحمت خدا ۱۲

۱۱ پس تحقیق نا امید نمی شوند از رحمت اللہ تعالی مگر قوم کافرون پس اگر بوی فرعون آزاں

کسانیکہ کہ نا امید می شوند ز رودی می گرد بسوئے ایمان ۱۳

۱۴ بعضے می گویند کہ گفت ایں را دقنیکہ گام آب غرق کنندہ دلوہ شدہ دروے . و دقنیکہ

در آب غرق شدہ . بعضے می گویند کہ گفت ایں را دقنیکہ غرق شد فی نفسہ ۱۵

آیۃ علیٰ عنایۃ بیحاشیہ اگرچہ در اول نفع موسمی از فصوص مذکور است اما
مناقض آنست کہ در آخر آن نص گردانیدن مرق فرعون آیت با آن وجه ذکر کردہ
کہ اگر غائب می شد قوم آدمی گفتند کہ محجب شدہ است یعنی زندہ است و از نظر
مستور است و نیز بعضی می گفتند کہ او بہ شکار مابہی مصروف است و مخاطب
بعبادۃ حق است و اند کہ بسبب ایمان استحقاق آن دارند کہ حق تعالی بعبادہ با
ایشان خطاب فرماید قاضی بیضاوی گفت کہ ۱۰ اِضَافَةُ الْعِبَادَةِ تَخْصُّهُ
بِالْمَوْصُوفِينَ عَلَى مَا هُوَ عَرُفٌ الْقُرْآنِ و چون فرعون ایمان نیاورد قابل این تشریف
نہ باشد و مبادرت فرعون مانند مبادرت آن کس است کہ در آیتہ کریمہ وَلَنَسَبُ
الْثَّوْبَةَ الْخَالِجَ مذکور است پتہا کہ آن مبادرت بہ سبب قوت وقت نفع نخواہد کرد پتر
در سالہ محقق مذکور است کہ دلیل بر قبول ایمان فرعون است آیتہ کریمہ اَلَا اِنَّ وَقَدْ
عَصَيْتَ قَبْلُ وَكُنْتَ مِنَ الْمُفْسِدِينَ با آن قاعدہ کہ در علم بیان بدین گونه
مذکور می شود کہ وقتی کہ در کلام نفی و قید در رفع دے راہ میا بد بریں تقدیر پس ہمزہ
الآن برائے اذکار است و اذکار بہ معنی نفی است پس آن معنی بود کہ مَا عَصَيْتَ
اَلَا اِنَّ بَلْ حَجَبَ اِيْمَانُكَ عَصِيَانُكَ یعنی اکنون تا فرمانی نہ کردی بلکہ ایمان تو
تا فرمانی ترا بہ برد پس نفی برائے قید باشد و جائز آنست کہ قید قید بود برائے نفی و
معنی چنان باشند کہ حالت عصیاں تو نہ بود بلکہ با ایمان تو زائل شد و ہر گاہ ایمان
او از روی عقل صحیح گشت از غیر معارض قطعی حکم کردہ شود با آنکہ شیخ گفتہ قدس
سره د کے کہ برائے او رفتہ است آنکہ ایمانش صحیح است ۱۱ لَا يَأْتِيهِ الْبَلُّ

۱۰ و گردانیدن دعائے تعالیٰ فرعون را نشان بر عنایت خود ۱۱

۱۲ مضاف کرد عباد خصوصیت دے ہومان است در اصطلاح قرآنی ۱۲

۱۳ نمی باید از باطل از پیش رے او و نہ از پس پشت او

مِنْ بَيْنِ يَدَيْهِ وَلَا مِنْ خَلْفِهِ تا ایں جا حاصل کلام محقق است و پوشیده
 نیست کہ آیات مذکورہ ہمیشہ ازین معارضات قطعیہ واردندہ و احتمالات بعیدہ غیر
 ناشیہ از مقام در قطعیت آن ہا قطع نمی کنند زیرا کہ اگر مثل احتمالات نصوص را
 از قطعیت بر آرند اعتماد و وثوق بر اکثر احکام قطعیہ دینہ باقی نماند پستہ در سالہ
 محقق مذکور شدہ کہ دین از این ہشام در معنی گفتہ کہ از کار بردو قسم است اول انکار
 ابطالی و آن اقتضائی کند کہ مابعد ہمزہ غیر واقع است و مدعی او کاذب است مانند
 اَمْ لَهُ الْبَنَاتُ وَلَكُمْ الْبَنُونَ و ثانی از کار توہین و اقتضائی او آنست کہ مابعد
 ہمزہ واقع است و فاعل او ملوم است مثل اَنْ تَعْبُدُوْنَ مَا تَتَّبِعُونَ
 و آیت مذکورہ از قبیل ثانی است پس معنی آیت آن باشد واللہ اعلم کہ اکنون
 ایمان آوردی با آنکہ ایمان نیامدی زیرا کہ مابعد ہمزہ واقع است و آن ایمان است
 و گرنہ دروغ در کلام آہی لازم آید قولہ تعالیٰ عَنْ ذَالِکَ عَلَوْا کَیْثًا و اما ایں کہ
 مراد آن باشد ایمان ترا قبول نہ کردیم پس بر آن در آیت دلیل نیست بریکے از
 دلالت سگہ ثلثہ و حاضر است کہ ہمزہ آلاں از قبیل عنایت و تلف باشد مانند
 قَوْلَ قَائِلٍ اَنْضِرْ ذَبْدًا وَهُوَ اخُوْتُکَ تا مخاطب را بازید مہربان سازند
 پس قولہ تعالیٰ فَقَوْلًا لَهُ قَوْلًا لِّبَنَاتِکَ یَسْکُرَا وَ یَخْشٰی^{۱۲} و لفظ لعل از اللہ تعالیٰ

۱۲ آ یا خدا تعالیٰ را دختران پیدا شوند و شمارا ۱۲ آ یا کہ می پرستید چیزیکہ خود می ترسید

۱۳ برتر است ازین بہ بلندی بزرگ ۱۳

۱۴ مراد از دلالات ثلاثہ مطابقی و تضمنی و التزامی اند۔ مطابقی آن را می گویند کہ لفظ بر تمام
 معنی موضوع لہ خود دلالت کند چون لفظ انسان بر معنی حیوان مطلق و تضمنی آن را گویند کہ بر
 جرم معنی موضوع لہ دلالت کند چون لفظ انسان بر معنی حیوان فقط و التزامی آن را گویند کہ بر معنی خارج و
 لازم موضوع لہ دلالت کند کہ چو دلالت انسان بر معنی قابل علم و صنعت کنان کہ ہر دو از ذات انسان
 حائزہ باقی بر صفو آئندہ

واجبہ الوقوع است زیرا کہ ترجی در حق او سبحانه تعالیٰ محال است و ہمیں کلام اور
 اہل حالت نفع کرد زیرا کہ لطف او تعالیٰ بہ بندگانش نمود پس رحمت از اللہ تعالیٰ
 ناامید نشد و قاضی محمد آصف الہ آبادی علیہ الرحمۃ بر قول محقق کہ پس معنی آیت آن
 باشد واللہ اعلم کہ اکنون ایمان آوردی نہ آن کہ ایمان نیاوردی اعتراض نموده کہ
 بر عالم علوم عربیہ پوشیدہ نیست کہ معنی بر تقدیر از کار تو نبینے آست کہ ایمان تو کہ
 واقع است در حالت اضطرار و عدم قبول با عصیان حالت اختیار و دادن آن قبولے
 می یابد کہ واقع نشود این معنی صحیح است کہ دلالت نمی کند بر آنچه دعویٰ کردہ و بر قول
 محقق جائز است کہ ہمزہ آ لان از قبیل عنایت و تملطف باشد مانند قول قائل
 اَشْفَرِبْ زَيْدًا دُيُومًا اُنْوَكَ چہیں اعتراض نموده کہ بر مسائل پوشیدہ نیست کہ چون
 ہمزہ از قبیل قول مذکور باشد معنی آن شود کہ با ایمان می آری اکنون و تحقیق
 بیفرمانی کردی یعنی سزا و نیست و نمی شاید کہ اکنون ایمان آری و پیش از
 نافرمانی نمودی حاصل آنکہ نمی بایند کہ ایمان آری در وقت عدم قبول و در وقت نافرمانی
 کنی پس موافق مدعائے ما باشد نہ موافق آنچه محقق دعویٰ نموده و بر قول محقق کہ
 لعل از اللہ تعالیٰ واجبہ الوقوع است ایراد کردہ کہ این معنی بر اطلاق خود غیر سدید
 است زیرا کہ صاحب کشف گفتہ کہ لعل در چند مواضع از قرآن بر سبیل اطماع
 آمدہ است از کریم در جیم کہ چون اطماع کرد و آنچه در اطماع نمود بہ فعل آورد و بعد
 آزاں گفتہ کہ یامی آید بر طریقہ اطماع نہ بر تحقیق تا بندگان اعتماد نمی کنند مانند

(بقیہ حاشیہ صفحہ سابقہ)

خارج اند ۵۵ آیا ہرگز زید کہ آن برادر است .

۵۶ پس بگو اورا سخن نرم بود کہ پند پذیر شود یا بہ ترسد .

يَا أَيُّهَا الَّذِينَ آمَنُوا تَوَكَّلُوا عَلَى اللَّهِ تَوَكَّلُوا نَصُوحًا عَنِّي رَبُّكُمُ أَنْ يُكْفِرَ عَنْكُمْ سَيِّئَاتِكُمْ
 پس اگر گوئی که آن لعل که در آیت مذکوره است یعنی لَعَلَّه یَتَذَكَّرُوا
 بَخَشْشِ. و موقع ادبیت. گویم که لعل مذکور در چیزے از آن چه مذکور شد نیست.
 زیرا کہ قولہ تعالیٰ خَلَقَكُمْ لَعَلَّكُمْ تَتَّقُونَ ۱۶ درست نیست کہ حمل
 کردہ شود برائے رجا۔ بر اللہ تعالیٰ تقویٰ مخاطبان را رجا بر عالم الغیب
 والشہادہ رواء نیست ولیکن در آیت واقع است موقع مجازہ حقیقت زیرا کہ
 خداے عزوجل بندگان را آفرید تا ایشان را عابد گردانند تا آخر آنچه صاحب
 کشف مقررہ کردہ پس معلوم شد کہ واجب نیست حمل لعل در ہر موضع بر واقع بودن
 رجا پس تمام نمی شود آنچه بد آن استدلال کردہ بر مطلوب خود پست در سالہ محقق مذکور
 شدہ کہ اما بقصر قوم یونس علیہ السلام در کشف چیزے در حیات دنیا پس استثنای منقطع
 است انتہی یعنی این قول با ایمان باس تعلق نہ دارد پس دیسے نشود بر عدم قبول ایمان
 باس چنانچہ بعضے گفتہ اند و تقریر قول آن بعض این است کہ ۱۷ قولہ تعالیٰ فَلَوْلَا كَانَتْ
 قَرْيَةٌ اٰلَمْ يَعْنِ فَعَلًا كَانَتْ قَرْيَةٌ اَهْلًا اٰمَنَتْ فَفَنَعَمًا اٰمَانًا اِلَّا قَوْمٌ يُّؤْنِسُ وَ نَزْدَ اَنْ
 بعض آن استثنای متصل است ۱۸ اِلَّا قَوْمٌ يُّؤْنِسُ مستثنیٰ است از اٰمَنَتْ اَهْلٌ قَرْيَةٍ کہ مفہوم
 می شود از فَلَوْلَا كَانَتْ بِمَعْنَى هَلَا كَانَتْ قَرْيَةٌ ۱۹ توضیح این مطلب آنکہ جملہ فَلَوْلَا كَانَتْ
 در معنی نفی است از جہت آنکہ حرف تخصیص متضمن معنی نفی است پس استثنای دریں مقام

۱۶ اے مسلمانان! رجوع کنید بسوئے خدا ما رجوع خالص. ابد است از پروردگار شما کہ

ذاتی کند از شما جرم لمئے شما ۱۷

۱۸ پیدا کرد شما را کہ متقی باشند ۱۹

۲۰ قول دے تعالیٰ است پس چرا نہ شد دینی کہ ایمان آورد.

متصل باشد بہ تقدیر اہل زیراکہ مراد آنست کہ ایمان نیاورد پیچ قریہ یعنی اہل قریہ
 پس نفع نہ کرد آن قریہ را یعنی اہل آن را ایمان آن قریہ یعنی اہل آن قریہ مگر قوم
 یونس پس لازم آمد کے سوائے قوم یونس در زیر نفی داخل باشند دریں جامع
 نفع ایمان در حق فرعون و موت او بر کفر ثابت شد و محقق می گوید کہ چرا نہ ایں استثنا
 منقطع باشد یعنی چرا اہل قریہ ایمان نیاوردند لیکن قوم یونس ہر گاہ ایمان آوردند
 تا آخر و بر قول محقق وارد می شود کہ اکثر مفسران بر آن رفتہ اند کہ استثنا دریں آیت
 کریمہ متصل است و کسی کہ بایں قول بر کفر فرعون متمسک می شود می گوید کہ اگر کفر
 فرعون نزد ایشاں ثابت نمی بود چگونه می گفتند و ہر گاہ کفر او بقول اکثر ایشاں ثابت
 شد و آن قول با آیات کثیرہ موید است و جمع میاں نصوص واجب است لائق نیست
 کہ قول مذکورہ بہ خلاف تصریح ایشاں توجیہ کردہ شود پسترد رسالہ محقق مذکور شدہ کہ توجیہ
 کہ ازاں ماخوذ است مارا مضرنیت زیرا کہ در قرآن توجیہ مومن عاصی بہ تکرار
 ذکر یافتہ و پوشیدہ نماند کہ عمیکہ توجیہ بر دے وقوع می یابد غیر مقبول می باشد
 پس باید کہ ایمان فرعون بر دے توجیہ واقع شد مقبول نہ بود و قول قاضی علیہ الرحمۃ
 ہمیش ازین نہ ذکر در آمدہ پسترد رسالہ محقق واقع شدہ کہ چنین است تکرار در
 ذکر فرعون و ذم و لعن دے پس گویا حق تعالی گفت **الْاٰمَنُ تَابَ وَ اٰمَنَ و لعن** در
 قرآن در حق مومناں از بسیارے از مواقع واقع گشتہ از آہنایکے ایں ست کہ من
۱۱ **مَنْ قَتَلَ مُؤْمِنًا مُتَعَمِّدًا فِجْرًا ۙ اَلْحِیْ وَ بَیِّنَیْنِیْ وَ رَحْمَتِیْ اَسْتَ د اہل سنت و**
 جماعت قائل اند کہ لعن مومن را از ایمان بردن می آرد و فرعون زیر قولہ تعالیٰ **اَلَا**
مَنْ تَابَ داخل شد زیرا کہ قرآن ہا میانش ناطق است و قاضی علیہ الرحمۃ در ایں

۱۱ مگر کے کہ توبہ کرد و ایمان آورد۔ ۱۲

۱۲ کے کہ قتل کرد مسلمانے را قصد بس جزائے دے جہنم است۔

مقام ارقام نموده کہ ایں قائل لائق است کہ خطاب کرده شود ہاں گفتہ آید ثبت العرش
ثم انقضیٰ و مراد ازیں کلام آنست کہ اول ایمان فرعون ثابت باید کرد بعد ازاں در زیر
قوله تعالى الامتتاب امن داخل باید نمود پسترو در رسالہ محقق است کہ قوله تعالى ياخذك
عدو لي وعدو له پس اسم فاعل از جملہ مشتق در حال تلبس بہ معنی یا بجز و اخیراً حقیقت
است نہ در حال نطق بر مذہب اصح نزد اصولیین و در غیر او مجاز است و مجاز را
از قرینہ کہ دلالت کند بر آنکہ فرعون بر کفر مردہ ناگزیر است پس قائل بکفر را ضرر
است کہ آن قرینہ را ایراد کند تا بروئے تکلم کنم تا آنکہ مجاز معارض حقیقت نمی شود
گویندہ را میرسد کہ بگوید کہ حدوی از باب مشکلات است زیرا کہ فرعون عدو موسی
است علیہ السلام از روئے حقیقت و عدو خدا ہے تعالیٰ از روئے حقیقت بنیت
و مراد محقق ازیں کلام دفع چیز سے است کہ گفتہ اند ہر گاہ خدا سے تعالیٰ گفتہ
ياخذك عدو لي وعدو له پس فرعون چنانکہ عدو خدا تعالیٰ بود عدو موسی علیہ السلام نیز
بود پس چگونہ کافر نہ باشد و حاصل دفع آنکہ عدو اسم فاعل است و اطلاق آن
بر موصوف بہ ان بہ حسب حقیقت یعنی باشد مگر در حال تلبس آن موصوف بہ معنی آن
اسم یا بجز و آخر آن نہ در حال نطق با آن و مراد بحال تلبس موصوف بہ معنی آن اسم حال
تلبس اوست بہ تمام معنی آن وقتی کہ آن معنی بہ حسب عرف ممکن البقا و بود
مانند صلوة و صوم و قعود زیرا کہ ایں افعال بہ حسب عرف امتداد دارند و نیستند مانند
حرف کہ موصوف است با ایں کہ موجود شد و متلاشی گشت پس حاصل قولہ
تعالیٰ ياخذك عدو لي وعدو له آنست کہ بگیرد فرعون موسی را در حال کہ عدو
باشد مراد آن موسی را نہ در حال نزول قول مذکور بر پیغمبر صلی اللہ علیہ و آلہ وسلم و پوشیدہ
بنیت کہ ہر گاہ فرعون پیش از ولادت موسی علیہ السلام میدانست کہ بہ سبب موسی

سے قول دے تعالیٰ است کہ بگیرد دشمن من و دشمن دے۔

علیہ السلام ہلاک خواہد شد، از عداوت موسیٰ علیہ السلام ہرگز خالی نہ نبود۔

در تمام عمر بعد از دستِ موسیٰ علیہ السلام تبس داشت و اطلاق

عدو بر شخص در حال تبس از بعد از عداوت حقیقت است و مراد به مشاکلت آنست کہ
فرعون بہ حسب حقیقت عدو موسیٰ علیہ السلام بود نہ عدو اللہ تعالیٰ لیکن بر گاہ عداوت
موسیٰ علیہ السلام بہ ذکر در آمدہ عداوت اللہ تعالیٰ نیست مذکور شد اگر چہ آن عداوت
بہ حسب حقیقت نہ بود و در این جا وارد می شود کہ نفی عداوت فرعون با اللہ تعالیٰ با وجود
آنکہ او نفی الوہیت از اللہ تعالیٰ مینمود برائے خود دعویٰ می کرد مغبوم محصل نہ دارد
با وجود آنکہ عدو نہ بودن او امر اللہ تعالیٰ را بر تقدیر عداوت با موسیٰ علیہ السلام نفع
می کند و قاضی گفتہ کہ مخاطب می داند کہ عدو اگر چہ بمعنی اسم فاعل آمدہ است
لیکن بہ صیغہ خود بر مبالغہ این وصف دلالت می کند کہ آنچه محقق می گوید کہ فرعون در حال
نزول قول **يَا خُذْهُ عَدُوِّي وَعَدُوِّي**۔ امر پیغمبر صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم عدو نہ بود
از دے انتفاء مطلق عداوت لازم نمی آید بلکہ انتفاء عداوت بہ طریق مبالغہ می
آید پس عداوت باقی ماند و مراد بآن قاعدہ لازم می آید تا آخر آنست کہ آنچه محقق
گفت کہ آن اطلاق در حال تبس بہ معنی حقیقت است نہ در حال لطف است دعائے
آن مینماید کہ فرعون در حقیقت اتحاد از دے حقیقت عدو موسیٰ نہ بود بلکہ عدو او بہ حسب
مجاز نہ بود بآن معنی کہ بعد از این عدو خواهد شد پس در رسالہ محقق است کہ اما کسی کہ احتیاج
می کند لقولہ تعالیٰ **اِذَا حَضَرَ أَحَدَهُمُ الْمَوْتُ**۔ پس مراد بحضور موت حضور ملائکہ موت
است چنانچہ در تفسیر بدان تصریح است و اگر گوئیم کہ مراد نفس موت است پس مراد
آنست کہ روح بغرغزہ رسید و این ہنگام دلیل قطعی بر عدم قبول ایمان فرعون نہ باشد
زیرا کہ معلوم نیست کہ فرعون این کلام نہ گفت مگر بروقت غرغزہ بلکہ آیت **اَمْنَتْ بِہِ**
بَنُو إِسْرٰئِیْلَ لایتمہ قرینہ است بر آنکہ حال غرغزہ نہ گفتہ بہرہا طول کلام با طول کلام و دعائے تعالیٰ

باجملہ خطاب نبی فرماید باید دانست کہ سخن در ظہور معنی از آیت است نہ در آنچه در کتب
تفسیر مذکور است و گرنہ حاجت بسوئے این قدر تطویل مقال نہ باشد زیرا کہ ایمان
فرعون بالتقاع مفسرین غیر معتبر است و آنچه گفت کہ مراد ببول موت وصول روح است
بسوئے غمر غرہ غیر ظاہر است زیرا کہ ظاہر از حضور موت یقین بانتقال است از دنیا و
اندروقت تکلم فرعون بآں کلمہ حاصل او بود مراد ببول کلام قول فرعون است اَمَنْتُ اَنَّهُ
لَا اِلَهَ اِلَّا الَّذِي اَمَنْتُ بِهِ بَنُو اِسْرَآئِيلَ وَاَنَا مِنَ الْمُسْلِمِينَ و ببول ملام قولہ تعالیٰ الْاَن
وَقَدْ عَصَيْتَ قَبْلُ كُنْتَ مِنَ الْمُفْسِدِينَ.

و این دو کلمہ اگرچہ دلالت بر آں دارند کہ این ہا در وقت غمر غرہ واقع
نشہ اند لیکن منافی عدم قبول ایمان او نیستند زیرا کہ چوں وقت قبول ایمان نہ باشد
کلام طویل و قصیر برابر است و دلیل بر این معنی آنست کہ ایمان نزدیک مشاہدہ احوال قیامت
طلوع شمس از مغرب نفع میکند و چہنیں غیر نافع است آنچہ کافران و زقیامت گویند بِنَا سَمِعْنَا وَ اَبْصَرْنَا فَارْجِعْنَا نَعْمَلْ
صَالِحًا اِنَّا مُوقِنُونَ و در لغت آں وقت شک نیست و چوں وقت قبول ایمان نہ بود بنوع
وقت طول در دنیا نفع نہ بخشد پس نہ باید دانست کہ عصیت و کنت خطاب بہ فرعون بنیت بلکہ
این کنایہ است بعد قبول ایمان او پس من دفع شد قول محقق کہ خداے تعالیٰ باجماد
خطاب نمی کند و مراد از دے آں بود اگر فرعون نزدیک این خطاب زندہ نمی بود لازم
می آمد کہ اللہ تعالیٰ باجماد خطاب کرد و چہنیں نیست و جہ اندفاع آنکہ حق تعالیٰ از گفتار
صالح است علیہ السلام نقل نموده کہ فرموده يَا قَوْمِ لَعْنَةُ الْاَبْلَغْتُمْ كُورِ سَالَةَ رَبِّ

نہ پروردگار را دیدیم و شنیدیم پس باز گردان ما را تا بکنیم کار شائستہ ہر آئینہ البصیر گفتیم
ای قوم من بسا ندیم بہ شما پیغام پروردگار خود و نیک خواہی کردم برائے
شما ولیکن شما دوست نمی دارید بیک خواہی کنندگان را.

اللہم اغفر لکاتبہ و لجميع المسلمین.

وَنَعَصَتْ لَكُمْ وَلَكِنْ لَا تُحِبُّونَ النَّاصِحِينَ۔ وایں خطاب بعد مردن آن قوم بود و ایں جا معلوم شد کہ خطاب بامردگان می باشد و اصل خطاب مراد نیست پسترد رسالہ محقق مذکور شدہ کہ ایمان باس کہ در شرح نافع نیست ایمان روز قیامت است و آن سنت آہی است و گرنہ در کلام الہی کذب لازم آید جاییکہ فرمود فَلَؤَلَا كَانَتْ قَرْيَةً اٰمَنَتْ فَنَفَعَهَا اِيْمَانُهَا اِلَّا قَوْمٌ يَّوْسَسُوْنَ دَر دُنیا مقبول است بدلیل قولہ یُعْبَادِیَ الَّذِیْنَ اَسْرَفُوْا عَلٰی اَنْفُسِهِمْ پس مفید نشود و قے رانہ و قے رانہ شخصے را و ایمان باس و غیر آن در آن داخل شد و قولہ تعالیٰ لَا یَأْتِیْ مِنْ دَوْجٍ اِلَّا الْقَوْمُ الْکٰفِرُوْنَ و آنچه بدان تعلق دارد از کلام پیشتر ازین رفت انتہی و آنچه در ایں کلام متعلق است پیش ازین گذشتہ آمد پسترد رسالہ محقق مذکور است کہ قصہ اسمائہ اقتضائے معنی کند کہ ایمان باس شرعاً مقبول است و اَمَّا قولہ اِنَّ اللّٰهَ یَغْفِرُ لِمَنْ یَّشَآءُ پس معنی آنست کہ حق تعالیٰ مشرک را مادام کہ بر شرک خود با شد و بر آن شرک ببرد و معنی بخشد بدلیل آنکہ آیت یُعْبَادِیَ الَّذِیْنَ اَسْرَفُوْا نازل شد و آن حضرت صلی اللہ علیہ و آلہ وسلم فرمود کہ اگر دنیا و مانیہا مرا باشد در برابر ایں آیت دوست بیندارم سوال کردہ شد و در جواب سہ بار فرمود اِلَّا دَمَنْ شَرَّکَ و مگر کسیکہ شرک کند انتہی اسمائہ آنست کہ قصد کشتن شخصے کرد۔ او ایمان آوردہ کَاِلِلّٰہِ اِلَّا اللّٰہُ گفت و اسمائہ اورا کشت ہوں ایں مقدمہ معروض جناب مقدس حضرت رسالت پناہ صلی اللہ علیہ و آلہ وسلم شد اسمائہ معاتب گردید و بعرض رسانید کہ او بخون قتل کلمہ اسلام بر زبان راند آنحضرت صلی اللہ علیہ و آلہ وسلم فرمود ہَلَّا شَقَقْتُ قَلْبِیْ لَعَنَہُ جَرَادٌ او رانہ شکافتی و مقصود محقق آنست کہ چنانکہ ایمان آن شخص مقبول شد جو البش آنکہ ایمان شخصے کہ اسمائہ اورا کشت و بآن کشتن معاتب شد و در حال بقائے تکلف بود در وقت صد و رکعہ ایمان از فرعون بقاء نہ داشت و آنچه در آیت کریمہ اِنَّ اللّٰہَ لَا یَغْفِرُ اَنْ یُّشْرَکَ بِہِ و گفت و حدیث برائے تقویت و تائید آورد مسلم است اما در وقت بقائے تکلیف

و چون تکلیف باقی نہ ماند تکلم بکلم ایمان نفع ندارد پسر در سال محقق
 است **لَا يَبْنَا اٰطِسَ عَلٰى اَمْوَالِهِمْ** پس دلیل است برائے ماند بر ما زیرا که
 استیجاب نیست مگر در حق فرعون زیرا که ایمان نیاورد مگر او هر گاه معائنہ کرد غرق را پس
 غرق عذاب الیم بود در حق ایشان بلکه بیضادی گفتہ کہ مراد از آل عذاب در آیت
 کریمہ **اَدْخِلُوْا اِلٰی فِرْعَوْنَ اَشَدَّ الْعَذَابِ** غرق است بآنکہ آل فرعون ایمان نیاوردند پس
 قول تعالی **لَا يَبْنُوْنَ اَحْتٰی بَرُوْا الْعَذَابَ الْاَلِیْمَ** مستجاب نشود انتہی و پوشیدہ
 نیست کہ تحقق این آیت کریمہ برویچہ گذشت کہ بایں تاویل محقق اندفاع نمی پذیرد
 پسر در سال محقق مذکور شد کہ اما **اَدْخِلُوْا اِلٰی فِرْعَوْنَ اَشَدَّ الْعَذَابِ** پس دروے دلالت
 بنیت بر آنکہ فرعون در دوزخ آید زیرا کہ مضاف الیه است آیات مبنی کہ چون
 بگوئی ضربت غلام فرید دلالت کند بر آنکہ زید مضروب بنیت انتہی یا ندانست کہ
 از بیضادی در عقوبت آل فرعون کہ چیزے گذشت کہ دلالت بر کفر او دارد و محل تعجب
 است کہ آنچه از بیضادی موافق مدعاے خود میداند می آرند و کفر فرعون کہ دروے
 چند مرتبہ مذکور شدہ است نظر قبول بر آن می گذارند پسر در سال محقق است کہ بچنین
 است **قَوْلُهُ فَاَوْزَدَهُمْ الشَّارَ** یعنی گرداند فرعون ایشان را و اردان نار زیرا کہ او
 بسبب آن بود و اگر تسلیم کردہ شود کہ او نیز در آتش در آید پس این درود بہ سبب ظلم
 عبادات و در قرآن و حدیث صحیح دیسے صحیح کہ دلالت بر تخلید سے کند بنیت انتہی و
 آنکہ بر تقدیر تسلیم گفتہ بآں اندفاع می پذیرد کہ هر گاه دلیل خروج او از نار بعد
 دخول دروے یافتہ نہ شد تخلید ضروری است پسر در سال محقق است کہ **فَاَخَذَهُ**

سے پروردگار! مسخ کن مال ایشان را۔

لے کہ ایمان نیاورد تا بہ بند عذاب در دنیا۔

سے جاوہ کردن۔

اللّٰهُ نَكَالَ الْآخِرَةِ وَالْأُولَىٰ پس نکال بہ معنی قید آمدہ است و کدام قید بزرگتر است
 از ظلم عباد و غرق در دنیا و در آخرہ پیش قوم خود رود با نصیحت میان خلایق و در سال
 قاضی علیہ الرحمۃ واقعہ شدہ کہ ایں آیت کریمہ اگرچہ مبنی بر خود دلالت بر خود فرعون
 در نار نہ وارد و لیکن ہر گاہ خداے تعالیٰ بخردادہ مواخذہ دے بر دو کلمہ کفر کہ
 ۱ مَا عَلِمْتُمْ لَكُمْ مِنْ إِلَهٍ غَيْرِي است
 خود او در نار مفہوم شد زیرا کہ جزائے کفر خود است و ہمچنین قولہ تعالیٰ يَقْدُمُ
 قَوْمَهُ يَوْمَ الْقِيَامَةِ وَبِئْسَ الْيَوْمُ الْمَوْزُودُ

افادہ می کند کہ حال فرعون بدتر است از حال قوم دے از بہر
 آنکہ اور ٹیس ایشاں ست در کفر و ہر گاہ کفر قوم او اتفاق دارند قول بہ کفر او ایشاں را
 لازم می آید پوشیدہ نہ توان دانست کہ ایں ہمہ گفتگوئی محقق و قاضی علیہ الرحمۃ نظر بہ
 مجرورہ تعالیٰ فَاخَذَ اللَّهُ نَكَالَ الْآخِرَةِ وَالْأُولَىٰ است و اگر در آں نظر کردہ شود کہ بعد
 ایں قول چہیں ذکر یافتہ اِنَّ فِيْ ذٰلِكَ لَعِبْرَةً لِّمَنْ يَخْشٰی۔

ظہور یا بد کہ آں اخذ برائے عبرت کے است
 از حق تعالیٰ خائف بود و عبرت منی باشد مگر در دنیا پس ایں قول را در مواخذہ آخرت
 دخل نہ باشد خواہ ایمانش مقبول شود خواہ نہ پست در رسالہ محقق مذکور شد کہ پس آیات
 سوائے امت متحمل اند و چوں در چیزے راہ یا بد احتمال ساقط گردد از دے استدلال
 انتہی در ایں جا وارد می شود کہ احتمال ضعیف و بعید باستدلال منافات نہ دردتا ایں
 جا کلمات محقق بود کہ تعلق با ایمان فرعون داشت و بعد ازیں مدح شیخ است قدس سر

۱ من ہر در دگار بزرگ نہ شما ام۔

۲ نہ دانستہ ام برائے شما ہیج خدا غیر من۔

پستر باید انیت کہ در رسالہ دلالت بر آن دارد کہ فرعون با موسیٰ علیہ السلام ایمان آورہ
مذکور شد بلکہ در آن قول محقق کہ وَلِقَائِلَ اَنْ يَقُولَ لَهُ عَدُوٌّ لِّيْ مِنْ بَابِ مُشَاكَلَةٍ لِاَنَّهُ
عَدُوٌّ مُّوسٰی عَلَيْهِ السَّلَامُ حَقِيقَةٌ وَلَيْسَ بِاِدِّ اللّٰهِ حَقِيقَةٌ۔

دلالت است بر عدم ایمان او بہ موسیٰ علیہ السلام

و نیز در رسالہ تاویل آیات و الا بر کفر فرعون مذکور شد اما تاویل صریح دریں معنی بہ ذکر
در پیامہ حالانکہ قولہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم

مَا تَفِرْعَوْنُ هَذِهِ الْاُمَّةُ نَزْدِيكَ مَطْلَعُ شَدْنِ بِرَقْلِ الْبُجْهِلِ
چنان کہ در تحمیل الایمان است و قولہ عَلَیْهِ السَّلَامُ مَنْ حَافِظٌ عَلَیْهَا اِنِّیْ عَلٰی
الصَّلٰوةِ کَانَ لَہُ نُوْرٌ وَ بُرْهَانٌ وَ نِجَاةٌ یَّوْمَ الْقِیَمَةِ۔ وَ مَنْ
لَمْ یَحَافِظْ عَلَیْهَا لَمْ یَكُنْ لَہُ نُوْرٌ وَ لَا بُرْهَانٌ وَ لَا نِجَاةٌ یَّوْمَ الْقِیَمَةِ
وَ کَانَ فِیْ یَّوْمِ الْقِیَمَةِ مَعَ قَارُوْنَ وَ هَامَانَ وَ اَبِیْ بَنِیْ خُلْفٍ۔ چنانکہ در شکوہ
و فصل ثالث از کتاب الصلوٰۃ مذکور است دلالت بر این می کند الغرض محقق مذکور چند دریں رسالہ
در اثبات ایمان آنقدر سعی نموده اما این ہمہ بہ طریق مباحثہ است نہ بہ طریق اعتقاد
آن فرعون مسلمان بود چنانکہ در حاشیہ جدیدہ شرح تخرید کلامی دال بمعنی آورده و آن
ہمہ در رسالہ رفع التباس آمدہ ام و محصل آن کلام آن کہ گے از فضلائے آن وقت در
اثبات مطبوع بر قول فرعون تمسک کردہ بتجسیر با فلاطون قطعی نموده بود محقق مذکور در جواب
آن لفظ لعین بر فرعون اطلاق فرمودہ دایم وضع کہ ہم در باب ایمان فرعون گفتگو نمایند
و ہم اورا کافر دانند در متقدمین بسیار بودہ این فقرہ در رسالہ رفع التباس کلمات متناقضہ
بعض مقدمین نقل نموده و قول بہ کفرش موافق اعتقاد نہ پنداشتہ و تکیہ بر مقدمات در
اثبات ایمانش بر مباحثہ طالب علماء نہ محمول داشتہ و چنان نگاشتہ کہ این وضع
شبہیہ است مداحان در مدح محمد ص کہ ہر چند آنچه در واقع صفات این محدوحان

است میدانند اما بجهت اظهار قوت ابداع و ابراز تکلم بکلمات بدیع چیزهای گویند که اگر نه اسلام ایشان معلوم باشد به کفر منسوب شوند بچنین اگر منتبان ایمان آن بے عون اورا واقع کافر دانند بخیالفت منطوق لغوی شریعہ مہتمم گردند و ایں وضع در بیان متاخرین نیز است چنانچہ شیخ محمد رشید جوہوری قدس سرہ باوجود آنکہ فرعون را کافر میدانستند ہر گاہ کہ ذکر ایمان آدمی آمد بہ طریق مباحثہ چندان توہمات بیاں می نمودند کہ کس از فضلا و از عمدہ جواب آن نمی توانست برآمد و ایں جدت طبع شان در بیان اسکات فضلا و ہر مقدمہ کہ بحضور ایشان مذکور می شد مشہور است بچنین چند در تحریر شیخ محب اللہ آلہ آبادی گفتگوئے ایمان فرعون بتاکید و مبالغہ تمام است اما در شرح قول فص آدمی ذَبْدَالِكْ وَرَدَّتْ الْأَخْبَادُ إِلَّا لِهَيْبَةٍ عَلَى السَّنَةِ لِتَوَاجُعِ الْبَنَانِ فرعون را با عمرو ذکر نموده اند و خلاصہ آن شرح بعد از ترک کلمات زاید آنکہ براستہ الزام بسوئے ما آورہ شد بایں حکم کہ ہر چیزیکہ منتسب بما باشد فی الحقیقت منتسب باوست ازین جا کہ تمام محامد را بحق تعالی راجع می گردند۔

آسے بعض نقائص را باو نسبت نہ کنم کہ خالی از سواد بے نیت چنانچہ قول شاگردان با استاد کہ باترا استاد کردیم و ایں قول صادق است و خالی از سواد بے نیت ازہمت آنکہ نقائص مذکورہ مانہا شند مرغیر حق تعالی را کہ ایں کفر است و کذب مومن صادق باش نہ کافر پس اگر بگوئی با استاد خود کہ باترا استاد کردیم و شیخ پس صادق باشی و اگر بگوئی ما از تو فیض نہ بردیم و بہرہ نیافتیم کاذب باشی و کافر و اگر نہ آن گوی و نہ ایں بہتر باشد کہ صدیق نہ باشی و اگر نہ صدیق باشی و نہ صادق کافر گردی و مردود و فرعون شوی و مردود انتہی و توجیہ ایں عبارت با آنکہ ایں عبارت باعتبار مشہور است نمی سزد زیرا کہ ہر یکے را مسلمان داند ہرگز در حق دے ایں روا نمائے پس ازینجا می شود کہ اعتقاد ایشان نیز کفر فرعون است و گفتگوئے ایمان آن بے عون بہ طریق مباحثہ چنانچہ بزرگان سابق

در حق صاحب فتوحات یحییٰ مقرر فرمودند بالجمله پیش شارحان که مراد شیخ قدس سرہ
و کلمات مناقضہ او مطالعہ نمودند بمجہد تبتیع مصنفات و بمراد او رسیدہ اند و مقرر
گردانیدہ اند بر آن اعتماد باید کرد زیرا کہ کلام شیخ قدس سرہ بحرے موج متلاطم می
شود و شنادران بحر را بسا حل مقصود رسیدن دشواری گرد و بر کشتی شروح آن کلام
بحر انتظام سوار گشتن و از طلاطم آن امواج گذشتن لازم وقت قاصد آن درود بسا حل
مقصود است و فردا آمدن بسا حلے که ملاحان اُل بحر کہ واقف مضرت و منفوت سوا حل
اند فردا آمدن موجب بہبود است وَمَا ذَلِكْ عَلَى اللَّهِ بِعَزِيزٍ انتہی کاتب الحروف گوید
کہ بعد تطبیق قول میان قائلین و منکرین شیخ وَاللَّهُ اعْلَمُ بِأَقْوَالِهِمْ وَأَمْرِهِمْ
ناظر غیر مناظر را چشنے کہ داده اند و دے کہ بخشیدہ موافق قلب باع و قصور متاع نیست
تناقضے کہ میاں کلام شیخ و اختلاف کلام ادجائی کہ بودہ است نہ گریستن می افتد و نارسیدہ
گذشتن نمی تواند مثلاً در کتاب تاج الزاجم می فرماید کہ مادایک آفتاب نہ طلوع خواهد
کرد از مغرب توبہ تو قبول خواهد شد بہ بین نصیبہ خود از طلوع شمس از جانب مغرب تابیانی
رجوع دل خود را بجانب حق از مغرب ذات خویش پس بہ ہمیں وجہ توبہ تو قبول نخواہد
شد چرا کہ توبہ از عالم تکلیف است تو کو چہ کردہ آبخا اللہ تعالیٰ قبول میکند توبہ بندہ را
تَادِقُكَ بِحَالَتِ غُرْغُرَةٍ نَرَسَدَ فَلَمَّا دُرِّيْ نَفْعُهُمْ مَا نُمُّ لَمَّا دَاوَابُ اسَاكَانَ وَقَدْ غَضِبْتَ قَبْلُ
انتہی پس ازین عبارت صاف می خیزد کہ عدم قبول توبہ کہ مراد از آن ایمان است سر
چیز است یکے طلوع آفتاب از مغرب دوم غرغره سوم نزول عذاب دینوی پس نزد
من کلام شیخ را در بیانے موج باید دانست کہ از دے موجہائے مختلف سر میزنند و باعث
بعضے آراں موج است کہ در لغات است کہ شیخ بالتماس بعضے از احباب فہرست
مصنفات خود نوشتہ و در خطبہ آن آورده کہ قصد من از تصنیف این کتب بمحو سائر مضائق
غیرت بلکہ سبب بعضے از تصانیف آن بود کہ بر من از حضرت حق سبحانہ امرے وارد

می شود که نزدیک بود که مرا بسوزد و خود را به بیابان بعضی آزاں مشغول می ساختم و سبب
 بعضی دیگر آن که در خواب یا مکاشفہ از حق سبحانه با آن مامور میشدم انتہی بار خدا یا چوں
 مشغول در بعضی از تعینفات بجهت خلاص از سوختن بود تو بهی که مصنفان را در بیان
 مطالب می باشد تا در تحریرات ایشان اعتراض وارد نشود از شیخ تصد در نیافتہ
 باشد خصوص در آخر فتوحات آورده کہ تالیف من بے سبق مسوده است و از راه ہماں
 بے تو بھی باشد کہ آنچه در حق فرعون در خصوص و فتوحات واقع شدہ محل اشکال گردد
 عجب نہ بود بالجملہ بستن لب از سخنان حقایق کہ از عقل و فہم جزئیہ میرون است ضرور است
 کہ صاحب جانب الغزلی مینویسد کہ علی ہذا شیخ درین مسئلہ مجتہد باشد بظاہر قرآن ولہذا
 فرمود کہ ای سرت ظاہر قرآن کہ برادر دارد می شد و علی ہذا اگر مصیب باشد دو اجر دارد و
 اگر غلط باشد یک اجر دارد و انتہی گویم من توفیق از حق ای سخن شیخ اصراری نبودہ است
 کہ خواہ مخواہ او را بر آن ملاستہ و ملاستہ دادہ شود ای فہم کشف شیخ از ظاہر آیات
 قرآنی بودہ ہر کس را بر آن مجبور نمی گردانند کہ برای بیاید چند نکتہ خود در مواقع النجوم میفرماید
 لَا يَجُوزُ لِمَكَاثِفٍ أَنْ يَفْعَلَ بِكَشْفِهِ إِذَا كُشِفَ عَلَى خِلَافِ لَيْلٍ مُرْبِعِي وَأَمْرُ الْعَمَلِ أَهْوَنُ مِنَ الْإِيمَانِ
 الْإِعْتِقَادِ انتہی زیادہ ازین وسعت چہ خواہد بود کہ شیخ رضی اللہ عنہ بدادہ است اندکے در تفسیر
 ایس آیت شریفہ اَمَنْتُ اَنَّهُ لَا اِلَهَ اِلَّا الَّذِي اَمَنْتُ بِهِ بَنُو إِسْرَائِيلَ وَاَنَا مِنَ الْمُسْلِمِينَ
 تو اں دید کہ چہ می نگارند در جلالین تحت تفسیر ایس آیت است کردہ لِيُقْبَلَ
 فَلَمْ يُقْبَلْ وَكَسَّ جِبْرَائِيلُ فِي فِيهِ مِنْ حِمَاةِ الْبَحْرِ مَخَافَةَ أَنْ تَنَالَهُ
 الرَّحْمَةُ

یعنی ایس را فرعون مکر بہ طمع نجات گفت تا از دایماں قبول کردہ شود حالانکہ قبول نہ
 کردہ شد و جبریل علیہ السلام در دہش گلابہ دریا نہ پاشتند بہ خوف آن کہ مبادا دریا
 رحمت ایزدی جوشتہ نہ زند در صحاح مینویسد کہ حماء گل سیہ را میگویند و حماء نیز ہم

چینس است در ہندی آں کہ جبرائیلؑ نے کچلا مٹی کا چھو یا فرعون کے منہ میں دیدیا کہ
ایسا نہ ہو کہ اسکا قول مقبول ہو جائے تو کیا کرایا مٹی ہو واسنادے دارند ترمذی و حاکم
و صحیح داشتہ اند بر طرز خود از نظر بن شبل۔ دوسے داز عدیؑ ابن ثابتؑ دوسے از سعیدؑ
ابن حمیدؑ دوسے ابن عباسؑ مرفوعاً سولے از آنکہ گفت کہ اکثر اصحاب شعبہ موقوف
داشتہ اند ای حدیث را بر این عباسؑ کہ گفت کہ فعل جبرائیل از غصہ بر فرعون نہ بود بلکہ
صدور این امر از دے ہا میں خوف بود کہ مباد از تکرار خوف فرعون ایمانش قبول کردہ شود
بہ طریق خرق عادات بوجہ وسعت رحمت ایزدی کہ عام است ہر شے را کذا فی الکمالین
بنوئی در معام گفتہ کہ مروی است از ابن عباسؑ کہ فرمودہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ
وسلم کہ ہر گاہ غرق نمود حق سبحانہ فرعون را گفت

اٰمَنْتُ اَنْهُ لَا اِلٰهَ اِلَّا الَّذِیْ اٰمَنْتُ بِہٖ بَنُوۡاۤ اِسْرَٔیْلَ ؕ

پس گفت جبرائیلؑ یا محمدؐ کاش میدیدی مراد در حلقے کہ گرفتہ بودم از گلابہ دریا پس
پناشتم در دین دے کہ مباد اور گیرد اور رحمت انتہی اند کے دریں وساستہ
جبرائیلؑ غور رود کہ بہر چہ محبت فرمودہ ہما نا غصہ صرف بر عیارے فرعون نہ بود بلکہ مبادا
کہ عجز و نیازش بدرگاہ بے نیاز کارے از پیش برد لا جرم شیخ از رحمت درونی ایزد
چیزے بطور افشائے راز آوردہ باشد ہر چند حکم افشا نہ بود اَمَّا الْمَجْبُوْرُ مَغْذُوْرٌ ظاہر
است لہذا معذورش باید داشت و حکم آں باید کرد ظاہر بحیثیت غرق در آیش فہمیدہ
و مظهر بوجہ اَمَنْتُ گفتش از براے شرف ایمان ولی نہ باند گفت کہ او مومن حقیقی و مصدق
تحقیقی مقصود داشتہ بلکہ ایمان حاکمیتے چنانچہ عبارتش خود آبی است از ارادہ حقیقہ
و گرنہ نصیحت حضرت شیخ عبدالحق محدث دہلوی در رسالہ بست و ہنم از رسائل خود سَمَاءُ
بِحَقِیْقَۃِ الْیَاسِ عَنْ قَبُوْلِ اِیْمَانِ الْاَبَاسِ۔ گردیدہ است کہ در معتدات و احکام کفر و ایمان
از سواد اعظم بیرون نہ باید رفت و تابع آئینہ مجتہدین باید بود و در آداب و اخلاق

تالیع مشائخ و حسن ظن و اعتقاد بریں طائفہ داشتہ توجیہ و تطبیق اقوال ایشان با کلام
علمائے مجتہدین باند نمودار منی و اللہ الموفق و المثلیم بالصواب و عینہ اُمّ الکتاب

سوال ہشتم

شیخ رضی اللہ عنہ در نص عیسوی فرمودہ کہ ملائکہ عالیں از انسان اشرف
اند و فرمودہ فہو افضل من کلّ صاخر من العنصر من غیر مباشرۃ یعنی انسان افضل است
از ہر نوعی کہ از عناصر مخلوق شدہ بے مباشرت پس انسان در رتبہ قالیق است از فرشتگان
زمین و آسمان و ملائکہ علوی بہتر اند از نوع انسانی بمقتضائے نص ابنی و آن قول و سے تعالیٰ
است اِسْتَكْبَرَتْ اُمُّ كُنْتُ مِنَ الْعَالِيْنَ . یعنی استکبار کردی از بخود مگر ملائکہ عالین
بودی کہ بسجدہ مامور نشدند۔

الجواب

نزاعی نیست دریں کہ انبیاء افضل از ملائکہ سفلیہ اند و اکثر اشیاء
و شیعیہ بر آنند کہ از ملائکہ علویہ ہم افضل اند پیش ابو الحسن خرقانی گویند کہ صعود کردم
بر عرش برائے طواف پس طواف کردم بروے ہزار بار و دیدم گرد پیش و سے قومی را کہ
ساکنان آن مقام بودند مطمئن بودند پس آن قوم تعجب کردند از سرعت طواف من و ما را عجیب
نیا ملاز طواف پس شان گفتم کہ شما کدام کسان ہستید و در طواف ایں برودت چیست
پس جواب دادند کہ ملائکہ انوار ہستیم و ایں خنکی طبع ماست و بر تجاوز از ایں مقام قدرت
ندایم باز او شان گفتند کہ تو کہ امے و ایں سرعت در طواف تو چیست گفتم کہ من آدمی ام و در طبع
من نور و نار ہر دو اند و ایں سرعت من از نتائج نور شوق است۔

رباعی

برگزین عشق مسکر نشود سرکہ درد بہت مقرر نشود

خواہی کہ شوی بہ ز ملک عاشق شو کایں مرتبہ بے عشق میسر نشود
و معتزلہ و فلاسفہ و قاضی ابو بکر بر آئند کہ ملائکہ علویہ فضل اند از انبیاء و خود شیخ در فتوحات
گویند کہ پرسیدم ایں مسئلہ را از رسول اللہ صلی اللہ علیہ و آلہ وسلم در واقعہ پس فرمود
از من ملائکہ افضل اند لغتم یا رسول اللہ اگر کے دلیل ایں مسئلہ از من پرسد پس چہ
گویم فرمود کہ اگر میدانند کہ من بزرگترین از آدمیاں ہستم و نزد شما ثابت و صحیح شدہ
است کہ گفتہ اکبر وایت خود از حق تعالی کہ دے فرمود کہ

کسے کہ یاد کند مراد نفس خود، یاد می کنم دے را در نفس خود. و کسے کہ یاد می کند مراد جماعت
یاد می کنم دے را در جماعتی کہ از آنها بہتر است. و اکثر ذاکرین خدا ہستند کہ ذکر می کنند دے
را در آں جماعت کہ من ہم دراں می باشم. پس کردہ اللہ تعالیٰ را در آں جماعت کہ از جماعت
مانیز بہتر بودہ است پس نہ سرور گشتم از چیزے چند انکہ سرور گشتم از بں مسئلہ انتہی
و در نفس عیسوی می نویسند کہ

فَمَا فَضْلُ الْإِنْسَانِ مِنْ غَيْرِهِ مِنَ الْأَنْوَاعِ الْعَنْصُرِيَّةِ إِلَّا بِكُونِهِ
بَشَرًا مِنْ طَيِّبٍ فَهُوَ أَفْضَلُ نَوْعٍ مِنْ كُلِّ مَا خَلَقَ مِنَ الْعَنَاصِرِ مِنْ
غَيْرِ مَبَاشَرَةٍ فَإِنَّ الْإِنْسَانَ فِي الرُّتْبَةِ فَوْقَ الْمَلَائِكَةِ الْأَرْضِيَّةِ
وَالسَّمَائِيَّةِ. وَالْمَلَائِكَةُ الْعَالُونَ خَيْرٌ مِنْ هَذَا النَّوْعِ إِلَّا نَسَانِيَّتِ
بِالنَّعِيِّ إِلَهِيِّ.

یعنی انسان بر غیر انسان از موجودات مفضل نشد الا بجهت
مہاشرت حق بید می صفتہ الجہال و الجلال در خلقت دے تا صفات متقابلہ در روشے مجتمع
گردانند و دیگر مصنوعات بید و احد بودند کہ ظہور ایشان جز بہ صفت واحدہ نبود پس
آنکہ جامع باشد افضل باشد از آنکہ غیر جامع باشد خواہ ملک و خواہ عقل و خواہ
ملک تا بسائر حیوانات و نباتات و جمادات چہ رسد اما در بں مقام محققان را بحقیقہ

است کہ ہر موجودے از موجودات و نہجے خالص بارب الارباب دارد کہ دیگر باوے
 مشارکت نہ دارد و انساں ازاں شان کہ جامع جمیع حقایق کونیہ و الہیہ است جامع
 جمیع وجود طریق باشد پس انسان من حیث حقیقت از ہمہ موجودات بہتر باشد و
 از جہت ای آست کہ بخلاف بر ہمہ ہی یافت و اما من حیث خلقت تفضیلی است
 انسان کامل را کہ غوث و قطب و افراد و شیخ کامل مکمل عبارت از دست آزاں
 سبب کہ منظر حق حق است جمیع صفات و کمالات از ہمہ فاضلتر اند و از جملہ کاملتر و ایشاں
 از مرتبہ اعلیٰ در نصف اول دایرہ وجود افتادہ اند و آنکہ مادون ایشاں اند در
 مرتبہ ہم در نصف دایرہ اول اند از ملائکہ ارضیہ و سماویہ افضل اند ایشاں ساکنان
 متوسط و متوجہات بجناب قدس جل جلالہ و جمالہ اند بقوت وجد در سیر و مومنان
 مصطفیٰ بحال ایمانند در ایصال خیر و بر اہم مرتبہ عالیہ و درجہ متعالیہ عالین نمیرسند و از
 ایشاں در مرتبہ فرد تر اند و آنکہ در نصف اسفل از دایرہ وجود افتادہ اند ایشاں طرف
 نقصان دارند دایں زمرہ را نیز دو مرتبہ است یا آنکہ در مراتب اولیہ نصف دایرہ افتادہ
 اند مرتبہ ایشاں از مرتبہ ملائکہ ارضیہ و سماویہ فرد تر است و از شیاطین و حیوانات
 و غیرہ برترند و آنکہ در اسفل ساقلین دایرہ افتادہ اند از حیوان فرد تر اند برابر حضرت
 شیخ علاؤالدولہ سمنانی در عروۃ الوثقی گوید کہ حق کلام آست کہ خدا ہر چیز را برائے
 امرے کہ خلق کردہ او در آں امر افضل است آہن از وجہی بہ از نقرہ است و نقرہ
 از وجہی بہ از این است ثم کلام مولانا عبد الرزاق کاشی در اصطلاحات گوید عقل اول و ملائکہ
 مقررین باعتبار ارتفاع و ساطیات قلت آں میان ایشاں و حق تعالیٰ اشرف از انسان
 اند و انسان کامل باعتبار جامعیت اکمل است و ہمیں سخن حق است و ہمیں است
 مراد شیخ پس ازین تفضیل ملائکہ مطلقاً و جمعاً براہیناً لازمئے آید بلکہ افضلیت انسان
 بایں ہمدیہ روایت حدیث و ہواویہوں و کثافت تعلق بدینہ و باز صعود و مراتب بلند

واضح تر است از فصاحت تنگی چنانکہ در بدیہات است کہ میگویند کہ فلاں معصوب کہ
مونس خام حضرت سلطان است باعتبار فصاحت و خل مزاجی سلطان افضل است
از دیگر اراکین دولت آجی کے معنی تواند گفت کہ اراکین دولت محقر اند و این قول موجب
تکفیر و بدعتی معنی شود اسخر جماعتی از اہل سنت و جماعت بہ تفضیل ملک بر بشر
مطلقاً قائل شدہ اند مثل عبداللہ حلیم امام حجت الاسلام ابو حامد غزالی چنانچہ در
کتاب احیاء العلوم فرمود کہ رتبۃ الانسان بر رتبۃ بہائم فویت دارد کہ دے از
شکست شہوات خود قادر است و از رتبہ ملائکہ کمتر است چہ کہ برائے شہوات و
غلبہ یافتہ اند انتہی کلامہ۔

فائدہ دوم اعتراضاتے کہ وحدت وجود تعلق دارند عام از آنکہ تعلق
بعید باشد یا قریب۔

سوال اول آنکہ در فتوحات مکیہ فرمودہ کہ سُبْحَانَ مَنْ أَظْهَرَ الْأَشْيَاءَ وَهُوَ غَيْبُهَا
یعنی پاک است آن کسیکہ چیز ہا آفرید و خود عین آل چیز ہا است۔

الجواب پیشتر از جواب باید دانست کہ حق سبحانہ لیس گمشدہ شئی و
هُوَ السَّمِيعُ الْبَصِيرُ لَا تَدْرِكُهُ الْأَبْصَارُ وَهُوَ يُدْرِكُ الْأَبْصَارَ
وَهُوَ اللَّطِيفُ الْخَبِيرُ این دلیل است بہ طریق لف و نشر مرتب یعنی
بسبب آنکہ لطیف است لَا تَدْرِكُهُ الْأَبْصَارُ و بسبب آنکہ خبیر است يُدْرِكُ الْأَبْصَارَ
صوفیہ گویند کہ ادراک ذات بحت و غیب ہویت از ارشادات و عبارات معتر
و از قیود و عبارات مے را باشد محال باشد لَا يُحْبِطُونَ بِهِ عَلَیْہِ و بواسطہ کمال رافت

در حجت کہ در شان عباد دارد است۔ ایشان را از تأمل در ذات خود محذیر فرمود تا
ادفات ایشان ضائع نشود۔ وَ يُحَذِّرُكُمْ اللَّهُ مِّنْ نَّفْسِهِ وَاللَّهُ رَءُوفٌ
بِالْعِبَادِ

حضرت سید البشر فرمود۔ مَا عَرَفْنَاكَ حَقَّ مَعْرِفَتِكَ۔

ابن عباسؓ گوید جمع فکر در ذات خدای کردند آن حضرت فرمود

تَفَكَّرُوا فِي خَلْقِ اللَّهِ وَلَا تَفَكَّرُوا فِي اللَّهِ فَإِنَّكُمْ كُنْتُمْ تَفْهَمُونَ
قَدْ رَأَيْتُمْ

من گدا و تمنائے وصل او بہماست

مگر بہ خواب بہ بینم جمال منظر دوست

دل صنوبریم ہمچو سید لڑاں است

ز حسرت قد بالائے چوں صنوبر دوست

شیخ ابو یزید گفت ہستی سال من با غیر سخن نہ گفتہ ام و مردم پندارند کہ بایشان
سخن می گویم در شرح مواقف می گوید کہ در جواز علم حقیقت خداے تعالیٰ خلاف است
فلاسفہ و بعض اصحاب مثل امام غزالیؒ و امام الحرمین منع کردہ اند و بعضی توقف کردہ
است مثل قاضی ابوبکرؒ و ہزار بن عمرؒ کلام حضرت صوفیہ در اکثر مقامات مشربا متناع
است و فلاسفہ ازین وجہ منع کردہ اند کہ ادراک امر عقلی بدو وجہ می شود یا بابتہ
یا نظریت و نظر یا در رسم می شود و آن مفید ادراک حقیقت نیست و یا در حد است و این
ممکن نیست چہ کہ در ذات باری تعالیٰ ترکیب یافتہ نمی شود و حقیقت دسے بدہی نیست
پس علم آن ہم ممکن نخواہد بود جوابش این است کہ ادراک کنندہ بالکنہ منحصر در بابتہ وحد
نیت چہ کہ جائز است کہ اللہ تعالیٰ علم چنین پیدا کند کہ متعلق امر ضروری نہ باشد
بقیاس عامہ مردم کہ شخصے چنین باشد کہ ویرا ضرورت نظر نیفتد و اگر بذریعہ رسم

احدیت موافق حدیث است ترمذی گوید ابوہریرہ عقیلی از نبی صلعم پرسید کجا بود پروردگار قبل پیدا
 کردن خلق خود فرمود کہ بود در عما کہ نہ فوق دے ہوا بود نہ تحت دے و پیدا کردارش
 خود را بر آب و عما ابر رفیق را گوئند در بنایہ این اثیر جزئی است کہ عما بفتح و المذ یعنی
 سحاب است ابو عبیدہ میگوید کہ معلوم نیست کہ آن عما پچہ طور بود و در روایتی عما بقصر
 معینش آلت کہ بود ہمراہ دے چیزے انتہا باختصار العبادۃ و قد اکتفا و مسند و خود
 موافق صوفیہ اند و قائل اند بسریان نور حق در مراتب و از ایشان بطریق رمز منقول است
 کہ از تخری و حدت نقطہ پیدا شد و از حرکت نقطہ خط و از حرکت خط سطح جسم ۵
 ۵ ماے بیانگ چنگ نہ امروز میخورم پس دور شد کہ گنبد چرخ نداشیند
 مابادۃ زیر خرقہ نہ امروز می کشم صد بار پیر میکدہ این ماجر شنید
 و میرسد شریف در حواشی شرح تجرید تحقیق سخن ایشان کردہ می فرماید کہ ہر مفہوم مغائر
 وجود است چنانکہ انسان مثلاً تا وقتی کہ بوی وجود منضم نکرده شود از پیچ و جبکہ باشد در
 نفس الامر آن در واقع قطعاً موجود نخواہد بود تا وقتی کہ انضمام وجود را عقل بوی لحاظ
 نخواہد کرد حکم بر موجودیت دے نکرده خواہد شد پس ہر مفہوم کہ مغائر وجود باشد آن
 در موجودیت نفس الامر سے خود محتاج بہ غیر خواہد شد کہ مراد آزان موجود است و ہر چیز
 کہ در موجود بودن خود محتاج غیر باشد با آن ممکن خواہد بود و از ممکن چیزے واجب نیست
 پس لازم آمد از مفہومات مغائرہ وجود چیزے واجب نیست و بہ تحقیق ثابت گشتہ
 است از ادراک یقینہ کہ واجب موجود است پس وجود خواہد شد مگر عین واجب کہ بذات خود
 موجود است امرے مغائر ذات را در و مدخل نیست و ہر گاہ کہ ضروری بود کہ واجب جزوی حقیقی
 قائم بذات خود باشد و تعین دے عین ذات دے باشد نہ امر زائد بر ذات ضروری شد کہ
 وجود نیز چنین باشد چہ کہ آن وجود عین ذات دے است پس وجود ہم مفہوم کلی خواہد
 بود کہ ویرا افراد ممکنہ باشند بلکہ دے درجہ ذات بہتری حقیقی است کہ در دے امکان

تعدیاً انضمام نیست و بذات خود قائم است و منزہ است ازیں کہ بغیر عارض باشد پس مراد از واجب آل وجود است کہ خالی باشد از تعلیق بغیر و انضمام چیزے بخود و بریں قول عارض شدن وجود مائیات ممکنہ خیال نہ کردہ نخواہد شد پس معنی موجودیت مائیات ممکنہ نیست کہ آہلہا بحضرت وجود قائم بالذات نسبتے مخصوص است و ایں نسبتہ بر طرق مختلفہ و قسم متفرقہ است کہ بر مائیات آہلہا اطلاع خیلے دشوار است پس موجودگی است اگرچہ وجود جزوی حقیقی است ایں است خلاصہ کلام بعضے محققین مشائخ مابینداند ایں را مگر علمائے سنیہ و موکد بودن وجود عین واجب ایں است کہ وجود در حد ذات خود منافی عدم است و آں بعید ترین مفہوم است در قبولیت عدم چرا کہ امرے دیگر بالذات از قبول عدم منع نمی کند بلکہ بواسطہ منع می کند شک نیست کہ واجب آنست کہ مخالف عدم بالذات باشد نہ آنکہ بواسطہ پس اگر کسے گوید کہ وجود بایں ہمہ کہ عین واجب است و قابلیت جزو و جزو شدن یا منقسم شدن میندارد و منسبط گشتہ بر صورتہا موجودات و ظاہر گشتہ در آہلہا و چیزے از اشیا، از دے خالی نیست بلکہ آں حقیقت دے و عین دے گشتہ و امتیاز و تعدد یافته از تعلیقات و تشخصات اعتباریہ و مثال دے دریا است کہ ظہورش بصورت امواج کثیرہ است و اگر واقعی بیند ہمہ حقیقت بحر است جواب خواہم گفت کہ ایں طور است پیش از ادراک عقل وصول بونے میرے نہ شود مگر بمشاہدات کثیرہ نہ بمنظرہ تعلیقہ و کُلُّ مِیْثَرٍ لِّمَا خُلِقَ لَکَ۔

رباعی

اے دل ز طریق عقل پا بسوزن و انگاہ قدم بہ قدم مجنوں نہ
خوابی کہ چو لالہ رنگ و بونی یا بے صد داغ جو من بر جگر پر خون نہ
النون بدان کہ وجود را من حیث ہو ہو مطلقاً عم از آنکہ بالعقل آن قیدی اعتبار کنند اہل
کشف و توحید ہویت غیب خوانند و حق گویند و حقیقتہ الحقائق نامند و از اسماء مستحی اسم اللہ ہم گردانند

وایں وجود را ظہورات اند گاہ در کسوت قیود و گاہ مجرّد از صفات و قیود گاہ ظہور آن در کسوت قیود
ایجابی و سلبی و گہ مجرّد از قیود و چون مجرّد از صفات زائده بزوات اعتبار کنی آن را حضرت آیت
خوانند و عاینز گویند چنانکہ سابقہ اشارات رفت و چون ذات با صفات اصلہ اعتبار کنی آن را
حضرت واحدیت نامند و ہمیں را عالم جبروت نیز گویند بیش اہل شہود و تحقیق وجود مطلق یکے
بیش نیست و آن وجود حق است و وجود جمیع مخلوقات و موجودات بدان حضرت منتہی می شود و
آنحضرت منہائے ہماست و ایں وجود را در ہر عالم از عالمہائے مختلفہ ظہور است

سوال

اگر گوئی ہر موجود کہ گزشتہ شود از دو حال خالی نیست یا وجود محض فقط
الغیاب آخرت است یا وجودی مع الشئین بر تقدیر شق لازم می آید از الغیاب آن وجود الغیاب
جمیع موجودات بہ تمامہا زیر کہ در آن موجودات تہجیرے دیگر غیر وجود محض نیست و فرض کردہ
شد الغیاب آن و بر شق ثانی پس مے پرسم کہ ایں تعین عین آن وجود است یا غیر بر تقدیر
عینیت لازم می آید الغیاب کل چنانکہ بر تہجیر پوشیدہ نیست و بر ثبوت ثانی ازین شق لازم
می آید وجود غیر و آن خلاف اجماع عرفا است .

جواب

می گویم کہ ایں جا سائل نہ فرق کردہ است در میان وجود محض کہ آن وجود
مطلق است پیش صوفیہ معبر بعبارت فارسیہ از ہستی مطلق است و میاں آن وجود کہ کلی
مشکک نہ منتزع از افراد است و فرض کردہ شد الغیاب ایں نہ آن و تعین وجود اگر خواہد
بود آن تعین عین اوست و اگر غیر خواہد بود و در ذہن خواہد بود نہ در خارج ثابت گشت وحدت

لے کلی مشکک کہ از اقسام کلی است ، آن را گویند کہ متسادی نہ باشد در صدق
بر افراد خود . بلکہ حصول دے از بعض اولی و مقدم باشد بہ نسبت بعض دیگر
مثل وجود کہ در واجب اولی و اقدم است بہ نسبت ممکن .

الوجود و اعتراض بسبب النعدام و تعیین وجود بود و چون این امر معدوم شد اعتراض هم معدوم گشت و بعضی محققین می گویند که این اعتراض درین مقام درست نیست چرا که وجود محض نزد صوفیه فرد عدم محض است و در میان هر دو مخالفت بوجه کلی است چنانکه در سواد و بیاض است و وجود آنست که معدوم گشتن دے نزد احدی و اداریاب عقول فرض نه کرده شود چرا که آن وقت بذات است و آل را دو اسم است ظاہر و باطن و متحمل بردو اسم تکوین است و مراد از تکوین ظاہر شدن شکلها است و معدوم شدن آن و این اصطلاح حضرات صوفیه صافیه است انتہی و وجود واجب عین ذات است و این کلام در وجود خاص است نه در وجود مطلق که عبارت از ثبوت و غیره است زیرا که او زائد است بر سایر موجودات در ذہن نه در خارج چه که اودر خارج نیست و از زیم عینیت وجود با ذات قبائح که مقصور اند بر دانا پنهان نیند.

سوال :- اگر گوئی که ذات واجب من حیث بی بی علت است

جواب :- هر چه معروف من وجود است و نظر خود من حیث بی وجود زد مسلوب است باین معنی که نه عین او و نه جز او و یند پس او در حد ذات خود معرا باشد ماییت من حیث بی در خارج معدوم باشد و ایجاد کردن از معدوم پیش حکماء محال است پس ما بست لا بشرط شے موجود می تواند شد خواه ایجاد خود کند یا ایجاد غیر و مفہومیکه مغاثر وجود است مانند انسان مادام که وجود با و منضم شود در نفس الامر لوجه از وجوه او در نفس الامر موجود نیست قطعاً و مادام که ملاحظه انضمام وجود با و نکند حکم بموجودیت او نتوان کرد پس هر مفہومیکه مغاثر وجود است او محتاج است در موجود بودن خود بغیر او و دے ممکن است چه امکان را معنی دیگر نیست الا آنکه او محتاج است در موجود بودن بغیر پس بر مفہوم یہ کہ او مغاثر وجود باشد ممکن باشد و علی بن وجود

باری غیر او نہ باشد والا ممکن باشد اگر قائلے به گفتگو بر خیزد کہ ممکن آست کہ محتاج
 بغیر بود در موجودیت خود کہ موجود او باشد نہ محتاج بغیر یکہ وجود او باشد گوئیم
 کہ چون احتیاج به غیر در موجودیت است پس موجودیت را از غیر استفادہ کردہ
 باشد و در موجود شدن خود بر آں غیر موقوف باشد پس ممکن باشد خواہ آں غیر را
 وجود او گویند خواہ او را موجود او نامند چون مقرر گشت کہ ذات باری عین وجود واجب
 است پس وجود مجرد باشد یعنی عارض مابیتہ بنیت و نسبت . وجود عام یا نسبت
 عرین عام است در خارج وجود سے غیر او موجود بنیت خلافاً للمشائین کہ ایشان
 می گویند کہ وجود ممکنات در خارج موجود اند و وجود عین وجود است تا تسلسل
 لازم نیاید و معنی وجود و ذوالوجود بنیت بلکہ ماقام بہ الوجہ است خواہ از قبیل قیام
 صفت بموصوف باشد خواہ از جملہ قیام الشیء بنفسہ مانند قیام وجود واجبہ بنفس خود
 یا وجود کہ محمول در قول ما لواجب موجود وجود خاص کہ عین واجب است در خارج
 و در ذہن بلکہ محمول وجود عام است کہ عین واجب است در خارج و غیر او است
 در ذہن و بالجمہ حمل وجود خاص بر واجب حمل سے مواطاة است و حمل
 وجود عام بر و حمل اشتقاق سے است و عا شاقیام وجودی مجازی بنیت چہ کہ
 از اطلاق قیام بر آں مجازی لازم نیاید کہ اطلاق قیام بر آں مجازی باشد کذا
 قَالَ هُوَلَدْنَا جَلَالَ الدِّينِ دَوَانِ .

۱ حمل بالمواطاة عبارت است از آنکہ محمول باشد بر موضوع بحقیقت بلا واسطہ و گفته شود

در عبارت بذریعہ علی . چون ایمان محمول علی الانسان ۱۲

۲ حمل اشتقاق آنرا گویند کہ نہ تحقق باشد در دے اینکہ محمول کلی باشد برائے موضوع

و نسبت محمول بر دے موضوع در دے بذریعہ لفظ ذو یا آل باشد . مثل الانسان

و بیاض . یا . البیت ذو سقف .

سوال :- اگر گویند کہ متبادر از وجود امرے کلی است کہ مانع شرکت بنیت پس چگونه عین باشد چہ کہ واجب جزئی حقیقی است ۔

جواب :- گوئیم کہ سخن ما در حقیقت وجودی است کہ در نفس الامر است نہ در اں کے یا ذہان متبادر است در مدلول لفظ زیرا کہ جائز بود کہ مدلول لفظ وجود در ذہان امر کلی باشد و عارضی اعتبار سے باشد حقیقت واجب را و ایں حقیقت در حد ذات خود جزئی حقیقی است و اں مانند مفہوم واجب باشد بہ قیاس حقیقت واجب چہ کہ مفہوم واجب امر است کلی حقیقت او جزئی حقیقی و وجود واجب از کلی مطلق نیست کہ افرادش بسیار شوند بلکہ اں کلی کہ منحصر در فرد واحد بود بعد از ایں جواب اعراض تو اں دریافت کہ موجود خارجی از ایں حیثیت کہ جامع است میان مابیت ممکنہ و مبدء واجب اگر از حیثیت اشتغال او بر مبدء او را عین گویند دور نبود و اگر از حیثیت اشتغال بر مابیت او را غیر نامند ہم بعید نیست پس او نہ عین است نہ غیر ہم عین است و ہم غیر را مراد بشیخ از عینیت ہمیں است و دلیل بر ایں آئنت کہ در باب دو ضد و پنجم از فتوحات فرمودہ کہ تجلی نزد قوم اختیار خلوت است و اعراض از ہر چہ شاغل باشد از حق و نزد ما تجلے مستفاد از وجود است زیرا کہ در اعتقاد جنس رفتہ کہ اں وجود غرض است او در نفس الامر بنیت الوجود حق و وجودیکہ مستفاد است در اعتقاد مردم چنان است کہ اد غرض است و در نفس الامر نفس حق است از گاہ بعد از چند سطر فرمود کہ *فہو عین کل شئی فی الظہور* *فما ہو عین الاشیاء فی ذاتہا سبب ما لہ ہو و لا شئاً* *اشیاء* یعنی او عین کل شئی است در ظہوریت نہ آنکہ او اشیا باشد در حد ذات اشیا اشیا ہند و چوں عینیت را بہ ظہور مقید کرد ہمان سخن باشد کہ بالا ذکر کردیم کہ موجود خارجی از ایں حیثیت کہ مشتمل

است من حیث اَنَّهُ موجود بر مبداء کہ واجب وجود است اگر اورا عین او گویند ہم میتوانند
گفت زیرا کہ موجود خارجی من حیث اَنَّهُ موجود کہ متضمن مبداء است کہ واجب الوجود است
ومن حیث الذات کہ نفس مایہ است را محض از مبداء دروے نیست پس از حیث
اولی مبداء عین او باشد و از ثانیہ مبداء مبداء باشد و او با شد پس کلام شیخ
معقول باشد و مطابق ایمان و خانہ از اطلاق کفر - کذا وقع فی البال واللہ اعلم
بحقیقۃ الحال۔

سوال دوم :- شیخ در فص نوح علیہ السلام فرمود کہ تنزیہ نزد اہل حقانیت

در جناب الہی عین تحدید و تعقید است پس منزہ یا جابل یا بے ادب است بعد
ازاں فرمود کہ حق را در ہر خلق ظہور لیت پس ادست ظاہر در ہر مفہومی و ادست
باطن از ہر مفہومے و بعد از چند سطر فرمودہ کہ ہم چنین کسی کہ تشبیہ کرد و تنزیہ نہ کرد
حق را مقید و محدود ساخت و اورا نہ شناخت و کسی کہ جمع کرد در معرفت حق میاں
تنزیہ و تشبیہ و وصف حق بہر دو کرد پس بدستیکہ ادحق را شناختہ بست و در فص
ادریس فرمود ان الحق منزہ هو الخلق اللہ تحقیق حق منزہ عین خلق مشبہ است و در
فص انبیل فرمود:

فلا تنظر الی الحق و تعریہ عن الخلق ولا تنظر الی الخلق و
تکسره سوی الحق۔

یعنی مبین بحق چنانچہ اورا از خلق برہنہ کنی و مبین بخلق چنانچہ اورا بحق پرورسانی
بلکہ حق را کسوت خلق سازی و خلق را کسوت حق انکاری و انگاہ گفت :
و تنزیه و شبہ و قمر فی مقعد صدق و
یعنی خود را تنزیہ کن و تشبیہ کن و در مقعد صدق قائم شو۔

الجواب :-

ایں کلام ہمہ بمقام خود است تنزیہ عبارات است از افراد قدیم
 باوصاف و اسماء ذات خود چنانکہ مستحق است او از نفس خود بہر خویش بطریق اصالتہ و نفعاً
 نہ باعتبار اینکہ محدث مثال باشد دے را بامثالہ شود او را پس منفرد گشت حق تعالی ازین ہمہ
 و نیست در دینت ما تنزیہ ہی جز تنزیہ محدث و ملحق است بدو تنزیہ قدیم چکہ تنزیہ محدث
 است کہ بازاء او نیست از جنس دے باشد و بازاء تنزیہ قدیم نیست از جنس او نیست
 چرا کہ حق تعالی قابل ضدیت و تنزیہ او مدرک است کہ چگونہ است و برائے ہمیں
 می گویند تَنْزِيَهُ عَنِ التَّنْزِيهِ پس تنزیہ نفسی ویرا جزوی کے نہ داند و آنچه مدرک است ہمان
 تنزیہ محدث است چہ کہ اعتبار آن نزد ما تعری شے است از حکم کہ انتساب آن
 بودی ممکن بود پس منزہ گردد از آن و نہ بود برائے حق تشبیہ ذاتی کے مستحق تنزیہ ازو شود
 چرا کہ ذاتش فی نفسہا منزہ است بر مقتضائے کبریائے خودش پس برہر اعتبار دے کہ
 بود یا در ہر تجلی گاہے کہ ظاہر شود یا مبائن تشبیہ باشد مثل قول دے لَعَلَّ رَأَيْتُ دِیْ
 فِی صُوْدَةِ شَیْبِ اَمْرُوْدٍ . یا تنزیہ مثل قول دے لَوَ اِنَّا اَرَاہُ نُوْرًا فِی رَادِیْمٍ پس برائے تنزیہ
 ذاتی حکم لازم است مثل لزوم صفت برائے موصوف داد ازین تجلی گاہ کہ مستحق دے است
 از ذات خود برائے ذات خود ہاں تنزیہ قدیم است کہ راہ نمی یابد بسوئے دی کے و
 یعنی شناسد ویرا بجز دے پس منفرد گشت در اسماء و صفات و ذات و مظاهر تجلیات
 خود بکلم قدم خود از ہمہ منسوبات حدوث و اگر چہ بوجہ من الوجوہ باشد پس نہ تنزیہ او
 ہم چو تنزیہ خلقی است و نہ تشبیہ دے ہم چو تشبیہ و الا کیکہ گفت کہ تنزیہ راجع است بسوئے تطہیر
 محل تو نہ بسوئے حق پس او مراد گرفت ازین تنزیہ خلقی کہ مقابل تشبیہ اعم است
 زیرا کہ عہد بر گاہ متصف بصفات حق گشت ظاہر محل دے و خلاص یافت بہ تنزیہ الہی

لے دیدیم پردہ کار خود را بصورت جوانی بے ریش و برکت ۱۲

از نقص محذرات پس راجع شد بسوئے دے میں تنزیہ و باقی ماند حق بہ تنزیہ کہ مشار
 نمی باشد در آن غیر دے پس خلق را در دے بجائے نیست یعنی نیست برائے مخلوق از
 تنزیہ چیزے بلکه آن حق است بسبب منفرد بودن دے و استحقاق ذاتی دے بہ فافهم کذا
 قال الشيخ عبد الکريم الجليل في الانساب ^{ن الکامل} و معنی تشبیه مشابہ کردن بہ چیزے دیگرے و ایں برود
 در باری تعالی موجب تحدید و تقید است زیرا کہ آن رذائل کہ از تنزیہ تو اں کرد و آن
 مشابہ با آن تشبیه باید و او منفی است در نظر عارف موحّد چنانکہ شبلی گفتہ کہ التوحید شرک
 و انبیاء علیہ السلام بہ تنزیہ حق آنچه کہ مبالغہ کردہ اند مراد ہمیں تنزیہ تعبیری است یعنی ایں
 را کہ حق از ہمہ بری است آخر برائے تفہیم غیر تفہیم خود چه خواہم گفت ہمیں تنزیہ خواہم
 گفت ورنہ در حقیقت تنزیہ عین تشبیه است یعنی قائل بہ تنزیہ مطلقا از آن جهت کہ
 مقصد حق مطلق است ناقص المعرفة است چرا کہ مجرد حق است کہ او را حد نیست
 آخر نہ تمیزی کند حق را از جمیع آنچه تنزیہ ذات او از آن گرد و دشتے خارج از ہما شیا
 تصور گردد و از یں سبب ناقص معرفت است و ہم چنین کہ منزہ بلا
 تشبیه ناقص است مشبہ بلا تنزیہ نیز ناقص است ہوں مجسم کہ در تشبیه حدے پیدا کردند و
 مطلق را مقید دانستہ تا کسیکہ میاں تنزیہ و تشبیه جمع کرد و بر یک را بمنزل خویش نشاند
 و حق را بہر دو صفت نعت کرد علی طریق الاجمال حقا کہ او عارف گشت بحق مجمل و قید اجمال
 از ہر آنکہ معرفت تفصیلی از گاہ درست آید کہ بر مراتب نامتناہیہ ہر یک تشبیه و تنزیہ
 احاطہ یا بدو متناہی چگونہ بر متناہی محیط گردد و آنچه قطب الاقطاب را گفتہ اند کہ معرفت
 او بجمع مراتب عالم تفصیلی است اما در دے نیز گفتہ اند کہ از ہمت تعین بشری و
 بشریت خود دائم بریں معرفت تفصیلی قادر نہ باشد انتہی و آنچه با وجود ایں تنزیہ کلامی
 چند در قرآن آمدہ اند کہ دلالت بر تشبیه دارند مثل ^{لہ} لما خلقت بیدي و کل شئ

لہ کہ آفرید شما بدو دست و ہر چیز ہلاک شوندہ است مگر منے ماد۔

هَٰلِكَ إِلَّا وَجْهَهُ وَالرَّحْمَنُ عَلَى الْعَرْشِ اسْتَوَى، وَيَا حَسْرَةً عَلَىٰ مَا فَرَقْتُ فِي جَنَابِ اللَّهِ. و امثال کتب سمانے واحادیث نبوی بسیار وارد آئند بعضے تاویل کردہ آئند و برخے توقف نموده حوالہ بعلم آہنی کردہ آئند پس در صورت جمع میاں تنزیہ و تشبیہ واجب است

سوال :- اگر گویند کہ چوں تاویل کنم دیا حوالہ بعلم آہنی نمایم و باوجود جزم

ایں کہ اواز شوائب امکان منزہ است لاجرم تشبیہ مطلقاً بر طرف می شود و تنزیہ مجر و میگردد پس جمع میاں تنزیہ و تشبیہ چگونه واجب باشد بلکہ بر تقدیر ملاحظہ تنزیہ صرف و تفہیم تشبیہ محض جمع بین تفسیرین لازم آید و آل محال است جوابش بسہ وجہ است

اول آنکہ ایں الفاظ عبارت تشبیہی بلا شک از انبیاء صادر شدہ آئند بر مال لازم است کہ ایمان باو آریم و ہمیں مجرد ایمان را تشبیہ نامیم۔

وجہ دوم آنکہ :- محدثین اہل سنت مثل ابن خزیمہ وغیرہ اتفاق دارند بر عدم تاویل و عدم توقف دمی گویند کہ اوصاف او زائد آئند بچوا و صاف ما بجا و فیہ مایہ

وجہ سوم آنکہ در نوع اول در جواب اعتراض سیوم گذشت کہ اہل سنت اثبات صفات زائد برائے حق کردہ آں جواب جواب ایں سوال ہم میتوان بود باقی باقی جوابے دیگر کاتب الحروف ہمیں انسانیے ایں تحریر موافق باں شدہ است کہ ایں تشبیہات قرانی و احادیثی تشبیہات واقعی یغند بلکہ اظہار بلاغت و ابجی است کہ کلام حسب فہم و حال با برائے تفہیم ما آورده است و جرم تشبیہ حقیقی کہ برد ایں

در حین مستوی شد بر عرش خود . و امی پشیمانی من بر تقصیر کردن در حق خدا تہ ۱۲

اعتراف وارد باشد اینجا نیست پس اعتراف مرفوع شد و بجز تنزیہ چیزے دیگر
 باز نمائند آری تشبیہ اعتباری را بسته بوده است پس اعتراف بردہم اعتبار
 چنانکہ او معتبر نیست این سوال ہم معتبر واللہ الموفق والمعين . چون تنزیہ تمیز است
 لهذا تجدید و تقدیر چون ذات حق مبداء و جمیع احکام و آثار است و وجه عینیت
 دارد نسبت با اشیاء و وجه غیریت نیز دارد بوجه عینیت تشبیہ است و بوجه غیریت
 تنزیہ و فی الواقع او عین است من وجه غیر است من وجه ہر آیت تنزیہ فقط تجدید و
 تقدیر بود و ہر دو طرف افراط و تفریط و کمال آنست کہ نسبت بذات من حیث ہی تنزیہ
 باشد و نسبت بذات من حیث عینیت تشبیہ باشد پس منزہ ای معنی را نمیدانند و اگر
 می دانند و تنزیہ مجرد از تشبیہ می کنند بے ادب است او اگر نمیدانند جاہل است و علی
 ہذا حق منزہ از حیثیت ذات واجب بوجود است و حق مشبہ من حیث البعینیت
 است و دیگر نباید دیدن حق را از این حیثیت کہ مبداء و آثار و احکام است و مقارن
 و مبائن است او را از خلق بر مبنی و معر کند چه او از ان حیثیت در ان آثار و احکام
 بمصدق و ہو معکم انما کنتم محقق است و با آن آثار و احکام ظاہر است مانند ظہور نور
 آفتاب بالوان آبگینہ ہا و دیگر چیز غیر حق باشد من کل الوجوہ او را کسوت حق نہ سازند
 یکہ چیزے کہ من وجہ غیر است و من وجہ عین است آن موجود خارجی است از بہت
 عینیت او را کسوت حق سازند تا غیر حق کسوت حق نشود و چون چنانہ کرد پس باید کہ او
 را منزہ دانند از حیثیت ذات بیچون او مشبہ پندارد از حیثیت معیت و مقارنت و
 دمیثیت او را سائر آثار و احکام را بازی تقدیر در مقصد صدق قائم شود نہ در مقصد کذب
 چہ این بیان واقع و نفس الامر است خواه جمیع عینیت باشد و خواه در فرق غیریت
 کہ این ضررے دینی نیست واللہ اعلم و علمہ احوک و انفن کذا احققت عن قبلہ
 ارباب التوحید و کعبۃ اصحاب التفرید شیخی و شیخ المسلمین مرشدی و مرشد العالمین .

سوال سوم

شیخ در فیہ اور لکھی فرمودہ کہ ابو سعید خراز گفت دو چہے از وجود حق است دلسنے از لسانہے دوست و خدا دانستہ معنی شود الا یابین کہ میا دانداد و جمع کردہ است او بعد از فیہ فرمودہ کہ دوست یعنی ابو سعید خراز کہ حق نام کردہ شد یاد و غیرہ آل از ناہائے محدث ۔

الجواب :-

ایں چنداں متعلق نیت کہ ہمیشہ دشوار آید از تحقیق سابق صائر ظاہر شدہ است کہ حق سبحانہ بحدیث جمع آثار و احکام است و واجب را من حیث مبدئیت باہر مابیتہ نسبتہ خاص است کہ با مابیتہ دیگر نیت من حیث ای منسوبتہ نہ از حیثیت آل منسوب مثلاً بھیں سواد است کہ نسبتش با قرطاس برابر است اما من تمیز ایں صفحہ باں صفحہ البتہ فرقہ مفہوم می شود و ہماں است نسبت خاص پس ابو سعید خراز از دو چہے خاص یعنی متعلق بوجہ خاص باشد و من حیث العموم چنانکہ می گویند کہ فلاں بندہ خاص و مخصوص بارگاہ است و ایں بلا شک و زیب درست است و ہمچنین مبدئت حق مرہ شے را بحسب لیاقت و استعداد آں شے مت مانند ظہور نور بحسب الوان و صور حسب مریا و ایں خبر میدہد کہ اختلافات مقضیات سبب اختلاف مبدائی شود پس از فیہ تحقیق بود ابو سعید خراز لسانے از لسانائے حق محقق شد یعنی چنانچہ لسان آلہ تکلم است مر محذات را و حق کہ منزہ است از حد ثمان لہذا چنانکہ ظہورش از مظاہر دریافت ہی شود ہمچنین جملہ اوصاف حق از اوصاف نمایاں اوراک کردہ می شوند و نظیرش خود در محسوسات ظاہر است کہ بندہ مقرب بارگاہ سلطانی را می گویند کہ فلاں بندہ موئی بینی یا زباں فلاں بادشاہ است ازہ بنجایں مفہوم می شود کہ فلاں موئے یا زباں است غرض کہ مرجع و مال قول شیخ ہماں است و قربت و خصوصیت دوست در جناب باری فائدہ تخصیص وجہ دلنسان ایں جادہ تشبیہ خود ظاہر است چہ لو نسیم کہ خود مدح می کند شیخ ابو سعید خراز از اخبار از

علوم مرتبه و سمو منقبتہ او کہ مظہری از مظاہر کا ملکہ جامع بود اما قول ابو سعید خراز کہ خدا
را نمی توان شناخت الی آخرہ معنی اش این کہ ذات باری من حیث ہی حقیقت واحدہ
است او در دویشتہ و جہتہ دون جہتہ بنیت چنانکہ حکما گفتہ اند و خلاف ماد حکما دین
است کہ صفات نزد ایشان عین ذات اند مفہوم وجوداً او نزد ما عین ذات است وجوداً
او این ہم خلاف غیر معقول است بلکہ مرجع و مال قول ماد حکما ہمیں یکیت کہ صفات
عین ذات اوینہ در قدامت و عدم عرضیت و چوں ذات واحد است من جمیع الوجوہ
پس اول و آخر ہر دو از یک جہت خواہد بود لا محالہ اگرچہ اولیت اولیت بہ ما از دو
جہتہ باشد و آخریت او و جہتہ دیگر پس اد جامع باشد میاں اصدا و این معنی راست
اند در ہر واحد بوحثت اد چنانکہ وحدت حق است پس مفہوم قول خراز آن شد کہ خدا
را نتوان شناخت الا بجمع الاضداد و در حکم عینیت چوں **هُوَ الْأَوَّلُ وَالْآخِرُ وَالظَّاهِرُ**
وَالْبَاطِنُ . معنیش این باشد کہ حق اول است ہم ازاں حیثیت کہ آخر است ہم ازاں
حیثیت کہ اول است و ظاہر است ازاں رو کہ باطن است چنانکہ باطن است ازاں
روئے کہ ظاہر پس جمع میاں ضدیں از دویچہ واحد مخصوص باشد بحق و ادراک این جز بکشف
نتوان کرد کہ حق در حال بطون در عین ظہور است او بالعکس لا جرم ظہورش عین بطون و
بطونش عین ظہور باشد و این جز عارف در نیابد کہ او است کہ میدانند کہ در وجود و جز او بنیت
تا آن را توان دید پس اگر ظاہر است بہ نفس خود ظاہر است چوں ظہور او بر عارف و اگر باطن
است از نفس خود باطن است چوں بطون او از محبوب و عارف محبوب ہر دو جزو مظاہر ہستند
پس سخن شیخ از بیجا محقق گردو کہ حق است کہ مسمی است باسم محشیات خواہ ابو سعید خراز
گوئی خواہ غیر او فہم من فہم واللہ و در باب سبت و چہارم از فتوحات است کہ گفت ابو
سعید خراز کہ خدا را نشناختم الا باینکہ اد میاں اصدا و جمع کردہ است و بر خواند
هُوَ الْأَوَّلُ وَالْآخِرُ وَالظَّاهِرُ وَالْبَاطِنُ

مراد می گرد از یک وجه نه به نسبتیهای مختلف چنانکه اعتقاد می کند
اہل کفر کے علماء رسمی ائمہ و ہم ہر گاہ دانستہ شد کہ موجود خارجی عبارت از دو شے است
ماہیت و مبادا آثار و احکام و آل ماہیت من حیث ذاتہا نمودی بے بود است و
آنچه کہ موجود است ذات مبادا است آن چنانکہ الوان آہگینہ ہا نمودی بے بود اند
بر آل دیوار کے اورا در خارج تصور کردیم و آنچه کہ محقق الوقوع است بر دیوار مجر و نور
است لا غیر اگرچہ در نظر نور مبین بر دیوار واقع است لاجرم مسمی و مشہود و موجود بنفس
مبادا است لیکن بحیثیت نور و متمیز کردن دے بآثار کل ماہیت است و لہذا اسماء
مختلف و کثیر شدند از بہت اختلاف و کثرت ماہیات گملا یخفی علی ارباب النہی
فافہم و انصف و لاتکن من الغافلین و قیل بتوفیق ہذا الجواب ان الحمد لله رب العلمین ۱۰

سوال چہارم آنست کہ در حق نوح فرمود کہ نوح علیہ السلام الزمج کردی میاں
تشبیہ و تمزیہ و قوم را بہر دو دعوت کردی اجابت میگردند و قبول دعوت روئے
نمودند ۱۰ فدعاهم و جہارا یعنی تنزیہا ۱۱ ثم دعاهم سرا ۱۲
یعنی تشبیہا ۱۳ قال لهم استغفروا و بکسوا ۱۴ انہ کان غفارا و قال
انی دعوت قوم لیلا و نهارا ۱۵ یعنی دعوت قوم خود را کردم بہ شب

۱۰ چنانچہ پوشیدہ بہت بر عقلاء پس ہم کن و انصاف کن و از غافلین بپس و بگو

بموافق شدن بایں جواب کہ حمد ثابت است مرخداے را کہ پروردگار عالمیاں است ۔

۱۱ پس دعوت کرد حضرت نوح قوم خود را با و از بلند ۱۲

۱۳ باز دعوت کرد حضرت نوح قوم خود را پوشیدہ ۱۴

۱۵ باز گفت از قوم کہ استغفار کند از رب خود کہ تحقیق دے است آمرزندہ و گفت

حضرت نوح علیہ السلام کہ تحقیق دعوت کردم قوم خود بہ شب و روز ۱۶

سُوئے تنزیہ و بروز بہ تشبیہ فلم یزدھود عائی الا فرالا و ذکر عن
قومہ انھو تصامموا عن دعوتہ لعلمہم بما یحب
علیہم من الاجابة دعوتہ۔

بعد ازاں شیخ فرمود کہ اگر نوحؑ در دعوت قوم خود جمع می کرد
میاں تشبیہ و تنزیہ چنانکہ محمد صلعم کردند البتہ دعوت اجابت میکردند در نصف آیت
لَیْسَ کَمِثْلِهِ شَیْءٌ است کہ بہ آن بتقدیر کہ کاف زائد نہ باشد پس معنی چنان باشد
کہ بنیت مثل مثل او چیزے و اثبات مثل تشبیہ است او نفی مثل آن مثل تنزیہ است
پس محمد صلعم قوم خود را دعوت کردند بہ تشبیہ و تنزیہ در فص ایسا می فرمودند در آیت
لَنْ نُؤْمِنَ بِحَیْثُ نُوْتِیْ مِثْلَ مَا اَدْنٰی رَّسُلُ اللّٰهِ اَللّٰهُ اَعْلَمُ حَيْثُ یَجْعَلُ رِسَالَتَهُ۔ دو وجہ است یکے ای
کہ رسل اللہ مبتداء است واللہ خبر او۔ قولہ اعلم حیث یجعل رسالۃ خبر مبتداء مخدوف باشد
ای ہوا علو۔ دوم آنست کہ اللہ مبتداء اعلم جز او بوجہ اول رسل اللہ
بوجہ دوم غیر او این است تشبیہ در تنزیہ و تنزیہ در تشبیہ۔

الجواب

بد آنکہ معنی قول شیخ این اند کہ اگر نوحؑ در دعوت خویش جمع
میاں تنزیہ و تشبیہ کردی البتہ قوم او آن دعوت را اجابت میکردند چہ ہر گاہ کہ ایشان
رمزے از تشبیہ می شنودند مناسبست میاں خود او می یافتند آزاں رو کہ ایشان
۱۔ پس نہ زیادہ کرد قوم را دعوت من مگر فرار و ذکر کرد از قوم خود کہ بہ تحقیق او شان
اہم شدہ اند از دعوت با وجودیکہ می دانند آنچه بر او شان واجب است از
اجابت دعوت۔

۲۔ ہرگز ایمان نیاریم تا دقتیکہ دادہ شود ما را مانند آنچه دادہ شدہ است پیغمبران
خدا را و خدا دانا است بمحل ہمارا کہ پیغمبری خود۔

در تشبیہ صرف بودند کہ اثبات صفات کمالیت مرادشان و احصاء خود را می کردند کہ می گفتند
 مَا هُنْدُهُمْ إِلَّا لِيُعْرَبُوا إِلَى اللَّهِ ذُلْفَى۔ پس تا ایشان مقرب عند اللہ نمی دانستند
 توقع آنکہ ایشان سبب قرب گیرند و مقرب ایشان باشند نمی کردند و دیگر آنکہ
 اثبات شفاعت گری مرایشان را می کردند ہر آئینہ کمالیت صفتی است مرشفع
 را پس اگر نوح از راہ تشبیہ کہ ایشان باں مستانس بودند با ایشان در می آمد
 سخن او ہم در تشبیہ و ہم در تنزیہ قبول می افتاد و تصدیق بر رسالت نوح می کردند
 حالانکہ دعوت ایشان گاہ باشکار بود یعنی بحیثیت ظاہر ایشان، و گاہ دعوت
 ایشان پنهان بہ حیثیت عقول و روحانیات شان بلا جرم مقبول نمی کردند و بحکم
 ضرورت پنجاہ کم ہزار سال با ایشان ساختہ بود و بصبر و تحمل پرداختہ چوں کار بہ نہایت
 رسید و مخالفت بغایت انجامید طلب ستر و ذات ایشان کرد تا وجود ایشان
 از میانہ برخیزد و گفت اَسْتَغْفِرُكَ وَارْتَبِكُمْ أَنَّهُ كَانَ عَفَا رَاسِ نَفْسِ اِيْشَانَ مَحْتَمِلِ اِيْنَ مَعْنٰی
 نہ شد کہ در فنائے ذات خود کہ شد بد و وجہ یکے از آنکہ نفس انسانی مجہول است
 بر محبت اعیان و ذات خود دوم از آنکہ مقاومت تا نفس امارہ خویش نمی توانستند
 کرد بوجہ ضعف خود و نہ قادر شدن بر نفوس خود پس چوں نوح علیہ السلام نفور از
 ایشان مشاہدہ نمود دانست کہ قابلیت نہ دارند و دعوت بہ پیچ و جہ ایشان
 را مفید نخواہد افتاد و گفت اِنِّیْ دَعُوْتُ قَوْمِیْ لِيَلْذُوْهُنَّ اَمِی در شب سرور و زاشکار
 خواندم یعنی در باطن و غیب بد دعوت روحانہ کہ لیل عبارت از ازاں باشند کہ ماہنار
 ظاہر و شہادت بد دعوت حاصل از قوای جسمانیہ ایشان را خواندم نہ روحانیت در
 ایشان اثر کرد و نہ جسمانیت بآنکہ ہر روز فرار ایشان از قبول کردن وعدت شہود حضرت

لے ترجمہ ایست عباد نمی کنیم ایشان را مگر بآنکہ این کہ رساند ما را بخدا در مرتبہ قرب۔

احدیت در مظاہر مختلفہ بصورت بیشتر بود فلما یزدہم دُعائی إِلَّا فِرَارًا ہا
گفتہ کہ مراد نوح دریں قول نہ آنست کہ اخبار عدم قبول ایشان میکند مطلقاً یا آنکہ
دعوت بایشان بہ بیچ وجہ اثر نہ کرد بلکہ اثر کرد در او شان دعوت دے و بہ نقیض
یعنی آنچه مقصود حضرت نوح علیہ السلام بود خلاف آنرا قبول کردند و آنچه کردند خلاف
مراد دے علیہ السلام کردند از آثار و غیرہ پس واقعتاً اجابت از او شان بطور
ترسندگی و حاصل شد اقرار در صورت انکار و استکبار چرا کہ مضمون دعائے دے
علیہ السلام ضرر می رسانید حالت شان را کہ او شان بر دے قائم بودند
و بر خواہشات خود عاشق و بر عبادت خود متوجہ پس یافتہ شد ترسندگی
از آنچه کہ دعوت کردہ شد قوم بسوی دے و او شان در اجابت آن چیز بودند کہ
غلبہ یافتہ بود بر او شان پس ہم ساخت قوم را از غیر خواہشات شان نابینا
و نبود دعوت دریں وقت باطل یا از اجابت بیکار انتہی

وَذَكَرَ عَنْ قَوْمِهِ اَنْهُمْ تَصَامَمُوا عَنْ دَعْوَتِهِ لِعِلْمِهِمْ
بِمَا يَحِبُّ عَلَيْهِمْ مِنْ اجَابَةِ دَعْوَةٍ فَعَلِمَ الْعُلَمَاءُ بِاللّٰهِ مَا اَشَارَ
نُوْحٌ فِي حَقِّ قَوْمِهِ اَلثَّنَاءُ عَلَيْهِمْ بِلِسَانِ الذِّمِّ ۝
یعنی نوح گفت کہ بعد از آنکہ قوم دانستند کہ برایشان
اجابت دعوت من واجب است تن بکری در دادند مرا استماع را نماند گردانیدند

۱۰ و ذکر کرد نوح علیہ السلام از احوال قوم خود کہ بہ تحقیق او شان اہم ساختند از شنیدن
دعوت من بآلود علم شان بآنچه واجب است بر او شان از قبول کردن دعوت پس
دانستند علماء باللہ آن چیز را کہ اشارت کرد بسوی دے حضرت نوح علیہ السلام در حق
قوم خود از تعریف کردن بر او شان بزبان ذم ۱۲

تا بگوشش بوش ایشاں نرسد و سخن قبول نیاید وَ جَعَلُوا أَصَابِعَهُمْ فِي آذَانِهِمْ ۚ
 و راه بایں رمز لطیف روندگان راه بردند که ایشاں را سخن فی العلم اند باللہ و
 صفاتہ و اسمائہ و اصحاب کشف و شہود و ارباب وجد و جود اند کہ نوح اشارتیکہ
 فرمود در حق قوم از روی شریعت ذم ست ایشاں را اما از روی حقیقت
 مدح است ایشاں را پس بمعنی مدح باشد و بصورت دم کہ اشارت میکند
 بآنکہ دعوت بالقول قبول نہ کردند اما دعوت بالعقل قول نمودند و بیاں آں
 چنین است کہ نوح ایشاں را بخواند باسم ظاہر کہ آں شریعت است در
 عالم ملک پس ایشاں را بخواند باسم الباطن کہ آں طریقت است در عالم ملکوت
 پس ایشاں را بباطن باطن خواند آں فناء فی اللہ است ذاتاً و جوداً و صفۃ و
 فعلاً و آں در انہما عالم حقیقت پدید آید پس استعداد ایشاں بآں وفاء نہ
 کرد و نہ توانستند کہ از مقام خویش ترقی کنند و بذروہ یافت ایں کمال برسند
 پس مکراندیشینند و گوشش بانی خویش را از اجابت دعوت بحیل بر بستند تا بنی
 مستجاب الدعوات آں دعائی کہ براتی شان بود بر ادشاں مبدل گردانند تا حق
 جل جلالہ بہ تجلی قہاری و صفت جباری با ایشاں متجلی گردد۔ و بہ سبب آں تجلی
 ایشاں را وصول بکمال مدعو الیہ حاصل آید کہ مقصداً ایشاں است پس نوح
 علیہ السلام دعائے رَبِّ لَا تَذَرْهُ لِي الْاَرْضِ مِنَ الْكَافِرِينَ دَيَّارًا۔ برایشاں
 کرد و ایشاں را بکمالیکہ ایشاں را بود برسانند و اگر برای معنی کہ دعا برایشاں
 کردن تا برائی آں بود کہ مقہود شوند و بکمال خویش رسند مثلاً خواہی چنین گویم کہ

۱۔ و گردانند انگشتان خود را در گوشائے خود۔

۲۔ بے پروہ نگار من مگذار بر زمین از کافران بیچ ساکن شوندہ را ۱۲

مادر محسوس مکیا بہیم کہ کسی کہ دے مبتلا میگردد و با مرے مہنی عنہ دآں خصلت ذمیمہ
 را از خود دفع نمی تواند کرد و از ہر کسی در ہر نا چیتے بہ سبب آں ذمیمہ بوسے ملاستے
 میرسد از حاکم وقت بلسان قال و حال افتاء نفس خود میطلبد باید عا، از حضرت
 خدا فنا خود میخواہد تا از اں ذمیمہ خلاص یابد و کمال خویش در افتاء میداند و بچینس
 دآں حال عارفان اُمرت نوح و جاہلان اُمت و منکران رسالت و اما عارفان پس
 ادشال میدانستند کہ استعداد ایشان چہیت و اہل نعمت و غضب اند خلاص خود در
 فناء وجود خود میدیدند لا جرم بعد الا فناء بکمال فنا خود رسیدند کہ از مخالفت کردن
 در ظاہر بمقتضائے استعداد و عدم قبول خود باز رہیدند و اما جاہلان ایشان اگرچہ
 از یافتن این معنی غافل اند اما استعداد ایشان از طلب باز تا استعداد ایشان
 را بکمال وصول خویش نہ رسانیدند و اما کافران ایشان را خود خارج اند از تصور
 و شیخ را درین بحث نظر بر عارف و جاہل آں اُمت است بنا بر اینکہ گفتہ شد و محمد
 جمع میکرد میان تنزیہ و تشبیہ چنانکہ فرمود سَلِّمْ عَلَیْہِ اَیُّہَا اَخْتَصَّ بِالْقُرْآنِ اِلَّا مُحَمَّدٌ
 مراد فضیلت قرآنی است کہ آں جمع است میان تنزیہ و تشبیہ و اہمیت
 او از مقام فرقان او تفصیل یعنی اگرچہ نیست بودی کہ آں مقام اکمل و افضل بودی
 باکمل و افضل موجودات بودی کہ محمد رسول اللہ است مختص نشدی بہ تبعیت او اُمت
 او مشرف بہ تشریف خیریتہ نشدی نہ حال آنست کہ از جہت مناسب این مقام
 قرآنی خاص گشت بہ محمد آخر الزمانے و مناسبست این سرت کہ بچینس کہ قرآن جامع
 است محمد نیز مظہر اسم اعظم جامع را فابجمع للجمع باتفاق ابجمع اولی و اجمع و

لے دہرائے ہمیں جہت نہ خاص کردہ شد بہ قرآن مگر محمد صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم۔

۲۰ پس معنی جامع برائے کئے کہ جامع ہمہ مراتب باشد باتفاق ہمہ دہتر جامع تراست۔

در آیتہ لَیْسَ کَمِثْلِهِ علماء را خلاف است در آل کہ کاف در کثبہ زائد است
یا غیر زائد یعنی زاید دانند پس معنی دسے تنزیہ باشد چرا کہ از قولہ لیس کثبہ شی
ایں لازم می آید کہ اورا مثل بہ پیش و چہے از وجہ نیست وقولہ ذہو السمع البصیر
تشبیہ باشد از بہر آنکہ اطلاق سمیع و بصیر بر مالک و عبد می کنند پس در دسے
باشد و تنزی تشبیہ و یعنی گویند کہ کاف زائد نیست پس بجایے مثل باشد یعنی لیس
مثل مثلہ شی یعنی مثل از مثل خود کردہ باشد و اثبات مثل کردہ است مثل کہ
مثل از د معنی بود ایں عین تشبیہ است در تنزیہ و دریں قول باشد کہ هو السمع البصیر
کہ در علم بلاغت گفتہ اند کہ ہر گاہ مبتدائے ضمیر باشد مقدم بر خبر و خبر دسے معرف
بالام بود قائدہ صرود پس معنی ایں باشد کہ اوست تنہا کہ سمیع است و بصیر و عین
ایں تنزیہ باشد چرا کہ تنزیہ ذات ادا از سمیع و بصیر کردہ است کہ آل نقص است یا نہ
آل مخلوق است و اولیٰ منزه از آنکہ است چنانچہ گفتہ اند در محققات کہ سمیع بلا سمع
و بصیر بلا بصیر و اثبات سمیع و بصیری حق زاکرہ باشد پس از ایں آیت مذکورہ بتقدیر
کاف زائدہ نیمہ اول آیت تنزیہ باشد و نیمہ دیگر تشبیہ و بتقدیر غیر زائدہ نیمہ
اول تشبیہ باشد و نیمہ دیگر تنزیہ و اگر نیکو تامل کنی بیابی کہ در بر نیمہ از آیتہ تنزیہ
در تشبیہ است در تنزیہ خلاصہ ایں کہ حق است کہ سمیع است و بصیر در ہر سمیع و
بصیری کہ ادا را سمیع و بصیر باشد یعنی گوش و حدقہ و حق را گوش و حدقہ نیست و ایں
عین تنزیہ است در تشبیہ و ہمدریں نفس در مقام اخقاص محمدی صلی اللہ علیہ و آلہ وسلم
بہذا المقام فرمودہ است کہ حاصلش ایں بود کہ مقام محمد جامع میاں وحدت و کثرت
و جمع و تفصیل و تنزیہ و تشبیہ بود و اگر نوح خل ایں ست بیا در دی و قوم را باں
دعوت کردی لفظا ایشان نیز جواب آل می گفتند مطابق آل لفظا از پیش ایں آیت
گفتہ شد کہ نیمہ اول تنزیہ است لیس کثبہ شی و نیمہ دیگر تشبیہ و هو السمع البصیر

بلکہ گفتیم در ہر نیمہ اش تشبیہ و تنزیہ ہر دو اند و حق تعالیٰ جمع کرد آنحضرتؐ در قول یسٰ
 کند شئیٰ میاں اثبات و نفی امر مثل در یک آیت و بہ سبب ایں جمع میاں تنزیہ و تشبیہ
 فرمود صلی اللہ علیہ و آلہ وسلم اَدْنَبْتُ بِجَمْعِ الْكَلِمِ یعنی قرانی کہ حق بمن داده جامع جمیع حقائق
 و معانی است کہ از حق جمیع انبیاء منزل گشتہ لا جرم دعوت من مرا مت خویش دلیل
 حراست در ہنار و ہنار است دلیل برد و ہم آہمیختہ یعنی در عین با من بظاہر و در
 عین ظاہر باطن دعوت میکنم و در عین وحدت کثرت را مینہامم و در عین کثرت سوائے
 وحدت مبرم در عین تشبیہ تنزیہ میکنم و در عین تنزیہ تشبیہ نہ چون دیگران کہ ببلبل
 غیب و وحدت تنہا و گاہ بروز شہادت و کثرت تنہا کنم گاہ طرف تنزیہ گیرم و گاہ
 طرف تشبیہ با الجملہ تحقیق معنی ایں آیت کہ مذکور شدہ نہ در حوصلہ فہم تست ترا ہمیں
 بس کہ بدانی کہ حضرت حق بیچون و چگون است کہ بہ پیچ و جو در احاطہ ادراک نمی
 لاتدککہ الابصار۔ و بایں تنزہ محیط ہر روزہ است و ہمہ ذرات عالم آیندہ
 صفات آویندہ ہر کجا علمی است علم اوست و ہر کجا قدرتی است قدرت اوست و علی
 ہذا ہمہ صفات آویندہ کہ از پردہ مخلوقات ظہور کردہ اند بل ہمہ اوست وجود مخلوقات
 نموسے بے بود است۔ چنانکہ صورت در آئینہ نمی نماید یا آئینہ ہم چنان پاک و صاف
 از صورت است نہ در برہن آئینہ است و نہ در درون آئینہ است بے بود و چون
 ایں معنی دریافتی بر تو باد کہ مناقب حق باشی۔ و حق را حاضر
 و ناظر خود تصور نمائی بلکہ چنان دال کہ ہر چہ درست از علم و قدرت و سایر صفات
 ہمہ از حق است و تو چنان خیالے یسٰ فی الذّٰرِ غَیْرُہٗ دَبَّارٌ و چنان بر صرافت
 یگانگی خود منزہ از آنکہ جسم و جسمانی و جوہر عرض باشد و موجود و غیر موجود نہ لا الہ

۱۔ نیست در دنیا غیر وے گردش کنند ۱۲

الا اللہ محمد رسول اللہ فرستادہ اکم جامع اللہ است و بحسب حقیقت کلمہ غیبیہ او با و
کتبے جامع ہمراہ همان آیتہ صاف کہ بحسب ظہور با حسن صورتہ تعقید با حکام و آثار
آنصورت جامع در کسوت بشریت در آمدہ اسم محمدیہ گرفت پس ترا با و کہ حفظ
مراتب کنی و اسم مرتبہ را بر مرتبہ دیگر اطلاق نہ کنی و احکام شریعت را نیک نگہداری
و سعادت جز در متابعت شریعت نہ دانی۔

قائدہ۔ تصور باید کرد کہ کلام در معنی کلام اللہ دو نوع است۔

اول۔ تفسیر است و ادراج است بمذلول الفاظ از حیثیت لغت و صرف
و غیرہ مقصود اوست و بالذات ہمیں معنی اند و ہر کہ ایں معنی تفسیری را نفی کند و
دعوی آن کند کہ کلام معنی دیگر غیر دارد متحد و زندیق است۔

دوم۔ تاویل است بہ بیان اہل اشارت و آل طریق اولیاء و علماء و
محققین است و آل را چند شرط بود اند۔

اول آنکہ معنی ظاہری تفسیری اعتقاد کند او را بالذات دانند۔

دوم آنکہ معنی بیان اشارت فہمیدہ شدہ اند مخالف قواعد
عربیہ نباشند بلکہ موافق اگرچہ بعید باشند۔

سوم آنکہ۔ منافی ضروریات دینیہ نہ باشند پیش علمائے صاحب فہم

و صاحب اطلاع اگرچہ نزدیک فہم مخالف باشند۔

چہارم آنکہ :-

کے تاویل کند کہ صاحب دیانت باشند صاحب فلسفہ بنود و چون ایں بشرط متحقق گردند تاویل مسلم باشند والا فلا و از ہمیں و بہ مولینا سعد الدین قفنازانی در شرح عقائد نوشته است کہ ولیکن آنچه کہ رفتہ اند بر آں بعض محققین کہ مراد از آیات ظاہر معانی شان اُنند و بایں ہمہ پس در دے اشارت خفی است بر آں دقائقی کہ ارباب سلوک را منکشف می شوند ممکن است مطابقت در میان آہنا و لغوص ظاہرہ کہ مراد گرفتہ شدہ پس آں بوجہ کمال ایمان و محض عرفان است انتہی پس قول شیخ در کلام نوح علیہ السلام لے اِنِّی دَعَوْتُ قَوْمِی لِبَلَاءٍ دَنَہَا یعنی یسٰ تنزیہ و بہار تشبیہ از باب اشارت و تاویل است نہ از باب عبارت و تفسیرت چہ تنزیہ لفظی مماثلت است و او امر سببی است پس از ذات منزہ پرچہ مدرک نمی شود والا سلب و اما او در حد ذات خود مدرک نشد آں چنانکہ ظلمت عبارت از شب است کہ امرے ست عدمے در دے پرچہ چیز مدرک نمی شود والا عدم در آں پس شب بہ تنزیہ مناسب باشد و روز کہ عبارت از نور است و وجودے است و خود مدرک می شود بواسطہ او چیز ہا، نیز مدرک می شوند و تشبیہات

صفات و وجودے حقیقی است۔ مثل سمع و بصر۔

و صفات و وجودے ظہورے دارد پس مناسب روز نور باشد پس دعوت نوح علیہ السلام بہ سبب اینکہ گلیے بہ تنزیہ و گلیے بہ تشبیہ بود ایشاں را زیادت مذکر و الا گمراہی از حیثیت فکر و عقل کہ قاعدہ تکلیف است۔

لے بہ تحقیق من دعوت کردم قوم خود را در شب روز ۱۲

سوال

اگر گویند کہ رسولؐ برائے ہدایت مبعوث است نہ برائے گمراہی و ہلاک۔ و چون تنزیہ فقط تقدیر است و تشبیہ صرف بتجدید پس مقام نوح ازاں منزہ باشد

الجواب

آرے بعثت رسولؐ اولاً بالذات برائے ہدایت است
ثانیاً بہر اظہار گمراہی و ہلاک مردمان است کہ ازل آورد ایشان بود موافق عرف ایشان گویا بہ بعثت رسل تحت ایشان تمام کرد تا نہ گویند بر وقت کہ مر ہدایت ہادی کجا رسیدہ بود و تنزیہ فقط مرتبہ بزرگ است و تشبیہ فقط دو نوع است۔

نوع اول

مذموم دآں تشبیہ حق است بخلق در ذات و او کفر است
اقل مومنان امت نوح ازاں برتر اند چہ جائے حضرت نوح۔

نوع دوم

محمود است و مشروع دآں تشبیہ است کہ سابقاً مقرر شدہ
تشبیہ بایں معنی فقط مرتبہ عظیم است و اعظم ازین مرتبہ جمع است میاں تشبیہ
محمود و تنزیہ دایں خاصہ محمدؐ است صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کہ آواز نوح اکمل است و
اول رسل نوح بود و آخر محمدؐ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم لہذا شیخ دریں نص فرمود کہ تنزیہ
فقط و تشبیہ فقط فرقان است زیرا کہ فرق است میاں ہر دو و جمع میاں ہر دو
قرآن و لہذا ما اخصّ بالقرآن الا الحمد صلی اللہ علیہ وسلم و ہذہ

لہ دے را این جمعیت خاص نکرده شدند بقرآن مگر محمدؐ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم دایں است
کہ بہترین امت است کہ برآوردہ شد برائے مردمان۔

الْأُمَّةُ الَّتِي هِيَ خَيْرُ أُمَّةٍ أُخْرِجَتْ لِلنَّاسِ.

پس کیمثلہ شیء جمع کرومیاں ہر دو آنکہ قرآنست واما توجیہ شیخ
در آیت لَنْ نُؤْمِنَ حَتَّىٰ نُؤْتَىٰ الْآيَةَ عِندَ رَبِّنَا إِنَّ آيَةَ الرَّسُولِ لَمُنْ
رَسُولُ اللَّهِ عِندَ اللَّهِ أَنْ يُخْرِجَ مِنْكُمْ رُسُلًا كَمَا خَرَجَ مِنْكُمْ رُسُلًا قَبْلُ
الْأَشْيَاءِ وَهُوَ عِنْدُنَا كَذِبٌ.

اللَّهُ أَعْلَمُ حَيْثُ يَجْعَلُ رِسَالَتَهُ. یعنی او اعلم است بال
جائے کہ در رسالت خود می کند.

وَأُوْتِيَ فَعْلٌ مَّالِمٌ بِسَمِّ فاعله مفعولش ضمیر است عائد بر رسول. اَيْ
لَنْ نُؤْمِنَ مِنْ بَايَةِ حَتَّىٰ نُؤْتَىٰ مِثْلَ مَا أُوتِيَ هَذَا الرَّسُولُ الْمُبَلَّغُ
إِيَّاهَا. وَرُسُلُ اللَّهِ جَمْعٌ دِيكَرٌ اسْت. چنانکہ رسل مبتدا باشد. و
اللَّهُ خَبَرٌ أَوْ دَاعِلٌ خَبَرٌ مَبْتَدَأٌ مَحْذُوفٌ هُوَ اسْت یعنی هُوَ أَعْلَمُ.

این توجیہ اشارات

است دریں آیت و او مقید تشبیه زیرا کہ بودن رسل اللہ عین اللہ تشبیه است
امانہ از حیثیت جسم و روح و مامیت ممکنہ بلکہ از حیثیت وحدت وجود قافہم و
وجه تفسیر در آیت آنست کہ مفعولیکہ قائم مقام فاعل است رسل اللہ است
واللہ مبتداء است و اعلم خبر او و این وجه معینہ تنزیہ است زیرا کہ بودن رسل اللہ
غیر اللہ از حیثیت مامیہ ممکنہ از دے جسم و روح عین تنزیہ است و رسل عین
تشبیه یعنی ہماں ست کہ در لازم لازم بودہ است پس این آیت بہ معنی اشارت
یعنی تفسیری تنزیہ در تشبیه و تشبیه در تنزیہ باشد و علی ہذا کلام شیخ خبر باز

یعنی ہرگز ایمان نخواہیم آورد تا آنکہ آوردہ شویم مثلاً آنچہ دادہ شد این رسول را کہ رساندہ است آنرا.

می گوید از عدم اطلاع معترضان بر حقائق و معارف این طائفه واللہ اعلم

سوال پنجم - شیخ در فص نوح علیه السلام فرمود که وَمَكْرُؤًا مَكَرًا كَبِيرًا
اللَّهُ عَوَّةٌ إِلَى اللَّهِ مَكْرًا بِالْمَدْعُوِّ.

یعنی قوم نوح کوسے بزرگ کرده اند زیرا کہ دعوت بسوی حق مکر است بآن کس کہ اورا دعوت میکند و بعد از چند سطر فرمود وَقَالُوا فِي مَكْرِهِمْ
یعنی در مکر قوم خود گفتند قوم نوح کا نذرنا الهتکم یعنی ترک میکند البہاں و خدایاں
خود را وَلَنَنْذِرَنَّ وَقَادَّاسُوا عَادًا وَلَا يَغُوثَ وَيَعُوقَ وَنَسْرًا۔ ایں ہا نامہائے بتان
ایشاں اند از گاہ فرمود فانہم لو نزلوہم جہلوا من الحق قَدْ مَاتَ زَكَاةً مِنْهُ لَوْلَا فَاتَ لِلْحَقِّ
فِي كُلِّ مَعْبُودٍ وَجَہًا خَاصًّا يَعْرِفُهُ مَنْ عَرَفَهُ وَيَجْهَلُهُ مَنْ جَہَلَهُ۔
یعنی زیرا کہ قوم نوح اگر ایں بتاں را ترک می
کردند از حق بقدر آنچه ترک کردند ازاں بتاں جاہل می شدند چہ حق در ہر معبودے
دجھے خاص دارد و میدانند آں دجہ را ہر کہ حق را داند و جاہل می شود ازاں ہر کہ جاہل
است از حق۔

الجواب - لفظ مکر در قرآن مجید چند جا واقع شدہ است و مکر خداوندی
از قبیل مکر محدثات کہ بقیع است و سبب فریب مہلوم می شود و مکر خداوندی است بلکہ
مغیش ایں است کہ نمودن چیزے کہ در واقع خلاف ادستہ ہے بخس مفرد
می شود و در ایں در حق باری مستبعد نیست بلکہ واقع است و در حق بنی آدم اسہم
بآن مکر واقع است و در حق باری بآن نمودن۔

مِنْ قَوْلِهِ تَعَالَى سَنَسْتَدْرِجُهُمْ مِنْ حَيْثُ لَا يَعْلَمُونَ وَ

أَمْلَى لَهُمُ إِن كَيْدِي مَنِينٌ ۝

و دیگر آیت دہوں بموجب توحید ذاتی و وحدت وجود کہ بیان
رفت کہ حق عین اشیاء است و باہمہ است و قوله تعالیٰ وَهُوَ مَعَكُمْ إِنَّمَا كُنْتُمْ دَعَا
يَكُونُ مِنْ فُجُؤٍ ثَلَاثَةً إِلَٰهًا مَوْزِعَةً بَيْنَهُمْ فَلَا خُفْيَةَ الْخَفِيَّةِ الْبَاطِنِ أَيْسَرُ الْبَاطِنِ ۝
یعنی بحر معرفت باشد نہ آنست کہ او از جانی مقصود است و در جائے موجود
و حق در ہر جا و باہمہ اشیاء موجود است و چون رسل و مرسل الیہ و رسالت و رسولی و داعی و
مدعو و دعوت و مدعو الیہ بحسب توحید ذاتی ہمہ یک شے اند لاہرم آں نمودنی باشد
مخالف واقع اگر کے از نادانی تعدد حقیقی گمان برد ہا نا کہ دعوت در حق او مکر
باشد و اگر کے از کمال عرفان داند کہ تعدد حقیقی نیست بلکہ موجود یکے است
و بوجہ اعتبار حکمے دارد و دعوت از وجہ بوجہ قیاس پس دعوت در حق او مکر نہ
باشد ناما دعوت از یں حیثیت کہ طالب تعدد است در اول نظر مکر است
تا آنکہ توفیق رفیق شود چوں بعین حقیق و جہد اعتبارات را مشاہدہ کند آنکہ از
وحیثیت مکر زائل می شود و شیخ دعوت را بآں اعتبار مکر گفت و در آں
نقصانے نیست چہ غرض شیخ آنست کہ چوں نوح مکر کرد در یں دعوت با قوام
خویش با آنکہ دعوت کردن از پیرے باشد کہ آنکس را بنود پیچریکہ بآں برسد
یعنی آپنہ ترا در ہدایت نیست بیا تا در غایت بیابی آں را و چنان نمود بایشان
کہ حق بشما نیست یا حق غیر شما است با پنہ من دعوت میکنم بیا بند و اجابتہ کینہ تا
حق را بشما بنام یا شما را بحق برسانم و حال آں بود کہ ایشان از حق جدا بنودند چرا کہ در

۱۔ مثل قول دے است کہ پایہ پایہ خواہیم کشید ایں جماعت را ازاں راہ کہ نمی داند و

مہلت خواہیم داد ایشان را ہر آئینہ جلد من محکم است ۱۳

بعضے از مراتب وجود ایشان نیز مظهرے از مظاہر ہویۃ حق بودند پس حق با ایشان
بودہ باشد بلکہ ای ہذیتہ بآں ہویت متعین شدہ و ای عین مکر است اما مکرے پندیدہ
و چنین مکرے از انبیاء علیہ السلام از سر بعثت و علم تمام است مصطفیٰ از کلام خدا
از ان معنی چنین خبر داد کہ :

قُلْ هَذِهِ سَبِيلِي اَدْعُوا إِلَى اللَّهِ عَلَىٰ بَصِيرَةٍ اَنَا وَمَنِ اتَّبَعْنِي
یعنی نبی میدانند کہ ایشان مظهر ہویت حق اند و این منظریت مخصوص با ایشان نیست ہر کہ ہست و
ہر چہ ہست منظر آن ہویت است و ای مدعو یا خود یکی ازین بے خبر است یا اگر با خبر است، از
خود با خبر است و خبر خود را مظهر یعنی داند پس طریق آن است کہ بکر محمود اورا دعوت کند تا
جمع موجودات ایں معنی نیابند و بدانند کہ او ہر چہ ہست بخود پیچ و ہمہ مظهر یکے اند و آپو
اطلاق اسم وجود بر حقیقتاً توان کرد آن یک حقیقت واحدہ است پس اورا عبادت
بجمع اسماء و صفات و جمیع مظاہر کائنات کند چنانچہ از جہت اسم خاص خود اورا
عبادت کردیش می فرماید کہ قوم نوح مکر محمود در یافتند و مقابلہ بادے از راہ مکر کردند
سَلِّمُوا لَكُمْ اَكْبَارًا۔ حکایت ازین معنی باشد۔ انتہی۔

سوال ششم

شیخ بحدان نفس فرمود کہ قوم نوح علیہ السلام غرق شدند
در دریائے علم باللہ پس در نیافتند جز اللہ یاری دہندہ پس اللہ تعالیٰ یاری دہندہ
ایشان شد پس در دے معانی دہانک شدند تا ابد پس اگر ایشان را با صل
طبیعت بیرون آوردی ایشان را از ان منزلت رفیعہ فرو دے آورد۔

لے بگو این راہ من است می خوانم بسوئے خدا با محبت ظاہر من نیز می خوانند۔

لے د مکر کردند قوم نوح علیہ السلام مکر بزرگ ۱۲۔

الجواب

یہ شیخ نے فرمایا ہے مَا خَطْبُكُمْ فَهِيَ الَّتِي خَطَّتْ بِهِمْ فَغَرِقُوا فِي بَحَارِ الْعِلْمِ

بِاللَّهِ وَهُوَ الْحَيْرَةُ فَأَدْخَلُوا نَارًا فِي عَيْنِ النَّارِ یعنی از جملہ آپنجہ در شان ایشان آمد از آیت میں بود

مَا خَطْبُكُمْ أَغْرَقُوا فَأَدْخَلُوا نَارًا فَلَمْ يَجِدُوا لَهُمْ مِنْ دُونِ اللَّهِ أَنْصَارًا. وخطبہ ذنب

است و خطبات جمع اور خطبت مشتق است از خطوب بمعنی گام نهادن و واحد او

خطوبہ است و جمع او خطوات و قولہ و هو الحيرة و اگر راجع است بفرق پس معنی

ایں باشد کہ ذلک الغرقہ هو الحيرة و اگر راجع است بعلم باللہ هو الحيرة

و حمل حیرہ بعلم باللہ کردن از باب حمل ملزوم بر لازم باشد۔ و بہ تفسیر شیخ مراد از نار، نار

محبت باشد۔ و از ما صورت علم و مقصود سخن این باشد۔ چنانکہ موافق ظاہر مفہوم

آیت باشد کہ _____ کہ ذنوب و خطایا ایشان

واجب گردانیدند بر ایشان کہ غرق گردند و مفہوم دیگرش این باشد کہ خطوات

ایشان قطع مقامات و سلوک است کہ گام نهادند در آورد ایشان را در بحار علم

باللہ و ان غرق و حیران گشتند و چون جہات علم باللہ متکثر آند ہر آیت نہ تخرساک

باشد و در نار محبت و شوق در آورد ایشان را در حالتی کہ غرق در عین ما علم باللہ

باشند چنانچہ افنا نفس ایشان کند کہ ہاں آتش شوق و محبت و باز ابقاء ایشان

لہ و بہ سبب گناہان شان پس خطبات است کہ بیرون قوم نوح علیہ السلام را طرف دیگاہ

معرفت پس غرق شدند قوم در دریائے معرفت باللہ عین حیرت است۔ پس داخل کردہ

شد قوم در آن آتش کہ در عین آب است۔

و بہ سبب گناہان خود غرق کردہ شد ایشان را پس در آورده شد ایشان را در آتش پس

نیافتند ہر آتے خویش بحر خدا بیچ نصرت دہندہ ۱۲

کند سہ ماہ جوبہ علم فی محمد بن یمن وَاِذَا الْبَحَارُ سُجَّتْ مِنْ سُجَّتِ النَّوُّورُ اِذَا وَقَدَتْهُ لِقَطْرِ صَاحِبِ
 صَاحِبِ یَمِّنِ اِسْتِ کہ سُجَّتِ النَّوُّورُ اختیار مکلم در حالتی کہ ابقاء و نار در تنور
 کردہ باشد و شیخ قدس سرہ از جہت تحقیق معنی نار در عین ماوا ثبات آل می فرماید
 کہ نحتی محمدیاں نیز آمد کہ وَاِذَا الْبَحَارُ سُجَّتْ و حال آنکہ سمرت مستعمل است در برا
 انر دخن تنور و آتش در آب نباشد الا امرے معنوی و شیخ بایں معنی تنزیل کردہ کہ
 بحار رحمۃ اللہ کہ آل خاص است بکا ملان چوں متلاطم گرد و ظهور او بصورت نار باشد
 یعنی ناد قہادیی در دسے پیدا باشد کہ معنی نفوش اختیار است و مبقی آثار
 ذات مالک جبار آخرہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم در حدیث الفاظ فرمودہ کہ
 ظاہرش دولت بر آتش و باطنش دلالت بر آب می کند چنانکہ حَقَّتِ الْجَنَّةُ بِالنَّارِ وَ حَقَّتِ
 النَّارُ بِالشَّهْوَاتِ کہ ظاہر شہوات آب است و باطنش نار و ظاہر جنت نار یعنی
 مکارہ و باطنش مکارہ ۳ فَلَمْ يَجِدُوا مِنْ دُونِ اللَّهِ أَنْصَارًا فَكَانَ اللَّهُ مَعَهُمْ أَنْصَارِهِمْ فَمَلَكُوا
 فِيهِ إِلَى الْأَبَدِ فَلَمَّا أُنْزِلَتْ إِلَيْهِمُ السَّيْفُ السَّيْفُ الطَّبِيعَةُ لَنَزَلِ بِهِمْ عَنْ هَذِهِ الدَّرَجَةِ الرَّفِيعَةِ وَ
 إِذَا كَانَتْ الْكُلُّ إِلَيْهِ وَ بِاللَّهِ بِلَهُوَاللَّهِ سَيْفُ بَكْرٍ لَيْسَ دَسْكَونِ الْبَاءِ بِمَعْنَى سَاعِلِ اسْتِ مقصود
 آنکہ چوں در نار قبر بہ تجلی قہار در آمدند جز حق نا صری نہ یافتند کہ ایشان را نصرت

لہ آمدہ است مد حق محمد بن وَاِذَا الْبَحَارُ سُجَّتْ و این مشق است از سمرت
 النَّوُّورُ و قنیکہ بر انر دخنہ کنی دسے را۔

لہ گرد آوردن شد جنت مامور کردہ و گرد آمدہ شد دوزخ بخوابشات۔

لہ پس نیافتند قوم نوح برائے خود مدد دہندہ سوائے خدا تعالی۔ پس است خدا تعالی
 عین مدد دہندہ شان۔ پس ہلاک شدند قوم نوح در ذات حق تا آید۔ پس اگر برآوردی از
 شان مدد حق تعالی بسوئے کنارہ طبیعت ہر آئینہ فردا آردی حق تعالی او شان را از مرتبہ بلند مگر چہ
 ہست بر مرتبہ کونید برائے اللہ تعالی او باشد تعالی بلکہ ہر مرتبہ عین حق تعالی است۔

کند پس بدانستند کہ در جمیع مقامات نامرایشان حق بود و در سلوک ایشان اگر در
مقام فنا بود فنائے ایشان در افعال و صفیات و ذات بود تا باز نامرایشان حق شد
کہ ایشان را حیوة سرمد و از بشریت ایشان بظہور حقیقت مبدل شد کہ اگر ایشان
را نصرت نفرمودی و از جناب خود اخراج کردی تا باز بعالم بشریت و حاصل بحر طبیعت
مے آمدند آزاں درجات عالیہ بخیض ہاویہ مے آمدند و اگر جلد سے مہمین فی جمال اللہ
مے بودند کہ رجوع بہ خلق نمودی ایشان را بہت تکمیل کہ ہم درجہ نازل بودی و ہماناکہ
اختیار این لفظ اِلَى السَّبْفِ السَّبْفِ الطَّبِيعَةِ از بہر آنست تا مہمین فی جمال اللہ دال
باشند در درجہ نازل اما چون تا صرہ ہمہ در ہمہ مواطن مقامات حق است انا تکمل
طبیعت رسند یعنی چون رجوع از حق بہ خلق کنند اگرچہ نزول ایشان باز بہ طبیعت
است لیکن ظہور صورتی از دخانی بنیت گوازیج لوازم و توابع آل صورت منزہ
از ہمہ با مرحق واقف اند و اگر بحقیقت نظر کنی ہمہ در مقام عبدیت عبد اند و در مقام ارشاد
قائم اند باللہ بلکہ کل من حیث ہوا لکل مظهر اسم جامع اند کہ آن اللہ است اما درجا
مقامات و مراتب مظاہر متفادات اند و چون نظر بہ حقیقت ذات مستی با سماء
کنی ہمہ اسم یک ذات اند و اگر کشادہ تر ازین گویم گوید آنکہ غنی داند کہ ذات بجمیع
صفات در ہمہ مظاہر من حیث ہو مظاہر ہمہ اوست۔ اما اگرچہ ذات باہر یکے از مظاہر
ہست لیکن نتوان گفت کہ ہر یکے اوست۔ بلکہ او ہمہ توان گفت۔ و ہر یکے او
نتوان گفت۔ و این سرازین واضح تر نہ توان گفت۔ انتہی۔

لے مہمین فی جمال اللہ آن ملائکہ اند کہ ہر وقت در شہود جمال حق مستغرق می باشند و خبرند از اندازین
کہ خدا آدم را پیدا کردہ یازد بسبب ہمیں استغراق و عدم خبر از اسوی اللہ و شان مکلف
بجہ نہ کردہ شدند و او شان را کردیاں و ملائکہ البق نیز گویند۔

شیخ در فضیلت ہود علیہ السلام فرمود کہ وجود من غذائے او است
و او غذائے ماست ۔

سوال ہفتم

الجواب شیخ در ہمیں فرماید سَلِّمْ فَهُوَ الْكَوْنُ كُلُّهُ وَهُوَ الْوَاحِدُ الَّذِي قَامَ كَوْنُهُ
بِكُونِهِ اِنِّیْ وَدَر فَضْلِ اِبْرَاهِیْمَ مِیْضَر مَیْیَہ سَلِّمْ فَانْتَ غَدَائِهِ بِالْاِحْكَامِ وَهُوَ غَدَائِكَ بِالْوُجُودِ
اطلاق لفظ غذا در ایں محل بر سبیل مجاز است و مناسبت بین المجاز و الحقیقتہ
ایں قدر پس باشد چنانکہ غذا سبب بقائے متغذی است و قوام او بآں غذا است
و نیز چنانکہ غذا مخفی است بہ متغذی حق نیز سبب بقائے وجود اعیان
است و قت ظہور اعیان حق در مظاہر اعیان مخفی است و از طرف عبودیت و احکام
حق است و قت فنا اعیان حق است کہ ظاہر است و اعیان مخفی سَلِّمْ فَانْفُھُمْ
وَالْصَفُ وَلَا تَسْفُ

سوال ہشتم شیخ دریں فضیلت فرمود سَلِّمْ فَانْتَ غَدَائِهِ بِالْاِحْكَامِ وَهُوَ غَدَائِكَ بِالْوُجُودِ
فَقُوْنُكَ خَيْرٌ كَثِيْرٌ بَلَدٌ فَقُوْنُكَ الْعِلْمُ بِالْاَمْرِ عَلَى مَا هُوَ عَلَيْهِ ۔

- ۱۔ پس حق تعالیٰ عالم است بنہامہ و سَلِّمْ چکے است کہ قائم شد ہستی من بہ ہستی وے ۔
- ۲۔ پس تو غذائے حق تعالیٰ ہستی بطور احکام و حق غذائے است بہ فیضان وجود ۔
- ۳۔ پس ہم کن و انصاف کن دیک راہ مشور ۔
- ۴۔ دور دار خود را از پس امر کہ مقید شوی بقید اعتقاد مخصوص و منکر شوی از ماسوائے ۔
- ۵۔ از پس پس فوت شود از تو خبر کثیر بلکہ فوت خواہد شد از تو علم و معرفت حقیقت حال کہ
در نفس الامر واقعہ است ۔

از گاہ فرمود کہ باش در نفس خود بیولی براسے صور معتقدات زیرا کہ
 اول تعالیٰ اعظم از آنست کہ منحصر شود در اعتقاد جدی گاہ اعتقاد ذہرا کہ در قرآن فرمود کہ بہر کہ رو
 آرید در انجا وجہ خدا است و پیچ جلئے جدا گاہ ذکر نہ کرد کہ وجہ او در دست
 پس چوں جار مطلق ساخت مقید نشد بجائے معین .

الجواب

باید دانست کہ چنانکہ حق سبحانہ مبداء آثار خارجیہ است
 نیز مبداء آثار ذہنیہ است و بہر دو حالت مقارن است بہر دو احکام خارجیہ و
 و ذہنیہ و صور معلومہ واجبے در اذنان مختلف اند پس آن صور محالے او باشند در
 ذہن و چونکہ او در حد ذات خود از جمیع تعینات و قیود معرا باشد بچو نور آفتاب
 بر آگینہ ہائے مختلف الا لوان لاہرم عارف داند کہ او بذاتہ موجود است و بہر کہے
 بقدر استعداد خود او را دانستہ پس پیچ اعتقائے از دے خالی بنیت پس
 ہمہ این چنین عارف بیولائی باشد کہ او ذات خود مطلق بے قید و بلے صورت و جمیع
 صورت است و جمیع صور اعتقاد متبلس می شود علیٰ ہذا چوں حق در روز قیامت در
 صورت کلی کند یعنی او را از کار کند و بعضی اقرار پس عارف کہ در دنیا او را بصورتے
 از صور مقید دانست و در ہمہ مشاہدہ کردہ آخرت او را جمیع آن صور بشناسد
 پس عارف مطلق الاعتقاد بیولائی ہمہ کند صور معتقدات را چنانکہ بود در دنیا
 قائل آنہا ہم چنین بود در آخرت اقرار کندہ آنہا یعنی عارف باید کہ بیولائے ہمہ
 اعتقاد باشد یعنی ہمہ را قبول کند و بداند کہ ہر یکے مربوط کدام اسم انداز
 اسماء حق تعالیٰ فرمود است کہ ہر جایکہ شما متوجہ آن گردید از جہات وجہہ اللہ را
 آن جا بیاہد . و جہشے حقیقت آن شے است و از لفظ اینہا اطلاق جہات
 مستفاد است نہ تخصیص جہتے و نہ جہتے آخری پس چوں تو جامع جمیع عقاید باشی

مشاہدہ حق باشی من جمیع الوجوہ بوحدا نیست آن ذاتے کہ ایں جملہ وجود است و
معترف باشی و ہم تجلی رب الارباب را مستعد گردی و ہم حجاب نہ باشی و دریں قول
ایمان کو تو اقم وجه الله تبیہ است دلہائے عارفان را تا از حق و وجوہ
او غافل نہ مانند بسبب عوارض حیات دنیا ازیں سر محروم نہ گردند تا دائم مشاہدہ
اسماء و صفات و افعال و آثار و حقیقت آن ذات باشند کہ مرگ ناگاہ آید خوشا
دیگر آگاہ بر آید اگر بغفلت انگیزتہ شوند و بغفلت بمیرند در زمرہ گذشتگان در
جنور کہ متوجہ الی اللہ اند محسور نہ گردند و از مشاہدہ حق و در مانند اعادنا اللہ و
ایاکو من افاک الغافلین فانما هو قاطع المعاہات والزلات و اشنع المزلات۔

سوال ہفتم

در نفس شیعہ علیہ السلام فرمود کہ آلہ معتقد دیگر پس صاحب
اعتقاد بدین ہا را از دے نفی کند و او را نصرت ادنی کند و لہذا او را اثرے
نیست در اعتقاد منازع آن کس ہم چنین ایں منازع پیس نصرتے ندارد از الہی کہ
در معتقد است و در نفس ذکر یا فرمود کہ رحمت حق مخلوق را در اعتقادات اعیان
ثابتہ دید پس او را رحمت کرد با یجاد و لہذا گفتم کہ حق مخلوق در اعتقادات اول چیز یکہ
محروم شد او بود در نفس محمدی فرمود کہ معتقد ستایش الہی می کند کہ در اعتقاد
اوست و خود را در او می بیند پس آلہ مصنوع او باشد پس ثنائی او برداشتے او
باشد بر نفس خودش و لہذا علت معتقد غیر می کند و گر نصاب داشتی چنین نہ کردی قاما
او جاہل است پس اعتراض نہ کردی بر غیر در اعتقادے کہ در حق کردہ است و اگر
قول جنید و السی کہ گفتے است لَوْنُ الْمَاءِ لَوْنٌ اِنَانِیہ ہر آئینہ مسلم میداشت از

لے پناہ دہد و شمارا اللہ تعالیٰ از آفات غفلتہا پس بے شک دے بدترین آفت ا

و لغزشها است و بدترین لغزشها۔

برائے ہر معتقدے اعتقاد و خدا را در ہر صورتے میدالست پس صاحب ظن است
 نہ صاحب علم و لہذا حق تعالیٰ گفتہ است **لَا تَأْخُذْ بَعِثَتْنِي** و اگر خواہد اطلاق کند
 و اگر خواہد تقييد و آلہ معتقدت محدود میشود و دوست آلہ کہ در دل گنجیدہ آلہ مطلق
 در پيچ چیزے معنی گنجیدہ

الجواب

بہ نظر انصاف تو اندید کہ اہل ظن حق را مناسب ہنم و عقل
 خود تصور کردہ اند و بحسب ہنم صورتے در ذہن خود تراشیدہ دال را از رذائل
 مزہ و بجماد متصف ساختہ اند پس در حقیقت آن صورت مخرب ایشاں است
 و ہم چنین اگر در محققات ایں افتاد و سہ فرق یکنو بنگریم ایں معنی ظاہر تر یہ بینم
 بخلاف انبیاء و ارشانا ایشاں کہ بفرماتے حدیث **لَا أُحْصِي ثَنَاءً عَلَيْكَ أَنْتَ كَمَا**
أَتَيْتَ عَلَى نَفْسِكَ ایشاں حق را بہ فکر نہ ساختہ اند بلکہ بتعریف اما آنکہ بذریعہ
 وحی برائے انبیاء است یا الہام کہ برائے اولیاء است پس صورت محمولہ بفکر نیز
 ممکن از ممکنات است لا جرم او ہم در علم الہی ثابت خواہد بود و وجودش در اذہان
 بواسطہ مبدایت حق شدہ است و ہمیں است مراد شیخ کہ رحمت الہی حق مخلوق
 اعتقادات عین ثابت دید و او موجود کرد و در اذہان معتقدین و نزد ہر کس بمقدار
 قوت ادراک او ظاہر شد و ہمیں است **قُلْ جَبَدُونَ الْمَادَّةَ قُلْ اَللّٰهُمَّ** اگر آب در حد ذات
 خود رنگی مخصوص نہ دارد و برنگ ظرف نا ظاہر می شود ہم چنین حق در حقیقت خود از ہمہ منزہ
 و مطلق است و بحسب قابلیات اذہان و افہام ظاہر میگرد و پس حقے کہ در د

نہ نزد یک گمان بندہ خود ایم کہ بیا دارد ۱۲

۱۳ شمار نمی کنم شما را بر تو کہ تو چنانی کہ تعریف کردہ ذات خود را ۱۳

دل است آل حق است کہ اورا تصور کردہ اند نہ آنذات مطلق کہ او مبداء اثر
 و احکام زمینہ و خارجہ است و بر و راست سخن آید در خود گنجیدن و نہ گنجیدن
 و نہ گنجیدن چه در گنجیدن و عدم آل مغائرت است پس آہنی کہ در دل گنجید کہ
 متصور است نہ آل موجود خارج کہ مبداء و اشیا است چه او منزہ است از حلول
 در دہل۔

سوال دہم در فض ابراہیم است

فِيْحَمْدِيْ وَ اَحْمَدُهُ وَ يَعْْبُدُنِيْ وَ اَعْبُدُهُ
 یعنی حمد من می کند بن حمد او می کنیم و او عبادت من می کند و من عبادت او می کنیم

الجواب۔ قبل از جواب باید دانست کہ سالک را تجلیات متوالیات بزل
 آگاہش متعاقب گردند او در تحت غلبات تجلیات از دایرہ تکلیف و طور عقل
 بیرون افتد و مراسم آداب حضرت را مراعات نہ توان کرد بلکہ در انحراف ترک
 ادب عین ادب باشد چرا کہ او از جام مالا مال وصال مست گشته و از کاسہ
 مراوقات تجلیات از دست خویش رفته و مقام سکر مقتضی ست و اطلاق است
 نہ مستی قبض و قیاد ایفاق و در ہر مقامی مناسب آل مقام او بے است کہ
 رعایت آل غیر ادب ترک ادب است و در شاہد مانظر این مے یا نیم کر بسیار
 از افعال اند کہ اہتیاں بآن در محل معین بحسب زمانے معین ادب است و
 بحسب زمانے دیگر ترک آل ادب اسب و نیز علقہ مست را در حالت مستی
 نہ گوید کہ سر و دنگونی مستی سخن ہو شیارانہ گفتہ است ہوش دار سہ
 سَقُوْنِيْ وَ قَاوُۡا لَّا تَغْنَوْا وَ لَوْ سَقُوۡا جِبَالُ حُنَيْنٍ مَا سَقُوۡنِيْ مَغِيۡثٌ

شاعرے معنیٰ ایس شعر چینی نظم کردہ ہے
 شراب داد بخاموشیم اشارت کرد
 اگر بنوشد ازاں کوہ برکشد آواز

پس اگر ایس مستان شراب تاب وصال در غلبات
 سکر و حال تلفظ لکھتے کند کہ چوں آزا با سوال ہوشیاران مدار کس دانائی موازنہ
 کنند و جہرات نوعی از سواد ب نمایہ برایشاں مواخذہ بناید کرد و بہناست
 آن محل کہ گفتہ اند ازایشاں قبول بایند کرد و اگر حوصلہ قبول نیست خموش توان
 بود و در ہوشیاری ہوش بایند داشت کہ بے ادبی صادر نہ گردد کہ بر ہوشیاران
 مواخذہ باشد

برست نگر دآنکہ ہوشیار بود
 پس حمد حق ایں بود کہ ایجاد کردہ آید بہ بصورت خویش و تکمیل نفس او کرد کہ از
 سخن طبیعتش بیرون آورد و از قید ہوا برہا یند و بہ فتنائے جنت آباد و نعیم
 مَا لَا عَيْنٌ رَأَتْ وَلَا أُذُنٌ سَمِعَتْ وَلَا خَطَرَ عَلَى قَلْبٍ بَشَرٍ

برسایند و تجلیہ کرد دل تا مغیبات ملک و ملکوت در آئینہ دل وے
 مدی نمودہ و تجلیہ روح او کرد و بہ تجلیات خود و اظہار کمالات او فرمودہ بر عالیمان
 داین باشند معنیٰ فَيَعْبُدُنِي و اما عبد حمد را اگر بہ سان قال است تسبیح و تقدیس
 ادست و اگر بہ سان حال است اظہار کمالات حق و ابراز احکام صفات او است
 در مراتب عین خود و حق قبول تجلیات حق و يَعْبُدُنِي فَاَعْبُدْهُ لغت و چوں عبادت عبارت
 از طاعت خدمت و قیام بہ تربیت است با مبتدئ اسباب بقاء اجابت مسد
 پس اگر يَعْبُدُنِي مراد آن باشد کہ اول حق جل جلالہ بتیہ اسباب بقائے فرمودہ
 آپنہ از حضرت او تمنا کردم اجابت فرمود یعنی آپنہ استعداد و قابلیت عین

ثابتہ من قبل از تعین عین من بوجود خارجی طلب داشت بہ لسان حال از حق تعالی کہ استعداد من مستعدی امی قابلیت من چنین است آل را بہ من داد ایجاد من نمود مرا و تربیت وجود روحانہ و جسمانیہ علویہ و سفلیہ را اظہار فرمود و قیام ہر چیز نوع از تربیت و خدمت است و در عالم جسمانی چون من متجلی بہ فرمان برداری او شدم و ہر قیام بر حدود و حقوق داد امر و نواہی در ظاہر نمودم در باطن قابل تجلیات ذاتیہ و اسمانیہ و مظهر احکام او شدم پس نیز اذرا عبادت کردہ باشم این ست مراد از **و یَعْبُدُنِيْ فَاَعْبُدُوْا** .

و فَاَ در فَاَعْبُدُوْا بہر نتیجہ است . یعنی **يَسْرَتَّبْ عِبَادَتِيْ لَكَ عَلَى عِبَادَتِهِ** لی بالا یجاء والظہار . و مویذ آنکہ گفتم کہ حق طاعت بندہ کند آن خبر است کہ فرمود رسول صلعم در جواب ابو طالب و قتیکہ ابو طالب او را گفت **مَا اَطُوْعَ رَبِّكَ يَا مُحَمَّدُ** رسول اللہ صلی اللہ علیہ والہ وسلم در جواب کہ **دَانَتْ يَاعِزَّوَانِ اَطَعْتَهُ اَطَاعَكَ** و قیصری پس ہم چنین اشارت مینویسد کہ اطلاق عبادت کردن بر خدائی تعالی اگر چه شنیع است و قیسے ازینے ادبی است در ظاہر لیکن احکام تجلیات الہیہ و قتیکہ غالب می شوند بر قلب بایں طور کہ خارج می گفتہ ویرا از داسرہ تکلیف و طور عقل از گاہ قلب قادر نمی باشد بر رعایت ادب بالکلیہ . بلکہ ادب بہما بنجا ترک ادب می شود گویم کہ **سے**

آداب اہل عقل چو آداب اہل سکر ضد و خلاف ہمہ گرا آمد با اتفاق
پس ترک کن ملامت عاشق از آنکہ او مغلوب و بنمود است کہ ازال احراق
بنمود ہر آنچہ گفت نہ گفت بادہ گفت زیرا کہ ماہ عقل سے افتادہ در محاق سے

سے محاق بضم و بہر سہ حرکت نیز آمدہ بمعنی سہ شب منوراء . کذا فی المنتخب .

حالی میفرماید کہ پس حمد میکند را بسبب افاہتہ وجود بر من و ظاہر کردن کمالات من بواسطہ ادلاء بسبب ثناء کردن بر من در کلام خود و قہتہ کہ ثناء کہ در بندگان خود را بحسب اختلاف درجات شان ثناء و بر زبان ہائے بندگان خود ثناء و حمد میکنیم بحسب زبان ہائے قولیہ و فعلیہ و حالیہ و ادعادت می کند را پس آنچه کہ مطلب می کنم از دے زبان حال یا استعداد خود وجود است و توابع دے و عبادت می کنم دے را در شکر یہ عبادت دے برائے من و عبادت من برائے برائے در ظاہر قائم کردن حدود دے و حقوق دے و ادامہ دے دلواہی دے است و در باطن قبول تجلیات ذاتیہ اسمائیہ دے است و اطلاق عبادت بر خدا دے تعالیٰ بر بنائے مشاکلت است و نہ شیخ رضی اللہ عنہ چنانکہ از مولفات دے معلوم می شود از علمائے ادب و اناں است نہ از علمائے مغلوب الحال انتہی ۔

سوال یازدہم :- شیخ دریں نص فرمودہ کہ عالم مجموع اعراض است و در ہر آن معدوم می شود و مثل او موجود می گردد و آنچنانکہ اشاعرہ در اعراض گفتہ است پس مکلف در ہر آنے دیگر می خوابد بود در قیامت غیر آن خوابد بود کہ در دنیا بود پس خواب و عقاب بر بالغ عامی نباشد ۔

الجواب :- نزد متکلمان و حکماء عرض آں را گویند کہ قائم با لیتربود بہنجو لون و جو ہر آنکہ قائم بالذات بود مثل ثوب و اد نزدیک طائفہ موجود نیست بلکہ امرے موجود است و عالم ہمہ اعراض است بدو وجہ است ۔

اول آنکہ معدوم گردد و دیگر مثل او موجود شود ۔

دوم آنکہ

یک عرض معدوم شود و باز بعینہ دیگر آن موجود شود آن ہر دو بوجہ متضاد پس صادق باشد کہ عرض موجود در آنے ثانی غیر آن عرض است کہ موجود بود در اول الاختلاف الوجودی و عین آن عرض اول است پس باین وجہ تکلیف در دنیا بعینہ بحالنت کہ در معاد باشد نہ غیر او زیرا کہ ادست اولاً موجود بعدہ معدوم از گاہ بار دیگر موجود گشتہ۔

سوال

اگر گویند کہ جو ہر بعرض ما محتاج است نہ بعرض متعین و از تجدد عرض ما بحدّ جو ہر لازم نمی آید گوئیم چون عرض جزو علت گردد و بالبتہ متعین و مشخصّ خواهد بود زیرا کہ عرض ما در خارج موجود نیست الا در ضمن اعراض افراد کہ هذا العرض و ذالک العرض است یعنی اعراض متعینہ مشخصہ و آن عرض معین مشخص جزو علت تابعی شود نہ عرض ما فقط۔

سوال دوازدهم

شیخ در نص عزیزی فرمود کہ ولایت از نبوت افضل است۔

الجواب

حاشا ایں افزای محض است بر شیخ آد چنیس معنی گوید بلکہ بلکہ قولش ایں است کہ ولایت نبی افضل از نبوت اوست۔ چہ کہ ولایت قرب حق است۔ و نبوت پیغام رسانیدن

و شک نیست کہ قرب اشرف است از پیغام رسانیدن چنانکہ بعضی بزرگان گفتہ اند کہ ہر گاہ کہ بشنوی کہے را از اہل اللہ کہ می گوید

یا نقل کردہ شود بسوی تو از دے اینکه گفت کہ ولایت از نبوت اعلیٰ است
پس مردانہ گرفتہ خوابہ شد ازین مگر این کہ ولایت بنی اعلیٰ از نبوت ادست یا گوید
کہ دے برتر است از رسول و نبی پس ازین شخص واحد را مراد میگرواں کہ رسول
بجائیکہ ولی است اتم است از بنی من حیث نبوة بنی یارسالت رسول نہ این کہ
ولی تابع دے از وی اعلیٰ است و اگر کسے مجموع جہتیں ولایت و نبوت را
نبوت نام بہد شک نیست کہ بآں معنی نبوت افضل خوابہ شد از ولایت و
زراغ خوابہ بود با اصطلاح در لہجات القدس است کہ قاسم شیخ کہ مینی
کہ از اصحاب مولانا سعد الدین کاشغری است روزے بتقریب ذکر خفی و
جہر فرمودند کہ جمیعکہ اخفارا از جہر افضل گفتہ اند از قبیل افضلت ولایت است
بر نبوت کہ در قول بعضی کبرا آمدہ کہ الولاية افضل من نبوة زیرا کہ جہرا کہ با فادہ
خلق مناسبت بیشتر و خفی را بقرب مع اللہ چنانچہ در نبوت ولایت گفتہ اند کہ
ولایت روحی است و نبوت روح بخلق انتہی شیخ عبد القدوس گنگوہی در مکتوبی
گفتہ کہ اَوْلٰی اَفْضَلُ مِنَ النَّبِیِّ اینچہ مزلیت ورثے علم و عقل و مع ذالک ہر
چہ ایشان را یا بند در متابعت انبیاء یا بند و ہر چند بلند روند سر کمال ایشان
زیر قوم کمال انبیاء بود از کمال و جمال انبیاء حیران باشند و خود را در اعتقاد
خود طفل و طفیل انبیاء دانند و فضل کلی انبیاء راست یعنی کمال و جمال شان
دون ایشان نہ رسد اگرچہ ولی است و مقرب است جز آنکہ علیٰ از نور
ایشان و از پر تو حضور شان بکے رسد آنکس مقرب و ولی گردد و العلماء و ذرئۃ
الانبیاء این میراث است تا غلط نخوری و ولی را فاضل در اعتقاد بزی کہ انگاہ

علاء و ذرئۃ انبیاء ہستند۔

در بادیہ ضلالت افنی و گمراہ ابد گردی انتہی و آہنچہ در کلام خواجہ محمد بن علی حکیم
ترمذی قدس سرہ واقع شدہ است و شیخ سعدین حموی نیز بران رفتہ کہ نہایۃ
الانبیاء بذایۃ الاولیاء فی الشیوخۃ و نہایۃ الاولیاء بذایۃ الانبیاء فی الطریقۃ
زیرا کہ چون کمال شریعت در آخر کار بنی تمام شد چنانکہ بنی صلعم مارا در آخر گفتند
کہ الْيَوْمَ اكْمَلْتُ لَكُمْ دِينَكُمْ دلی تا شریعت را بکمال نگیرد قدم در ولایت نہ
نہاد پس آنکہ بنی را در شرائع باخر کار باشد ولی را در ابتداء کار باشد. زیرا کہ اگر کسی بدان
احکام کہ در مکہ نازل شدہ سلوک کند با حوکامیکہ در آخر عمر در مدینہ نازل شدہ
التفات نہ نماید ہرگز بولایت نہ رسد بلکہ اگر از کار کند کافر گردد و پس ابتدا
ولایت آنت کہ ہمہ شرائع را بکمال قبول کند و متابعت نماید اما در طریقت
آنت کہ ہر چند ولی سعی کند و مرتبہ او عالی شود روح او را آن روح معراج
کہ جسم بنی را بود حاصل نشود محال بود کہ شود پس چون در انتہا ولایت روح
ولی را مشابہت می باید بنی در طریقت نہایۃ الاولیاء بذایۃ الانبیاء باشد

سوال سیزدہم۔ شیخ در نص عیسوی فرمود کہ چون عیسی مرثہ را زندہ کند

لہذا انصاری بجلول حق در عیسی قائل شدند و بعضی گفتند کہ اوست آلہ کافر شدند
فَقَالَ لَقَدْ كَفَرَ الَّذِينَ قَالُوا إِنَّ اللَّهَ هُوَ الْمَسِيحُ ابْنُ مَرْيَمَ صرحت کردند آن کسان میاں کفر
و خطاء در تمام کلام بحد کافر شدہ ایشان نہ بقول ایشان اِنَّ اللَّهَ زیرا کہ

۱۔ ابتداء اولیائے ائمہ است در شریعت انتہائے اولیاء ابتداء ائمہ است در طریقت

۲۔ امروز کامل کردم برائے شما دین شما

۳۔ ہر آئینہ کافر شدند کسانیکہ گفتند کہ ہمون خدا مسیح پسر مریم است۔

ایں کلام با نفرد حق است و نہ بقول ایشان المسیح ابن مریم ابن مریم بلا شک
بودند بلکہ بمجموع ایں دو کلام کافر شدند۔

الجواب :- سابقاً مقرر شدہ است کہ حق مبداء و آثار است و نسبت

با ہمہ ازین بہت برابر لا جرم ازین قول کہ او عین عیسیٰ ابن مریم علیہ السلام است
فقط و حصر دئے موجب تقید و حصر است و ازین چند امر فاسد مفہوم می شوند
اول کذب زیرا کہ حق عین ہمہ است نہ عیسیٰ علیہ السلام فقط لا حکم جلول
با اتحاد بابہ قسم و آل کفر است بلا شک۔ مسوکت۔ قلب حقائق چہ کہ حقیقت
باری مطلق و واجب الوجود است و حقیقت عیسیٰ ممکن الوجود پس حصر وجود حق
در ذات عیسیٰ کفر باشد۔

سوال چہارم :- در فض ہارون گفتہ کہ حق تعالیٰ ہارون را بر عجل پرستان

مسقط نہ گردانید چنانکہ موسیٰ را کردہ بود لہذا یہیچ نوع از انواع عالم نہ ماند
کہ معبود نشد خواہ عبادت تالہی کردہ اند چنانکہ بت پرستان و خواہ عبادت
تسخیری چنانکہ از باب جاہ و مال و بزرگترین مجتہد ہوا است قَالَ اللّٰهُ اَکْفَرُیْتَ
مَنْ اَتَّخَذَ الْاِلٰهَ هَوَاً۔

الجواب :- امر دو قسم است۔

اول :- تشریعی کہ بواسطہ رسل و انبیاء و اصل می شود۔

۱۔ مرد حق تعالیٰ آیا دیدی کہسے را کہ معبود خود گرفتہ است خواہش نفس خود را۔

دو ک-

ارادے ایجادے کہ بحر دارادت ظہور سے یا مدہم چنیں سے
 دو نوع اند جلالی قہری و جمالی لطفی بر دو مجاہدے اند مظہر جلال کفارہ و مظہر مع
 مومناں لاجرم شقاوت و سعادت را اسباب مقصود و مراد حق است و از
 جملہ اسباب شقاوت و بعد و حرمان عبادت حق است در مظاہر کوینہ مثلاً اضماع و
 کواکب وغیرہ و سبب سعادت قرب و وجدان عبادت حق است سلمہ من حیث
 تَجَرُّدٍ عَنِ الْمَطَايِ فِي رُتْبَةِ دَجْوَابٍ وَجُودٍ وَغِنَاءٍ الَّذِي عَنِ الْعَالَمِينَ و دعوت جمیع انبیاء و رسل
 صلوة اللہ علی نبینا و علیہم بایں مرتبہ است و دعوت شیاطین و کفار و ارباب ہوا بمظاہر
 است و مجاہدے و اصل جمیع معاصی ہوا۔ پس ادا اعظم مظاہر جلالی قہری باشد و چون
 صفات جلالی بے مظہر جلالی صورت نہ بندد و لاجرم مقتضائے ذات حق آن باشد کہ
 در جمیع صور جلالی قہری معبود شود من حیث الامر التشریعی آل عابدان مظہر جلالی و قہری
 گردانند با الجملہ ذات حق تعالی مبداء اشیا است و با ہمہ اشیا و مقارنت دمیت
 دارد اضماع و غیرہ چون ذات حق مستحق عبادت است بالذات خود در مظاہر و خواہ در
 غیر بہذا مقتضائے امر ارادے چنان شد کہ اگر آل عابد ذات را در جمیع مظاہر عبادت
 کند اگر چه آل عبادت
 یَفْعَلُ وَهُمْ يَسْتَلُونَ كَذَّابِي بَعْضِ الْأَسْفَادِ۔

سوال پانزدہم۔ شیخ ذر فہم موسیٰ فرمود کہ چون موسیٰ در جواب فرعون حق
 عین عالم ساخت پس فرعون مخاطبہ موسیٰ بآں بسان کرد و گفت کہ اگر غیر از من
 ابنی دیگر خواہی گفت ہر آیت من تراز مسجونان خواہم ساخت الی آخر القصہ چون

لے بہ حیث مجرور بودن و سے از مظاہر در مرتبہ واجب الوجود بودن خود غناء ذاتی و سے

از عالمیاں ۱۲

لے پر سیدہ لمی شود از آنجہ می کند و البشال پر سیدہ می شوند چنیں است در بعضی کتب

موسیٰ ایس معنی را از فرعون فہم کرد آگاہ کرد اور را تو بر من مسلط نہ توانی شد اگر چہ مجھ
از برائے تو پیام فرعون گفت بیا اگر راست میگوئی۔

الجواب :- مناسب است کہ عبارت مواعشارت نقل کنم تا عالی خاطر
گردو کہ مطلب شیخ چیست بدانند کہ می فرمایند سگہ فعلم موسیٰ ان سوالہ لیس علی
اصطلاح القدماء فی السؤال بما فلذلک اجاب فلو علم موسیٰ منہ غیر ذلک لخطا
فی السؤال جعل موسیٰ المسؤل عنہ عین العالم خاطبہ فرعون بهذا
والقوم لا یسعرؤن فقال لہ لئن اتخذت الها غیری لأجعلنک من
المسجونین۔ یعنی موسیٰ علیہ السلام میدانست کہ سوال فرعون بلفظ مادر
گفتن فہا رب العالمین نہ بر اصطلاح قدما از علماء است چرا کہ اصطلاح آنست کہ ہر گاہ
سوال بمانند دلیل باشد بر آنکہ سائل طلب جواب با جزاء ذاتیہ می کند و موسیٰ میدانست
کہ فرعون سخن نہ با اصطلاح قدما میراند و سوال از حقیقت ذات می کند لا جرم در جواب
گفت کہ بخود گفت و اگر موسیٰ چنان دانستی کہ طلب جواب با جزاء ذاتیہ میکنند ہم در
مقدمہ دیر اسح می کردی و تخیل فرمودی کہ چگونہ سوال بماندنی از حقیقتی کہ او را جزاء
ذاتیہ نیستند و مستحق جواب نیستی اما چون موسیٰ دانست مسؤل عنہ کہ رب العالمین
است در جواب عین عالم ساخت یعنی حق در اعیان عالین ظاہر است در مرتبہ تنزل
و ظہور یقین عالم فرعون دریافت کہ او چہ میگوید و قوم نہ دانستند کہ جواب از کجا

۱۔ پس ندانست موسیٰ علیہ السلام کہ سوال فرعون نسبت موافق اصطلاح متقدمین حکما کہ سوال
بذریعہ ما باشد پس ازین وجہ جواب داد موسیٰ علیہ السلام سوال فرعون را۔ پس اگر بدانستی موسیٰ
علیہ السلام فرعون را غیر ازین آئینہ در سوال خطا گرفتہ۔ پس وقتیکہ گردانید موسیٰ علیہ السلام
مسؤل عنہ یعنی حق تعالی عین عالم مخاطب کرد وے را

است و فرعون در عجب ہستی و نام و ناموس پرستی خود بود بایں زبان موسیٰ خطاب کرد کہ لَبِیۡنَ اَتَّخَذْتُ الْہٰٓءَاخِرٰی لَاۤ اَجْعَلَنَّكَ مِنَ الْمُسْجُوۡنِیۡنَ۔
 اے موسیٰ چون عین عالم گفتی بحکم ظہور

است و من نیز نسخہ از عالم ام پس من نیز عین ادب باشم پس ایں معنی جلیباب
 عنادہ بر رویش کشید و در طاقم آورد و گفت اگر تو جز مرا خدائی غیر من گیری ترا از
 جملہ مسجونین گردانم و قوم نہانتند کہ میاں ایشان دریں گفتگو چه بسر میرود پس شیخ از
 لفظ مسجونین لطیف استخراج کرد و گفت کہ سین در سخن نزد طایفہ علماء از حروف زوائد
 است و در کلمہ سخن زائدہ کردہ اند چون حروف زائدہ بیندازی ہمہ و نون بماند کہ
 و منح دے برائے پوشش است کہ جن اسی ستر دینی نزد علماء و عرفا علم حروف از جملہ
 اسرار الہی است او ہم دلالت می کند بر معنی سترچہ کہ اُن حروف است از حروف
 ستر پس حاصل معنی لَاۤ اَجْعَلَنَّكَ مِنَ الْمُسْجُوۡنِیۡنَ۔ لَاۤ اَسْتَرَنَّكَ
 باشد۔ لَاۤ اَجْعَلَنَّكَ مِنَ الْمُسْجُوۡنِیۡنَ۔ حاصل ایں بود کہ فرعون
 میگوید موسیٰ را بایں جواب کہ تو دادی مراد سوال اُن حقیقتہ و عین حق را در صورت
 عالم ظاہر کردی پس در صورت منی من نیز ظاہر باشد کہ من نیز از صور عالم بودہ
 ام و ایں موید من باشد بدعوی ربوبیتی کہ می کنیم و من بحسب ظاہر مرتبہ خود کہ اُن
 حکم است بر تو حکم دارم و تو انم کہ ترا بلویم کہ اگر مرا بخدا سے نہ پذیرد ترا از
 جملہ آنا دامن کہ حق را باز پوشی بنا بر آنکہ خود گفتی چون موسیٰ بد آنست کہ فرعون مرتبہ
 خود را بہ حکم ظاہر وقت اعلیٰ داند موسیٰ فرمود کہ ترا قدرت ایں نہ باشد کہ مرا پنجم
 گردانی و موسیٰ خود بود ویرا در بصورت فقیر لیکن ہوں در نفس الامر مرتبہ موسیٰ اعلیٰ

لہ یعنی خواہیم گردانید ترا از پوشیدگان۔

نمود و بجا قہ مرتبہ اعلانیہ موسیٰ را خواستہ سَلَا نَخَفَ اَنْتَ الْاَعْلٰی و مبداء ظہور
اعلیٰ موسیٰ بود و موسیٰ علیہ السلام بدانت فرعون مشغول شد و اسخالت کہ مانع
فرعون بفرعون نماند یعنی معجزہ کہ موسیٰ را بود ظاہر گردانید تا او بداند کہ تعدی
بر موسیٰ کردن نتواند بفرعون گفت آمدن من تو چیزے روشن معجزہ ظاہر و آیتے
باطن است بگفت از باز کار بر نیامد نمودن بر ہان باید و چون موسیٰ بر جماعت
قوم ای سخن فرمود فرعون را چارہ نہ بود جز آنکہ بگوئد اے موسیٰ بیار آنچه داری
و شا اگر راست گفتاری استہم بقدر الحاجۃ۔

سوال شانزدہم :- شیخ در آں نص فرمود کہ چون فرعون در منصب تحکم بود
صاحب سیف لہذا گفت اَنَا رَبُّکُمُ الْاَعْلٰی اگرچہ ہمہ ارباب بودند بہ نسبت بایکدیگر
فا ما من از ہمہ اعلیٰ تر ام چون سحرہ صدق او در ان گفتا پسند شستند انکار آن نہ کردند و
گفتند کہ قضا و حکم تو نیست مگر در دنیا پس ہر حکمیکہ خواہی بکن زیر دولت ازاں
تست پس صحیح شد گفتا اَنَا رَبُّکُمُ الْاَعْلٰی اگرچہ او عین حق است اما صورت ازاں فرعون
است پس دستہا و پا ہا برید در عین بصورت باطل۔

الجواب :- حاصل کلام آنست کہ چون فرعون خود را در منزل تحکم میدید
و صاحب وقت و خلیفہ بہ شمشیر در دولت ظاہرہ دنیای شناخت اگرچہ
خلیفہ جابر بود چنانچہ در حق موسیٰ تمام گشتہ جور و ظلم دے ولیکن بر خلق اطاعت
امیر جور کنندہ نیز لازم است بمقتضی حدیث کہ

لے منرس ہر آئینہ توئی غالب است ۱۲

أَطِيعُوا أَمِيرَكُمْ وَاتَّقُوا جَارَكُمْ

ہر اکہ حکم مطلق چنیں رفتہ کہ کما تگو تون یعول علیکم چوں حال
بریں منوال بود، فرعون۔ ازاں سبب می گفت،

أَنَا رَبُّكُمْ الْأَعْلَىٰ. یعنی ارباب متفرقہ ہستند چوں رب الدار و رب
القوم و رب الغنم با طلاق اضافتہ ربوبیت برایشان از اطلاق عام است
و من کہ فرعون ام ازاں ارباب متفرقہ شما بزرگ ترام چرا کہ مراد ظاہر بر شما حاکم
گردایندند و حکم و شمشیر من بر شما نفاذی دارد و بقاعدہ بقوم عرفا آیں مقدار دانستہ
ام کہ رب مطلق کہ آل بمعنی مالک و مصلح و آفریدگار راست آل حق است و بیچس
در آل ربوبیت باین معنی اشتراک نہ دارد و عدۃ لا شریک لہ اما رب معنای بغیر
چوں الحمد للہ رب العالمین۔ آل نیز اطلاق بحق کنند و ہم چوں رب الدار و رب الغنم و
امثال آل خود اللہ تعالیٰ در قرآن ازاں رب اضافی بخود فرمودہ کہ ارباب سہ
الرَّبَّابُ مُتَفَرِّقُونَ خَيْرٌ اِنَّ اللّٰهَ الْوَاحِدَ الْقَهَّارَ پس ہر یکے را از بندگان نوع از ربوبیت باشد
و نوع اعلیٰ آل در صورت تفاضل مرخلفہ عالم را بود کہ آل محمد رسول اللہ است
یا مرقطب را کہ مدار عالم بوجود است پس خلیفہ آنت کہ در امور باطنی خلیفہ حق
است یعنی بادشاہ مان و امرا و حکام کہ در ظاہر گشتگان حق اند بر خلق و فی الحقیقت
آں رب اضافی غیر حق است کہ در صورت ظاہر و مجاہدے خود ربوبیت خلق می کنند لیس فی
الدیار غیورۃ دیاژ فرعون ازینجا کہ خود را بر خلق جماعستہ و حاکم و صاحب سیف میدید

۱۱ اطاعت کنید امیر خود را اگرچہ باشد ظالم ۱۲

۱۳ چنانکہ شما می با شید ظلم می کند بر شما ۱۴

۱۵ آیا مہموان پراگند ہتراند یا خدا تعالیٰ یکتا غالب ۱۶

ربو بیتہ خود اضافتہ بالایشاں کردو گفت اَنَا رَبُّكُمْ اَلَا عَلٰی ۔ دچوں سحرۃ فرعون ۷
 دانستند کہ او دریں صادق است کہ دولت ظاہر حال او ویراست و او گماشتہ بر
 ایشاں است انکار آں کردند و بد آں مقرر شدند و گفتند نے چنین است کہ دولت
 ظاہرہ و فانیہ دنیوی تراست ولیکن ماہمت دولت و سعادت باقیہ اخروی بہ
 رب مطلق ایمان آوردیم کہ رب الارباب اوست و تو ہرچہ خواہی از انواع تعذیب
 باما بکن کہ دولت پنج روزہ تو و عذاب یک روزہ ما برسر آید و بگذرد و سعادت
 اخروی بما پماند پس در جواب فرعون گفتند فَاَقِضْ مَا اَنْتَ فَاَجْزِئْنَا تَفْعِلُنِي هَذِهِ
 الْحَيٰوةَ الدُّنْيَا شیخ می گوید کہ نتیجہ آں گفتگو ایں بود کہ فرعون با آں اعتبار کہ می گفت
 چنانچہ شرح داده شد در ربو بیتہ اضافیہ اورا برین گفتن داشت پس با ایں وجہ راست
 گفت اَنَا رَبُّكُمْ اَلَا عَلٰی نہ آپچہ معترض نمید است۔ قَوْلُهُ كَانَ اللّٰهُ وَلَوْ يَكُنْ مَعَهُ شَيْطَانٌ
 ہد آتکہ این کلامی است کہ مشکوٰۃ بنو علی صاحبہا من الصلوٰۃ افضلہا بالموسیۃ
 الان کا کہ با قباس از انوار آں مشکوٰۃ بزبان بعضی از اکابر صوفیہ جریان یافتہ
 ملحق است با آں چوں دیدہ می شود کہ اکثر متصوفیہ ایں دیار مدار ایں سخن بر
 توحیدی ہند بے آں کہ از حقیقت العالم لم یظہر قط با خبر باشند اَعَاذَنَا اللّٰهُ
 و جمیع المسلمین من شر ذلک اللفظ : بخاطر چنان آمد کہ کلمہ چند در بیان آں علی الاجمال بنویسد بدان
 کہ کان اللہ ولم یکن معہ شیئ اشارہ بمرتبہ اطلاق است و تقدم آں بر سائر
 مراتب تقدم ذاتی است و الآن کما کان عبارت از اں است کہ پچناناں بر حضرت
 اطلاق خود است ظہر مقدمات جلوہ اطلاق را بر نہ بینداختہ در آں حضرت ازل و

۱۷۱ ہر حکم کن ہرچہ تو حکم کنندہ باشی جز این نیست کہ حکم کنی دریں زندگانی دنیا ۱۷۱

۱۷۲ پناہ دہد ما لا خلا تعالیٰ و جمیع مسلمانان از بدی ایں اختلاط ۱۷۲

ابد و ظاہر و باطنی در یک نقطہ جمع است چوں ذرات عالم حتی زمان متعارف موبوم
 الا لقوال بجز و ظهور بعد میرزند و قبرمان وحدت حقیقی بظہور میرسد پس در میان ہر دو
 آن دریائے لا تناسبی اطلاق مہیا است از کوتاہی ظہور مقیدات نسبت باین ہمہ
 اطلاقات بے انتہا نزدیک است کہ نظر عارف سے کل شئی ہا لک الا وجهہ مستمر
 بیند و آنکہ می گوید حفظ ما بین النفسین عارف را نیز لا بد است ایں ست کہ خود را
 بہ فنا و نیستی سرور بد چہ نفسین دو نفس رحمانی است و لہذا گفتہ اند نسبت بہ عارف
 اصلاح میں از لفظ بین النفسین بہتر است والا عارف را چہ احتیاج بلفظ بین النفسین
 ادا و منہک نیست چہ در اصطلاح و چہ غیر آن یا گویم الان کماکان عبارت است
 ازاں کہ اشیاء است بے بود بویے از وجود خارجی بشام او نہ رسیدہ ہم چنان
 در عالم آرمیدہ یا گویم واللہ اعلم کہ کان اللہ بعد از ظہور وقت بودہ باشد کہ ومع اللہ
 میتن آنت و الان کماکان نیز ہم چنان با آنکہ الان کماکان باین معنی
 صحیح است و اگر کان اللہ بمعنی اول باشد یعنی در نظر شہود من ہم چنان بود و دیگر
 تا بجا زگام کہ

ایں سخن را نیست ہرگز اختتام پس سخن کوتاہ باشد والسلام
 امید از ناظران والا فطرت آنکہ سعی بندہ را دریں تسوید مشکور پندارند و ہر مواقع
 نزول اصلاح آرزو دانند و رز بدریو عفو خود را مابہر تصور نمایند کہ ما عیب الا
 البلاء غفر ربنا اغفر لنا و لإخواننا الذین سلفونا یا ایہا انبیا و لا تحسن فی قلوبنا اخلا
 للذین امنوا ربنا انک رؤوف رحیم و ربنا تقبل منا
 انک انت السميع العليم

لے ہر چیز ہلک شونده است مگر رستے اور۔

بِسْمِ اللَّهِ الرَّحْمَنِ الرَّحِيمِ

جلد چارم کا حصہ اردو

دُعائے یعنی مناجات

نفس شیطانی عاجز کیتا چھیکڑ وار خدا یا
تیرے باجھ حمایت نہ کوئی کتھے دنج کھول
توں رحمت دادریا الہی سمندر بحر عیسمقا
بت بت رو سیاہی والا یکے ہیش کھوندا
باہجہ شماروں فضل تیرے ربا و شح شمار آتون
فصلوں نا امید نہ ہرگز ہونکہ عالم بریر جنبا نک
بے فرمان جہنم جاسن ہو آ آیات دسانون
نفس شیطانون بھا گیا ہو یا تیرے درتے آیا
ہکی امید ہے بخشش والی ہرگز آس توڑیں
جرم بہتر کر کے عاصی فرامیساں کرا
برقعہ پاکے ستر والا ڈھکیں سب برائیاں
جے اک نظارہ رحمت والا عاصی آتے پادیں
بن علماء جو عاصی ہو کہ توبہ باہجوں مردا
آخر جہڑے مطلب میرے ادبھی اکھٹا نواں
چاہے طرفوں حمد کر کے عبدی آن پھنسیا
خلقت سب سوا لی ڈھکی کس دروازے رول
پے دیویں چا امداد ان واحد لاشہ ریکا
باہجوں فضل تیریدر ربا دھولوں صاف نہ ہوندا
تائیں عاصی امید کریندا عالم لوک بتا نواں
دین قسٹی فضل تیریدی شاید فرقان لیا ندے
حق باطل و شح فرق نہ کر دکتے پچو پچ بتا نون
خاطر بنی کریم پیارے کر قبول خدایا
دیکھ بے فرمانی میری ربا در بھٹس مول نہ موڑیں
جاگہ ہو نہ لیتھے کائی تیکہ تیرے در دا
بحرمت اپنی بزرگی رہا کر قبول دعائیاں
پاپ تمامی عمرے دے پل و شح صاف کراویں
بخشیا ہرگز مول نہ جاوے تائیں عاصی ڈر دا
دے توفیق قال یارب سائیاں توبہ دکر آ نواں

سب حقیقت معائنوں اس بے فرمانی والی
 من من حکم تیرے رہا کیتی حکم عدلی
 پھر ہو حدیث بنی فرما دن بے کوئی توبہ کردا
 بن سچی توبہ بخش آہنی جہر می شکستہ مول ہوئے
 قدرت دی اکھیں دکھیں والا مال عنایت نون
 پیر پیغمبر تے ملک نورانی بندے سب اوس دے
 رکھ اعمال ترازد او تے برگز مول نہ تو لیس
 جیسے پاپ عاصی وانے دنیا و شح چھپاویں
 صرف امید فضل دی رکھاں تے عملوں بہنیں چھپلا
 لے پراؤ دی جھولی رکھ امید اں رہا موڑ نہ خالی
 سو کے شمار زندلیقاں اندر رکھن امید فضولی
 تیرے جیسا نادان بھی عہد با بجر ایمان نہ
 میری توبہ ترش دلی سگون معیت پودے
 جہر کاں دے کے موزے نائیں بہت تحمل زنون
 عجب جیسے بھی مکھ کر وڑاں بہت امید اں کرے
 جہر دفتر اعمالاں والا رہا مول نہ کھولیں
 ایویں رہا محشر اندر و شح حجاب رکھاویں
 ابھی عرض قبولیں رہا نہ کھیں کج ستارا

یہ حدیقہ خدا کی معرفت میں جو دو جہاں کی نعمت اور سات ابدی ہے

بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ

از فضل دوست چوں شود انجام کار جام
 ایدل با ہوش باش کہ شاہی ست خشنماک
 لطف اگر نہ بد رفتہ راہ ما شود
 لے سادہ دل ز صحبت اغیار کن خد
 گر صد ہزار سال دریں راہ بسر روی
 ز مکر نفس و عشو ادا تا بود کہ چرخ
 با جام فضل دوست تو اں بود شیخ جام
 نو میدہم مباحش کہ الغام اوست عام
 از ما بغیر جسم نیاند علی الدوام
 یک دم مباحش غافل آزاں یار مسجد شام
 بے سوز ز ابدلیت خشکی ناکشام
 گر بایدت امان بدر دوست کن مقام

ارکام خویش گر گذاری از برائے یار روزی زد وصل یار رسی بیگماں
خواہی کہ صوفیا بہ حیات ابدی از جام وصل آب بقافوش و السلام

لئے پتے عاشق واضح ہو کہ دنیا کا پروردگار بنی آدم کا پیدا کرنے والا ملائکہ معصومین
کا مطلوب بنی آدم کا محبوب عاشق صادق کا ہاتھ پکڑنے والا پتے عاشقوں کا عذر
سننے والا مقصود مطلق معبود برحق بادشاہ قدیم بے نیاز واجب العظیم یعنی
خداوند کریم تقدست اسمائہ و تنزہت کبریاء قرآن مجید و فرقان حمید میں فرماتا
ہے۔ وَمَا خَلَقْتُ الْجِنَّ وَالْإِنْسَ إِلَّا لِيَعْبُدُونِ جنوں اور آدمیوں کو مجھ کی عبادت
ہی کے لئے پیدا کیا ہے بعض عارفین کا قول ہے کہ عبادت سے مراد محض معرفت
ہے۔ نظم

خلقت جن و انس در میسداں بحر تحصیل معرفت میسداں
صدقے آنکہ ایں سعادت را پیچہ مردان طلب کنی از جان
جو معرفت اہل اللہ کے نزدیک مقرر ہے اس کا حاصل کرنا معمولی سی بات
نہیں ہے اس کا پہلا مرحلہ تبدیل اخلاق تزکیہ نفس تصفیہ دل اور روح کی تجلی
ہے اور یہ جذبہ آہنی کے اسباب میں اگر یہ اسباب متحقق ہو جائیں تو اس وقت
عشق و محبت جلوہ گر اور معرفت حاصل ہو جاتی ہے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم ایک غزوہ
سے واپس تشریف لائے تو آپ نے فرمایا رَجَعْنَا مِنَ الْجِهَادِ الْاَصْغَرِ اِلَى الْجِهَادِ الْاَكْبَرِ
یعنی ہم جہاد اصغر سے جہاد اکبر کی طرف آئے صحابہ رضی اللہ تعالیٰ عنہم نے عرض کیا
کہ یا حضرت جہاد اکبر کیا ہے فرمایا خدا کے دشمنوں نفس و شیطان سے جہاد کرنا
کیونکہ ایسا جہاد ہے کہ نفس اور شیطان دیکھے نہیں جاسکتے اور ایسے دشمن
سے جہاد کرنا جو دکھائی نہ دے نہایت مشکل ہے جہاد اصغر جو کافروں سے جہاد

کرنے کا نام ہے اس میں دشمن دیکھے جاسکتے ہیں اس لئے یہ جہاد چنداں مشکل
 نہیں ہے نفس اور شیطان سے جہاد صفائی باطن کا باعث ہے جب تک دل تعلقاً
 دنیاویہ کی کدورتوں سے پاک ہو کر سوزج کی طرح روشن نہ ہو تب تک اس میں معرفت
 الہی جلوہ گر نہیں ہوتی۔ شعر

ہر کہ صیقل پیش کرد و بیش دید بیش تر آمد برد منہ پدید !
 ہجو آہن گرچہ تیسرہ بیکلی ! صیقلی کن صیقلی کن صیقلی
 تاکہ دست آئینہ گردد در صورت اندر و بینی طبعو سیم بر

اور دل کی صفائی اس وقت تک حاصل ہوتی ہے جب ہمیشہ خدا کا ذکر کیا جائے
 اور اس کے اسرار و دقائق میں غور کیا جاوے۔ سالک کو مناسب ہے کہ ہر حال میں
 شریعت کا لحاظ رکھے اور اس کے دائرہ سے باہر قدم نہ رکھے ورنہ اس کی طریقت
 و حقیقت میں نقص پیدا ہو جائے گا جناب رسول خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا
 الشَّریعَةُ اقْوَامُیْ وَطَرِیْقَةُ اَعْمَالِیْ وَالحَقِیْقَةُ خَالِیْسَیْ۔ یعنی شریعت میری اقوال اور طریقت میری
 افعال اور حقیقت میرا حال ہے پس جو کچھ آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا ہے
 شریعت ہے اور اس پر عمل پیرا ہونا طریقت ہے اور ان دونوں کا ثمرہ حقیقت ہے
 جس کی شریعت ناقص ہوگی اس کی طریقت ناقص ہوگی اس کی حقیقت ناقص ہوگی جیسے
 میوہ۔ کیونکہ اگر اس کی بالائی سطح میں نقصان ہوتا ہے تو وہ نقصان اس کی اندرونی
 جھڑ میں سرایت کر جاتا ہے۔ اور اس کے اندرونی جھڑ سے گزر کر اس کے مغز تک
 جا پہنچتا ہے اگر سالک کو اتباع شرح میں کسی قسم کی نوابینت پیدا ہو تو اسے
 اس پر بھولنا چاہیے کیونکہ وہ ایک شیطانی کیفیت ہے جو شریعت کی خلاف ورزی
 کے باعث اس کے دل میں پیدا ہوتی ہے پس سالک کو چاہئے کہ شریعت کو اپنا شعار
 بنائے۔ اور اپنے آپ کو شریعت کے موافق بنائے نہ یہ کہ شریعت کو اپنی خواہشات

کے موافق بنانے کی کوشش کرے اگر وہ ایسا کرے گا تو اس کو خدا تعالیٰ کی معرفت حاصل ہوگی۔

شعر

مرد آنکہ ز فقر حلقہ درگوش کند باید کہ وجود خود فراموش کند
در شرح محمدی قدم راست بند آنکاه ز جام معرفت نوش کند
سالک کو پہلے علم ریاضت حاصل کرنا ضروری ہے کیونکہ علم حاصل کرنا ہر مسلمان
ہر مسلمان مرد ہو یا عورت آزاد ہو یا غلام فرض ہے اور جاہل جو عبادت کرتا ہے
لیکن ہے کہ وہ اس میں غلطی کرتا ہو اور اسے اپنی غلطی جہالت کے سبب سے
معلوم نہ ہو

شعر

عسلم باید تا عمل گنجے بود ورنہ بے دانش عمل رنجے بود
سگ بے سختی کشد و زالچہ بود چونکہ آن سختیش بر و سرخان نہ بود
مگر علم وہ حاصل کرنا چاہئے جو دنیا و آخرت میں نافع ہو اور وہ علم وہ علم ہے
جس کے حاصل کرنے سے دنیا کی خواہش کم ہو اور ہر وقت خدا کی دھن لگی رہے
ایسے علم پر عمل کرنا ضروری ہے اور اگر تحصیل علم سے یہ غرض ہو کہ بادشاہوں
کے دربار تک رسائی حاصل ہو جائے لوگ تعظیم کریں علماء سے بحت و مباحثہ
کیا جائے اور مسلمانوں کو حقارت کی نظر سے دیکھا جائے تو اس قسم کا علم مقصد
حقیقی سے دور کر دیتا ہے اور حقیقت میں یہ علم نہیں ہوتا رسول اللہ صلی اللہ علیہ
وسلم نے فرمایا: شَرُّ الْعُلَمَاءِ مَنْ ذَا الْأَمْرَادِ یعنی بدترین علماء وہ ہے جو کثرت سے
امراء کے پاس آیا جایا کرے ہاں اگر مسلمانوں کے فائدے کیلئے امراء کے پاس
جائے تو مضائقہ نہیں

اشعار

علی کہ عنایتے نست کہ در سینہ بود در سینہ بود ہر آنچہ در سر بود
صد خانہ کتاب خادم سودت نہ کند باید کہ کتاب خانہ در سینہ بود

حکایت - ایک روز حضرت شیخ عبداللہ مبارک رحمۃ اللہ علیہ نے ایک جنگل میں کسی لڑکے کو دیکھ کر دل میں خیال کیا کہ یہ لڑکا اہل علم کی مجلس میں نہیں بیٹھتا خدا کو کس طرح پہچانے گا یہ خیال کر کے آپ نے لڑکے سے پوچھا کیا تو نے علم پڑھا ہے اس نے جواب دیا اور تو کچھ نہیں پڑھا مگر چار علوم کا واقف ہوں۔ سر کا علم، کانوں کا علم، زبان کا علم، دل کا علم، سر خدا کے آگے جھکنے کے لئے ہے، کان اس کا کلام سننے کے لئے ہیں زبان اس کے ذکر کے لئے ہے اور دل اس کی یاد کے لئے ہے اس کے بعد لڑکے نے کہا کہ آدمی کو مناسب ہے کسی وقت ذکر حق سے غافل نہ ہو شیخ عبداللہ لڑکے کی ان باتوں سے حیران رہ گئے۔ پھر فرمایا اے لڑکے مجھے کوئی اور نصیحت کر لڑکے نے کہا اے شیخ آپ عالم معلوم ہوتے ہیں۔ پس اگر آپ نے خدا کے لئے علم پڑھا ہے تو خلقت سے کسی بات کا طمع نہ رکھ اور اگر خلقت کے لئے پڑھا ہے تو خدا سے کسی بات کی امید نہ رکھ۔

اشعار

زبان می کند مرد تفسیر خواہد کہ علم و عمل می فروشد زبان
بہت سے علما ظاہر جو صوفیوں کے منکر ہوتے ہیں تحصیل علوم کے بعد راہ راست پر
آجالتے ہیں اور صوفیوں کے کمالات کے معترف ہو کر گھر بار چھوڑ سا لہا ان کے دروازہ
پر بیٹھے رہنے کے بعد معرفت اور مکاشفہ کے نور سے بہرہ ور ہوتے اور اپنی گزشتہ
اقوال و افعال پر نادم ہوتے ہیں چنانچہ ایک عالم کہتا ہے۔

شعر

یک چند بہ عقل و علم در کار شدم غفتم کہ مگر واقف اسرار شدم

ہم عقل عقیدہ بود و ہم علم حجاب چوں دانستہ ام زبرد و بیزار شدیم

حکایت

جب امام احمد بن حنبل رحمۃ اللہ علیہ مطالعہ سے فارغ ہوتے تھے تو حضرت بشر حافی رحمۃ اللہ علیہ کی خدمت میں جاتے تھے لوگ آپ کی ملامت کرتے تھے اور کہتے تھے کہ آپ جیسے بے نظیر عالم و فاضل کی شان سے بعید ہے کہ ایک معمولی آدمی کے پاس جائیں۔ آپ فرماتے تھے کہ بے شک میں اُس سے زیادہ عالم ہوں مگر وہ خدا کی معرفت میں مجھ سے بڑھا ہوا ہے

تثنوی

احمد حنبل امام عصر بود شرح فضل او بیرون از حصر بود
چوں ز مکر علم صافی آمدی زود پیش بشر حافی آمدی
گر کے در پیش بشرش یافتی در ملامت کردش بشناختی
ایضاً

گفتے آخر تو امام عالمی از تو زیبا تر نہ خیزد آدمی
ہر کے گوید سخن می سے نشوئی پیش ایں سرا پرہ نہ میردی
احمد حنبل چنین گفتی کہ من گوئی برد در احادیث و سنن
علم من زو بہ بدانم نیک و نیک او خدا را بہ زمن داند و لیک
اے بے انصافی خود بے خبر یک زمان انصاف را بے شان مگر
پس سالک کو چاہئے کہ علم کو عمل کی غرض سے حاصل کرے تاکہ اُسے خدا تعالیٰ کی معرفت حاصل ہو حدیث میں آیا ہے کہ خدا تعالیٰ نے داؤد علیہ السلام سے فرمایا
کُنْتُ کَثْرًا خَفِيًّا فَاجِبْتُ اَنْ اَعْرِفَ فَخَلَقْتُ الْخَلْقَ اَنْ اَعْرِفَ

یعنے میں ایک خزانہ مخفی تھا۔ میں پہچانا جاؤں پس میں مخلوقات کو اسلئے پیدا کیا ہے کہ پہچانا جاؤں۔

شعر

گفت بودم پر از گوهر گنجی مخفی از چشم ہر گہر سنجی
آفریدم گہر شناسے چند تا شناسد از ال گہر ہا ہند
بعض عارفین کا قول ہے اِنَّ عِنَايَةَ اللّٰهِ تَعَالٰی بِالْعَبْدِ قَبْلَ الْمَادِ یعنی خدا تعالیٰ نے پانی اور کچھڑ کے پیدا کرنے سے پہلے آدمی پر عنایت فرمائی ہے خدا نے آدمی میں ہر چیز کی قابلیت رکھی ہے یہی وجہ ہے کہ وہ جسکی صحبت کرے اور اس کا ہم رنگ ہو جاتا ہے۔

ثنوی

آدمی ز اصل فطرت آمد صفا از صفا قابل ہمہ اوصاف
ہر صفت را کہ می شود طالب می شود بر بہاد او غالب
گزینائی فرشتہ آرد رومی زود گردد فرشتہ سیر و خوی
در زند فعل دیو از وی سر شود از فعل بد زد یو بہتر
اب ہم کو معلوم ہو گیا کہ آدمی کو خدا نے معرفت الہی کے حاصل کرنے کے لئے پیدا کیا ہے۔ پس سالک کو مناسب ہے کہ دل کے کام سے غافل نہ ہو کیونکہ دل تمام جسم کا بادشاہ ہے۔ اور اس بادشاہ کے مختلف قسم کے لشکر ہیں جن میں سے بعض نیک ہیں اور بعض بد دل کا کام سعادت کا حاصل کرنا ہے اور سعادت خدا کی معرفت ہے خدا کی معرفت نفس کی معرفت پر موقوف ہے اور نفس کی معرفت خدا کی معرفت کی کنجی ہے جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا مَنْ عَرَفَ نَفْسَهُ فَقَدْ عَرَفَ رَبَّهُ جس نے اپنے آپ کو پہچانا اس نے خدا کو پہچانا کیونکہ جو پہلے ہی آپ کو نہیں پہچانتا وہ دوسری چیز کو کس طرح پہچانے گا۔ نفس کی معرفت یہ نہیں کہ جب تم کو بھوک لگے تو کھانا کھاؤ

جب پیاس لگے تو پانی پیو۔ کیونکہ یہ بات تو دوسرے حیوانات میں بھی پائی جاتی ہے۔ بلکہ یہ ہے کہ آدمی اس بات کا خیال کرے کہ خدا نے اسے کیوں اور کس چیز سے پیدا کیا ہے اور کہاں سے آیا کس لٹے آیا کہاں جائے گا کیوں کہ اسے سعادت حاصل ہو سکتی ہے اور کس چیز میں اسکی شقاوت ہے۔

اشعار

بعد از وفات دانی جان را چه حال باشد یے دوست در جہنم بے دوست در نعمت
عارفوں کے نزدیک انسان کی سعادت خدا کی معرفت ہے اور یہ محض اس کی عنایت
ہے ازل کے روز جب خدا نے عقل کو پیدا کیا تو اسے اپنی معرفت کا کچھ حصہ دیکر اس
سے پوچھا کہ میں کون ہوں عقل نے کہا اَنْتَ لَا اِلٰهَ اِلَّا اَنْتَ یعنی تو خدا ہے ہمیں کوئی
معبود برحق مگر تو جسکو خدا نے اپنی معرفت کا کچھ حصہ عطا فرمایا اس پر تمام اشیاء
کی حقائق منکشف ہو گئیں چنانچہ اہل معرفت کا قول ہے مَنْ عَرَفَ اللّٰهَ لَا يَخْفَى عَلَيْهِ شَيْءٌ
یعنی جس نے خدا کو پہچانا اس سے کوئی چیز مخفی نہیں۔ اہل معرفت کہتے ہیں کہ
اگر آدمی دنیا میں خدا کی معرفت سے اور آخرت میں اس کے دیدار سے محروم
رہا تو اس کے لئے اس سے بڑھ کر کوئی عذاب ہوگا اگر وہ جہالت عقلت اور
خوابشات نفسانہ میں سرمست ہو کر دنیا کا طالب بن گیا اور اس کے دام
تزویر میں گرفتار ہو گیا تو قیامت میں پشیمان ہوگا۔ مگر اُس وقت اُس کی پشیمانی
اُسے فائدہ نہ دے گی۔ اس کی مثال ایسی ہے جیسے ایک آدمی اندھیری
رات میں چند آدمیوں کے ساتھ سفر کر رہا ہے جب وہ ایک سنگلاخ زمین
میں پہنچے تو اس کے ساتھیوں نے کہا کہ ہم نے سنا ہے کہ اس جگہ کے پتھر
بڑے قیمتی ہیں ہم میں سے ہر ایک کو مناسب ہے کہ جتنے پتھر اٹھا سکتا ہے،

اٹھائے وہ آدمی ایک پتھر نہیں اٹھاتا اور کہتا ہے کہ یہ کیا حماقت ہے کہ خواہ
 خواہ اپنی جان کو تکلیف میں ڈالیں اور بے فائدہ بوجھ اٹھائیں غرض وہ وہاں
 سے خالی ہاتھ آتا ہے اور اپنے ساتھیوں کا مضحکہ اڑاتا ہے اور کہتا ہے کہ کیا عقل ہے
 کہ اس جنگل میں تم نے بے فائدہ بوجھ اپنے اوپر ڈال دیا ہے۔ جب سورج چڑھا تو
 دیکھتا ہے کہ رات میں جو پتھر اس کے ساتھیوں نے اٹھائے تھے وہ جواہرات ہیں جن
 میں سے ہر ایک کی قیمت ساری دنیا ہے۔ اب اس کے ساتھی اس کا تمسخر اڑاتے
 ہیں۔ اور کہتے ہیں کہ بتاؤ ہم میں سے کون بیوقوف تھا۔ اور کون عقلمند یقیناً تم بیوقوف
 تھے اور ہم عقلمند تھے اب وہ افسوس کرتا ہے اور اس کی حالت ایسی گئی گزری ہو گئی
 ہے کہ اس کی جان میں جان نہیں کوئی لمحہ نہیں گزرتا جس میں اس کی روح نہ کھٹکتی تیار
 نہ ہو ہر چند ان کو کہتا ہے کہ مجھے بھی ان جواہرات میں سے کچھ دو۔ مگر وہ کہتے ہیں کہ
 تم وہ ہی ہو جو کل ہمارا مضحکہ اڑاتے تھے اور ہمیں بیوقوف بتلاتے تھے۔ آج ہمارا
 مضحکہ اڑاتے۔ اور ہمیں بیوقوف بتلاتے ہیں۔ اسی طرح جو شخص دنیا کی سنگسار
 زمین میں سے گزرنے کے وقت اپنے آپ کو آسودہ رکھے گا اور طاعتِ الہی کے جواہرات
 حاصل نہ کرے گا جب وہ دنیا کی تاریکی سے نکل کر عالم بقا میں جائیگا تو دیکھیگا کہ خدا
 کے فرمان بردار بندوں کو وہ عالی مراتب دیتے گئے ہیں کہ ساری دنیا ان کے مقابلہ میں
 پس ہر ایک کو چاہیے کہ ہر وقت ریاضت میں مشغول رہے تاکہ خدا کی عنایت
 کا سورج اس پر طلوع کرے گا اور بارگاہِ الہی میں اسے رسانی حاصل ہو۔

اشعار

بندۂ نفس و ہوا را جاہ و عزت کے بود حنظل شکر نما را قدر قیمت کے بود
 باز باشد آں کہ او را ہمت کہاں بود کرگساں را جز سوسے مردار ہمت کے بود

ایک درم را پیچ سود و یک جفا را دہ جواب ایں حریف دف بود مرد حقیقت کے بود
 یک سخن بے لقمہ نے و یک قدم بے طمع جز سگاں کو یہارا ایں طبیعت کے بود
 گر بھی خواہی کہ در فردوس اعلیٰ تن زنی پس ترار پیر بدان در غیر طاعت کے بود
 طاعت موجب قربت ہے اور نافرمانی محرومی کی باعث ہے قرب سے ہر بانی مراد ہے
 نہ نزدیکی ، کیونکہ قرب و بعد جہت مسافت پر دلالت کرتا ہے اور خدا تعالیٰ جہت
 و مسافت سے بے بری ہے اہل معرفت کا قول ہے

قُرْبُهُ تَعَالَى كَرَامَتُهُ لَا وَلِيَّائِهِ وَبُعْدُهُ طَرْدُهُ لَا أَعْدَائِهِ ۔

خدا کا قرب اسکی ہر بانی ہے دوستوں کے لئے اور اس کے بعد دشمنوں کو درگاہ سے
 راندنے کا نام ہے قرب دل کی صفتوں سے ایک صفت ہے۔ وَأَعْلَوَانِ الْقُرْبَيْنِ
 صِفَاتِ الْقُلُوبِ لَيْسَ مِنْ أَحْكَامِ الظَّاهِرِ۔ یعنی قرب دل کی صفتوں سے ایک صفت
 ہے۔ اور ان ظاہری اشیاء میں سے نہیں ہو دیکھی جاسکتی ہیں یہ صفیں خدا کی فرمان
 برداری سے دل میں پیدا ہوتی ہیں نہ قطع مسافت سے بعض عارفوں نے کہا بِمَحْوِ الصِّفَاتِ
 الْمَذْمُومَةِ وَالتَّخَلُّقِ بِصِفَاتِ الْمَحْمُودَةِ یعنی یہ صفیں بُری صفتوں کو چھوڑنے اور اچھی
 صفتوں سے متعلق ہونے سے پیدا ہوتی ہیں صفات بد بشریت کے لوازمات سے ہوتی
 ہیں جیسے قہر غصہ شہوت حرص وغیرہ اچھی صفات خدا کی صفتوں کا نام ہے
 جیسے صبر رحم حلم عفو عیب پوشی وغیرہ

قطرہ

ہم چوں خلق خدائی کن غفلت تا شوی در جہاں پسندیدہ
 آنچہ نشیدہ مگو با کس و آنچہ دیدہ مگو کہ

اہل معرفت کہتے ہیں: اِذَا ارَدْتُ مَقَامَ الْاَبْدَالِ فَعَلَيْكَ بِتَبْدِيلِ الْاَخْلَاقِ
یعنی جب تو ابدال کا مرتبہ حاصل کرنا چاہے، تو اپنے اخلاق کو درست کر۔

کیست ابدال آنچہ او مبدل شود

خمرش از تحلیل پزداں حل شود

یہ مخالفتِ نفس کی طرف اشارہ ہے۔

وے بمقصودے کرد سالک نانشہ نفس خویش را مالک

جب سالک اپنے اخلاق کی درستی کی کوشش کرتا ہے تو ہر مقام

میں اپنے حال کے مناسب خدا کا ذکر کرتا ہے اور ہر مقام میں اُسے نئی نئی کیفیات

حاصل ہوتی ہیں جن کو ہم دوسرے حدیقہ میں ذکر کریں گے انشاء اللہ تعالیٰ

اور ہر مقام میں اُسے نئی نئی لذت حاصل ہوتی ہے، اسی طرح خدا تعالیٰ کے دیدار کی

لذت، مگر ہر ایک کو اس کے حال کے مطابق جو اس نے زہد یا صنت سے حاصل

کیا ہے حاصل ہوتی ہے۔ جب قیامت کے روز بہشتیوں کو حکم ہوگا کہ دارالجلال میں

حاضر ہوں، تو سب کے سب گھوڑوں پر سوار ہوں گے ان کے آگے پیچھے فرشتے

ہوں گے، جب یہ اس آن بان کے ساتھ دارالجلال میں پہنچیں گے تو ہر ایک کو

اس کی جگہ پر بٹھایا جائے گا اس وقت ان سے خدا تعالیٰ بلا واسطہ اس طرح سلام کیے

۱۰۔ السَّلَامُ عَلَيْكُمْ مَرْحَبًا بِعِبَادِي وَخَوَاتِمِي الَّذِينَ حَفَظُوا وَصِيَّتِي هَلْ أَحْبَبْتُمْ لِقَائِي فَتَمَنَّوْا

عَلَى مَا شِئْتُمْ۔

یعنی اے میرے بندوں پر سلام ہو مرحبا اے میرے بندو اے میرے خاص بندو

تم نے میرے احکام کی پیروی کی کیا تم میری ملاقات کو دوست رکھتے تھے سو

جو کچھ مانگتے ہو مانگو۔

سلام دوست شنیدن سعاد است سعادت بہ وصل دوست رسیدن فضیلت و کرامت

اس وقت بہشتیوں کی آنکھ سے پردہ اٹھا دیا جائے گا۔ اور وہ حق تعالیٰ کا سلام بلا واسطہ سینس گے۔ اور اسے لامکاں میں دیکھیں گے دیکھتے ہی حیران رہ جائیں گے اور کہیں گے اے خداوند کریم ہم تمہاری رضا مندی کے خواستگار ہیں اور چاہتے ہیں کہ تو ہم سے کبھی ناراض نہ ہو خدا تعالیٰ فرمائے گا میں کبھی تم سے ناراض نہیں ہوں گا دوسری دفعہ پھر خداوند کریم ان کو اپنے دیدار فیض آثار سے مشرق کرے گا تو اسکی لذت سے بے ہوش ہو جائیں گے اور سجدہ کریں گے خدا تعالیٰ فرمائے گا آج کا دن عبادت کا دن نہیں ہے یہ نعمتیں بہتیں اس عباد کے عوض عطا کی گئی ہیں جو تم نے چند روز دنیا میں کی ہے اور دنیا کو گذشتہ درختی سمجھ کر اس سے کنارہ کش ہو گئے تھے سجدہ سے سراٹھاؤ اور اپنی خواہش ظاہر کرو تاکہ میں اسے پورا کروں مگر پھر بھی کہیں گے کہ ہم تمہاری رضا مندی کے خواہاں ہیں اور چاہتے ہیں کہ تو ہم سے کبھی ناراض نہ ہو خدا تعالیٰ فرمائے گا میں تم سے کبھی ناراض نہ ہو گا ہر برجہ کو بہشت میں خدا تعالیٰ کا دیدار ہو گا چنانچہ حضرت علی کرم اللہ وجہہ سے روایت ہے رسول اللہ صلی اللہ نے فرمایا اَهْلُ الْجَنَّةِ يَرَوْنَ رَبَّهُمْ فِي كُلِّ جُمُعَةٍ یعنی اہل جنت ہر جمعہ کو اپنے پروردگار کا دیدار کریں گے الہی اپنے جمال کے انوار کی خاطر ان لوگوں کی خاطر جو تیرے جلال کے اسرار سے واقف ہیں با صفا بوڑھوں، نوجوانوں پر میز گاروں، زخمی دل، عاشقوں معشوقوں، فرشتوں اور آدمیوں کی خاطر ہم بے چاروں کو اپنے احسان سے محروم نہ کرنا۔

جگر خستگانیم از رہ رسید
در وہنا نگاریم دلبا ہواست
تر خستم عَلَيْنَا بِمَا تَرْتَم
ز لطف تو داریم امید مرہم

✱

دوسرا حدیقہ خلاف عادت امور کے بیان میں جو انبیاء

کی نبوت اور اولیاء کی ولایت کے شواہد میں

قبلاست مرا عمارت زینت محمد کعبہ است مرا منزل مآلست محمد
پس ظاہر و پیداست کہ مہتاب دارد یک ذرہ بہ پیش رخ زیبست محمد
سردے کہ از روغنہ رہنواں زدہ ہرگز نہ رسد با قدم بالائے محمد
بر دیدہ کشیدند چو مشرب معراج مسکین فلک خاک کف پائے محمد
اے کاش دو صد دیدہ بھی بود بر حدیقہ تابا بمی کرد تمنا شائے محمد

اے عاشق صادق واضح ہو کہ انبیاء علیہم السلام کو نبوت اور ولایت کے دونوں مرتبے حاصل ہوتے ہیں۔ اور اولیاء اللہ کو صرف مرتبہ ولایت حاصل ہوتا ہے جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: **الْوَلَايَةُ اَفْضَلُ مِنَ النَّبُوَّةِ** یعنی مرتبہ ولایت مرتبہ نبوت سے افضل ہے۔ مگر اس ولایت سے بنی کی ولایت مراد ہے یعنی بنی کی ولایت اس کے نبوت سے افضل ہے نہ دلی کی اس کے بعد جانتا چاہیے کہ انبیاء اور اولیاء سے بعض ایسے امور سرزد ہوتے ہیں جو عادت کے خلاف ہوتے ہیں انبیاء سے جو امور صادر ہوتے ہیں ان کو معجزات کہا جاتا ہے۔ اور اولیاء سے جو سرزد ہوتے ہیں ان کو کرامات۔ معجزہ اور کرامت میں فرق ہے کہ معجزہ دعوی نبوت کے ساتھ مقرون ہوتا ہے اور کرامت میں ولایت کا دعوی ہوتا ہے۔ دلی وہ شخص ہوتا ہے جو خدا کی ذات و صفات کو جانتا ہو ہمیشہ خدا کی عبادت میں مصروف رہے۔ گناہوں سے محترز ہو کر عین نہ ہو۔ خواہشات نفسانی کی طرف مائل نہ ہو کرامت وہ خلاف عادت

امر ہے، جو اس سے سرزد ہو۔ اور دعویٰ نبوت سے مقرون نہ ہو۔ مگر اس کے ساتھ یہ بات شرط ہے کہ جس سے ایسا خلافِ عادت امر صادر ہو، وہ مومن اور نیکوکار ہو۔ ————— اگر وہ ایسا نہ ہوگا۔ تو اس سے جو خلافِ عادت

امر صادر ہوگا، اس کو استدراج کہتے ہیں، چنانچہ ایک دفعہ فرعون نے دریائے نیل کے پانی کو کہا کہ پیارے چڑھ جا تو وہ پہاڑ پر چڑھ گیا، اسی طرح جب فرعون چلا تو پانی بھی اس کے ساتھ چل پڑا جب وہ بھڑا تو پانی بھی ٹھہر گیا، مگر ہم اس کو کرامت نہیں کہتے، اگر ایسے شخص سے کوئی خلافِ عادت امر سرزد ہو جو مومن تو ہے مگر نیکوکار نہیں تو اسے سحر یا شجرہ کہیں گے شیخ نجم الدین کبریٰ سے منقول ہے کہ اگر کوئی شخص ہوا پر اڑے دریا پر چلے، آگ کھائے تو اس کے یہ تمام افعال سحر یا شجرہ ہیں، نہ کرامات اور وہ دعویٰ ولایت میں جھوٹا ہے۔ ولے کی تین علامتیں ہیں اول یہ کہ جو اسے دیکھے اس کا دل اس کی طرف مائل ہو جائے۔

اس کی غفلت دور ہو خدا کی بارگاہ میں جو اسے قرب حاصل ہے وہ اسے بھی حاصل ہو دوم یہ کہ اس کی باتیں دل میں سرایت کر جائیں اسی کی سستی باقی نہ رہے، اس کی ہستی و شکستگی و بجز کے آثار نمایاں ہوں سوم یہ کہ اس سے کوئی ناشائستہ حرکت سرزد نہ ہو

نظم

مہ نشاں بود دلی رازِ نخت آن معنی کہ چو
رفے او بہ بینی دل تو بدو گر آید
دوم آنکہ در مجالس چو سخن کند
ہم راز ہستی خود بہ حدیث می رانید
سوم دلی انحصار عالم کہ زایج
عضو او را حرکات بر نیاید
دلی کی کرامت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا معجزہ ہے، جو دلی سے اس کمال متابعت کی وجہ
سے سرزد ہوئی ہے، اس کو عرف میں کرامت کہتے ہیں عارفوں نے کہا ہے کہ مرتبہ

ولایت دینی نسب سے حاصل ہوتا ہے نہ طینی سے حضرت شیخ جہنہ رحمۃ اللہ علیہ پر
خدا کی صفت کبریائی جلوہ گر ہوئی۔ ایک روز شاہانہ مجلس ملی ہوئی تھی جس میں
ایک نوجوان سید زادہ بیٹا تھا اس کے دل میں خیال آیا کہ میں باین جاہ و جلال اسی
لائق تھا کہ جناب پیغمبر خدا صلی اللہ علیہ وسلم کی آل میں سے ہوتا ہے شیخ موصوف پر
اس کے دل کی یہ بات منکشف ہو گئی اس لئے آپنے اس کی طرف روئے سخن کر کے فرمایا
مجھ یہ مرتبہ نسب سے حاصل نہیں ہوا۔ بلکہ تمہارے نانا بزگوارگی کی متابعت سے

شعر

براہ ستنش فرد شدہ ام تا بحدی کہ جسد او شدہ ام
ہستی من در وجود ادرسید حق بہ محبوبے خودم بہ گزید
اب میں چند کرامتیں ادلیاتے کرام، مشائخ عظام کی بیان کرتا ہوں تاکہ
سالک کو عبادت و ریاضت کا زیادہ شوق ہو۔

نقل ہے۔ ایک دن حضرت رابعہ بصری رحمۃ اللہ علیہ اپنے گھر میں سوئے ہوئے تھے
آپ کی چادر مکان کے ایک کونہ میں پڑی تھی چور آیا اور چادر کو اٹھا کر باہر نکلتا
چاہا مگر مکان کا دروازہ غائب ہو گیا چور نے چادر رکھ دی تو دروازہ ظاہر ہو گیا چور
نے پھر چادر اٹھا کر باہر نکلتا چاہا تو دروازہ پھر غائب ہو گیا اتنے میں آواز آئی کہ
اے چور اپنے آپ کو تکلیف میں نہ ڈال۔ اگر ایک دوست سویا ہوا ہے۔ تو دوسرا
دوست جاگتا ہے۔

نقل ہے کہ ایک روز حضرت شیخ عبدالواحد بن علی سیار نے اپنے
مریدوں کے آگے اس درد انگیز لہجہ میں معارف و حقائق بیان کی کہ مریدوں پر وجد کی

حالت طاری ہو گئی، چند آدمیوں نے زور سے نعرے لگائے، ایک آدمی آسمان کی طرف گیا اور واپس نہ آیا بعض نکتہ رس اشخاص نے کہا کہ آدمی اربعہ عناصر یعنی آگ ہوا پانی مٹی سے مرکب ہے، آگ اور ہوا علوی ہیں، اور پانی اور مٹی سفلی معلوم ہوتا ہے کہ اکثر ریاضت کے باعث اس شخص کے وجود سے یہ عناصر سفلیہ زائل ہو گئی ہیں، اور صرف علوی اس کے اندر باقی رہ گئے ہیں، اور چونکہ عناصر علویہ اوپر چلنے کو مقتضی ہیں اس لئے یہ شخص آسمان پر چڑھ گیا ہے۔

شعر

حسب خاک از عشق برفلاک شد کوہ در رقص آمد و چالاک شد

نقل ہے کہ ایک رات سلطان محمود ایکلے اپنے گھر سے نکل کر جنگل کی طرف روانہ ہوا دیکھا کہ ایک درویش جنگل میں بیٹھا ہے ولایت و کرامت کے انوار اس کے ماتھے سے عیاں ہیں اس کے جذبہ کی قوت سے سلطان محمود کانپ گیا اور سمجھ گیا کہ درویش کسی بڑے پایہ کا ولی ہے سلطان نے آگے آ کر سلام کیا درویش نے کہا میرا نام لقمان سرخسی ہے، سرخس کا رہنے والا ہوں، اور اس جگہ اس لئے آیا ہوں کہ اس جنگل میں میرا ایک دوست کئی سال ریاضت کرتا رہا ہے، میں اس وقت سرخس میں تھا کہ مجھے کہا گیا کہ فلاں درویش فلاں جنگل میں فوت ہو گیا ہے میں ابھی یہاں آیا دیکھا کہ درویش فوت ہو گیا ہے میں نے اور ابدالوں کی ایک جماعت نے اسے غسل دیا وہ اس کا تابوت آسمان پر لے گئے اور میں آج کی رات یہیں بٹھ گیا، سلطان محمود نے اس رات درویش کے آگے کئی ایک خواہشوں کا اظہار کیا جن میں سے ایک یہ تھی کہ اس نے کہا اس جگہ کے قریب کافروں کا ایک قلعہ ہے، میں نے کئی بار اس کی فتح کرنے

کی کوشش کی۔ مگر وہ فتح ہو نہیں سکا۔ جب دن چڑھا تو سلطان محمود نے قلعہ پر
چڑھائی کی عساکر اسلام نے بڑے زور سے لڑائی کی، مگر قلعہ کے فتح ہونے کی کوئی
صورت نہ آتی تھی اتنے میں آسمان سے ایک پتھر قلعہ کی دیوار پر گر دیا اور ٹوٹ گئی سلطان
اندر گھس گئے اور قلعہ فتح ہو گیا وہ پتھر سلطان محمود کے پاس لایا گیا۔ اس پر یہ الفاظ
ملے تھے۔ **صَاحِبُهُ لُقْمَانُ سَرَخِسِي**

نقل ہے

کہ ایک روز حضرت شیخ محی الدین عربی کو بادشاہ وقت نے
کہا کہ میری لڑکی بیمار ہے۔ اگر آپ اس کی عیادت کریں تو امید ہے کہ آپ کے قدم
مبارک کی برکت سے خدا تعالیٰ اسے شفاء عطا فرمائے گا۔ جب آپ بادشاہ کے گھر
تشریف لے گئے تو فرمایا تعجب ہے کہ عزرائیل تمہارے لڑکی کے روح کو قبض کرنا چاہتا ہے
اور تم اس کے تندرست ہونے کے خواہاں ہو۔ بادشاہ آپ کے قدموں پر گر پڑا۔
اور کہنے لگا کہ اس کا علاج آپ کے ہاتھ میں ہے۔ آپ نے فرمایا اچھا ہم عزرائیل کو
تمہاری لڑکی کے بدلے اپنی لڑکی دے دیں گے۔ عزرائیل کو فرمایا۔ بھٹہ میں گھر جا کر اپنی لڑکی
اپنی لڑکی تمہارے ساتھ روانہ کرتا ہوں جب گھر میں آئے تو اپنی لڑکی کو کہا بیٹی میں
نے تجھے بادشاہ کی بیٹی کے غم میں عزرائیل کو دے دیا ہے۔ اس نے کہا کیوں فرمایا
وہ بادشاہ کی لڑکی ہے اس سے لوگوں کو نفع پہنچے گا اور یقیناً تمہارے کسی کو نفع نہیں
پہنچے گا۔ اس کے بعد آپ نے اپنے گھر کے دروازہ کی طرف منہ کر کے فرمایا عزرائیل یہ
لڑکی حاضر ہے۔ لڑکی اسی وقت زمین پر گر پڑی اور مر گئی اور بادشاہ کی لڑکی اچھی ہو گئی۔

نقل ہے

کہ مولانا روم اصل میں بلخ کے رہنے والے تھے۔ روم کی طرف
آپ کی تشریف لے جانے کی وجہ یہ تھی کہ اس وقت کے بادشاہ کے آگے بعض لوگوں

نے شکایت کی بادشاہ نے حکم دیا کہ آپ یہاں سے چلے جائیں۔ بلخ کی جامع مسجد میں اپنے دوستوں سے رخصت ہونے لگے تو آپ نے دور سے بیچ مار کی کہ مسجد کا بر مسجد کے صحن میں آگرا۔

نقل ہے۔

کہ جب مولانا روم کے ملک میں پہنچے تو بادشاہ روم نے آپ کو کہا کہ وعظ کیجئے۔ تاکہ لوگوں کو فائدہ پہنچے، آپ نے فرمایا میں قبرستان میں وعظ کروں گا۔ وہاں منبر رکھوا دیا جائے قبرستان میں منبر رکھا گیا آپ نے وعظ فرمایا۔ وعظ سے فارغ ہونے کے بعد جب آپ نے دعا کے لئے ہاتھ اٹھاتے تو قبرستان میں جس قدر قبریں تھیں آئین کہنے کے لئے ہر ایک قبر سے دو ہاتھ نکلے۔

نقل ہے۔

کہ ایک شخص نے حضرت شیخ احمد جام رحمۃ اللہ علیہ کے پاس اگر عرض کیا کہ میں طالب علم ہوں، اور کند ذہن ہوں، اس لئے دقیق اور مشکل مسئلے میری سمجھ میں نہیں آتے آپ نے فرمایا تمہارا نام کیا ہے، عرض کیا عمر، فرمایا عمر! اپنے استاد کو میری طرف سے کہنا کہ کل میرے ہاں طالب علموں کو سبق پڑھانا، عمر نے آپ کا پیغام پہنچا دیا۔ دوسرے دن سے مولوی صاحب حضرت شیخ احمد جام کے تکیہ میں تشریف لائے، طالب علم سبق پڑھنے لگے، آپ نے عمر کو کہا آج تم عبارت پڑھو، جب آپ کی زبان سے کلمہ نکلا تو عمر کے سینے میں علم کا دریا جوش مارنے لگا، عمر نے عبارت پڑھی، اور عبارت کا مطلب ایسا بیان کیا کہ استاد اور طلبہ اسے سمجھنے کے تمام اہل مجلس حیران رہ گئے، آپ نے فرمایا عمر یہ مطلب جو تم نے بیان کئے ہیں، حاضرین مجلس ان کے سمجھنے سے قاصر ہیں، کسی قدر آسان اور سہل مطلب بیان کرو۔ عمر نے پہلی کے نسبت آسان مطلب بیان کئے۔

مگر اس کا استاد اور طلباء ان کو بھی نہ سمجھ سکے آپ نے فرمایا اس سے بھی زیادہ آسان مطالب بیان کر کیونکہ حاضرین مجلس ان کے سمجھنے سے عاجز ہیں۔ عمر نے اس سے بھی زیادہ آسان اور سہل مطالب بیان کئے تو اس کے سامعہ اور مجلس حاضرین مجلس نے ان کو کسی قدر سمجھ لیا۔

نقل ہے کہ حضرت شیخ بایزید بسطامی رحمۃ اللہ علیہ نے حضرت امام جعفر صادق رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے اشارہ سے حضرت شیخ نعمان سرخسی کی صحبت اختیار کی۔ آپ نے فرمایا، بایزید، میں دو رکعت نفل پڑھ لوں، پھر تم سے باتیں کروں گا۔ آپ نفل پڑھنے لگے۔ نماز میں آپ پر عالم تحرطاری ہو گیا۔ دس دن تک آپ پہلی رکعت پڑھتے رہے۔ بایزید یہ سمجھ گئے کہ آپ پر عالم تحرطاری ہو گیا ہے۔ اس لئے چلے گئے۔ روایت ہے کہ آپ چالیس سال تک اپنی دو رکعتوں میں سے لگے رہے۔

نقل ہے۔ کہ ملک مصر میں ایک عورت پر تحرط کی ایسی کیفیت طاری ہوئی کہ اسے دنیا و مافیہا کی مطلق خبر نہ رہی ہاں اسکی آنکھ اسرار الہی کے مشاہدہ میں اور کان اسرار حق کے سننے میں مصروف تھے۔ نہ دن کی خبر نہ رات کا علم نہ گرمی سے مطلب نہ سردی سے واسطہ۔ اسی طرح تیس سال پلوں پر کھڑی رہی۔

نقل ہے۔ کہ حضرت شیخ موفق رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا کہ میں نے خواب میں دیکھا کہ ایک شخص بہشت میں کھڑا ہے، جو نیک بہشت لوگوں کو بہشت کی طرف بلاتا ہے اور بدبختوں کو اس کے قریب نہیں آنے دیتا۔ اس کے بعد ایک شخص کو

دیکھا جو تخت پر بیٹھا ہے ، اور اس کے دونوں طرف دو فرشتے ہیں ۔ ایک اس کے منہ میں بہشت کا کھانا ڈالتا ہے ، اور کہتا ہے ، اے وہ شخص جس نے بہشت کے کھانوں کی خاطر دنیا کے کھانے نہیں کھائے ، اب بہشت کا کھانا کھا ۔ دوسرا اس کے منہ میں بہشت کا شراب پکاتا ہے ، اور کہتا ہے تم نے بہشت کے شراب کی خاطر دنیا کی شراب نہیں پی اب بہشت کے شراب کی لطف اٹھا ، اس کے بعد ایک اور شخص دیکھا جو عرش پر آنکھیں لگائے کھڑا ہے اور بہشت کے کھانے اور شراب کی اسے بالکل خواہش نہیں ہے میں نے پوچھا یہ کون ہیں ہاتھ نے کہا جو بہشت کے دروازہ پر کھڑا ہے ، اور نیک نحتوں کو بہشت کی طرف بلاتا ہے اور بد نحتوں کو اس کے قریب نہیں آنے دیتا ، وہ امام احمد بن حنبل ہیں۔ _____ اور جو تخت پر بیٹھا ہے ، اور

فرشتے اس کے منہ میں کھانا شراب ڈالتے ہیں ، وہ بشرحانی ہیں جو بہشت کی اور شراب کی امید پر تمام عمر روزہ دار رہی ہیں ، خدا تعالیٰ نے ان کی یہ خواہش پوری کر دی ہے اور جو عرش پر آنکھیں لگائے کھڑے ہیں ، وہ حضرت مسروق کرخی ہیں جو بہشت کی امید پر ، اور دوزخ کے خوف سے محض خدا تعالیٰ کے دیدار کی امید پر تمام عمر روزہ دار رہے ہیں ۔ پس خدا نے حجاب اٹھا دیا ہے ، اور آپ ہمیشہ اس کے دیدار میں محو خیریت رہتے ہیں۔

سأوال حذقیۃ

عشق و محبت میں جو تمام طرق سے عمدہ طریق سے در عشق تھے

زائد افسانہ تولیے یا منے داز شوق جمال اد تولی یا من
حسٹش چو شود لامع از شمع رخ خواباں کرد سرشاں گرداں پروانہ تولی یا من

در گوشہ تنہائی فارغ ہمہ عمرے یا خیل خیال ادہم خانہ توئی یا من
 در حلقہ دریشاں در خیل خاکیشاں درد و الم اورا مردانہ توئی یا من
 صد چاک ز دم دل را از رخ رُخ او چو گل گنج غم عشقش با ویرانہ توئی یا من
 من کشتہ آں یارم من عاشق دیدارم عمرے ز خود عالم بیگانہ توئی یا من
 اے سچے عاشق! واضح ہو کہ عشق کی بات اور چیز ہے اور بات کا عشق اور شے ہے
 یہ ایسی چیز ہے کہ جس کو قلم لکھ نہیں سکتا۔

شرح عشق از من بگوئم بردوام صد قیامت بگذرد واں ناتمام
 باد و عالم عشق را بے گانگی است فائدہ مفاد و دود دیوانگی است
 اہل معرفت کے نزدیک انسان خدا کے عشق کے لئے پیدا کیا گیا ہے۔ اور خدا کی
 درگاہ میں اگر تمام چیزوں سے بڑھ کر کسی چیز کی قدر ہے تو وہ عشق ہے۔
 علم ہست آنجا بے اسرار ہست طاعت روحانیاں بسیار ہست
 درد و جان سوز دل میزد بے کیں مناع آنجا نشاں ندہد کسے
 اہل طریقت بکھنویں خدا کا عشق لقمہ حلال سے حاصل ہوتا ہے اگر حلال رزق نہ
 ملے تو یہ سعادت حاصل نہیں ہوتی

عشق باید عشق صدقے تا شود کارت تمام
 عشق حق از لقمہ ملے پاک زائید و السلام

مقرب لوگوں نے کہا ہے کہ خدا تعالیٰ ایک بے بہا خزانہ
 ہے۔ اور خزانہ تکلیف اٹھانے کے سوا حاصل نہیں ہوتا۔ ایسا کوئی باغ نہیں جس
 کے پھولوں کے ساتھ کانٹے نہ ہوں۔ اسی طرح در شہوار غیر معمولی مشقت اور زحمت
 اٹھانے کے بغیر نہیں ملتا۔ جب آدمی کو عشق لگتا ہے تو پہلے پہل اسے سخت
 تکلیفیں اٹھانی پڑتی ہیں۔ مگر آخر آرام ملتا ہے۔

بلا رابا کے ایزد عطا کرد کہ اول نام ادا ازاد لیا کرد

معشوق کا قاعدہ ہے کہ جب تک عاشق کو ظلم اور ستم کے ذریعے

آزمائے۔ تب تک اُسے اپنے وصال سے بہرہ ور نہیں کرتا۔ پس جس قدر وہ امتحان میں کامیاب نکلتا ہے۔ اسی قدر اُسے معشوق وصال سے بہرہ اندوز کرتا ہے۔ اور جس قدر وہ ناقص نکلتا ہے۔ اس سے محنت و مشقت کرواتا ہے۔ تاکہ وہ اس کے وصال کے قابل ہو جائے شیطان سے کسی نے پوچھا کہ تو کیوں لوگوں کو بہکاتا ہے۔ اُس نے کہا میری کیا مجال ہے۔ کہ ہر ایک آدمی کو بہکاسکوں۔ میں اتنی بات ضرور ہے۔ کہ میں مرد اور عورتوں کی کسوٹی ہوں یعنی جو میرا کہا مانتا ہے وہ مرد نہیں بلکہ عورت ہے۔ اور جو مرد ہے وہ میرا کہا نہیں مانتا۔ اگرچہ خدا تک پہنچنے کے بہت سے راستے ہیں۔ مگر ان تمام راستوں کا مال یہ تین راستے ہیں عام مومنین کا راستہ یعنی کثرت سے نماز پڑھنا۔ روزہ۔ قرآن مجید کی تلاوت اور حج وغیرہ جو ظاہر سے تعلق رکھتا ہے۔ ابرار کا راستہ اور وہ تبدیل اخلاق تزکیہ نفس تصفیہ دل وغیرہ ہے جو باطن سے تعلق رکھتے ہیں مقربوں کا راستہ۔ یہ لوگ عشقِ الہی کے جذبہ کے پردوں سے عالم قرب کی ہوا میں اڑتے رہتے ہیں۔ اس راستہ میں ایک لمحہ میں جو چیز حاصل ہوتی ہے۔ وہ دوسرے راستوں میں کئی سالوں میں حاصل نہیں ہوتے۔

عشق را پانصد پرست دہر پرے از فراز عرش تا تحت الثرائے

سیر عاشق ہر دے تا تحت شاہ سیر زاهد ہر دے یک روزہ راہ

حکایت :- سلطان محمود کا غلام ایاز چند دلی بیمار ہوا سلطان محمود نے

اپنے ایک غلام کو کہا جلدی ایاز کی خبر لاؤ کیونکہ میری جان بیتاب ہے۔ اور دل اس کے عشق کی آگ سے کباب راستہ میں کسی جگہ نہ بھڑنا غلام بہت جلد آیا کہ پاس

پہنچا۔ اور دیکھا کہ سلطان محمود ایاز کے پاس بیٹھا ہے۔ ہتکارتکارہ گیا۔

سلطان محمود کے آگے آداب شہانہ بحال رکھ کر عرض کیا کہ مجھ کو آپ کے

جس کام کیلئے روانہ کیا ہے، اس میں میں نے کوئی کوتاہی نہیں کی میں حیران ہوں کہ

آپ مجھ سے پہلے کس راستے یہاں پہنچے ہیں۔ سلطان محمود نے کہا تو اس راز سے

واقف نہیں ہے میں جس راستہ سے آیا ہوں اُسے عشق کا راستہ کہتے ہیں، وہ ایسا

راستہ ہے کہ اگر میں مشرق یا مغرب میں تو اس راستہ سے ایاز کی خبر لے سکتا ہوں

من راہ دزدیدہ دارم سوئے او زانکہ ز شکیم دے بے روئے او

ہر زمان زان بدورہ ایم ہنای تا خبر بود کے را در جہاں

غلبہ عشق کے سبب عاشق بارگراں کے اٹھانے کا متحمل ہوتا ہے۔ اور اُسے زمین

و آسمان کی طاقت حاصل ہوتی ہے۔ روایت ہے کہ جب حضرت ابراہیم علیہ السلام

آگ میں ڈالے جانے لگے، تو حضرت جبرائیل آئے اور کہا اے ابراہیم علیہ السلام کوئی

حاجت رکھتے ہو آپ نے کہا ہاں خدا سے حاجت رکھتا ہوں۔ جبرائیل نے کہا اس سے

حاجت مانگئے آپ نے فرمایا وہ ادج و عظمت و جلال سے دیکھ رہا ہے اور میں نے اس

کی رضا مندی کے آگے تسلیم جھکا دیا ہے، وہ حاکم ہے، جو کرے اس کو جانتا ہے

پھر خدا تعالیٰ نے آگ کو کہا اے آگ جیسے ابراہیم اپنے طبعی اقتقاد سے نکل گیا

تو بھی اپنے طبعی اقتقاد سے نکل اور اُسے نہ جلانا۔ ابراہیم علیہ السلام کو آگ

سے خدا کے اس خطاب سے رشک آیا اور روئے اور کہا وَاللّٰہِ لَوَعَدَ بَلٰغِیْ بِنَاۤیِلَ الْاَرْضِ

وَالسَّمَآءِ اَنْتُمْ نَادِیْنِیْ اَحَبُّ اِلَیَّ مِنْ نِّعَمِ الدُّنْیَا۔ یعنی تمہاری ذات کی قسم اگر تو مجھے زمین و

آسمان کی آگ سے عذاب دے پھر مجھے بلائے تو تمہارا بلانا مجھے دنیا کی تمام نعمتوں

سے زیادہ پسند ہے، میں تمہاری محبت میں ہر قسم کی تکلیفیں اٹھانے پر خوش ہوں،

اور تم آگ سے باتیں کرتے ہو، اور مجھ سے نہیں کرتے، خدا تعالیٰ نے فرمایا میں نے

محض تمہاری خاطر آگ سے بات کی ہے۔ اور تمہاری وجہ سے اُسے یہ مرتبہ نصیب ہوا ہے
عاشق کو جب کوئی سخت مصیبت پہنچتی ہے۔ تو صبر کرتا ہے۔ اور کہتا ہے قَوْلُكَ بِالْبَلَاءِ مَا كُنَّا
يَفْرَحُ أَهْلُ الدُّنْيَا بِالنَّعْمَاءِ۔ یعنی ہم مصیبت سے اس طرح خوش ہوئے۔ جس طرح دنیا دار
لوگ دنیا کی نعمتوں سے خوش ہوتے ہیں۔ عارف کہتے ہیں۔ حقیقی ایمان خدا تعالیٰ کی
محبت ہے

اصل ایمان محبت است در جان نے رکوع و سجود نے ایقان
جس قدر حقیقی ایمان بڑھتا ہے۔ اوس قدر تقلیدی ایمان کی حقیقت معلوم ہوتی ہے۔

شعر

یارب دل درد مندنا لایم بخش بسم جان و کار و چشم گریا نم بخش
صدقہ صفت آدم بہ صدق و اخلاص از چاشنیے خود ایسا نم بخش
خواجہ حضرت شاہ نقشبند رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں جب تک سالک کا ذرہ
بہر وجود باقی ہے تب تک اس کا عمل اُسے فائدہ نہیں دیتا۔

شعر

تا کہ تو دم میزنی ہمدم نہ تا کہ موتی ماندہ محمدم نہ
عشق کے حاصل ہونے سے پہلے سالک موت سے ڈرتا ہے۔ اور اُسے موت کا
خیال آتا ہے۔ تو کہتا ہے
مرگ گرچہ بس درشت و ظالم است
گردش را نرم کردن لازم است
موت کی گردن کے یہ معنی ہیں کہ بحکم آیت مَوْتُوا قَبْلَ أَنْ تَمُوتُوا۔

قہر غضب، غصہ، شہوت، اور حرص و غیرہ بڑی صفتوں کو چھوڑ
 کہ خدا تعالیٰ کی صفتوں سے جو صبر، حلم، رحم، عفو، ستر، عیوب، وغیرہ ہیں مقصد
 ہو پس جب سب اس قدر مقام پر پہنچتا ہے موت سے نہیں ڈرتا۔

حکایت

ایک بادشاہ ہر روز سات سو قسم کے لباس میں سے ایک
 لباس میں سے ایک لباس منتخب کر کے پہنتا تھا اور سات سو گھوڑوں میں سے ایک
 گھوڑا منتخب کر کے اس پر سوار ہو کر ارکان سلطنت کے ساتھ نکلتا تھا ایک
 دن وہ بادشاہ بن یمن اور کرد فریس جہاں ہا تھا کہ ایک درویش اُسے دکھائی دیا جو
 اس کی طرف آ رہا تھا۔ اور اس کی بادشاہی کا اُسے خیال تک نہ تھا بادشاہ یہ دیکھ کر
 آتش در بغل ہو گیا۔ اور کہنے لگا تو کون ہے اور کیوں ایسا گستاخ ہے۔ اس نے کہا
 میں عزرائیل ہوں اور تمہاری روح قبض کرنے کے لئے آیا ہوں۔ اس وقت بادشاہ
 کے بدن میں لرزہ پڑ گیا۔ اور کہا کہ اے ملک الموت مجھے اتنی مہلت دے کہ اپنے
 بچوں سے رخصت ہوں۔ اس نے کہا خدا کا حکم یہی ہے۔ کہ اس کی جگہ تمہاری روح قبض
 کی جائے۔ بادشاہ نے کہا اچھا اتنی مہلت دے کہ وضو کر کے دو رکعت نفل پڑھ لوں
 اس نے کہا نہیں۔ بادشاہ نے کہا اتنی مہلت دے کہ زمین پر اتر لوں۔ اس نے
 کہا نہیں پس اسی وقت اس نے اس کی روح قبض کر لی۔ اور اس کی لاش گھوڑے سے
 زمین پر گر دی۔ اس کے بعد عزرائیل ایک درویش کے پاس گیا۔ جو اپنے کام کاج سے
 فارغ ہو کر موت کے انتظار میں بیٹھا تھا جب اس نے ملک الموت کو دیکھا تو کہا تو کون
 ہے۔ اس نے کہا میں عزرائیل ہوں۔ اور تمہاری روح قبض کرنے کے لئے آیا ہوں۔
 درویش نے کہا کہ میں تو عرصہ سے تمہارا انتظار کر رہا ہوں اور تم دیر سے آئے
 ہو۔ ————— اب جلدی کر دیکھو کہ یہ دیر کرنے کا وقت نہیں۔ عزرائیل نے

کہا اسے درویش پہنے اپنے بیوی بچوں سے رخصت ہوئے پھر غسل کر کے دو گانہ پڑھ
 جب تم ان کاموں سے فارغ ہو گے۔ تو تمہاری روح قبض کر دوں گا درویش نے کہا عہد
 ہوا تمام چیزوں سے فارغ ہو کر تمہاری انتظار میں بیٹھا ہوں کہ کب آ کر میری روح کو
 قبض کر دو گے۔ اور میں اپنے محبوب سے ملوں گا۔ اور تم کہتے ہو کہ پہلے اپنی بیوی بچوں
 سے مل لو پھر غسل کر کے دو گانہ پڑھو۔ عزرائیل نے کہا یہ خدا کا حکم ہے۔ تم اسے بجالاؤ
 اور مجھے حکم ہے۔ کہ تمہیں اس قدر مہلت دوں۔ کہ تم یہ کام کر سکو درویش خدا کا حکم
 بجالایا اور پھر عزرائیل علیہ السلام نے اسکی روح قبض کی۔ وہ بادشاہ موت سے
 اس لئے ڈرتا تھا کہ اس نے صفات بشریہ آپ نے اندر سے دور نہیں کی تھیں۔ اور
 قیامت کے سفر کا سامان حاصل نہ کیا تھا

ہرگز نہ میرا آنکھ دلش زندہ شد بعشق
 ثبوت است بر جریدہ عالم دوام ما

دربیاں آنکھ :- ابتداء سالک کو اذکار روحانی سے آلائش و ٹرنگ و توہینہ
 صیقل ہوتا ہے۔ مگر انتہا منزل کو جس وقت سالک طے کر لیتا ہے تو اس کے نزدیک
 منزل ابتداء بے مقدار و بے بنیاد ہو جاتی ہے جیسا کہ وہ ایک منزل سے دوسری منزل
 کو حاصل کرتا ہے۔ تو اس کا آوند قلبی کلاں تر مشاہدات ربوبیت و تجلیات عرفانیہ کے لئے
 ہوتا جاتا ہے۔ آخر اگر وہ دریائے معرفت بے انتہا اپنے قلب میں سما بیوے۔ تو خود
 ہی اس کے سماینے کی طاقت ہو جاتی ہے۔ جیسا کہ۔

نقل ہے :- کہ حضرت ابوالحسن خرقانی رحمۃ اللہ علیہ سے سوال کیا کہ حضرت
 مولانا منصور رحمۃ اللہ علیہ نے جامِ محبت سے ایک جرعه نوش کیا تو وہ نہ سما سکا

انا الحق بکھ میں ہو سستہ مشغول ہو کر اپنے آپ کو ظاہر آتباہ کر دیا تو حضرت رسالت پناہ
صلی اللہ علیہ وسلم ہر چند بے دریغے دریائے محبت میں مشغول ہوتے تھے تو حضرت مولانا
ردم رحمۃ اللہ علیہ نے حضرت ابوالحسن خرقانی قدس اللہ سرہ کو جواب دیا کہ آوند حضرت
منصور رحمۃ اللہ علیہ صیغہ آوند دن سے تھا اور حضرت محمد مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم کا آوند
کلاں تر تمام آوند دن سے تھا اگر وہ اپنی آوند مبارک میں تمام دریائے محبت ڈال کر نوش
کر لیتے تو ان کو سماینے کی طاقت تھی اس واسطے ہلے من مزید کے لفظ بے دریغے فرماتے۔

الحمد شریف کی بابت اشارات غریبہ کا بیان۔ اس باب

میں آئمہ دین کے اقوال بیان کئے جلتے ہیں الحمد شریف بہت سے اشارات پر مشتمل ہے
پہلا اشارہ یہ ہے کہ الحمد شریف سات آیات پر مشتمل ہے جن کو سات آسمانی کتابوں
سے بطور اختصار نکالا گیا ہے یعنی تورات انجیل زبور اور فرقان اور حضرت آدم علیہ السلام
کے صحیفے اور حضرت ادریس علیہ السلام اور حضرت ابراہیم علیہ السلام کے صحیفوں سے لہذا
جو شخص الحمد شریف کو پڑھے گا تو اس کو مذکورہ سات آسمانی کتابوں کے پڑھنے کا ثواب
ملے گا اور حضرت حسن بصریؒ سے روایت ہے کہ انہوں نے فرمایا کہ اللہ تعالیٰ نے ایک سو چار
کتب آسمانی کو نازل فرمایا تھا یعنی تورات انجیل زبور فرقان وغیرہ اور پھر ان تمام
آسمانی کتابوں کے امور قرآن کریم میں رکھے گئے اور پھر قرآن کریم کے تمام علوم
مفصل میں رکھے گئے اور پھر مفصل کے تمام علوم الحمد شریف میں رکھے گئے لہذا جو شخص الحمد
شریف کے علم تفسیر سے واقف ہوا ہو تو اس نے گویا تمام آسمانی کتابوں کا علم تفسیر سیکھ لیا۔

دوسرا اشارہ یہ ہے۔ کہ اکثر اشیاء کی وضع نظرت عدوسات پر کی

گئی ہے مثلاً آسمان بھی سات ہیں اور زمینیں بھی سات اور بڑے ستارے جن

کا آسمان اور اعضاء میں تسلط ہے وہ بھی سات ہیں۔ لہذا اللہ تعالیٰ نے الحمد شریف کو بھی سات آیتوں پر مشتمل کر کے بندوں کی طرف اتارا تاکہ جو شخص الحمد شریف کو پڑھے تو اسے تمام ان تمام چیزوں کا ثواب ملے جو عود سات پر مشتمل ہیں۔ اور اس کی تائید اس اثر سے ہوتی ہے جس کی مقاتل بن سلیمان روایت کی گئی ہے انہوں نے فرمایا کہ عرش مجید کے ساتھ خدا تعالیٰ کی ایک قندیل معلق ہے جس میں اٹھارہ ہزار عالم ہیں جب کوئی بندہ الحمد رَبِّ الْعَالَمِينَ کہتا ہے تو وہ قندیل بھی اللہ تعالیٰ پر ثناء کہتی ہوئی حرکت میں آتی ہے۔ لہذا الحمد شریف کے پڑھنے والے کو خدا تعالیٰ اٹھارہ ہزار عالم کا ثواب عطا کرتا ہے۔

تیسرا اشارہ یہ ہے۔

کہ انسان کو اللہ تعالیٰ نے سات جوارح عطا کئے ہیں اور آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کو بھی اللہ تعالیٰ نے ایک ایسی سورت دی ہے جو سات آیتوں پر مشتمل ہے۔ یعنی الحمد شریف لہذا جو شخص اس کو پڑھے گا تو خدا تعالیٰ اس کے ساتوں جوارح کا شکر یہ اس سے قبول کرے گا۔ یعنی منہ۔ اور دونوں ہاتھ۔ اور دونوں رانوں پاؤں جیسا کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا اُمِرْتُ اَنْ اُسَبِّحَ عَلَى سَبْعَةِ اَعْظَمِ الْوُجْهِ وَالْيَدَيْنِ وَالرُّجُلَيْنِ وَالْقَدَمَيْنِ۔ یعنی مجھے اس بات کا حکم دیا گیا ہے کہ میں سات ہڈیوں پر سجدہ کروں یعنی منہ اور دونوں ہاتھ اور دونوں رانوں اور دونوں پاؤں۔

چوتھا اشارہ یہ ہے۔

۱۔ کہ اللہ تعالیٰ حضرت موسیٰ کی نسبت فرمایا وَلَقَدْ اَتَيْنَا مُوسٰی نُسُجَاتٍ بَيِّنَاتٍ اور بے شک ہم نے موسیٰ علیہ السلام کو نو کھلی نشانیاں دیں۔ اور آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کو خطاب کرتے ہوئے فرمایا۔ وَلَقَدْ اَتَيْنَاكَ سُبْحَانَ الْمُنَافِي وَالْقُرْآنَ الْعَظِيمَ۔ یعنی ہم نے آپ کو الحمد شریف عنایت کی ہے جو قرآن مجید پر مشتمل ہے لہذا جو چیز

حضرت موسیٰ علیہ السلام کو دی گئی ہے وہ اسکی قوم کیلئے محنت تھی اور جو چیز آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کو دی گئی۔ وہ آپ کی امت کے لئے عین رحمت ہے۔ کیونکہ وہ عطا جو خزانہ عدل سے نکلی۔ اسکی کیا نسبت ہے۔ اس عطا کے ساتھ جو خزانہ فضل اور کرم سے نکلے کیونکہ جو نشانیاں حضرت موسیٰ کو دی گئی تھیں ان کو خزانہ عدل سے نکالا گیا تھا۔

پانچواں اشارہ یہ ہے۔ کہ موسیٰ علیہ السلام کے آیات فانی تھے۔ اور جو آیات آن حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کو دی گئی ہیں یعنی الحمد شریف وہ کبھی فنا نہیں ہونگے وہ باقی ہیں۔ اور جس طرح کہ آیات موسیٰ فانی تھے اسی طرح ان کی شریعت اور ان کی سنت ان کے فوت ہونے کے بعد فانی ہو گیا۔ اور آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کو جو قرآن کریم اور الحمد شریف دیا گیا ہے۔ وہ ہمیشہ باقی ہے۔ کبھی فانی نہیں ہوگا۔ اسی طرح آپ کی شریعت اور سنت بھی ہمیشہ باقی رہے گی۔

چھٹا اشارہ یہ ہے۔ کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی مثل کون ہو سکتا ہے۔ جب کہ آپ کا خدا رب العالمین اور آپ کی نبوت رحمۃ اللعالمین ہے۔ چنانچہ اللہ تعالیٰ نے اپنی بابت فرمایا۔ الحمد للہ رب العالمین اور آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی نبوت کے بارہ میں فرمایا۔ وَمَا أَرْسَلْنَاكَ إِلَّا رَحْمَةً لِّلْعَالَمِينَ۔

ساتواں اشارہ یہ ہے۔ کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کا خدا رحمان اور رحیم ہے اور آپ بھی مومنین کی نسبت رؤف اور رحیم ہیں۔

آنکھوں اشارہ یہ ہے۔ کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کا خدا کا ایک بوم

الذین ہے۔ اور آپ کی نبوت شیخ المذنبین ہے۔ یعنی اہل دین میں سے جو گنہگار ہوں گے ان کی آپ بروز قیامت شفاعت کریں گے۔

نالواں اشارہ یہ ہے۔ کہ حضرت داؤد اور حضرت سلیمان علیہ السلام

کے بارہ میں اللہ تعالیٰ نے فرمایا وَلَقَدْ آتَيْنَا دَاوُدَ وَسُلَيْمَانَ عِلْمًا بے شک ہم نے حضرت داؤد اور حضرت سلیمان علیہ السلام کو علم دیا اور وہ علم پرندوں کا کلام تھا۔ اور آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے باب میں فرمایا۔ وَلَقَدْ آتَيْنَاكَ سُبْحَانَ الْمَآثِرِ۔ اور وہ سب خدا تعالیٰ کا کلام تھا اب کلام طور اور کلام خدا تعالیٰ میں جو فرق ہے وہ اظہر من الشمس ہے۔ اور حضرت داؤد اور حضرت سلیمان علیہ السلام کو پرندوں کی کلام سمجھا کر یہ فرمایا کہ تم دونوں کو تمام بنی اسرائیل پر فضیلت دی گئی ہے اور آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کو اپنا کلام دیکر فرمایا کہ ہم نے آپ کی امت کو تمام امتوں پر اور آپ کو تمام جہاں پر فضیلت دی ہے۔ اور دوسرا حضرت داؤد علیہ السلام کے باب میں فرمایا وَلَقَدْ آتَيْنَا دَاوُدَ مِنَّا فَضْلًا۔ بیشک ہم نے حضرت داؤد کو اپنی طرف سے فضل دیا اور فضل کبھی محقوڑا ہوتا ہے اور کبھی زیادہ لیکن خدا نے اس جگہ یہ بیان نہیں فرمایا کہ خدا تعالیٰ نے جو فضل حضرت داؤد کو فرمایا وہ زیادہ تھا۔ یا کم لیکن آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو جو فضل عطا کیا گیا اس کے باب میں فرمایا وَكَانَ فَضْلُ اللَّهِ عَلَيْكَ عَظِيمًا اور اللہ تعالیٰ کا آپ پر بہت بڑا فضل ہے۔ اور آپ کی امت کے باب میں فرمایا۔ وَنَبَشِّرِ الْمُؤْمِنِينَ بِأَنَّ لَهُمُ مِنَ اللَّهِ فَضْلًا كَبِيرًا

اور اسے محمد صلی اللہ علیہ وسلم مومنوں کو اس بات کی خوشخبری دو کہ ان

کے لئے اللہ تعالیٰ کی طرف سے بہت بڑا ہے فضل ہے۔

اشارہ جامع۔ اس اشارہ میں الحمد شریف کے من اولہا الی آخر مختراجم بیان کئے جائیں گے۔ یعنی جب خدا تعالیٰ کا بندہ یہ کہے گا کہ اس بات میں کیا حکمت ہے کہ خدا تعالیٰ نے مجھ پر اپنی ثناء کس لئے واجب کی تو خدا تعالیٰ بھی اُسے یہ جواب دیتا ہے کہ میں سُبَّ الْعَالَمِیْنَ ہوں یعنی میں انسان کا پرورش کرنے والا اور ٹھٹھے سے ان کو پیدا کرنے والا ہوں۔ اس لئے میرا شکر ان پر واجب ہے اور بندہ کہتا ہے کہ میں محتاج ہوں رزق کی طرف پس کون شخص مجھے رزق دے گا، تو خدا تعالیٰ اسے جواب دیتا ہے کہ اِنَّا الرَّحْمٰنُ ؕ میں تجھے رزق دینے والا ہوں۔ اور بندہ کہتا ہے کہ میں گنہگار ہوں مجھے کون بخشے گا، تو خدا تعالیٰ اسے جواب دیتا ہے کہ اِنَّا الرَّحِیْمُ میں رحیم ہوں ترے گناہوں کو بخش دوں گا۔ اور بندہ کہتا ہے کہ قیامت کے دن میرے ساتھ جھگڑا کرنے والے بہت سے لوگ ہوں گے۔ مجھ کو ان کے ہاتھوں سے کون بچرے گا۔ تو خدا تعالیٰ فرماتا ہے اِنَّا عَالِمُکَ یَوْمِ الدِّیْنِ روز جزا کا میں مالک ہوں۔ تجھ کو ان کے ہاتھوں سے بچرے گا۔ اور بندہ خدا تعالیٰ کو کہتا ہے تو ہم کو کس کام کرنے کا ارشاد فرماتا ہے تو اللہ تعالیٰ اسے کہتا ہے کہ تو اس طرح کہہ اَبَاکَ نَعْبُدُ یعنی ہم تیری ہی عبادت کرتے ہیں اور تیرے تابعدار ہیں۔ اور گویا بندہ خدا تعالیٰ کو یہ کہہ رہا ہے کہ میں ضعیف ہوں۔ اور ناتواں ہوں۔ کیا حقہ تیری عبادت نہیں کر سکتا۔ تو خدا تعالیٰ اسے یہ جواب دیتا ہے کہ اے میرے بندے تو میری عبادت کرنے میں مجھ سے مدد و رب کرتے ہوئے یہ کہہ وَاٰیٰتِنَا نَسْتَعِیْنُ تاکہ میں تیری مدد کروں اور بندہ خدا تعالیٰ سے یہ کہتا ہے کہ تیرا کلام اور الطاف بندوں کے ساتھ بہت بڑا ہے تو پھر میں کیا کام کروں جس کی وجہ سے میں تجھ سے جدا نہ ہو سکوں اور تیری رحمت سے ناامید نہ ہوں تو خدا تعالیٰ اسے یہ جواب دیتا ہے اِهْدِنَا الصِّرَاطَ الْمُسْتَقِیْمَ تاکہ تو میری رحمت سے اور مجھ سے جدا اور نہ اُمید نہ ہو سکے اور بندہ جو کہتا ہے کہ اے خدا تیرا صِرَاطُ مُسْتَقِیْمٌ جو ہے

وہ کن لوگوں کا راستہ ہے تو خدا تعالیٰ اسے یہ جواب دیتا ہے صِرَاطَ الَّذِينَ أَنْعَمْتَ عَلَيْهِمْ
یعنی ان لوگوں کا راستہ ہے جن پر ہم نے انعام کیا۔ اور بندہ خدا کو یہ کہتا ہے کہ وہ
کون کی چیز ہے جس سے میں ڈروں۔ اور اس کے نزدیک نہ جاؤں تاکہ تو مجھ پر
غضب نہ ہو جائے۔ اور میں سیدھے راستے سے نہ بہک جاؤں تو خدا تعالیٰ اسے
یہ فرماتا ہے کہ تو یہ کہہ غَيْرِ الْمَغْضُوبِ عَلَيْهِمْ وَلَا الضَّالِّينَ۔ تاکہ میں تجھ پر غضب نہ
نہ ہوں۔ اور توراہ راست پر قائم رہے۔ اور بندہ یہ کہتا ہے کہ اس بڑی بابرکت دعا
کو جب میں پڑھوں گا تو اس پر امین کون کہے گا۔ تو خدا تعالیٰ فرماتا ہے کہ جب تو دعا
کرے گا۔ تو فرشتے امین کہیں گے۔

الحمد شریف کے پڑھنے والے کو ہر ایک آیت کے مقابلے

میں ایک ایک کرامت ملتی ہے

جب انسان الحمد للہ رَبِّ الْعَالَمِينَ کہتا تو خدا تعالیٰ اس پر اپنا انعام و اکرام زیادہ
کرتا ہے۔ اور جب الرحمنِ الرَّحِيمِ کہتا ہے تو خدا تعالیٰ اس پر اپنی رحمت نازل کرتا ہے
اور جب وہ مَالِكِ يَوْمِ الدِّينِ کہتا ہے تو خدا تعالیٰ اسے قیامت کے اہوال سے امن
دیتا ہے اور جب وہ اِيَّاكَ نَعْبُدُ وَاِيَّاكَ نَسْتَعِيْنُ کہتا ہے تو اللہ تعالیٰ اسکی عبادت
کو قبول کرتا ہے اور اس کے تمام امور سے اسے امداد دیتا ہے۔ اور جب وہ
اِهْدِنَا صِرَاطَ الْمُسْتَقِيْمِ کہتا ہے تو خدا تعالیٰ اسے اسلام پر ثابت قدم رکھتا ہے اور جب
وہ صِرَاطَ الَّذِينَ أَنْعَمْتَ عَلَيْهِمْ کہتا ہے تو خدا تعالیٰ بسبب موافقت انبیاء اور صالحین
کے اس پر اکرام کرتا ہے۔ اور جب وہ غَيْرِ الْمَغْضُوبِ عَلَيْهِمْ وَلَا الضَّالِّينَ کہتا
ہے تو خدا تعالیٰ سب کافروں کے عذاب سے نجات دیتا ہے۔

الحمد شریف کے اسرار :- الحمد شریف میں جو الف ہے یہ الف اُلفت ہے

یعنی مومنین کی جو اللہ تعالیٰ کے ساتھ اُلفت ہے اس کا الف ہے۔ اور لام جو ہے خلق اللہ کے ساتھ لطف عارفین کا لام ہے۔ اور حاحدود اللہ کی حفاظت کی حاح ہے یعنی عارفین جو اللہ تعالیٰ کے حدود کی حفاظت کرتے ہیں۔ اسکی حاح ہے۔ اور میم محبت عارفین کی علامت ہے۔ اور دال دوام العارفین علی باب اللہ تعالیٰ علامت ہے۔ اور نیز الف اللہ مع العارفین کی علامت ہے۔ اور حاح حکم اللہ علی عارفین کی علامت ہے اور میم معرفۃ اللہ فی قلوب العارفین کی علامت ہے۔ اور دال دفع البلاء عن العارفین کی علامت ہے۔

الحمد شریف :- ہم کو چھ بیخبروں سے درانت ملی ہے۔ اول حضرت

آدم علیہ السلام سے کیونکہ جس وقت انہوں نے چھینک ماری تو کہا الحمد للہ تو خدا تعالیٰ نے ان پر رحمت بھیجی۔ اور فرشتوں نے کہا یٰرْحَمَکَ اللہ اور دوسرا نوح علیہ السلام نے فرمایا الحمد للہ الذی یُجَنِّبُنَا مِنَ الْقَوْمِ الظَّالِمِینَ تو ان کو سلامتی ملی۔ اور خدا تعالیٰ نے فرمایا یُنَزِّلُ مَا هَبَطَ بِسَلَامٍ مِنَّا اور تیسرے حضرت ابراہیم علیہ السلام نے فرمایا الحمد للہ الذی وَهَبَ لِي عَلَی الْکِبَرِ سَمْعَیْلَ۔ تو انہوں نے خدا کو فرمایا چنا پنچہ اللہ تعالیٰ نے فرمایا وَفَدَّیْنَاهُ بِذَبْحٍ عَظِیْمٍ۔ اور چوتھا اور پانچواں حضرت داؤد اور سلیمان علیہما السلام سے چنا پنچہ ان دونوں نے فرمایا الحمد للہ الذی فَضَّلَنَا عَلَی کَثِیْرٍ مِّنْ عِبَادِهِ الْمُؤْمِنِیْنَ اور پھر ان کو اس کے مقابلے میں علم اور حکمت دی گئی۔ چنا پنچہ فرمایا وَکَلَّا اٰتٰیْنَا حُکْمًا وَعِلْمًا اور چھٹا آل حضرت صلی اللہ علیہ وسلم سے چنا پنچہ اللہ تعالیٰ نے فرمایا وَقَالَ الْحَمْدُ لِلّٰهِ الذی لَمْ یَتَّخِذْ وَلَدًا تو حضرت محمد مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم کو اس کے مقابلے میں مقام محمود ملا چنا پنچہ اللہ تعالیٰ نے فرمایا عَسٰی اَنْ یَّبْعَثَ رَبِّکَ هَاقِمًا مَّحْمُوْدًا

الحمد شریف کے فضائل :- اس باب میں احادیث صحیحہ کو بیان کیا

جائے گا۔ شیخ اکبر علی الدین ابن عربی نے فتوحات میں فرمایا ہے کہ الحمد شریف للہ کے ساتھ ملا کر ایک ہی دم پڑھا جائے کیونکہ میں حلفاً کہتا ہوں کہ میرے آگے ابو الحسن علی ابن ابوالفتح نے مقام کنارے میں جو شہر موصل کے پاس ایک گاؤں ہے سنہ ۶۰۱ میں میرے آگے بیان کیا اور حلفاً فرمایا کہ میں نے ابو الفضل ملوکی سے سنا ہے اور ابو الفضل ملوکی نے حلفاً فرمایا کہ میں نے مبارک بن احمد منشیاپوری سے سنا ہے اور انہوں نے حلفاً کہا کہ میں نے ابو بکر فضل بن محمد بروی سے سنا ہے اور انہوں نے حلفاً کہا کہ میں نے ابو بکر محمد بن علی شاشی سے سنا ہے اور انہوں نے حلفاً کہا کہ میں نے عبد اللہ ابو نصر سرخسی سے سنا ہے اور انہوں نے حلفاً کہا کہ میں نے ابو بکر بن فضل سے سنا ہے اور انہوں نے حلفاً کہا کہ میں نے عبد اللہ بن محمد بن علی بن محی الوراق سے سنا ہے اور انہوں نے حلفاً کہا کہ میں نے محمد بن یونس طویل الفقیہ سے سنا ہے اور انہوں نے حلفاً کہا کہ میں نے محمد بن حسن عوی

سے سنا ہے کہ انہوں نے حلفاً کہا کہ میں نے ابن عیسیٰ سے سنا ہے اور انہوں نے حلفاً کہا کہ میں نے ابو بکر راجھی سے سنا ہے اور انہوں نے حلفاً کہا ہے کہ میں نے عمار بن موسیٰ ابرمکی سے سنا ہے اور انہوں نے حلفاً کہا کہ میں نے انس بن مالک سے سنا ہے اور انہوں نے حلفاً کہا کہ میں نے انس بن مالک سے سنا ہے اور انہوں نے حلفاً کہا کہ میں نے علی ابن ابی طالب سے سنا ہے اور انہوں نے حلفاً کہا کہ میں نے حضرت ابو بکر صدیق رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے سنا ہے اور انہوں نے حلفاً فرمایا ہے کہ میں نے حضرت محمد مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم سے سنا ہے اور آل حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے حلفاً فرمایا کہ میں نے حضرت جبرائیل علیہ السلام سے سنا ہے اور حضرت جبرائیل علیہ السلام نے حلفاً فرمایا کہ میں نے حضرت میکائیل علیہ السلام سے سنا ہے اور انہوں نے فرمایا کہ میں نے حضرت

اسرافیل علیہ السلام سے سنا ہے اور انہوں نے فرمایا کہ اللہ تعالیٰ نے فرمایا ہے یا اسرافیل
 بِعِزَّتِي وَجَلَالِي وَجُودِي وَكَرَمِي مَنْ قَرَأَ بِسْمِ اللَّهِ الرَّحْمَنِ الرَّحِيمِ مُتَّصِلَةً بِفَاتِحَةِ الْكِتَابِ
 مَرَّةً وَاحِدَةً اشْهَدُوا عَلَيَّ اَنِّي قَدْ غُفِرَتْ لَهُ وَقِيلَتْ مِنْهُ الْحَسَنَاتِ وَتَجَاوَزَتْ عَنْهُ
 عَنْهُ السَّيِّئَاتِ وَلَا أُحْرِقُ لِسَانَهُ بِالنَّارِ وَ أُجْبِرُهُ مِنْ عَذَابِ الْقَبْرِ وَعَذَابِ
 النَّارِ وَعَذَابِ يَوْمِ الْقِيَامَةِ وَالْفَزَعِ الْأَكْبَرِ وَيُلْقَا فِي قَبْلِ الْأَنْبِيَاءِ
 وَالْأَوْلِيَاءِ اَجْمَعِينَ ۔ — اے اسرافیل مجھے اپنی عزت اور جلال
 اور بخشش اور کرم کی قسم ہے کہ جو شخص بسم اللہ شریف کو الحمد شریف کے ساتھ ملا کر
 ایک مرتبہ پڑھے گا تو تم گواہ ہو کہ میں ضرور اس کے گناہ بخش دوں گا اور اسکی نیکیوں
 کو قبول کروں گا۔ اور اسکی برائیوں سے درگزر کروں گا اور اسکی زبان کو آگ میں نہیں
 جلاؤں گا۔ اور اسکو عذاب قبر اور عذاب دوزخ اور عذاب قیامت اور بڑی بے
 قراری سے پناہ دوں گا۔ اور تمام انبیاء اور اولیاء سے پہلے مجھ سے ملاقات کر لگا۔ اور
 نیز احمد اور بیہقی نے عبد اللہ بن جابر رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت کی ہے انہوں
 نے فرمایا اَخْبَرُ سُورَةَ فِي الْقُرْآنِ الْحَمْدُ لِلَّهِ الْعَلِيِّ یعنی سب سے بہتر سورۃ قرآن
 کریم میں الحمد شریف یہ ہے۔ اور نیز بیہقی اور حاکم نے حضرت انس سے روایت کی ہے اُس
 حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا اَفْضَلُ الْقُرْآنِ الْحَمْدُ لِلَّهِ الْعَلِيِّ یعنی بہتر قرآن کریم میں
 سے الحمد شریف ہے اور نیز ابوالشیخ اور طبرانی اور ابن مرددہ اور دہلی نے حضرت ابی
 امامہ سے روایت کی ہے کہ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا اَذْبَعُ اَنْزَلْتُ مِنْ كُنْزِ ثَمَنَاتِ
 الْعَرْشِ لَمْ يُنْزَلْ شَيْءٌ مِنْهُ غَيْرُ هُنَّ اَهْلُ الْكِتَابِ وَآيَةُ الْكُرْسِيِّ
 وَهُوَ اَتَمُّ سُورَةِ الْبَقَرَةِ وَالْكَوْثَرِ ۔ — چار سورتیں ایسی ہیں جو اس
 خزانے سے اتاری گئی ہیں جو عرش کے پتھروں کے سوا اور
 کوئی سورت اس خزانے سے نہیں اتاری گئی۔ وہ چار سورتیں یہ ہیں الحمد شریف اور

اور آیت الکرسی اور سورۃ البقرہ کے خواہ تم اور سورۃ کوثر حافظ جلالہ دین سیوطی نے ان احادیث کو اپنی تفسیر الدر المنثور فی تفسیر القرآن بالماثور میں نقل کیا ہے اور حضرت علی کرم اللہ وجہہ سے انہوں نے کہا کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ہے مَنْ قَرَأَ فَإِنَّمَا تَصَدَّقَ بِكُلِّ آيَةٍ قَرَأَ بِمِلَادٍ الْأَرْضِ ذَهَبًا فِي سَبِيلِ اللَّهِ وَحَرَّمَ اللَّهُ مَجَسَّدَهُ عَلَى النَّسَارَةِ ————— یعنی جس شخص نے الحمد شریف کو پڑھا تو اس نے گویا تورات اور انجیل اور زبور اور قرآن کریم کو پڑھا اور گویا اس نے ہر ایک آیت کے مقابلے زمین بھر کر سونے کا صدقہ دیا اور خدا تعالیٰ اس کے جسم کو آگ پر حرام کر دے گا۔

الحمد شریف کے اسرار کا بیان۔ الحمد شریف کے پانچ حرف ہیں اور نمازیں بھی پانچ ہیں لہذا جب بندہ الحمد شریف کہے گا تو اس کے لئے پانچ نمازوں کا ثواب لکھا جائے گا اور اللہ میں تین حروف ہیں اور تین حروف کو پہلے پانچ حروف میں ملایا جائے تو آٹھ ہو جائیں گے اور جنت کو دروازے بھی آٹھ ہیں لہذا جب انسان الحمد للہ کہتا ہے تو اللہ تعالیٰ اس کے لئے آٹھوں دروازے کھول دیتا ہے جس دروازے سے وہ چاہے بغیر حساب و عذاب کے جنت میں داخل ہو جائے اور جب رب العالمین کہتا ہے تو اس کے دستِ حرف میں جن کو اگر پہلے آٹھ حروف سے ملایا جائے تو اٹھارہ بن جائیں گے اور عالم کی تعداد بھی اٹھارہ ہزار ہے لہذا جب بندہ الحمد للہ رَبِّ الْعَالَمِينَ کہے تو اللہ تعالیٰ اس کے لئے تمام عوالم کا ثواب لکھ دیتا ہے اور الرَّحْمٰن کے چھ حرف ہیں جن کو اگر پہلے اٹھارہ حروف سے ملایا جائے تو چوبیس حرف بن جائیں گے اور دنوں اور راتوں

کی ساجتیں بھی چوبیس ہیں لہذا جب الحمد للہ رب العالمین الرحمن کے تو اللہ تعالیٰ اس کے لئے رات اور دن کا ثواب لکھتا ہے الرحیم کے بھی چھ حروف ہیں جن کو اگر پہلے حروف سے ملایا جائے تو تیس حرف بن جائیں گے اور ماہ رمضان کے بھی تیس دن ہیں۔ لہذا جب بندہ الحمد للہ رب العالمین الرحمن الرحیم کے تو اللہ تعالیٰ اس کے لئے اس شخص کا ثواب لکھتا ہے جو رمضان شریف کے پورے روزے رکھے اور مالک یوم الدین کے بارہ حرف ہیں جس کو اگر پہلے حروف سے ملایا جائے تو بتالیس حروف ہو جائیں گے اور ہر روز کے فرضوں اور وتروں کی تعداد بیس رکعتیں ہیں اور سنن مولودہ اور صلوٰۃ الفجر کی دو رکعتوں کو جب ان سے ملایا جائے گا تو کل بتالیس رکعتیں ہو جائیں گی۔

لہذا جب بندہ الحمد للہ رب العالمین الرحمن الرحیم مالک یوم الدین کے تو اللہ تعالیٰ اس کے لئے فراتس اور سنتوں اور ضعی کی رکعتوں کا ثواب لکھتا ہے اور آیات نعبد میں آٹھ ہیں جن کو اگر پہلے حروف سے ملایا جائے تو پچاس حرف بن جائیں گے اور خدا تعالیٰ قیامت کے دن کو بھی پچاس ہزار سال کے مقدار پر بنائے گا جیسا کہ قرآن شریف میں آیا ہے کَانَ مِقْدَارُ خَمْسِينَ اَلْفَ سَنَةٍ لَهَذَا جَبْنَهُ الْحَمْدُ لِلَّهِ الْعَلِيِّ الرَّحْمَنِ الرَّحِيمِ مالک یوم الدین ابک بعد کے تو وہ قیامت کے دن کے خوف سے پچاس ہزار سال کا ہو گا۔ امن میں رہے گا۔ اور ایاک نستعین کے گیارہ حروف ہیں جن کو اگر پہلے حروف سے ملایا جائے تو اکسٹھ حروف بن جاتے ہیں اور زمین اور آسمان میں خدا تعالیٰ نے دریا بھی اکسٹھ پیدا کئے ہیں لہذا جب بندہ الحمد للہ رب العالمین الرحمن الرحیم مالک یوم الدین ابک بعد و ابک نستعین کے تو اللہ تعالیٰ اس کو دریاؤں کے قطروں کے موافق ثواب دے گا۔ اور اِهْدِنَا الصِّرَاطَ الْمُسْتَقِيمَ میں انیس حرف ہیں جن کو اگر پہلے حروف سے ملایا جائے تو اسی حرف بن جاتے ہیں۔ اور حد قدف اور شراب نوشی کے بھی اسی درجے ہیں۔ لہذا جو شخص الحمد للہ رب

اَلْعَلَمِیْنَ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ مَا لَکَ یَوْمَ الدِّیْنِ اَبَآئُکَ تُعْبَدُ وَاَبَآئُکَ تُسْتَعِیْنُ اِهْدِنَا الصِّرَاطَ الْمُسْتَقِیْمَ
 تو اللہ تعالیٰ اس سے انہی دروں کی سزا معاف کر دے گا صَوَاطِ الذِّیْنَ اَنْعَمْتَ عَلَیْہِم
 میں بھی انیس حروف میں جن کو اگر پچھلے حروف سے ملا یا جائے تو ننانوے حروف بن
 جائیں گے ، اور خدا تعالیٰ کے وہ اسماء حسنہ جو قرآن مجید میں وارد ہوئے ہیں ان کی تعداد
 بھی ننانوے ہے لہذا جو بندہ المَہْدِیَّ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ مَا لَکَ یَوْمَ الدِّیْنِ اَبَآئُکَ تُعْبَدُ
 وَاَبَآئُکَ تُسْتَعِیْنُ اِهْدِنَا الصِّرَاطَ الْمُسْتَقِیْمَ صَوَاطِ الذِّیْنَ اَنْعَمْتَ عَلَیْہِم پڑھے تو اللہ تعالیٰ اس
 کے لئے ان اسماء کا ثواب ملے گا اور غَیْرِ الْمَغْضُوْبِ عَلَیْہِم میں پندرہ حرف ہیں جن کو اگر پہلے
 حروف سے ملا یا جائے تو ایک سو چودہ حرف ہو جائیں گے اور قرآن مجید کی سورتوں
 کی تعداد بھی ایک سو چودہ ہے لہذا جو شخص المَہْدِیَّ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ مَا لَکَ یَوْمَ الدِّیْنِ اَبَآئُکَ تُعْبَدُ
 وَاَبَآئُکَ تُسْتَعِیْنُ اِهْدِنَا الصِّرَاطَ الْمُسْتَقِیْمَ پڑھے گا اور وَلَا الضَّآلِیْنَ میں
 دس حروف ہیں جن کو اگر پہلے حروف سے ملا یا جائے تو ایک سو چوبیس حرف بن جاتے
 ہیں ، اور انبیاء علیہم السلام کی تعداد بھی ایک لاکھ چوبیس ہزار ہے ، لہذا جو شخص المَہْدِیَّ
 الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ مَا لَکَ یَوْمَ الدِّیْنِ اَبَآئُکَ تُعْبَدُ وَاَبَآئُکَ تُسْتَعِیْنُ اِهْدِنَا الصِّرَاطَ الْمُسْتَقِیْمَ پڑھے گا تو اس کو اللہ تعالیٰ تمام انبیاء علیہم السلام کا ثواب
 عطا فرمائے گا ، اور امین کے چار حرف ہیں جن میں سے اَلْحَمْدُ لِلّٰہِ عَلَیْہِ السَّلَام کے اسم
 سے ماخوذ ہے اور مہم حضرت محمد صلی اللہ علیہ وسلم سے اور یا اسم حضرت یحییٰ علیہ السلام
 سے اور نون اسم حضرت نوح علیہ السلام سے ماخوذ ہے ، اور آں حضرت صلی اللہ علیہ
 وسلم سے فرمایا ہے ، آمین میں چار حرف ہیں لہذا جو شخص آمین کہے گا تو اللہ تعالیٰ اس
 چار قسم کی بلاؤں سے امن میں رکھے گا یعنی زوال ایمان اور قیامت کے دن کے خوف
 اور پلصراط کے گزرنے کے خوف اور دوزخ میں ہمیشہ رہنے کے خوف
 سے نجات دے گا اور انس بن مالک نے حضرت محمد صلی اللہ علیہ وسلم سے روایت کی
 ہے ، آپ نے فرمایا کہ اللہ تعالیٰ نے حضرت موسیٰ کو فرمایا تھا کہ اے موسیٰ! میں نے

حضرت محمد مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم کی امت کو چار
حرف دیئے ہیں جن میں سے پہلا تورات اور دوسرا انجیل کا اور تیسرا زبور کا چوتھا قرآن
کریم کا اور حضرت موسیٰ علیہ السلام نے عرض کی کہ وہ کون سا حرف ہیں اللہ تعالیٰ
نے فرمایا کہ وہ آئین کے حروف ہیں جو شخص ان کو پڑھے گا تو اس نے گویا چار آسمانی
کتابوں کو پڑھا۔ اور ان کا ثواب لیا۔ اور بعض نے کہا ہے کہ الف کو عرش کے رکن پر لکھا
ہوا ہے اور میم کو کرسی کے رکن پر اور یا کو لوح محفوظ کے رکن پر اور نون کو قلم پر لکھا ہوا
ہے۔ لہذا جو شخص آئین اپنی دعائیں کہتا ہے۔ تو یہ تمام چیزیں حرکت میں آکر اس کے
لئے بخشش مانگتے ہیں۔ اور اللہ تعالیٰ کہتا ہے۔ کہ تم گواہ ہو کہ میں نے اس کو بخش دیا
اور ایک صلیبی میں آیا ہے۔ کہ الف حضرت جبرائیل کی پیشانی پر لکھا ہوا ہے۔ اور میم
حضرت میکائیل کی پیشانی پر اور یا حضرت اسرافیل علیہ السلام کی پیشانی پر لکھی ہے۔
اور نون حضرت حورائیل کی پیشانی پر لکھا گیا ہے لہذا جو شخص آئین کہتا ہے۔ تو یہ تمام
فرشتے سمجھتے ہیں کہ جاتے ہیں۔ اور یہ کہتے ہیں کہ اے خدا تو اس آئین کہنے والے
کو بخش دے اور وہ ابھی اپنے سروں کو سجدے سے نہیں اٹھاتے کہ خدا تعالیٰ
اس کو بخش دیتا ہے۔

اے عزیز آدمی کا جو ہر جس کو دل کہتے ہیں۔ معرفت کے طریقہ میں جو اس کو بزرگی
حاصل ہوتی ہے۔ اس کا نمونہ تو تجھے معلوم ہو گیا اب یہ جان لے کہ اس کو اذروے
قدرت یہی ایک بزرگی حاصل ہے۔ کیونکہ قدرت بھی ملامت کی خاصیت ہے۔ اور یہ
قدرت اور جانداروں میں نہیں ہے۔ دل کی قدرت یہی ہے۔ کہ جس طرح عالم اجسام ملک
کے اختیار میں ہے۔ کہ جب وہ مناسب سمجھتے ہیں۔ اور خلقت کو اس کا محتاج پاتے
ہیں۔ تو بہار کے موسم میں خدا تعالیٰ کی اجازت سے میز برسالتے ہیں۔ ہوا چلاتے ہیں
جانداروں کی رحم میں نباتات کی زمین میں صحت بناتے ہیں۔ اور سنوارتے ہیں اور اسی طرح

ہر ایک کام کے لئے ملائکہ کی ایک جماعت مقرر ہے۔ ایسا ہی آدمی کا دل بھی ملائکہ کے جوہر کا ہم جنس ہے۔ اس کو بھی قدرت دی ہے۔ اس لئے عالم کے بعض اجسام اس کے قبضہ میں ہیں۔ اور ہر شخص کا عالم اس کا بدن ہے اور بدن دل کے قبضہ میں ہے۔ اور یہ تو ظاہریات ہے کہ نہ دل انگلی میں ہے نہ ارادہ نہ علم بلکہ دل کے حکم سے انگلی جلتی ہے۔ اور جب دل میں غصہ کی صورت میں ظاہر ہوتی ہے تو سارا بدن پیسے پیسے ہو جاتا ہے۔ تو یہ بھڑک مینہ ہے۔ اور جب صورت شہوت دل میں پیدا ہوتی ہے، تو اس سے ہوا ظاہر ہوتی ہے۔ اور وہ مٹر مگاہ کی طرف جاتی ہے۔ اور جب کھانا کھانے کا ارادہ کرتا ہے تو حقیقت زبان کے پتے ہے۔ وہ خدمت کے لئے اٹھتی ہے اور پانی پہانے لگتی ہے۔ تاکہ کھانے کو اتنا تر کرے کہ کھایا جاسکے۔ اور یہ بات کچھ چھپی نہیں۔ کہ دل کا اختیار بدن میں ہے اور بدن دل کے قبضہ میں ہے۔ لیکن یہ بات بھی جاننے کی ہے کہ ایسا بھی ہو سکتا ہے۔ کہ بعض کا دل زیادہ شریف اور زیادہ قوی۔ اور ملائکہ کے جوہر سے زیادہ مشابہ ہو کہ بدن کی ہوا اور جسم بھی اس کے مطیع ہوں۔ حتیٰ کہ اگر اس کا رعب شیر پر پڑے تو وہ گردن ڈالے۔ اور مطیع ہو جائے اور بیمار کی طرف متوجہ ہو تو۔ اچھا ہو جائے۔ اور تندرست کی طرف متوجہ ہو تو بیمار ہو جائے اور اگر کسی کے پاس آنے کا خیال بندھے تو اس کے دل میں بھی آنے کا خیال ہو۔ اگر مینہ کی ڈبن بندھے تو مینہ آجائے یہ سب باتیں عقلی دلیل سے ممکن اور تجربہ سے ظاہر ہیں۔ اور جس کا نظر لگنا اور جادو بکھتے ہیں۔ وہ بھی اسی قسم سے ہے خلاصہ یہ ہے کہ سب چیزیں میں آدمی کے نفس کا اثر پڑتا ہے یہاں تک کہ اگر کوئی حاسد ہو۔ اور حسد کی باعث کسی عمدہ چھپائے کو دیکھ کر اسکی ہلاکت کا خیال کرے تو وہ چہرہ پر اسکی وقت مرجائے گا۔ چنانچہ حدیث شریف میں ہے الْعَيْنُ تُدْخِلُ الرَّجُلَ الْقَبْرَ وَتُخْرِجُهُ الْفِئْدَةُ یعنی نظر آدمی کو قبر میں ڈالتی ہے۔ اور اونٹ کو بانڈی میں۔ پس یہی دل کے عجب قدرتوں میں سے ہے۔ اور ایسی تاثیر جس شخص میں ظاہر ہو گئی۔ اگر وہ خلقت کا ہادی ہو

گا۔ اس خاصیت کو مجروحہ کہیں گے۔ اگر پیغمبرؐ ہوگا تو کرامت کہیں گے ہاں اگر وہ حق
 نیک کام میں ہوئی تو اس کو نبی یا ولی کہیں گے۔ اور جو برے کام میں ہوئی تو اس کو جادو
 کہیں گے۔ لیکن جادو کرامات مجروحہ آدمی کے دل کی قوت کا اثر ہے۔ مگر ان تینوں قدروں
 میں بہت بڑا فرق ہے۔ اور اس کتاب میں اس بیان کی گنجائش نہیں ہے۔ جو شخص مذکورہ
 بالا بیان کو نہ سمجھے وہ نبوت کی حقیقت سے بے خبر۔ مگر سننے سنانے سے اسے کچھ
 معلوم ہوگا۔ کہ نبوت اور ولایت آدمی کے دل کی بزرگی کے درجات میں سے ہیں اور
 اس کا ما حاصل تین خاصیتیں ہیں۔ جو عام لوگوں کو خواب میں معلوم ہوتا ہے۔ جو عام
 لوگوں کا نفس صرف ان ہی کے بدن میں اثر کر سکتا ہے۔ اور جو احبام کہ ان کے بدن سے
 خارج ہیں۔ اس میں اسی طور سے اثر کرتا ہے۔ جس میں خلقت کے لئے صلاحیت ہو
 اور ہمارے جو علوم کہ عام لوگوں کو سیکھنے سے حاصل ہوتے ہیں۔ اسے بغیر سیکھنے
 اپنی طبیعت سے آجاتے ہیں۔ اور چونکہ یہ بات ہوا کرتی ہے کہ جو کوئی زیادہ عقلمند
 ہوتا ہے اور اس کے دل میں صفائی آجاتی ہے، تو وہ بعض علموں کو
 بغیر پڑھے سیکھ لیتا ہے۔ تو یہ بات بھی ہو سکتی ہے۔ کہ جس میں عقل اد
 صفائی زیادہ ہو۔ سب یا اکثر علوم اسے آپ ہی آجائیں اُنکی کو علم لدنی کہتے ہیں۔
 جیسے حق تعالیٰ فرماتا ہے: وَعَلَّمْنَاهُ مِثْلًا تِلْكَ نَاجِلًا اور سکھایا تھا ہم نے اپنے پاس سے
 ایک علم جس کو یہ تینوں باتیں حاصل ہوں وہ تو یا بڑے پیغمبروں میں سے پیغمبر یا بڑے
 اولیاء میں سے کوئی ولی ہو۔ اور جس میں ایک بات بھی نہ ہوگی اس کو بھی قرب کا درجہ
 حاصل ہوگا۔ مگر ہر ایک میں مراتب کا فرق بہت ہے۔ کیونکہ بعض ایسا ہوگا کہ اس
 کو ہر ایک میں سے کچھ حاصل ہوگا۔ اور کوئی ایسا ہوگا کہ اس کو اکثر حقہ میسر ہوا ہوگا
 اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم میں یہ کمال تھا کہ ان کو تینوں باتیں انتہا درجہ کی حاصل
 تھیں۔ جب اللہ تعالیٰ نے چاہا کہ ان کی نبوت کا حال خلقت پر ظاہر ہو۔ تاکہ لوگ

ان کی پیروی کریں اور سعادت مندی کا راستہ اُن سے سیکھیں۔ تو ان ہی یقینوں
 خاصیتوں میں سے ہر ایک کو ایک نمونہ دیا ایک خاصیت کا نمونہ تو خواب ہے دوسری
 خاصیت کا نمونہ سمجھ کہ سیدھا ہونا دوسری خاصیت کا نمونہ علوم کا دل نشین ہونا
 اور آدمی کسی چیز پر ایمان نہیں لاسکتا۔ جب تک کہ اُس قسم کی چیز اس کی ذات میں
 نہ ہو۔ اور جس چیز کا نمونہ اپنے پاس نہیں ہوتا۔ اس کی صورت سمجھ میں نہیں آتی۔ اس
 سینب سے جناب الہی کو سوائے اُس کی ذات کے کوئی دوسرا پورے طور پر نہیں پہچان
 سکتا۔ اور تحقیق بڑی لمبی چوڑی ہے۔ جس کتاب میں ہم نے اسکا اُلہی کے معنی لکھے
 ہیں۔ اور اس میں اس امر کو روشن دلیل کے ساتھ بیان کیا ہے مقصود یہ ہے کہ ہم اس
 بات کا یقین رکھتے ہیں۔ کہ انبیاء و اولیاء میں ان یقینوں کمالوں کے علاوہ اور بھی ایسے
 کمال ہوتے ہیں کہ ہم کو انکی خبر نہیں۔ کیونکہ ہمارے پاس ان کا کوئی نہیں ہے۔ پس جس
 ہم بکھتے ہیں۔ کہ خدائے تعالیٰ کی ذات کمال کو اس کی ذات کے سوا کوئی نہیں پہچان سکتا
 اس طرح ہم یہ بھی کہتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو بھی پورے طور سے کوئی پہچان
 نہیں سکتا۔ مگر پیغمبر یا وہ ذات جو آپ سے مرتبہ میں زیادہ ہے لہذا آدمیوں میں سے
 پیغمبر کے قدر خود پیغمبر ہی پہنچا سکتا ہے۔ ہم کو اس سے زیادہ کچھ معلوم نہیں۔ کیونکہ اگر ہمیں
 خواب نظر نہ آتا۔ اور ہم سے کوئی بیان کرتا۔ کہ آدمی بلا حرکت کے پڑا رہتا ہے۔ نہ دیکھتا
 ہے۔ نہ سننا ہے۔ نہ بولتا ہے۔ اور یہ نہیں جانتا کہ کل کیا ہوگا۔ جس میں سننے اور دیکھنے
 کی قوت ہے۔ وہ اس حال کو نہیں سمجھ سکتا۔ پس اگر ہمیں غند نہ آیا کرتی۔ تو ہم کو اس
 حالت کا کبھی یقین نہ ہوتا۔ کیونکہ آدمی نے جو نہیں دیکھا۔ اُسے یقین نہیں کرتا۔ اس لئے
 حق تعالیٰ نے فرمایا ہے جَلَّ كَذَبُوا بِالْعَرَبِ لِحَبِطُوا بِهِمْ وَلَعَلَّآ يَأْتِيهِمْ نَذِيرٌ۔ پھر جس نے
 لکھے ہیں جس کے سمجھنے پر قابو نہ پایا اور ابھی نہیں آئی محض اس کی حقیقت اور دوسری جگہ
 فرمایا اِذْ لَكُمْ بِعَنْدِ رَبِّهِ فَيَقُولُ لَوْ هَذَا اخْلُقْ قَدِيرٌ اور جب راہ پر نہیں آئے اس

کے بتائے سے کہیں یہ جھوٹ ہے مذت کا اور اس بات کا تعجب نہ کر دو کہ انبیاء اور اولیاء میں ایسی صفت ہوتی ہے کہ اس سے اور لوگ بے خبر ہوتے ہیں، اور ان کو اس سے لذت اور اعلیٰ درجے کے حالات حاصل ہوتے ہیں۔ اے عزیز کیا تو نہیں دیکھتا کہ جس کو شکر کا مذاق نہیں، اُسے اس کے وزن و کماح سے مزہ نہیں آتا، اور اگر کوئی یہ چاہے کہ اُسے پس شکر کا لطف و معنی بھی اُسے تو نہیں سمجھ سکتا کیونکہ اس کو ان باتوں کی خبر نہیں اسی طرح مادر ذرا اندھا، رنگوں کی کیفیت اور دیدار کی لذت نہیں جان سکتا، پس اس بات کا بھی تعجب نہ کر دو کہ نبوت کے درجے کے علاوہ حق تعالیٰ کسی اور میں ایسے علوم پیدا کر دے کہ اس سے پہلے کسی کو اس کی خبر نہ ہو اے عزیز یہ کچھ بیان کیا گیا اس سے آدمی کے دل کی اصلیت اور بزرگی تو تجھے معلوم ہو گئی، اور صوفیوں کا طریق بھی معلوم ہو گیا، کہ کیلے، اور خائیا تو نے صوفیوں سے یہ بھی سنا ہو گا کہ وہ کہا کرتے ہیں کہ علم اس راستہ کا حجاب ہے، اور تو نے اس کا انکار کیا ہو گا، اے عزیز اس کا انکار نہ کر کہ یہ سچی بات ہے، جو چیز کہ محسوسات میں ہے، اور جو علم کہ محسوسات کے طریقے سے حاصل ہوتا ہے، جب اس میں مشغول ہو گا، اس حال سے حجاب ہو جائیگا اور دل کی مثال حوض جیسی ہے، اور پانیوں جو اس کی مثال ایسی ہے جیسے پانی حوض ہنریں، اور ہنردوں کا پانی باہر سے حوض میں آتا ہے اگر تو یہ چاہے کہ صاف پانی حوض کی تہ سے نکلے تو اسکی مدد یہ ہے کہ اول اس کو خالی کر اور پانی نکال اور جو کچھ دغیرہ پانی کے اثر سے اس میں ہے، وہ بھی باہر پھینک، اور سب ہنردوں کا راستہ بند کر تا باہر کا پانی ان کی سوتوں سے اس میں نہ آئے پھر حوض کی تہ کو کھود تا کہ پاک صاف پانی اس کی تہ سے نکلے، جب تک کہ حوض کی مدد باہر کا پانی نہ آ رہے گا، ممکن نہیں کہ اسکی تہ سے پانی نکلے اسی طرح یہ علم جو اندر سے باہر آتا ہے وصل نہیں ہو سکتا، جب تک کہ دل باہر کی آئی ہوئی چیزوں سے خالی نہ ہو، لیکن ہم گراہی سمجھتے ہوئے علم سے غافل کر دے

اور دل کو اس میں مشغول نہ رکھے۔ تو وہ علم جس سے اپنے خد کو خالی کیا ہے حجاب بن سکتا اور ممکن ہے کہ ایسے عالم کو کشف حاصل ہو جس طرح دل کو جس وقت خیالات اور محسوسات سے خالی کرتا ہے۔ تو وہ خیالات آڑ میں بن سکتے۔ حجاب کا سبب یہ ہے کہ جب کسی نے اہل سنت کے عقائد پر دلائل دیکھے۔ اور دلائل بھی وہ مجادلہ و مناظرہ میں کام آتے ہیں۔ اور پھر بالکل انہی دلائل کا ربا۔ اور یہ سمجھ لیا۔ کہ اس علم کے سوا

اور کوئی علم ہی نہیں۔ اگر کوئی چیز اس کے دل میں آئے گی تو یہ کہے گا۔ جو میں نے سنا ہے اس کے خلاف ہے۔ اور جو کوئی اس کے خلاف ہے باطل ہے۔ ممکن نہیں کہ کبھی ایسے شخص کو کاموں کی حقیقت معلوم ہو۔ کیونکہ جو اعتقاد کہ عوام کو سکھائے جاتے ہیں وہ حقیقت کا سانچہ ہے۔ عین حقیقت نہیں اور معرفت پور کی جب ہوتی ہے کہ حقائق پر سے سانچے کو اٹھا دیا جائے جس طرح مغز کو پھیلنے سے الگ کرتے ہیں۔ چلیے کہ جو شخص بحث کا اعتقاد ثابت کرنے کے لئے سیکھتا ہے۔ اس کو حقیقت حال نہیں کہتے جس وقت وہ گمان کرتا ہے۔ کہ جو کچھ میرے پاس ہے اس کے سوا اور کچھ ہے اسی وقت یہ گمان اس کا حجاب بن جاتا ہے۔ اس سبب سے یہ گمان اس شخص پر غالب آجاتا ہے۔ جس نے کچھ سیکھا ہے۔ اکثر ایسا ہوتا ہے۔ کہ یہ لوگ اس درجہ سے محروم رہتے ہیں۔ پس اگر کوئی شخص اس گمان سے پاک ہو جائے۔ اس کے واسطے علم حجاب نہیں ہوتا۔ جب کسی کو کشف ہونے لگتا ہے۔ تو اس کا ذہن کمال کو پہنچتا ہے۔ اور اس کی راہ زیادہ امن میں اور زیادہ ٹھیک اس شخص کی بہ نسبت ہوتی ہے۔ جس کا قدم پہلے سے علم میں مضبوط نہیں پڑا۔ اور یہ ہوتا ہے کہ مدت دراز تک یہودہ خیال کی قید میں رہنے سے محذور اس شبہ اس کے لئے حجاب ہو جاتا ہے۔ اور عالم ایسے کشف کے امن میں ہے۔ پس اس بات کے معنی کہ علم حجاب ہے۔ جاننے چاہئے اور جب سننے کہ وہ مکاشفہ کے درجہ کو پہنچتا ہے۔ تو انکار نہ کرے۔ لیکن حلال کو حرام سمجھنے والے اور نفس

کے قیدی یہودہ لوگ جو اس زمانہ میں ظاہر ہوئے ہیں ان کو یہ حال کبھی نصیب ہی نہیں ہوتے۔ ہاں صوفیوں سے بناوٹ کی چند باتیں وابہیات سیکھی ہیں۔ اور ان کا مشغلہ یہ ہے۔ کہ تمام دن اپنا بدن دھوئے ہیں۔ اور کنگھی چوٹی اور مصلیٰ اور مرقع کی آرائش میں لگے رہتے ہیں اور علم کی اور علماء کی مذمت کرتے ہیں۔ یہ لوگ واجب العقل ہیں کیونکہ مخلوق کے حق میں شیطان ہیں اور خدا اور رسول کے دشمن۔ اس لئے کہ خدا اور رسولؐ نے علم اور علماء کی تعریف کی ہے۔ اور تمام جہان کو علم سیکھنے کی ہدایت فرمائی ہے یہ بد بخت نفس پرور نہ صاحب مال نہ صاحب علم ان کو یہ بات کہنی کہ جائز ہے۔ ان کی مثال اس شخص کی کتاب ہے جس نے سنا تھا کہ کیا سونے سے بہتر ہے۔ کیونکہ اس سے بہت سونا بن جاتا ہے۔ اور جیہ سونے کے خزانے اس کے سامنے کھڑے جلتے ہیں۔ تو انہیں ہاتھ نہیں لگاتا۔ اور کہتا ہے کہ سونا کس کا ہے۔ اور کیا قدر کے قابل ہے کیا چاہیئے کہ وہ اصل ہے۔ یہ شخص تو سونا لیتا چٹھیں۔ اور کیا کو کسی آنکھ سے دیکھتا نہیں۔ نہ اسے معلوم پس بد نصیب اور مفلس اور بھوکا رہتا ہے۔ اور اس بات کی خوشی سے کہ میں کہہ چکا کہ وہ کیا سونے سے بہتر ہے۔ پھولا نہیں سماتا اور شیخی بھگارتا ہے۔ پس انبیاء اور اولیاء کے کشف کی مثال کیا جیسی ہے۔ اور علماء کے علم کی مثال سونے جیسی ہے۔ اور کیا والے کو سونے والے پر ہر طرح فضیلت ہے۔ لیکن یہاں ایک نکتہ ہے۔ کہ اگر کسی کے پاس اتنی کیا ہے کہ اس سے سو اشرافیوں سے زیادہ حاصل نہیں ہوتا۔ اس کو اس شخص پر فضیلت نہیں ہو سکتی جس کے پاس ہزار اشرافیاں ہیں۔ اور جس طرح کیا کی کتابیں اور اس کا چرچا اور اس کے طالب علم بہت ہیں اور اس کی حقیقت زمانہ میں بہت کم ہاتھ آتی ہے۔ اور بہت سے لوگوں کو جو اس کے طالب ہیں نتیجہ کچھ حاصل نہیں ہوتا۔ صوفیہ کا کام بھی ایسا ہی ہے۔ کہ اصیت ان میں کم ہے۔ اور جو کچھ بے تھوڑی ہے اور کم ہیں وہ لوگ جو کمال کو پہنچتے ہیں۔ پس جاننا

چاہیئے۔ کہ جس کو صوفیوں کا تھوڑا سا حال میسر ہوا ہو۔ اس کو ہر عالم پر فضیلت نہیں کیونکہ اکثر ان میں ایسے ہیں کہ ابتدا میں کچھ حال ان پر وارد ہوتا ہے۔ پھر اس مقام سے گر پڑتے ہیں۔ اور کمال کو نہیں پہنچتے اور بعض ایسے ہوتے ہیں۔ کہ ضبط اور خیال ان پر غالب آجاتا ہے۔ اور اس کی کچھ اصیلت نہیں ہوتی۔ اور یہ لوگ گمان کرتے ہیں۔ کہ یہ کام کی بات ہے۔ اور اصل میں وہ ایسے نہیں ہوتے اور جس طرح خواب میں سچی اور جھوٹی باتیں ہوتی ہیں اس حال میں بھی ایسا ہی ہوتا ہے۔ بلکہ علماء پر فضیلت اس شخص کو ہے۔ کہ اس کا حال ایسا کامل ہو کہ جو علم دین سے تعلق رکھتا ہے اور دوسروں کو سکھانے سے آتا ہے۔ اور اسے آپ ہی آپ بے سیکھے آجاتا ہے۔ اور یہ بہت نادر ہے پس چاہیئے کہ تصوف کے طریقہ کی اصیلت اور صوفیوں کی فضیلت پر ایمان ہو اور زمانے کی ان نفس پر دروں کے سبب سے صوفیوں سے بے اعتقاد نہ ہو اور جو کوئی ان میں سے علم اور علماء پر طعن کرتا ہے۔ جاننے کہ کچھ حاصل نہ ہونے کے سبب سے کرتا ہے۔

آپ کے بعض کلام :- جو آپ سے بعض مقام کرام میں صادر ہوئے۔ مسجد

دھال کے نسیم جب ان لوگوں کی منزلوں سے گزرتی ہے۔ جو رنگ تو وہ پر پھینکی ہوئی ہیں اور انصال کی راتوں کا خیال جب ان لوگوں کی خواب گاہوں کی طرف آتا ہے۔ جو رات کی ساعت میں جدا کئے گئے ہیں اور جب روح بھر پور چھنے کیلئے قدموں پر کھڑی ہو جاتی ہے۔ اور آنکھ دیکھنے سے اعراض کر کے آنسو بہانے کی طرف مشغول ہو جاتی ہے۔ اور ادم احوال گناہوں کے اعتراف کے قدم پر کھڑا ہو جاتا ہے۔ ہمتوں کا ابریم اُلجھ اُن یغیر غلطی کے روانے پر قدم راسخ سے کھڑا ہو جاتا ہے۔ اور ارادوں کا سوکا طور بخت البت کے قبہ پر پہوش گر پڑتا ہے۔ اور ایوبؑ نے بھی جی جنتی الغر کے ہاتھ

سے اس شاہ کرتا ہے۔ اور سلیمان جبرانی اپنی دولت کے بساط انبساط پر سنا لیتے ہیں
 فِيْ اَبَآئِهِمْ نَفَخَاتُ كِي ہوا پر سوار گزرتا ہے۔ اور نملہ قلب خواطر کی رعایا کو سلطان
 جلال کی لشکر کے انتہا اور بادشاہ کمال کی جیوش کے استیلا کے وقت کہتا ہے
 يَا بَنِيَّ النَّملُ اَدْخُلُوْا حَسَا كُنُوْا پس بہت سے ایسے دقیق مسالک آتے ہیں جن
 کی کیفیت کی معرفت سے دیم حیران اور سرگرداں ہو جاتا ہے۔ اور بہت سے ایسے
 رفیق معنی ظاہر ہوتے ہیں کہ فکر دل اسکی مابیت سے تنگ آ جاتا ہے۔ کبھی تو وہ
 برق کی طرح چمکتے ہیں۔ اور کبھی شمس کی طرح طلوع کرتے ہیں پس قلوب و حدہ
 شتیاق سے ٹکڑے ٹکڑے ہو جاتے ہیں۔ اور روح پیاس اور صحن سے سرگرداں
 ہو جاتے ہیں۔ ————— پس اے روح کے

قا قلوب ان منازل کی طلب میں کوشش کرو۔ اور اے دلوں کے عمدہ گھوڑوان محافل
 میں نزول کے لئے جلدی کرو۔ وَقُلِ اعْمَلُوْا فَاَسْبِرْ لِّهٖ اللّٰهُ عَمَلَكُمْ وَرَسُوْلُهُ وَالْمُؤْمِنُوْنَ
 وَاسْتَرْزُقُوْنَ اِلٰی عَالِ الْغَيْبِ الشَّهَادَةِ فَيَجْزِيْكُمْ بِمَا كُنْتُمْ تَعْمَلُوْنَ۔ آپ کا قول ہے
 پہلے سمجھ اور پھر جدا ہو جا۔ جو شخص بغیر علم کے عبادت کرتا ہے۔ تو اس کی اصلاح
 کرنے والی چیزیں کم ہوں گی۔ اور خراب کرنے والی بہت۔ اپنے ساتھ اپنے رب
 کے نور کا دیا ہے۔ جو شخص اپنے علم کے موافق عمل کرے گا، تو اللہ تعالیٰ
 اُسے ایسا علم عطا کرے گا۔ جسے وہ نہیں جانتا۔ خدا کے سولے ہر چیز سے قطع
 تعلق اور اختیار اور اسباب دنیوی چھوڑ دے۔ اپنے خدا کے ساتھ یہ دن تک
 خلوص رہے۔ تو پھر بدل سے تیری زبان پر حکمتوں کے چٹنے جاری ہو جائیں گے
 اور خدا کی آگ کو وہ ایسے دیکھے گا جیسے حضرت موسیٰ درخت سے آگ دیکھتے تھے
 اور اس کا دل اپنے نفس شیطانی اتباع اور طبع اسباب سے یکے گا۔ مہر جا میں
 نے آگ دیکھی ہے۔ اور دل سے آواز آئے گی کہ میں تیرا رب ہوں اور میں تیرا معبود ہوں۔

پس میری عبادت کر اور میری یاد کے لئے نماز پڑھا کر۔ اور غیر کے سامنے عاجز نہ بنا کر اور نہ کسی غیر سے تعلق رکھ۔ مجھے ابھی طرح سے پہچان اور غیر کو مجھلا کر ساتھ مل اور غیر سے انقطاع کر اور مجھے طلب کر اور غیر سے اعراض کر کے میرے علم قرب اور ملک کی طرف متوجہ ہو۔ جب یہ بات پوری ہو جائے گی۔ اور بقا پورا ہو جائے گا اور جاری ہوگا۔ جو کچھ جاری ہوگا اور اس بندے کی طرف وحی ہو گی اور خطاب بھیگا کہ فرعون کی طرف جا اس نے سرکشی اختیار ہے۔ اسے دل نفس اور شیطان اور ہوا کی طرف جا۔ اور میری طرف ان کی راہنمائی کر اور کہو اگر تم میری تابعداری کر دے۔ تو میں تمہیں سیدھا راستہ دکھا دوں گا۔ آپ کا قول روحوں کے شہد کی مکھی جہوں کے وجود سے پہلے کن کے چھتوں سے اڑ کر توحید کے باغوں میں آئی۔ تاکہ اس کے درختوں کے شگوفوں سے شہد چوسے۔ اور معرفت کی شاخوں سے پھل کھائے اور موطن قدس میں اپنے گھر بنائے اور درگاہ علویں مقام قرب کی طرف اپنے رب کی نزدیکی کے راستے چلے اور ہم عالیہ کے ہاتھوں سے حضور کی کے میوے پھنے اور مقامات عالیہ پر چڑھے۔ پس اسے قضا و قدر کے صیاد نے تکلیف کے جال سے شکار کر لیا۔ اور امر کے ہاتھ سے بدنوں کے بنجر دلوں میں اسے بند کر دیا۔ تو خدا نے اس بدنوں کی مکھی کی طرف وحی کی کہ بدنوں میں تواضع سے اپنے پروردگار کے راستے پر چل۔ اور شریعت کے پھل کھا اور حقیقت کے انوار کے شگوفوں سے چہرہ ہلا عارضین کی ریحان ہے۔ اور رنچ واصلین کے سوا کی نسیم ہے سب سے بڑی بلا محبوب کا گم ہو جانا ہے۔ اور سب سے بڑا رنج محبوب کا نہ ملنا ہے۔ حول و قوت سے بری ہو کر اسے خدا کی سپرد کر دینا حقیقت توحید ہے۔ اور ہر مفلوج کو عقل کی آنکھ سے مٹا دینا محض تقرر ہے قال اللہ تَوَدُّرْهُوْ فِيْ خَوْضِهِمْ يُلْعَبُوْنَ۔ اِسْمِ اعْلَم اللہ ہی ہے۔ اور دعائے مقبول ہوتی ہے۔ کہ جب تو اللہ کے۔ اور اس وقت اس کے سوا تیرے دل میں کسی کا خیال تک بھی نہ ہو عارضین کامل سے بِسْمِ اللہ کا لفظ ایسا ہے جیسے

اللہ سے لفظ کن، یہ ایسا کلمہ ہے، جو غم کو دور کرتا ہے، اور مصیبت کو زائل کر دیتا ہے۔
 زہر کو باطل کر دیتا ہے، اور نور اس کلمہ کا عام ہے اللہ ہر غالب پر غالب ہے، اور منظر عجیب
 ہے، اللہ کی سلطنت بلند ہے، اور اس کی شان ارفع ہے، اللہ بندوں کو اچھی طرح
 جانتا ہے، اور دلوں کا گہمانا ہے، اللہ جباروں پر غالب ہے، اللہ بڑے بڑے بادشاہوں
 کے تکر توڑنے والا ہے، اللہ ظاہر و باطن جانتا ہے، اللہ پر کوئی چیز پوشیدہ نہیں ہے جو
 شخص اللہ کا ہو، وہ اس کی حفاظت میں آتا ہے، جو اللہ کو دوست رکھتا ہے۔
 وہ اس کے سوا کسی کو نہیں دیکھتا جو اللہ کے راستے پر چلتا ہے، وہ اللہ تک پہنچ جاتا ہے
 جو اصل باللہ ہو جاتا ہے، وہ اللہ کی حفاظت میں زندگی بسر کرتا ہے، جو اللہ کا مشاق
 ہو جاتا ہے، وہ اللہ سے مانوس ہو جاتا ہے، جو اختیار کو ترک کرتا ہے، تو اللہ کے ساتھ
 اس کا وقت صاف ہو جاتا ہے، اللہ کا دروازہ ہی کھٹکٹا اللہ ہی کی پناہ ڈھونڈا اور اس کی پری
 توکل کر اللہ سے اعراض کرنے والے اللہ کی طرف یہ رجوع کرے میرے اسم کا کما حقہ دارالشفاء
 میں ہے، تو حق کا وقت کیسے ہوگا، یہ حالت دارالمنحت میں ہے، پس دارالمنحت میں کیسے ہوگی
 باوجود تیرے دروازے پر ہونے کے میرا یہ اسمی ہے، تو جب پردے اٹھا جائیں گے پھر
 کیسے ہوگا، اور یہ حالت اس وقت کی ہے، کہ میں نے تجھے آواز دی ہے، اور جیب میں بچہ
 سے راز کہوں گا وہ حالت کیسی ہوگی، قوم مشاہدہ میں ہے، اور بزرگی کی سمندر ان کی طرف
 دارد ہو رہی ہیں، عاشق صادق پرندہ کی طرح ہے، جو درخت پر بیٹھا ہوا نہیں سوتا بلکہ
 صبح خالی اوقات اپنے دوست کو پہکارتا ہے، قرب کی بوائے کے دلوں پر چلتی ہے، تو
 وہ اپنے زہد کے ذکر کی طرف مشتاق ہوتے ہیں، انوس ہے تم پر کہ تم کیسے مرد گئے۔
 حالانکہ تم نے اپنے پروردگار کو نہیں پہچانا، شجاعت ایک ساعت کا صبر ہے، اللہ نے
 بعض عارفین کو اس شراب سے ایک قطرہ پویا، اور ساقی قدر نے دیکھنے کے لئے اسے
 خالی کر دیا، تو اس کی روح اپنے ہم نشینوں کے درمیان ناچنے لگی اور برق بجلی کے

چمکتے وقت جبلِ موسیٰ اس کے دیکھنے کے شوق سے ہلا۔ پس اس نے سر محبوب کو دیکھا اور غلبہ عشق سے انا الحق کہہ دیا۔ اور اس کا دوسرا ہم نشین بھی مست ہوا اور اس نے سُبْحَانِی مَا اَعْظَمَ شَانِی کہہ دیا روحوں کے پرندوں کے ایک جماعت نے اپنے بدنوں کے پنخروں کو چھوڑ دیا۔ اور شوق کے بازو سے فضا عشق میں پرواز کیا، اور وجد کے بخند سے منادی ازل کی وادی کا قصد کیا، اور طمع کیا کہ طور قدم سے مشاہدے کا دار چلیں۔ لیکن ان کے طلب کے کبوتروں پر عظمت کے باز پکے۔ پس زمین و آسمان کے سب متغص بے ہوش ہو گئے، مگر جسے خدا نے چاہا وہ بے ہوش نہ ہوا، عالین کے اسوار کے لئے ہمیشگی کے جلال کی خوبی روشن ہوئی، اور عیون عارفین کے لئے کمال احدیت کا نور غیب قدم کے مشکاة سے چمکا۔ اور اقدام خلاق پر فَاَقْدَرُ اللہ تَعَالٰی کے جنگل میں گر پڑی اور عامی تبہ نسوا اللہ منقطع ہوئی۔ اسے مریدوں کے گروہ صورت آدمی میں غیب سے ایک راز رکھا گیا ہے۔ اور اس کی مٹی میں بلندی کا خزانہ مخفی ہے۔ پس سب نے اس کی معرفت کا قصد کیا۔ اور اس دغیبہ پر مطلع ہونا چاہا۔ مگر نفوس کے پردے نے اسے منع کیا۔ اور اس نے اس چہرے پر جانے کا کوئی راستہ نہ پایا۔

حکایت ۱۔ حضرت ابوالحسن دینوری فرماتے ہیں کہ میرے استاد ابو جعفر

میدانی رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا کہ میں نے پہلی عقیدت میں یعنی عالم ظاہری ہونے کی حالت میں حضرت محمد مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم کو خواب میں دیکھا کہ انھوں نے ایک چھوٹے پریشی میں۔ اور مشائخ صوفیاء کی ایک جماعت آپ کے گرد اگردہ ہوئے۔ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے دیکھا کہ آسمان کے دروازے کھول دئے گئے ہیں۔ اور ایک فرشتہ نیچے اتر آیا اور پچی اور لوٹا ہاتھ میں لئے ہوئے تھا۔ اور ایک

ایک سلسلے رکھتا تھا، اور وہ ہاتھ دھوئے تھے، اور جب میرے تک پہنچا تو ان
حضرت نے فرمایا اٹھا لو کیونکہ یہ ان میں سے نہیں ہے۔ لوٹے والے نے لوٹا اٹھا
لیا، اور چلا گیا، میں نے عرض کیا کہ یا رسول اللہ میں ان سے تو نہ بھی لیکن آپ
جانتے ہیں کہ میں ان کو دوست رکھتا ہوں محمد مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا
جو شخص ان کو دوست رکھتا ہے، وہ ان ہی میں سے ہے۔

حدیث :- اَلْمُرَدُّ مَعَ مَنْ أَحَبَّ.

یعنی آدمی اس کے ساتھ ہوگا، جس سے اُسے محبت ہے
چلی لوٹا واپس لائے گئے، یہاں تک کہ میں نے بھی ہاتھ دھوئے اُن حضرت
میری طرف دیکھتے، اور جھٹکتے تھے، اور فرمایا، اگر ہم کو دوست رکھتا ہے، تو ہمارے
ساتھ ہی ہے، ابو جعفر کہتے ہیں اس وقت میری صوفیوں سے صحبت نہ تھی۔

حکایت :- خواجہ بندہ اسحاق کتاب اسرار الاولیاء میں تحریر فرماتے ہیں
کہ جب میں حضرت فرید الدین شکر گنج علیہ رحمت کی خدمت میں حاضر ہوا، اس
وقت محمد صوفی خولجہ، عزیز درویش مولانا یحییٰ غریب شیخ بدر الدین غزنوی شیخ
جمال الدین دہلوی شیخ جمال الدین عرف شیخ علاؤ الدین اور عزیز حاضر خدمت
تھے، درویشی کے بارے میں گفتگو شروع ہوئی زبان مبارک سے فرمایا، اگر رسول اللہ
درویشی کو قبول نہ فرماتے، تو درویشی کی برکت جہاں میں نہ ہوتی، پھر فرمایا
ایک مرتبہ حضرت عیسیٰ علیہ السلام نے بارگاہِ الہی میں عرض کی، اے بار خدایا دنیا
اور اہل دنیا کس بات کے سہارے قائم ہیں، حکم ہوا درویشوں کی قدم کی برکت سے
اے بیٹا اگر درویش جہاں میں نہ ہوتے تو دولت مندوں کی میرا قبر نگل جاتا، اور سب

کو ہلاک کر دیا۔ پھر فرمایا۔ اگر آرام دارین ہے۔ تو درویشوں کی صحبت میں ہے۔ جب شیخ ہشام الدین بہروردی کے ہمان خانہ میں کوئی درویش نہ آتا تو فرماتے آج مجھ سے نعمت لے گئی ہے۔ جو کوئی درویش نہیں آیا۔ پھر فرمایا کہ ایک مرتبہ رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم بیٹھے تھے۔ کہ جبرائیل علیہ السلام آئے اور فرمائی اے ابلی ستایا کہ اے میرے حبیب جو لوگ فقیروں سے محبت کرتے ہیں اور ان کو اپنے پاس بٹھاتے ہیں تو ان کے ساتھ دوستی کر اور ان کے ساتھ بیٹھ پھر فرمایا کہ قیامت کے دن درویشوں سے معافی مانگی جائیگی اور دولت مندوں سے حساب لیا جائے گا۔ پھر فرمایا کہ میں نے شیخ واحد کر بانی کی زبانی سنا ہے کہ قیامت کے

دن درویشوں کو حکم ہوگا کہ میزانِ دہلی صراط کے پاس جا کر ان شخصوں کو اپنے ہمراہ بہشت میں لے جاؤ جنہوں نے دنیا میں تم سے محبت کی تھی۔ پھر فرمایا کہ قیامت کے دن بہت سے آدمی ایسے ہونگے پھر فرمایا کہ قیامت کے دن بہت سے آدمی ایسے ہوں گے جنہوں نے دنیا میں طاعت نماز روزہ وغیرہ سب کچھ کیا ہوگا۔ لیکن دوزخ میں جانے کا حکم ہوگا۔ وہ پوچھیں گے کہ ہم نے تو دنیا میں نیک کام کئے تھے پھر کیوں ہم دوزخ میں جاتے ہیں۔ حکم ہوگا تم نے دنیا میں درویشوں سے روگردانی کی تھی۔ اور بعض آدمی ایسے ہونگے جنہوں نے دنیا میں کوئی نیک کام نہیں کیا بلکہ گناہ درگناہ کرتے رہے۔ ان کے لئے بہشت میں جانے کا حکم ہوگا اور وہ حیران ہو جائیں گے کہ ہم نے تو دنیا میں کوئی نیک عمل نہیں کیا۔ پھر کس سبب سے ہمیں بہشت کا حکم ہوا ہے۔ فرمان ہوگا کہ گو دنیا میں تم نے گناہ کیے ہیں۔ لیکن تمہارے دلوں میں درویشوں کی محبت تھی۔ اور تم نے ان سے نیک سلوک کیا۔ جس کی برکت سے تمہیں آج بہشت جانا نصیب ہوا۔ کوئی صحبت درویشوں کی صحبت سے اچھی اور نہ کوئی اس سے بڑھ کر عمل نیک اچھا ہے پھر

فرمایا جب شہر سے کوئی درویش فوت ہوتا ہے، تو فرشتے اس کی موت پر افسوس کرتے اور روتے ہیں۔ پس جس شہر میں درویش نہیں اس شہر میں خیر و برکت نہیں۔

درویش را بہ شہر نہ بودی گر قیام گشتی سراسر این ہمہ عالم خراب حال
حُب درویشاں کلید جنت است دشمن ابشاں سزائے لعنت است

پھر فرمایا ایک مرتبہ لاہور شہر اس طرح خراب ہوا تھا کہ اس شہر میں ایک بڑا بن رہتا تھا چند روز کے بعد مغل آنے والے تھے، وہ جامع مسجد میں گیا اور لوگوں سے مخاطب ہو کر کہا کہ اے مسلمانوں! اب ہم اس شہر سے جاتے ہیں کسی نے نہ پوچھا کہ کیوں جاتے ہو۔ بلکہ کہا کہ بہتر ہے کہ ایسا درویش یہاں سے چلا جائے جب آپ شہر چھوڑ گئے تو مغلوں نے آکر شہر کو لوٹ لیا اور لوگوں کو قید کر لیا۔

حکایت :- منقول ہے کہ قطب العالم شیخ جلال الدین بخاری رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا کہ ایک روز میں ملتان میں اپنے پیر و مرشد حضرت بہاؤ الدین غوث الاعظم کی خدمت میں تھا کہ ہاتھ یا پاؤں کے بوسہ دینے میں گفتگو شروع ہوئی تو آپ نے فرمایا یوسف بن حجاج کو جو بڑا ظالم بادشاہ تھا۔ خواب میں دیکھا اور اس سے پوچھا کہ تیری کیا حالت ہے، اس نے کہا کہ مجھے دوزخ میں ڈالنے کو تیار تھے، میرے منہ سے لکلا کہ میں نے خواجہ حسن بھری کے ہاتھ کو بوسہ دیا تھا وہ خدا کے پیارے ہیں۔ مجھے پیاروں کے طفیل بخشا جائے اس نے مجھے معافی مل گئی ہے اور بہشت میں داخل کیا گیا۔ پس جو شخص کسی بزرگ کے ہاتھ یا پاؤں کو بوسہ دے گا، امید ہے کہ اُسے غفور الرحیم بخش دے گا۔ از کتاب خلاصۃ العارفين۔

حکایت :- حضرت خواجہ نظام الدین اولیاء دہلوی فرماتے ہیں کہ ملتان میں

ایک نوجوان گنہگاری میں مشہور دائم مصروف بہ فسق و فجور تھا وہ فوت ہو گیا
 فوت ہونے کے بعد اُسے بعض شخصوں نے کشف قبور کر کے دیکھا کہ سبز لباس پہنے
 بہشت میں بٹل رہا ہے۔ اس سے پوچھا کہ تو بدکار و بد عمل تھا یہ درجہ تجھے کہاں
 سے ملا اس نے کہا جیسے تم کہتے ہو ٹھیک ہے۔ لیکن میری معافی کی یہ صورت ہے
 کہ ایک مرتبہ میں حضرت بہاؤ الحق کے گھر کی طرف سے گذرا تو آپ کی دہلیز پر بوسہ
 دیا تھا، میں جب فوت ہوا تو حکم صادر ہوا کہ جس شخص نے میری پیار سے کی دہلیز کو بوسہ
 دیا ہو میں اُسے آگ میں کیوں ڈالوں سبحان اللہ کیا شان کبریائی ہے۔ کہ دوست کس
 قدر پیار سے ہیں، جیسا کہ فرعونؑ موسیٰؑ جو حضرت موسیٰ علیہ السلام کی نفیس کیا کرتا
 تھا، حضرت موسیٰ کے نام کے لحاظ سے خداوند تعالیٰ نے بخش دیا تھا سب کو حال معلوم
 ہے۔ میں کیا سو من کروں۔

بیت

میرے پیاریاں مال پیار کریں بچی ہو پابند اس بادے نی
 غلام جیلانی پاسوں جلکے پیچھے رستہ خواہشمند میر جی نوں حیاتے نی
 بندی میں صحبت اولیاء کو ست سنگ بکتے ہیں شاستروں اور پورانوں میں کھلبے
 بغیر ست سنگ کے گیان نہیں پراپت ہوتا، ست سنگ سے پاپ بارود کی طرح
 اڑ جاتے ہیں، اور سنسار سمندر سے پار اترنے کے لئے ست سنگ سے تم افید کوئی چیز
 نہیں صرف ست سنگ ہی ایک چیز ہے جو مکئی کا اچھا سہارا ہے، جس کے سہارے
 کو بکڑ کر بڑے بڑے پاپی پار اتر گئے، ہندو اور مسلمانوں کے بزرگوں کی تعینفات
 سے خوب معلوم ہوتا ہے جیسے تپتی ہوئی زمین کو بارش سرد کر دیتی ہے۔ ایسے ہی ست
 سنگ سے ہر داگنا ہونڈ سے پتا ہوا سرد ہو جاتا ہے، جیسا کہ چراغ کے آگے

سے اندھیرا دور ہو جاتا ہے۔ ایسے ست سنگ سے پاپلوں کا حاش ہو جاتا ہے
اس لئے حضرت مولانا روم فرماتے ہیں۔

از جوار طالبان طالب شوی از جوار غائبان غائب شوی
تو حسمہا جو بردوں کے پاس نہ کھٹے وہ بڑا ہو جانے کا۔ نیک ہونے کے لئے
نیکوں کی صحبت چاہئے۔

ہم نشینی صالح ترا صالح کند ہم نشینی طالح ترا طالح کند

حدیث: الصُّحْبَةُ مُؤَثِّرَةٌ

(یعنی صحبت اپنا اثر کر جاتی ہے۔)

حکایت

ہ۔ ایک کیرے اور بھورے میں دوستی تھی بھورا اپنی عادت کے مطابق
باغ میں جاتا اور پھولوں کی خوشبو لیتا۔ اور کیرا ہمیشہ گوبر وغیرہ کھاتا بھورے نے
دیکھا کہ یہ دوستی کے خلاف ہے۔ جو میرا دوست بدبو میں اپنی عمر خراب کرے۔ یہ سمجھ کر
اس کو باغ میں لے گیا اور کئی طرح کے پھولوں کی خوشبو سونگھائی مگر کیرے کو ایسا نہ
پڑا۔ اور اپنی گوبر خوری کو اچھا سمجھا تب بھورے کو تعجب ہوا اور کہنے لگا کہ دیکھو
یہ خوشبو چھوڑ کر بدبو پسند کرتا ہے۔ اس کا کوئی علاج کریں۔ یہ سوچ سمجھ کر اسے
ایک مہاتما یعنی درویش کے پاس لے گئے۔ اور سارا حال کہہ سنایا۔ درویش نے
سننے ہی کیرے کو پکڑ کر جوک کی طرح سوت ڈالا اور اندر کا تمام میل اور گند نکال
کر پھینک دیا اور پانی سے دھو کر تمام آلودگی دور کر کے بالکل صاف کر دیا۔ اور
بھورے کو کہا کہ اب اسے جا کر پھولوں کی خوشبو سونگھا۔ جب بھورا نے کیرے
کو خوشبو سونگھائی تو کیرا بہت خوش ہوا اور اب باغ سے باہر نکلنا ہی دباں
جان سمجھتا تھا۔ یہ ہے جب تک پلید تھا تو پلیدی کو ہی پسند کرتا تھا۔

حدیث، الْجَنَسُ يَمِيلُ إِلَى جَنْسِهِ۔ یعنی ہر جنس اپنی جنس کی طرف رغبت کرتی ہے۔

حکایت :-

پونہتی بھگت مال میں لکھا ہے کہ ایک بیوا بہت خوبصورت اور مالدار دکن کے کسی شہر میں رہتی تھی مکان اس کا اچھا صاف و ستھرا بنا ہوا تھا مکان کے باہر دروازہ پر پھل لگا ہوا تھا چاروں طرف درخت کے چو نترہ بنا ہوا تھا ایک روز اس طرف ساد ہواں کا گزر ہوا جگہ صاف دیکھ کر بھڑکنے اور درخت کے ہٹنوں سے جا بجا سا لگ رام جی کے بٹوہ لٹکا دیئے اور اشنا کر کے بھگوت کی پوجا و سیوا میں مصروف ہو کر مگن ہو گئے شام کے وقت جب وہ بیوا سنگار کے باہر آئی تو درخت کے پتے چو نترہ پر بھگوت بھگتوں کا ہجوم دیکھا کہ بھجن اور کیڑتیا کر رہے ہیں۔ دیکھ کر شرمندہ ہوئی اور کہنے لگے کہ اگر میرے حال سے ان کو خبر ہو جاوے گی تو انسوس کریں گے کہ ہم ایسے مکان پر کیوں بٹھریں اس لئے اپنے مکان میں چلی گئی اور کچھ دیر بعد پتھال میں اشرافیاں دکھ کر بھیٹ کرنے کو لائی دیکھ کر سادھو بولا کہ پہلے تم اپنی ذات بتاؤ اس نے کچھ جواب نہ دیا جب اصرار سادھو نے کیا اور کہا کہ کچھ خوف کسی قسم کا مت کر تو اپنا نام اور کام و قوم بتا جب اس نے بتایا تو سادھو نے ہدایت کی کہ پہلے اپنے مال سے جو جمع کیا ہو لے ایک مکٹ لینے تیار کر کر رکھنا پتھ جی کی بھیٹ چڑھا پھر تیری بھیٹ سب سادھو قبول کر لیا کریں گے بیوا مذکور نے عرض کی کہ جب بھگتوں کو میری بھیٹ لینے سے انکار ہے تو بھگوت اس کو کس طرح منظور کریں گے سادھو نے جواب دیا کہ اسکے حضور میں تو پریم و محبت اور اعتقاد کی ضرورت ہے ذات اور پیشہ کی نہیں۔ لَا يَنْظُرُنِي وَجْهِكَ وَلَا إِلَىٰ أَعْمَالِكَ وَلَكِنَّ اللَّهَ يَنْظُرُ إِلَىٰ قُلُوبِكُمْ یعنی تمہارے کام اور منہ نہ دیکھے جائیں گے۔ لیکن اللہ دل دیکھے گا الغرض بیوا نے

تین لاکھ روپیہ خرچ کر کے چڑھاؤ ملک بنوایا اور کمال محبت سے باجوں کے ساتھ ناچتی ہوئی اور پریم کے نشہ میں مست اس ملک کو لے کر چلی جب نزدیک سری رگھنا تھ جی کے مندر کے پہنچی تو کسی سبب سے اندر نہ جاسکی مگر بے قرار اور اپنی کم نصیبی پر پکار کر روتی تھی اور بے ہوش ہو جاتی تھی اور کہتی اے مہاراج دیا لو کہ پالو میں مہاپاپن بتیاری آپ کے دربار میں بھیٹ لے کر آئی ہوں آپ اس کو قبول کریں۔ انتر جامی بھگوان نے جب اس کا سچا پریم اور محبت دلی دیکھی تو خود رگھنا تھ جی کی مورتی پہنچے اتر ہی اور سر پہنچا کر دیا۔ بیسوا نے تمسکار کی اور ملک سر پر رکھ دیا مورتی پھر اپنی جگہ پر چلی گئی اسی دز سے وہ بیسوا پریم بھگتوں میں مشہور و معروف ہوئی۔ خیال کرنے کی بات ہے کہ اس کو ست سنگ سادھواں کا قدرے ہوا ادا اس ذرا سی دیر کے ست سنگ نے اس کے تمام پاپوں کا تاش کر دیا جیسے پتھر کی مورتی بھی سر جھکانے لگی نکتہ ہولینا روم صاحب علیہ الرحمۃ فرماتے ہیں کہ جیسی محبت ہو ویسا ہی انسان بن جاتا ہے۔ مثلاً روٹی جو تک دستر خواں پر پڑی ہے۔ تو جیسے دستر خواں جھاو لے ہی روٹی سوا ہلائے بل نہیں سکتی۔ لیکن روٹی جب پیٹ میں گئی اور انسانی محبت ہوئی تو پھر کیا کیا رنگ بدلاتی ہے۔ یہاں تک کہ خون اور جزیدہ انسان بن جاتی ہے جماد کی محبت سے جماد اور انسان کی محبت سے انسان۔

حکایت مثنوی مولینا رومؒ

یہ وصیت تھی رسول پاک کی	باا مام الادب یعنی علی
گو کہ ہو قوت میں تم شیر خدا	سب شجاعاں جہاں کے پیشوا
عت کہ دیشری پہ لیکن اعتماد	اود اندر ساٹھ نخل مراد !!!

سایہ اس دانا کا کہ تو اختیار	ہو جو مکاری سے کئی برکسار
بس تعجب اس سے سوئے اللہ	سر کو اپنے مرت پھر اطاعت گاہ
ظلم ہے اس کا زمین پر کور قاف	روح بے بکمرغ اس کی خوش طواف
دست گیر و بندہ خاص اللہ	لے چلی طالب کو جوتا پیش گاہ
نعت اس کی جو کہوں میں تاقیم	غایت اس کی ہوں میں برگز تمام
آدمی میں ہیں بہاں وہ آفتاب	فہم کرد اللہ اعلم بالصواب
ہر کسی مخلوق کی طاعت جدا	جس میں اپنی مخلصی وہ ڈھونڈتا
سایہ عاقل کو مسامحہ کیجئے	جنگ ہا با نفس دشمن کیجئے
پیر جیب پاوے تو ہو فرمان پذیر	جبر کر اس پر جو ہوا رشتہ دہیر
بے دلیل اس راہ میں کوئی کم گیا	جو گیدھے وہ بہ نطفہ راہ نما
پیر کے ساتھ ہو صابر بے نفاق	تا نہ چوں موسیٰ سننے ندا فراق
غالبوں پر جان غالب دستبیر	ہاتھ اس کا قبضہ رب قدر
جب کہ پایا پیر نازک دل ہنو	سرت و در زندہ چوں آب گل شو
تو اگر ہر زخم پر کینہ کرے	پھر کہاں بے صیقل آئینہ کرے

کافی

ہو کامل پیر دے ہائے	بہتر از پلوج بھنسم گنوائے
جو حکم کرے توں سویو کرے	بہادیں الٹا آوے تیری نظر
کر جو کچھ او فرمائے	ہو کامل پیر دے سائے
بنا پیر دے ملد راہ نہیں !	بے گرجہا کوئی گمراہ نہیں
ایوں مور کہ عمر گنوائے	ہو کامل پیر دے سائے

واہ واہ مرد مکمل ظاہر ہیں جو کامل عارف ظاہر ہیں
 خود مولا صفت سناے ہو کامل پیر دے سلئے
 حب کامل پیر دی پیر کرے پیچی نظر دے دناج تا نیر کرے
 سب خودی خیال و نجائے ہو کامل پیر دے سلئے
 ہو عاشق پیر دی صورت دا پا برقعہ اس دی صورت دا
 تیری بستی و بسم مٹائے ہو کامل پیر دے سائے
 اوہ غلام جیلا سنگہ پار گئے جہڑے کامل پیر دے سرن پیئے
 پھر یا ہوں پار لنگھایے ہو کامل پیر دے سائے

حکایت دہلی میں جہاں حضرت نظام اولیاء محبوب آلہی کا مزار مبارک واقع ہے وہاں ایک گاؤں بھی آباد ہے۔ اس کا نام حضور پاک کے نام مبارک پرستی نظام الدین ہے۔ اس بستی میں خوبی نام ایک چار رہتا تھا لوگوں کی جوتیاں گانٹھا کرتا تھا۔ اس کے دل میں محبت بزرگان دین کی یہاں تک سمائی ہوتی تھی کہ عشق کے درجہ تک پہنچ گئی تھی۔ چنانچہ اس کا معمول تھا کہ شام کے وقت جب اپنی محنت مزدور کا فراغت پاتا تو حضور کے مزار مبارک پر جا بیٹھتا تھا۔ اور اس طرح ادب کے ساتھ بیٹھا کرتا تھا گو یا وہ حضور کو ظاہری آنکھ سے دیکھ رہا ہے۔ صبح سے شام تک جو کچھ واقعات گذرتے من دمن سناتا دیا کرتا تھا۔ اس طرح کہ غریب نواز میں صبح بستر سے اٹھ کر باہر گیا وہاں سے آکر کھانا کھایا پھر یہ ہوا اور وہ ہوا آج میں نے اتنے پیسے کمائے جس غلاں سے لڑائی ہوئی غلاں سے صلاح ہوئی الحاصل جو کچھ اس کی آنکھوں نے دن بھر میں دیکھا اور کانوں سے سنا سب بحرف حضور انہ کی خدمت اقدس میں عرض کر دیتا تھا۔ پھر تھوڑی دیر خاموش رہ کر اپنے پاؤں گھر کو آتا تھا ہر روز

اس کا یہی معمول تھا ایک دفعہ ریاست بنگلہ کے نواب صاحب موصوف نے مرزا شریف پر گنبد بنوایا اور مطلقاً کار بھی کرائی۔ جب کام ختم ہو چکا تو نواب صاحب نے اسی خوشی میں ساری بستی کو دعوت دی۔ لیکن اتفاقاً خوبی کو اس میں سے کچھ حصہ نہ ملا شام کو حسب معمول خوبی نے اپنا روزنامہ سناتے وقت یہ بھی عرض کیا کہ غریب نواز آج نواب صاحب نے ساری بستی کو دعوت دی لیکن مجھے کچھ حصہ نہیں ملا اس رات کو نواب صاحب موصوف کو صہزب محبوب الہی نے خواب زیارت سے مشرف فرمایا اور فرمایا کہ ہم تم پر بہت خوش ہوئے کہ تم نے گنبد بنوایا اور دعوت وغیرہ کی۔ مگر افسوس کہ بجا سے خوبی کو تم نے کچھ نہ دیا اسے بھی کچھ دو صبح کو نواب صاحب جب جاگے تو ایک سو روپیہ نقد اور دو دیگیں کھانے کی پکوا کر خوبی چار کو تلاش کرتے ہوئے ان کے پاس پہنچے وہ کھانا اور روپیہ پیش کیا اور معافی بھی طلب کی خوبی نے بہایت متانت اور محبت کے لیے میں کہا ہاں جاؤ آج یہ بھی کہہ دیں گے

ایک کے پیاروں کے ساتھ پیار کر کے ایسا کوئی شخص نہیں جس نے کچھ نہ پایا ہو بلکہ بڑے بڑے گنہگاروں کے بیڑے پار گئے جو بڑوں کے بیٹھے وہ برا ہو جائے گا۔ نیک ہونے کیلئے نیکوں کی صحبت چاہئے۔

حکایت ۱۔ سوزج اپنی روشنی عبادت خانوں تک محدود نہیں رکھتا مٹے خانوں اور غلاظت کے انباروں پر بھی شعاعیں فیاضی سے ڈالتا ہے۔ چاند صرف پرہیزگاروں کی گھریں اپنی شہادتی چاندنی بہتیں برساتا آوارہ گنہگار بھی اس کی تقسیم نور کا حصہ لیتے ہیں۔ ہوا جب چلتی ہے نیک و بد کو یکساں فائدہ پہنچاتی ہے پانی کے گھونٹ ہر گورے کالے اچھے بڑے ادنیٰ اعلیٰ کے حلق کو سیراب کرتے ہیں۔ جب فطرت کے یہ بڑے بڑے ہاتھ پاؤں مخلوق خدا سے مساوات برتاؤ کا کرتے ہیں، تو وہ دین فطرت کا پیام رساں پھر الہی کا حکیم اول کیونکر بخشی کر سکتا ہے۔ وہ تو ہوا پانی آگ سوزج چاند سے زیادہ خدا کے بندوں کا الغنی ہے

اس کے دل میں تو خدا نے ساری کائنات سے بڑھ کر مخلوق کی محبت پیدا کی جب کوئی بدکردار بندہ اپنے گناہوں کی ندامت میں آٹھو پہناتا ہے، اور پروڈگار سے اس کے حبیب صلی اللہ علیہ وسلم کا یا اور اس کے پیارے کا واسطہ دے کر معافی مانگتا ہے۔ تو صرف اسکی توبہ ہی قبول نہیں ہوتی بلکہ وہ رسالت مآب سرکار کا مقبول پیارا بن جاتا ہے اس دربار میں یہ پوچھ نہیں ہوتی کہ یہ بندہ کس قوم کا ہے یا کس ذات کا ہے۔ اور کیا چال و چلن رکھتا ہے۔ یہاں تک کہ اگر ساری عمر ناپاک جذبات کی غلامی میں گزاری ہو بندہ سے بد فرقہ میں پیدائش ہوئی ہو اور خدا اور رسول کی نافرمانی میں ساری زندگی گزر گئی ہو۔ مگر ایک دفعہ پچھلے دل سے توبہ کر لینا سب گناہوں سے بے زار ہو کر خدا کے دروازہ پر ٹھک پڑنا اور اُقلائے نامدار محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم یا دیگر ولی اللہ کو وسیلہ قرار دیکر خدا کی طرف رجوع ہونا سب گناہوں کا کفارہ ہو جاتا ہے۔ وہ ان تمام نعمتوں کا سزاور بن جاتا ہے جو انکوں اور خدا کے بندوں کے لئے مخصوص ہیں۔

حکایت :- حضرت امام اعظم ابو حنیفہ رحمۃ اللہ علیہ کے حالات میں درج ہے کہ ایک روز تعلیم دینیات کے وقت آپ بار بار کھڑے ہوتے تھے شاگردوں میں سے کسی نے پوچھا کہ حضرت آپ آج بار بار کیوں قیام فرماتے ہیں۔ آپ نے فرمایا کہ مدرسہ کے دروازے کے سامنے لڑکے جو کھیل رہے ہیں، ان میں ایک صاحب زادہ سید اولاد قاطر زہرا بھی ہے جس وقت وہ میرے سامنے آتا ہے اس کی تعلیم کے لئے کھڑا ہوتا ہوں چوں کہ وہ آل رسول ہے۔ سبحان اللہ ایک امام وقت مجتہد و فقیہ اپنے پیارے کی نسل سے بھی کس قدر پیار کرتا ہے۔ کیوں نہ ہو۔ بے ادب محروم ماند از افضل رب ۛ

نقل ہے حضرت عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی خلافت کے زمانہ میں ایک مکانے والا

ستار بجایا کرتا تھا۔ شوقین لوگ درپردہ حضرت عمرؓ کے ڈر سے سینے اور وہ بھی خوف کے لئے
 چوری گاتا۔ جب اسکی عمر کو بڑھایا آیا۔ تو آواز خراب ہو گئی۔ جب ستار بجاتا تو درست
 نہ بجا سکتا۔ بڑھاپے کی وجہ سے ہاتھ کا پتہ نہ تھا۔ جو شخص اس کی خوش آوازی پر جان
 قربان کرتے تھے وہ سب کے سب دوستی توڑ گئے۔ جو ہر وقت یلیل بیقرار کی طرح اس
 کے گرد رہتے تھے۔ سب رخ بدل گئے۔ کوئی قریب نہ آتا۔ گانے بجانے کی جو آمدنی
 تھی۔ سب بند ہو گئی۔ وہ بے چارہ عاجز ہو گیا۔ جب کئی روز کا فاقہ ہوا تو لاچار ہو کر
 ستار ہاتھ میں لئے قبرستان کی طرف روانہ ہوا۔ قبروں میں جا کر بہت گریہ اوزاری کی روتا
 اور کہتا ہے خداوند! اب تیرے دربار کے سوا کہاں جاؤں۔ جو دوست و آشنا تھے سب
 چھوڑ گئے اب ان سے ناامید ہو کر تیرے دربار فیض آثار میں آیا ہوں۔ لئے میرے مولیٰ
 میری فریاد سن۔ آج کئی روز کا بھوکا ہوں۔ اسی طرح روتا روتا ستار پہلو میں رکھ کر قبر
 سے تکیہ لگا کر سو گیا۔ ادھر حضرت عمرؓ کو اس بارہ ہوا۔ کہ لے عمر اسی وقت سات سو دینار
 بیت المال سے لے اور قبرستان میں جا اور وہاں میرا خاں دوست ہے یہ تحفہ اسے میری
 طرف سے دے اور سلام کہہ۔ حضرت عمرؓ اسی وقت اسٹھ سات سو دینار لیکر قبرستان میں
 پہنچے۔ وہاں جا کر ڈھونڈنا شروع کیا۔ ادھر ادھر تلاش کرتے اُسے دیکھ کر آگے سرک
 جاتے دل میں خیال کرتے یہ تو وہی مردود ہے۔ جو گایا کرتا تھا۔ جب بہت تلاش کر چکے
 اور کوئی شخص نہ دیکھا تو آپ کے دل میں خیال آیا کہ اسی کے لئے حکم الہی صادر ہوا ہے

فرد

حشرۂ آب حیوان در نار یک است

اب اس کے پاس بیٹھ جاؤ۔ جب یہ بیدار ہو گا تو
 یہ نذرانہ خدا کا اس کے پاس پیش کر دینا۔ اسنے میں مطرب کو چھینک آئی اور جاگ اٹھا
 جب حضرت عمرؓ کو دیکھا تو خوف زدہ ہو کر بھاگنے کو تیار ہوا حضرت عمرؓ نے فرمایا بھاگ نہیں

یہ سات سو دینار تیرے لئے خداوند نے بھیجا ہے۔ اور سلام کیا ہے۔ جب تو یہ سات سو دینار خرچ کرے گا تو پھر عمر اپنی طرف سے تجھے دیا کرے گا۔ اور تو مقبول خدا ہے۔ مجھ سے ڈر نہیں یہ خوش پیغام سن کر ایک آہ بھری اور جان و جود سے نکل گئی۔ حضرت عمرؓ افسوس کے ہاتھ ملتے ہوئے واپس چلے آئے اور اسے بڑی عزت سے دفن کروایا

قُلْ غُوثُ الْأَعْظَمُ **عظم**
 قَالَ اللَّهُ تَعَالَى يَا غُوثُ الْأَعْظَمُ قُلْتُ لَقَبُكَ
 قَالَ كُلُّ طَوْرٍ بَيْنَ النَّاسُوتِ وَالْمَلَكُوتِ فَهِيَ
 شَرِيعَةٌ وَكُلُّ طَوْرٍ بَيْنَ الْمَلَكُوتِ وَالْجَبَرُوتِ فَهِيَ طَرِيقَةٌ وَكُلُّ طَوْرٍ بَيْنَ الْجَبَرُوتِ
 وَالْأَهْوُوتِ فَهِيَ حَقِيقَةٌ۔

ترجمہ: مجھ کو فرمایا اللہ تعالیٰ نے، اے غوث الاعظم، میں نے عرض کیا کہ الہی! ارشاد ہو، اللہ تعالیٰ نے فرمایا کہ جو راہ ناسوت اور ملکوت کے درمیان میں ہے وہ شریعت ہے۔ اور جو راہ جبروت اور ملکوت کے درمیان میں ہے، وہ طریقت ہے۔ اور جو راہ جبروت اور اہوت کے درمیان میں ہے، وہ حقیقت ہے۔

قائدہ:- واضح ہو کہ عالم ظاہر کو ناسوت کہتے ہیں۔ اور مٹاؤ کو ملکوت اور عالم مقبول کو عالم ارواح و جبروت اور جو عالم ان کے سوا ہے اُسے لاہوت کہتے ہیں۔ یا یوں سمجھئے کہ لاہوت ذات ہے اور جبروت صفات ہے۔ ملکوت فعل اور ناسوت اثر فعل ہے۔ ناسوت جبروت تک افعال و اقوال ہیں جیسا کہ حدیث میں وارد ہے الشَّرِيعَةُ اقْوَالِي وَالطَّرِيقَةُ اَفْعَالِي وَالْحَقِيقَةُ اَحْوَالِي وَالْمَعْرِفَةُ رَأْسُ الْمَالِي۔ ترجمہ شریعت میرا قول ہے اور طریقت میرا حال ہے، اور معرفت میرا راس المال، اور درمیان جبروت اور لاہوت کے حقیقت یعنی حال ہے۔ جو کلام سے تعبیر نہیں کیا جاتا وہاں نہ گفتار ہے نہ کردار انسان جب شریعت کے منازل طے کر لیتا ہے۔ تو حقیقت میں داخل ہونے

کے قابل ہو جاتا ہے۔ انسان کا وجود ناسوت کے مرتبہ میں ہے اور دل ملکوت کے مرتبہ میں اور روح بھروت کے مرتبہ میں اور سر لاہوت کے مرتبہ میں جب انسان ناسوت کے مرتبہ سے گذر جاتا ہے تو ملکوت میں جب ملکوت سے گذر جاتا ہے تو بھروت میں جب بھروت سے گذر جاتا ہے تو لاہوت میں پہنچ جاتا ہے۔ زبان دل روح سر سب کا ذکر علیحدہ علیحدہ ہے زبان کا ذکر ناسوتی ہے۔ دل کا ذکر ملکوتی ہے۔ روح کا بھروتی سر کالا ہوتی زبان کا ذکر کلمہ شریف پڑھنا یا اور کوئی چیز پڑھنی دل کا ذکر صرف اللہ اللہ اور روح کا ذکر ہو۔ ہو اور سر کا ذکر انا یعنی میں یہاں نہ عبارت ہے نہ اشارت خلاصہ مطلب یہ ہے کہ اقوال پہ عمل کرنا شریعت ہے اور اخلاق الہی سے رنگین ہو جانا طریقت ہے اور حال یعنی فنا فی اللہ حقیقت اور بقایا اللہ معرفت ہے اور یعنی یہاں پر اپنی حقیقت کھل جاتی ہے سو اے یار دلدار پہلے پہل تیرے عشق نے مجھے خوب جلایا اور طرہ قایا اور میں نے طرح طرح سے تیرے دھل کیلئے جدوجہد کی جس کا آخر کار نتیجہ ہوا کہ میں داخل ہو گئی اب مجھے یہ معلوم نہیں کہ میں ہوں بھی یا نہیں۔ سہرت مولانا دم فرماتے ہیں

ہر کہ چیزے جست بیشک یافت او چوں وجد اندر طلب بشتافت او
چوں نہادی در طلب پاے پسرا یافتی و شد میسرے خطر

نقل ہے :- جب مجنوں عاشق ہوا تو سوز و گداز حد سے بڑھ گیا۔ اور دور تک اس کا عشق مشہور ہو گیا۔ تو امتحان کے لئے یسلی نے ایک آدمی بھیجا کہ مجنوں سے ایک ٹکڑا گوشت کی طلب میں روانہ کیا۔ تو مجنوں نے جواب دیا کہ کاٹ کر لے جاؤ۔ اُس نے آکر یسلی سے بیان کیا تو یسلی نے کہا ہاں اب عشق میں آیلے اور یہ مرتبہ ملکوتی ہے۔ کچھ عرصہ کے بعد انا یسلی کہنے لگا جس طرح شاہ منصور نے انا الحق کہا تھا

یہ مرتبہ جبروتی اور فناء فی العشق ہے۔ چند روز کے بعد صرف یسلی یسلی کہنا شروع کیا
یہ مرتبہ لاہوت و توحید ہے۔ اس کے بعد 'گشتلی پیدا ہوئی۔ نہ یسلی یاد رہی نہ بھنوں
یہ مرتبہ ہابوت کا ہے۔ نہ خود نہ خودی نہ خدا کچھ باقی نہ رہا۔ نہ ذکر نہ ذاکر نہ
مذکور صرف 'م م م نہ ہم تم اسی مرتبہ کے لئے اشارہ ہے 'مَنْ عَوَفَدْبَهُ كُلِّ لِسَانُهُ' یعنی
جس نے اپنا رب پہچانا بند ہوئی زبان اس کی آزاد جب ہوا۔ تو خاموشی کو اختیار کر لیا
ہے۔ شور مرغ گرفتار کے لئے اس میدان پہنچ کر ادبچی آواز ہی نہ کالنی منع ہے۔

نقل ہے۔ کہ حضرت داؤد علیہ السلام پر وحی نازل ہوئی۔ کہ ہمارے لئے
داؤد پاک ٹھہر تیار کر۔ تاکہ میری عظمت اس میں نزول کرے۔ حضرت داؤد علیہ السلام
نے عرض کی کہ یارب وہ کون سا ٹھہرے جو تیری عظمت کے لائق ہے۔ ارشاد ہوا کہ
وہ مومن کا دل ہے داؤد نے عرض کی کہ اسکو کس طرح پاک کردن ہا لف عینی نے ندا کی
کہ عشق کی آگ سینے میں روشن کر جس نے غیرت کی خن دغا شکا حل کر صاف محبت
آہی کے لائق ہو جائے۔

حکایت :- ایک کتاب میں لکھا ہوا دیکھا ہے۔ کہ ایک شخص تھا اس نے لون کی
پتلی بنا کر اس کے سر میں تار لگا کر اور گشتی میں بیٹھ کر دریا کی گہرائی کا پتہ لینا شروع کیا۔ جب
پتلی کو غوطہ لگا کر باہر لاتا تو دریافت کر لیتا کہ اس جگہ کس قدر پانی ہے جا بجا غوطہ لگانے
سے مٹوڑی دیر میں پتلی کا کام تمام ہوا۔ پھر دریافت پر دریا سے آواز آئی۔ کہ اب میں
دریا ہو گئی ہوں اب مجھے پتلی کہہ کر آواز نہ دینا۔

چنانچہ بایزید بسطامی۔ رحمۃ اللہ علیہ کی ملاقات کے لئے ایک شخص بسطام

مشریف میں آیا اور آپؐ بھی دریافت کیا کہ بائزید کہاں ہے۔ آپؐ نے فرمایا بایزید تیس سال سے ٹم ہے۔ اس کا نام زبان پر لانا جائز نہیں وہ خدا کی ہستی میں ٹم ہے۔

حکایت :- خواجہ معین الدین علیہ رحمت فرماتے ہیں۔ جب تک ہماری شادی نہ ہوئی تھی بلا دعا تمام حاجات پوری ہوتی تھیں اب دعا کی ضرورت پڑتی ہے۔ یہ بات سن کر سلطان التارکین مولانا حمید الدین صوفی نے عرض کی خواجہ آپؐ نے بجا و درست فرمایا۔ جب تک حضرت عیسیٰ علیہ السلام نہ پیدا ہوئے تھے حضرت مریم کو میوسے غیر موس کے ملے تھے۔ حضرت عیسیٰ کے پیدا ہونے پر بھی انتظار رہتا تھا۔ ارشاد الہی ہوائے مریم اب گھر بھی بلا محنت رزق کا انتظار نہ کیا کرو۔ ہاتھ پیر بلاؤ۔

وَهْزِي إِلَيْكَ بِجَذْعِ النَّخْلَةِ تُسَاقِطُ عَلَيْكَ طَبًا جَنِيًّا
ترجمہ: ہلا اپنی طرف کھجور کی جڑ اس سے گریں گی تجھ پر پکی ہوئی کھجوریں۔

قول جناب فردا لاجباب غوث الاعظم رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے

میں میں تجھے یہاں دیکھ رہا ہوں۔ تمہارا وعدہ لوگوں سے قیامت کا کیوں ہے۔ کہ تم کو وہاں میرا دیدار ہوگا سو اسے پیر جہنوں نے مجھے دنیا میں دیکھا ہے وہی مجھے وہاں پہنچائیں گے اور بھات پائیں گے اس لئے لازم بلکہ فرض عین ہے۔ کہ یہاں ہی اس کی معرفت حاصل کریں۔ تاکہ آخرت میں بھی پہچانیں۔ مثلاً جب ہماری کسی سے آشنائی ہو۔ پھر ہم میں کسی وجہ سے دوری ہو گئی۔ پھر جب کبھی ہم ملیں گے۔ تو ایک دوسرے کو پہچان لیں گے۔ بلکہ پہلے سے بھی زیادہ محبت ہوگی۔ اور ناواقف کسی مشہور معروف آدمی کو ہی ملے۔ تو بھی ہمیں پہچان سکتا۔ خواہ اس شخص کی کتنی ہی صفت شفاء بھی سن چکا ہو۔ دیکھتے ہی کبھی یقین نہیں ہوتا۔ کہ وہی ہے۔ جس کی تمام جہان میں دھوم ہے۔ حدیث میں وارد ہے

کہ تا آشنا خدا کو دیکھ کر کہیں گے۔ یہ ہمارا خدا نہیں۔ جیسے برگزیدہ یقین نہیں آتا۔ پھر خدا نے تعالیٰ ان کے خیال کے مطابق تجلی فرمائے گا۔ جیسا کہ وہ دنیا میں حمادی خدا تصور کئے ہوئے ہیں۔ پھر مان لیں گے اور سورت قلم میں آیت ہے کہ قیامت کو خداوند کریم تمام اہل اسلام کو بلائے گا۔ اور ہنڈلی کھولے گا۔ اور فرمائے گا کہ ہم کو سجدہ کھدو۔ اہل تحقیق دیکھتے ہیں کہ سجدہ کریں گے۔ اور جن لوگوں نے دنیا میں نہیں پہچانا اور نہ سجدہ کیا وہ وہ وہاں انکار کریں گے۔ کہ یہ خدا ہی نہیں ان کی پیشانی ٹیڑھی ہو جائے گی دیکھو سورت قلم تفسیر عزیز۔

قول خولہ معین الدین رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں کہ اہل محبت کی فریاد

بوجہ شوق و اشتیاق اس وقت تک رہتی ہے کہ جب تک وہ دوست سے نہ مل جائیں اس واسطے کہ عاشق اسی وقت تک واویلا کرتا ہے۔ جب تک اس کا دھال نہ ہو جائے۔ جب معشوق کو دیکھ لیتا ہے۔ تو گفتگو شروع سے اٹھ جاتی ہے۔ پھر اس طرح تحریر فرمایا ہے کہ ندیوں میں بہتا ہوا پانی شور کرتا ہے۔ لیکن جب سمندر میں جا ملتا ہے، تو پھر آواز بس ہو جاتی ہے۔ اس طرح جب عاشق و معشوق کا دھال ہو جاتا ہے، تو عاشق واویلا نہیں کرتا۔

پھر اپنے مفعولات میں لکھتے ہیں عشق و محبت میں گفتگو اور حرکت مشغول ہیں یہ اس وقت تک ہی جب تک باہر ہیں۔ جب اندر آ جاتے ہیں۔ تو پھر آرام و خاموشی اور سکوت حاصل ہوتی ہے۔ فریاد و شور سب جاتے ہیں۔

حکایت حضرت بہل نے اپنے ایک مرید کو کہا کہ تمام دن اللہ اللہ کے سوا کوئی کلام نہ کر پھر تین دن کے لئے اور تاکید کی پھر کچھ دن اور بڑھا دیئے یہاں تک

کہ جب مرید سوتا اور خواب دیکھتا تو اللہ اللہ کی آواز سنائی دیتی ایک مرتبہ مکان کے چھت کی لکڑی مرید کے سر پر گری خون کے قطرے جوزین پر گرے ان سے بھی اللہ اللہ ہی لکھتا گیا۔

حکایت :- مؤلف ایک دفعہ خاکسار مؤلف کتاب ہذا اجمیر شریف پہنچا وہاں کئی ایک درویشوں سے ملنے کا موقع ملا گفتگو سے معلوم ہوا کہ درگاہ شریف کے قرب و جوار میں ایک مست رہتے ہیں۔ بڑے کامل اور مکمل ہیں۔ خیر ہم حاضر خدمت ہوئے بڑی جستجو کے بعد ملاقات ہوئی باتوں باتوں میں بے تکلفی ہو گئی آپ نے آنے کا سبب پوچھا تو بندہ نے عرض کی کہ اے حضور کا بڑا نام مشہور ہے۔ اور خداوند کریم نے آپ کو بڑا کمال عطا فرمایا ہوا ہے۔ لوگوں کو آن ہی آن میں منزل مقصود تک پہنچا دیتے ہو۔ آپ میری گفتگو کو سن کر مسکرائے اور فرمایا تمہارا یہاں آنا کس طرح ہوا کچھ اپنا مطلب بھی بیان کر وجہ خاکسار نے آپ کی کمال جہربانی و شفقت اپنے حال پر دیکھی تو عرض کیا کہ حضور بندہ نے عالم خلق کی سیر کر لی ہے۔ اور آپ مجھے عالم امر کی سیر کرا دیں۔ یہ بات سن کر آپ نے چندے خاموشی کی پھر فرمایا اچھا بھڑو روزہ رکھنے کا حکم دیا تین دن کے بعد قریباً دہیکے شب بندہ کو رو برو بٹھا کر توجہ دینی شروع کی کچھ دیر کے بعد اپنے اس مشغل سے بہت کہ بندہ سے دریافت کیا کہ تم پہلے بھی کسی بزرگ سے ہو بندہ نے عرض کی کہ حضور بہت سے بزرگوں کی خدمت میں حاضر ہو چکا ہوں۔ آپ نے فرمایا نہیں کسی خاص سے خاص طور پر بندہ نے عرض کی حضور میں تو سب کو خاص سمجھ کر ہی حاضر خدمت ہوتا رہا ہوں پھر آپ نے فرمایا نہیں کسی خاص سے خاص طور سے بندہ نے عرض کی کہ اس دریافت سے کیا مطلب ہے آپ نے فرمایا کہ جب میں نے توجہ دینی شروع کی تو تمہارے اور ہمارے دل کے

درمیان کئی پردے حائل ہیں۔ جب ہم وہ سب پردے ہٹا کر تمہارے دل تک پہنچے تو کیا دیکھا کہ تمہارے دل پر ایک شخص بیٹھا ہے۔ اسی نے ہماری طرف غصہ کی نظر سے دیکھا جسکی ہم تاب نہیں لاسکتے اس لئے ہم واپس چلے آئے ہیں۔ بندہ نے عرض کی کہ حضور وہ کس شکل و شبابت کے ہیں۔ زندہ ہیں یا انتقال کر گئے ہیں آپ نے فرمایا زندہ یا انتقال کا مجھے کچھ پتہ نہیں۔ لیکن اس شکل و صورت کے ہیں اور تمہارے دل پر قابض ہیں وہ تمہارے ہر رگ و ریشہ میں خون کے ساتھ بدن میں پھر رہے ہیں۔ ان کے ہوا کوئی بھی تمہارے جسم میں تصرف نہیں کر سکتا۔ جیہ کرایم گئے وہی عالم امر کی سیر کرایم گئے جب مناسب سمجھیں گے کرا دیں گے۔ وہ تمہاری ہر بات اور حالت سے واقف ہیں۔ جب بندہ نے تمام حُلِیا اور شکل و صورت اپنے قبلہ و کعبہ کے حالات سن لئے تو صبح و ماں سے چل کر آں جناب کی خدمت اقدس میں حاضر ہو کر تمام حال گزشتہ عرض کیا۔

حکایت :- محض نہ رہے کہ اکثر کتب عملیات بازاروں میں فروخت ہوتے ہیں اور بعض احباب ان میں سے کوئی خرید لاتے ہیں۔ اور اپنی مطلب ہزاری کے لئے حسب منشاء عمل نقل کر کے منظر کامیابی کے ہوتے ہیں جب کامیابی نہیں ہوتی بلکہ بعض اوقات بجائے فائدہ نقصان عاید ہو جاتا ہے۔ تو پھر مصنف پر زبان طعن و تشنیع دراز کرتے ہیں اور اپنی غلطی پر کوئی منظر اندازی نہیں کرتے۔ کہ شاید ہم سے ترکیب و غیرہ میں کوئی نقص صادر ہو گیا ہو اور یہ امر مسلم ہے کہ کامیابین ہر فن نے ہر چیز کے واسطے ترتیب و ترکیب بد نظر رکھی ہے۔ جیہ تک ترکیب کے شرائط درست نہ ہوں تو کام درست نہ ہوگا۔ مثلاً ایک شخص وضو میں پہلے پاؤں دھوتا ہے۔ پھر ہاتھ منہ اور ناک میں پانی ڈالتا ہے تو یہ ترکیب اس کی ناقص ہوئی ایسے وضو سے نماز برگز درست نہیں ہو سکتی

حکایت :- ایک شخص کو شکار کا بہت شوق تھا اس نے کسی رفیق سے ایک بندوق اور گولہ و بارود و ٹیکہ و گز وغیرہ یعنی جملہ سامان یکسر شکار کو گیا۔ مگر ترکیب و قواعد بندوق بھرنے سے لاعلم تھا۔ وہاں جا کر بندوق اس طرح بھرنے لگا کہ پہلے گولی اوپر سے بارود ڈال کر ٹوپی چڑھا کر فائر کرنے لگا تو فائر نہ ہوا۔ بلکہ بندوق کو جہنم کھلنے سے گولی بارود اندر سے گر کر خاک میں رائیگاں ہو گیا متفکر ہو کر بے چارہ بیٹھ گیا کہ اتنے میں ناگاہ کسی صیاد کا گذر ادھر سے ہوا۔ اس کو کہنے لگا کہ میری بندوق خراب ہے فائر نہیں کرتی اس کو درست کر دیں صیاد نے بندوق دیکھ کر کہا کہ اس میں کوئی نقص نہیں البتہ تیرا قصور معلوم ہوتا ہے کہ بھرنے میں غلطی کر گیا ہے جب اس نے ترکیب بیان کی تو صیاد نے کہا افسوس کہ نقصان تو اپنا اور ملامت بندوق کو اس طرح بھر جیسے میں کیوں۔ اول بارود ڈال اور اوپر ٹیکہ ڈال کر گز سے ٹھونس تاکہ بارود پٹل میں چڑھ آئے پھر ایک گولی ڈال اور ایک ٹیکہ دوسری ڈال کر گز سے ٹھونس کہ گولی جم جائے پھر پٹل پر ٹوپی چڑھا کر فائر کر کے جب اس نے حسب دستور بھر کر صید کی طرف ہاتھ بڑھا کر فائر کیا تو فائر ہو گیا۔ مگر صید اپنی ضد پر قائم رہا صیاد غصہ میں آ کر کہنے لگا کہ اے نا سمجھ جب تجھ کو بندوق پکڑنے کا مادہ نہیں تھا پھر کیوں شکار کو آتا تھا ناحق اپنی گولی بارود کا نقصان کرنا الغرض تیسری دفعہ پھر صیاد نے بندوق بھر کر اس کو باقاعدہ بٹھا کر کہا کہ بندوق اپنے کاندھے سے لگا اور اپنی دھود کو نرم کر کے حرکت سے باز رکھ اور اپنے خیال اور نظر کو تمام اطراف سے روک کر یک سو کر اور لمحہ بھر دم بند کر کے اپنی نظر کو بندوق کی نال پر ایسا قائم کر کے شبست لگا بندوق کی ٹکھی اور صد دونوں برابر ہو جائیں پھر فائر کر اس نے ایسا کیا تو گولی عین صید کے سینہ پر لگی۔ اب کوئی یہ کہہ سکتا ہے کہ بندوق میں مادہ ہلاکت پہلے نہ تھا

بلکہ ضرورت تھا۔ لیکن ترکیب کا قصور تھا۔ جس طرح بندوق میں مادہ ہلاکت کا موجود ہے۔ اسی طرح ہر ادعیدہ و عمل میں کامل تاثیر حق سبحانہ تعالیٰ نے رکھی ہے۔ اور کیوں تاثیر نہ ہو۔ کہ اسما و الہی و کلام رب العالمین ہو۔ اور ارشاد کا ملین لیکن شروط کے نہ بجالانے پر انسان محروم رہتا ہے۔ اور عمل کی تاثیر سے بے اعتقاد ہو کر مرتکب گناہ کا بن جاتا ہے۔

شعر از مؤلف

تایثر بر عمل کی تو ہوتی ضرور ہے عباد نہ ہو تو سمجھو اپنا قصور ہے
لہذا ضروری ہوا کہ کچھ شرائط عامل و دعا قلم بند کروں۔ کہ جس پر ارباب شوق و ذوق عمل کر کے نیت کو کلی حاصل کر سکیں گے۔ اس لئے ناظرین باتمکین کو چاہیئے کہ شرائط عمل وغیرہ کے پابند ہو کر عمل شروع کریں اگر پہلی دفعہ کوئی تاثیر ظاہر نہ ہو تو مایوس ہو کر عمل ترک نہ کریں۔ کیونکہ ممکن ہے کہ پہلی بار بسبب احتیاطی کے شرائط میں کوئی نقص واقع ہو گیا ہو۔ دوبارہ پھر کریں۔ انشاء اللہ تعالیٰ ضرور کامیابی ہوگی۔

حکایت :- حضرت حبیب عجمی دلیوں میں برگزیدہ گزرے ہیں ابتدا میں

آپ مالدار تھے۔ محتاجوں کو ردیہ سود پر دیا کرتے تھے۔ اور شہر بھر میں رہتے تھے۔ ہر روز اپنے مقرضوں سے قرضہ لینے جاتا اگر مقرض قرضہ یا سود نہ دیتا تو آنے جانے کی مزدوری۔ اور خوراک لے لیتا۔ ایک دن ایک شخص گھر قرضہ نہ لگنے گیا اس وقت و قرض دار گھر نہ تھا اس کی عورت نے کہا میرا خاوند گھر نہیں۔ اور میرے پاس کوئی چیز موجود نہیں یہ بکری کی سری کسی نے ہمیں دی تھی اگر لینا چاہتے ہو تو لے جاؤ اس نے دوسری لی اور گھر کو چلا آیا اگر اپنی عورت کو کہا کہ یہ سری بیاج

میں لایا ہوں۔ اسے پرکاؤ۔ عورت نے کہا لکڑی اور آٹا گھر میں نہیں اس نے کہا اچھا کسی اور قرض دار کے گھر جاتا ہوں۔ گیا اور آٹا لکڑی اسی طرح لایا عورت نے ہانڈی اور روٹی پکائی اتنے میں ایک فقیر آیا اور صدادی اور روٹی مانگی جیب نے کہا چلا جا سوالی نا امید ہو کر چلا گیا جیب کی عورت نے جب ہانڈی میں چھو ڈالا معلوم کیا کہ سب سالن خون ہو گیا ہے۔ جیب کو آواز دی اور کہا کہ آکر دیکھ کہ تیری بدبختی سے کیا ہو گیا ہے۔ جب جیب نے دیکھا تو دل میں آگ لگ گئی جو پھر ہرگز نہ بھی اور کہا کہ اے بی بی جو حمزہ می ہے میں نے اس سے توبہ کی اور دوسرے دن گھر سے باہر نکلا وہ جمہ کا دن تھا۔ لڑکے کھیل رہے تھے۔ جیب انہوں نے جیب کو دیکھا تو کہا سود خوار آتا ہے۔ دور ہو جاؤ۔ تاکہ اس کا سایہ اور پاؤں کی گردہم پر نہ پڑے کیونکہ یہ بدبخت ہے شاید ہم بھی بدبخت ہو جائیں۔ جب جیب نے یہ لڑکوں کی بات سنی تو اس کے دل میں گرفت پیدا ہوئی۔ اور وہیں سے حضرت حسن بھری کی خدمت میں گیا اور حسن بھری کی زبان سے ایک کلمہ نکلا کہ اس نے ایک دفعہ جیب کے دل کو قابو میں کر لیا۔ اس نے حضرت حسن بھری کی خدمت میں توبہ کی اور جب آپ کی مجلس سے واپس ہوا تو جب ان لڑکوں کے پاس پہنچا تو انہوں نے کہا کہ دور ہو جاؤ جیب تائب آتا ہے۔ ہمدی گرد اور سایہ اس پر نہ پڑے۔ اگر پڑے گی تو ہم گھنگار ہو جائیں گے۔ یہ سن کر جیب نے کہا۔ ایک ہی دن میں جو میں نے تیرے ساتھ صلح کی ہے اس کا اثر تو نے دوستوں کے دل میں پہنچا دیا ہے۔ اور میرا نام نیکی سے مشہور کیا ہے۔ اس نے ڈھنڈورا پٹوایا کہ جس نے جیب کا قرض دیتا ہے۔ وہ آئے اور اپنا نوشتہ لے جائے اس نے سب اکٹھے ہو گئے آپس نے ہر ایک کو نوشتہ واپس دے دیا اور جس قدر مال جمع کیا ہوا تھا وہ بھی بانٹ دیا یہاں تک کہ تن بدن کے کپڑے بھی دے دیئے۔ دونوں میاں بیوی نئے رہ گئے اس کے بعد آپس نے دریا کے فرات کے کنارے پر حجرا بنایا اور اسی

جگہ عبادتِ خدا میں مشغول ہوئے اور دن کے وقت حضرت حسن بصریؒ سے علم سیکھتے تھے اور رات کو عبادت کیا کرتے۔ اسی طرح مدت گزر گئی۔ ایک دفعہ ان کو چند دن کا فاقہ آیا تو عورت نے کہا: کچھ کمائی کرنی چاہئے، جیب نے کہا اچھا میں مزدوری کے لئے جاتا ہوں۔ یہ کہہ کر گھر سے باہر نکلا اور گھر سے میں آکر عبادت میں مشغول ہوا جب رات کو گھر میں آیا تو عورت نے کہا کوئی چیز نہیں لایا جواب دیا کہ جس کام کرتا تھا وہ بڑا سخی ہے مجھے شرم آئی کہ اس سے کوئی چیز مانگوں۔ جب وقت آئے گا تو وہ خود ہی بہت کچھ دے گا اور وہ ہفتہ بعد تمام مزدوروں کو مزدوری دیا کرتا ہے۔ جب ہر روز جاکر گھر میں عبادت کرتا رات کو گھر آجاتا۔ اسی طرح ہفتہ ختم ہوا اور اس کو فکر ہوئی کہ آج کا عورت سے وعدہ ہے۔ گھر کیا لیکر جاؤں گا۔ ادھر فرشتہ کو حکم ہوا کہ میرا دوست وعدہ سے جھوٹا نہ ہو اس کے گھر ایک بخر آٹے کا اور کچھ شہد لکھی اور تیس ہزار درہم اس کے گھر جانے سے پہلے پہنچا دو۔ فرشتہ نے یہ سب چیزیں جیب کے گھر پہنچائیں اور اسکی بی بی کو کہا یہ جیب کی مزدوری ہے۔ اور مالک نے کہا ہے کہ جیب سے کہہ دیں کہ اپنے کام کو بڑھا دیں تاکہ میں اس کی مزدوری بڑھا دوں یہ کہا اور چلا گیا۔ جب رات ہوئی تو جیب شرمندگی کی حالت میں گھر آیا اور اس کے گھر سے طعام کی بو آرہی تھی اس کی عورت نے کھانا لاکر آئے رکھا اور کہا تو کس کا کام کیا کرتا ہے وہ تو بڑا ہی سردار اور سخی ہے یہ سب چیزیں اس نے بھیجی ہیں اور کہلا بھیجا ہے۔ کہ جیب کام کو بڑھا دے جیب نے جب سنا تو دنیا سے بالکل منہ پھیر کر خدا کی عبادت میں مشغول ہو گیا آخر کو بڑے رتبہ کا بزرگ ہوا **چنانچہ ایک** دن ایک عورت آئی اور رو کہ عرض کی میرا بیٹا کہیں غائب ہو گیا ہے۔ مجھے اس کے فراق میں صبر نہیں۔ آپ اللہ دعا کیجئے کہ وہ واپس آجائے آپ نے اس عورت سے پوچھا کہ تیرے پاس کچھ ہے اس نے کہا ہاں دو درہم ہیں وہ درہم آپ نے

اس سے لے لے اور درویشوں کو تقسیم کر دیتے اور دعا کی اور کہا تیرا بیٹا گھر آگیا ہے۔ جب وہ عورت گھر پہنچی تو بیٹے کو دیکھا اور پوچھا کہ بیٹا تو کہاں سے آیا ہے اس نے کہا کہ میں شہر کرمان میں رہتا تھا استاد نے مجھے گوشت کے لئے بازار میں بھیجا۔ میں نے گوشت خرید لیا اور گھر کو جا رہا تھا کہ ہوا کا جھونکا آیا اور مجھے تخت سلیمان کی طرح اٹھا لیا اور یہاں لا رکھا اور ہوا سے میں نے یہ آواز سنی کہ اے ہوا اس لڑکے کو جیب کی دعا اور دودرہم کے صدقہ کی برکت سے اس کے گھر پہنچا دے۔

نقل ہے۔ کہ ایک دن حضرت حسن بھری جیب کے مکان پر آیا۔ اس وقت جو کی روٹی اور نمک جیب کے پاس موجود تھا حضرت حسن بھری کے آگے رکھا حسن نے اس کو کھانا شروع کیا اسی اثنا میں ایک سوالی آیا جیب نے اس کو روٹی اور نمک کو حسن کے آگے سے اٹھا لیا۔ اور سوالی کو دے دیا حسن نے کہا جیب تو شاید آدمی تھا۔ اگر تجھے کچھ معلوم ہوتا تو یہ نہیں جانتا۔ کہ آدمی کے آگے سے روٹی نہیں اٹھانی چاہیے۔ ایک لکڑا سوالی کو دیتا اور ایک میرے آگے رہنے دیتا مگر جیب نے اس بات کا کوئی جواب نہ دیا جب ایک گھنٹہ گزر گیا تو ایک شخص آیا سر پر خوان رکھا ہوا تھا اس میں کچھ کباب اور حلوہ میدہ کی روٹیاں تھیں اور پانچ سو درہم تھے یہ لا کر جیب کے آگے رکھا۔ جیب نے درہم تو درویشوں کو دے دیئے اور روٹی وغیرہ سب نے مل کر کھائی اور بعدہ حسن کو کہا اے مرشد تو نیک آدمی ہے اگر کچھ یقین ہوتا تو بہتر تھا۔ کیونکہ علم بغیر یقین کے کچھ نہیں

نقل ہے۔ کہ شام کی نماز کے وقت حسن بھری جیب کے حجرے کے

پاس سے گزارا اس وقت جیب اقامت کبہ کر نماز میں کھڑا ہوا تھا۔ حسن آیا اور اس کے پیچھے نیت باندھ کر کھڑا ہو گیا۔ تو معلوم ہوا کہ جیب نے بجائے الحمد کے الحمد پڑھے ہوئے پڑھی اس لئے نیت توڑ کر نماز علیلہ ہو کر پڑھی اسی رات حق تعالیٰ کو خواب میں دیکھا اور عرض کی کہ اے خداوند تیری خوشنودی کس بات میں ہے تاکہ میں وہی زیادہ کروں۔ جواب بلا حسن تو نے میری خوشنودی کو پایا تھا مگر اس کا قدر نہ جانا عرض کی ابھی یہ کس طرح جواب ملا جیب کے پیچھے نماز ادا کرنے میں میں راضی تھا۔ مگر تو نے الحمد کی عبارت کی درستی میں فرق کیا اور نیت کی درستگی نہ دیکھی۔ زبان کے درست کرنے سے دل کا درست کرنا بہت ضروری ہے۔

نقل ہے۔ کہ جب جیب کے پاس کوئی قرآن شریف پڑھتا تو آپ بہت روتے لوگوں نے کہا آپ تو عجیب ہیں قرآن شریف پڑھنا نہیں جانتے پھر یہ رونا کس واسطے آتا ہے۔ یہ سن کر آپ نے فرمایا میری زبان تو عجیب ہے۔ مگر دل عربی ہے۔ جو قرآن شریف سمجھ سکتا ہے۔

کافی راگ سیلون

سنانوں لکڑے درد اوئے	پیادے سنانوں لگے درد اوئے
گھڑی گھڑی پل پل جیا پلھاوئے	آنح ماہکاساڈے گھر آوے
سکھ سینہا یا کوئی گھسے	پیادے سنانوں لگے درد اوئے
بنت جدایساں جان جلائی	نیولہ اک پل چین نہ آئی
بنت برہوں سینا سنے	پیادے سنانوں لکڑے درد اوئے

عشق تیریدیاں انہیاں چالان جان پئی وچہ سحنت جہنجالاں
 گئے سکھ پیئے دکھ پئے پیادے سانوں لکڑے درداوتے
 اک بھر کنت کلاوے لیاں اکناں روندیاں عمریں گیاں
 اک نا امید ہو چلے پیادے سانوں لکڑے درداوتے
 غلام جیلانی شاہ جے نوثر آئے سب دکھ جاوے جے لے گل لاوے
 کیتے برہوں کسے جھلے ! پیادے سانوں لکڑے درداوتے

❖ ❖ ❖ ❖

کافی راگ بھرویں

کدی دیس اسادے اجا پیادے سارے دکھڑے سناواں تینوں پھول
 نال دورا دراں اکھیاں لایاں باجہ دیدار سدا تر قاسیاں
 میں رعیت توں راجہ پیادے سارے دکھڑے سناواں تینوں پھول
 ویکھ سوہنیاں تینوں اکھیاں لایاں تاں بن سہندی جان جدایاں
 اک دینہ انگ سنگ لا جاوے سارے دکھڑے سناواں تینوں پھول
 اوگن ویکھ نہ جاویں چھڈ کے سینے برہوندا نیزہ گڈ کے
 لگیا ندی اوڑ بہناہ جا پیادے سارے دکھڑے سناواں تینوں پھول
 دور گیاں دے کاگ اڈاواں جے گھر آوے شگن مناداں
 کھڑا گھراتا جھاتی پا جا پیادے سارے دکھڑے سناواں تینوں پھول
 غلام جیلانی شاہ عرض گزارے قادری پیر دے ہو بہ سارے

میری غمتے جان چھوڑا جا پیادے

سارے دکھڑے سناواں تینوں پھول

تر زہد عبادتاں سب سو کے مشکل عشق دا بوجھ اٹھان رانجا
 دید عید ہی عاشقاں صادقانوں باجہ دید حیران ہر آن رانجا
 شہر شیو پچا دنال نہیں مشکل مشکل زہر تیزاب پچان رانجا
 باجوں عشق نہ مکت غلام جیلان باجوں عشق نہ کدی عرفان رانجا
 ق قدر عنایتاں تیریاں دے ادبی جان دے جو واقف کار رانجا
 اک آن جیکر مہربان ہو نویں بخشش مکہ عاصی گنہ گار رانجا
 کریں بیاں نوں نیک انیک میاں تیرے دلاندی ہتھ مہار رانجا
 غلام جیلانی درگی نائیں ردی کتے جہدا عیب سی باجہ شمار رانجا
 ل لادی رکھ تلوار پھڑکے کدی غیر دار نہ کھا میرے
 اسلمت فی الوجدت یاد رکھیں دو جاوچہ دھیان نہ لا میرے
 رمی اللہ عہم در منوعہ پاویں سکھتے صحن سدا میرے
 غلام جیلانی حب مولادی کرے مولیٰ رہنے حب لے رانجا نہا میرے
 الف آس مراد سب ہوئی پوری آج اتارا بجن کو لوں چھٹیاں میں
 انا کفر سارا بجن یارا کو ایس انا دی رہی ساں مٹھیاں میں
 گئی انا بھی یارا کہ رہیا باقی رانجن یاردی ہوئی دچہ کیلا میں
 قسم رب دی پیر غلام جیلان بھلی لوک پھر دی نائیں چکیاں میں
 می یاد نوں چھڈے یاد ہو جا الحمد جا مقام آرام کریں
 ذکر روختہ راحت سرت ساہی صم بکم "عفی" والا کام کریں
 سحرے خودی دے دچہ مار غوطہ باہر آنون داکم تمام کریں
 جمعۃ اللہ دے رنگ دچہ رنگ ہو کے جنگل ہو دچہ مقام کریں

غزل

نیستی مستی ہے یارو اور بستی کچھ نہیں
 بے خودی مستی ہے یارو اور بستی کچھ نہیں
 لامکاں کی منزلت کب پاتے کون و مکاں
 ہو کے دیرانہ کے آگے بے کی بستی کچھ نہیں
 کچھ نہیں سب کچھ ہے یارو اور سب کچھ نہیں
 کچھ نہ ہونے کے سوا اور سب کچھ نہیں
 یہ جو کچھ ہونا ہے کہتے ہیں نیستی ہے میاں
 فقر میں بستی بھی ہے اور بستی کچھ نہیں
 بندگی اور حق پرستی کچھ نہ ہونا ہے نیا نہ
 کچھ نہ ہونے کے سوا اور حق پرستی کچھ نہیں

بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ

مردوں کی ارواح کا اپنے گھروں کو آنا

عَنْ بَعْضِ الْمُحَقِّقِينَ أَنَّ الْأَرْوَاحَ تَخْلُصُ لَيْلَةَ الْجُمُعَةِ وَتَنْتَشِرُ فِجَاءَ مَوَآئِدِهَا إِلَى مَقَابِرِهِمْ
 تَمَرَّجًا وَافِيًا بِسُورَتِهِمْ... ترجمہ: محققین سے روایت ہے کہ تحقیق
 ارواح اموات کے خلاص کئے جاتے ہیں رات جمعہ کے اور کھینڈ کر آتے اول طرف قبروں

اپنی کے پھرتے ہیں پنج گھروں اپنے کے انتہا۔ وَمِنَ النَّسِيفَةِ أَنَّ أَرْوَاحَ الْمُؤْمِنِينَ
يَأْتُونَ فِي كُلِّ لَيْلَةٍ الْجُمُعَةِ وَيَوْمَ الْجُمُعَةِ فَيَقُومُونَ بِغَنَاءٍ بِمَوْنِهِمْ ثَقَرْنَا دِي كُلِّ وَلَدٍ
مِنْهُمْ بِصَوْتِ حَزِينٍ يَا أَهْلِي وَأَوْلَادِي وَأَقْرِبَائِي اعْطِفُوا عَلَيْنَا بِالصَّدَقَةِ وَإِذَا كَرُونَا وَلَا
تَنْسُونَا وَإِذَا تَمَوَّنَا فِي غُرْبَتِنَا قَدْ كَانَ هَذَا الْمَالُ الَّذِي فِي أَيْدِيكُمْ فِي أَيْدِينَا فَإِنْ لَمْ يَجِدُوا
مَنْ يَعْطِفَ عَلَيْهِمْ وَيَدْعُوا وَيَصَدَّقَ بِهِمْ رَجَعُوا بِأَكْبَارِ حَزِينٍ ثُمَّ يَنَادِي كُلُّ وَاحِدٍ
بِصَوْتِ حَزِينٍ اللَّهُمَّ قِنَطَرُهُمْ مِنَ الرَّحْمَةِ كَمَا قَنَطُونَا مِنَ الدَّعْوَةِ وَالصَّدَقَةِ

ترجمہ اور نسیفہ سے مروی ہے کہ تحقیق ارواح مومنوں کی آتی ہیں پنج ہر ایک رات جمعہ
کے اور دن جمعہ کے پس گھرے جوتے ہیں پنج صحنوں گھروں اپنے کے پھیرنا کرتا ہے
ہر ایک ان میں سے ساتھ آواز اندوہنا کی کہ اے اہل میرے اور اولاد میری
اور اقرباء میرے بخشائیں کرو ہم پر ساتھ خیرات کے اور یاد کرو ہم کو اور نہ بھولو ہمیں
اور رحم کرو ہم پر پنج غربت ہمارے کے تحقیق تمہارے مال وہ جو پنج ہاتھوں تمہارے
کے ہے پنج ہاتھوں کے ہمارے کے پس اگر ہمیں پاتے ایسا شخص کو بخشائیں کرے
ان پر اور دعا کرے اور صدقہ دیوے ان کا پھر جاتے ہیں روتے ہوئے اندوہناک ہو
ہو کر پھیرنا کرتا ہے۔ ہر ایک ان میں سے ساتھ آواز غم ناک کی کہ اے اللہ تعالیٰ
نا امید کرو ان کو رحمت سے جیسا کہ نا امید کیا انہوں نے ہم کو دعا اور صدقہ سے
رَوَى سَعِيدُ بْنُ الْمُسَبِّحِ عَنْ مَلِكٍ قَالَ قَالَ أَرْوَاحُ الْمُؤْمِنِينَ تَنْهَبُ فِي بَرَزَخٍ مِنَ الْأَرْضِ حِينَئِذٍ شَامُونَ زَيْنَ
السَّمَاءِ وَالْأَرْضِ حَتَّى يَرُدُّوَهَا إِلَى جَسَدِهَا۔

ترجمہ ۱۔ مروی ہے سعید بن المسیب سے وہ سلمان سے روایت
کرتے ہیں کہ ارواح مومنوں کے جاتے ہیں پنج قبروں کے زمین سے جہاں چلتے
درمیان آسمان اور زمین کے یہاں تک کہ پھرے جاتے ہیں وہ طرف وجودوں
اپنے کے انتہا امام غزالی رحمۃ اللہ علیہ سے مروی ہے کہ دَقُولُ أَرْوَاحُ الْمُؤْمِنِينَ

اَنْذَرْنَا بِالْزُّوْلِ اِلَىٰ مَنَازِلِهَا حَتَّىٰ نُرْوِیْ اَوْلَادَنَا وَعِبَاۤلَنَا فِیْ رُؤُوسِ کِلْبَةِ الْقَدْرِ۔ انتہی اور عرض کرتے ہیں ارواح مومنوں کے اے رب ہمارے اجازت دے تو واسطے ہمارے ساتھ اترنے طرف گھروں اپنے کے حتیٰ کہ دیکھیں ہم اولاد اپنی اور عیال اپنا پس اترتے ہیں بیلۃ القدر کو انتہی۔

عَنْ اَبْنِ عَبَّاسٍ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُمَا اِذَا كَانَ يَوْمُ عِيدِ اَوْ يَوْمُ جُمُعَةٍ اَوْ يَوْمُ عَاشُورَا اَوْ لَيْلَةُ نِفْثٍ مِنْ شَعْبَانَ تَأْتِيْ اَرْوَاحُ اَلْاَمْوَاتِ وَيَقُوْمُوْنَ عَلٰی اَبْوَابِ بَنِيْهِمْ فَيَقُوْلُوْنَ هَلْ مِنْ لَّحْدٍ يَّبْرَحُمُ عَلَيْنَا هَلْ مِنْ اَحَدٍ يَّبْرَحُمُ عَلَيْنَا هَلْ مِنْ اَحَدٍ يَذْكُرُنَا بِذُنُوبِنَا مِنْ سَلَكْتُمْ بِيَوْمِنَا وَيَا مَنْ سَعَدَتْ ثُمَّ يَمَامَقِينَا وَيَا مَنْ اَفْتَحْتُمْ فِیْ اَوْسَعِ قُصُورِنَا وَنَحْنُ فِيْ ضَيُّوقٍ قُبُورِنَا وَيَا مَنْ اسْتَدْلَلْتُمْ اَيَّامَنَا وَيَا مَنْ نَكَّحْتُمْ نِسَاءَنَا هَلْ مِنْ اَحَدٍ يَّبْفِكِرُ فِیْ غَرْبِنَا وَفَقْرِنَا كِتَابَنَا مَطْوِيَةً وَكِتَابُكُمْ مَّنْشُورَةً۔

انتہی حضرت ابن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہ مروی ہے کہ جب ہوتا ہے دن عید کا یا دن جمعہ کا یا دن عاشورہ شریف کا یا رات نصف ماہ شعبان کی تو آتے ارواح مُردوں کے اور گھرے ہوتے ہیں اور دروازوں گھروں اپنے کے پس کہتے ہیں آیا ہے کوئی ایسا شخص کہ تم کرے ہم پر۔ آیا ہے کوئی ایسا شخص، کہ یاد کرے غربت ہماری اے وہ لوگو کہ بستے ہو ہمارے گھروں میں اور اے وہ لوگو کہ نیک بخت ہوئے تم بسبب اُس چیز کے کہ بد بخت ہوئے ہم اور اے وہ لوگو کہ قائم ہو تو پیسہ کشادہ مکانوں ہمارے کے اور ہم پیسہ تنگ قبروں اپنی کے ہیں، اور اے وہ لوگو کہ ذلیل سمجھے ہو تم یتیموں ہمارے کو اور اے وہ لوگو کہ نکاح کیا تم نے عورتوں ہماری سے آیا ہے کوئی ایسا شخص کہ فکر کرے نیک بخت ہمارے کے اور محتاجی ہماری کے کتاب ہماری پٹی گئی یعنی اعمال نامہ اور کتاب ہماری کھلی ہے یعنی اعمال نامہ علامہ علی القاری درمرقات شرح مشکوٰۃ شریف تحت حدیث شریف ابو ہریرہؓ اَلْهَيْتُ تَحْضُرُكَ الْمَلَائِكَةُ اَوْ رُوحُ الْمُؤْمِنِ فَاِنَّهَا تَسْبِيحُ

فِي مَلَكُوتِ السَّمَاءِ وَالْأَرْضِ وَتُسْرَحُ فِي الْجَنَّةِ حَيْثُ تَشَاءُ وَ
تَأْوِي إِلَى قَنَادِيلَ تَحْتَ الْعَرْشِ وَلَهَا تَعْلُقُ بِجَسَدٍ أَيْضًا تَعْلُقًا
كَلَيْثًا يَحِثُّ بِفِرَاقِ الْقُرْآنِ فِي قَبْرِهِ وَلِيَصِلَى وَيَتَنَقَّصُ وَيَنَامُ
كَنَوْمَةِ الْعَرُوسِ وَيَنْظُرُ إِلَى مَنَازِلِهِ فِي الْجَنَّةِ بِحَسَبِ مَقَامِهِ
وَرُتْبَتِهِ فَأَمْرُ الرُّوحِ وَأَحْوَالُ الْبَرْزَخِ وَالْآخِرَةِ كُلُّهَا خَوَارِقُ
الْعَادَاتِ فَلَا يَشْكُلُ شَيْءٌ مِنْهَا عَلَى الْمُؤْمِنِ بِالْآيَاتِ - انْتَهَى -

ترجمہ علی القلیدی بیچ

مرقات شرح مشکوٰۃ شریف تحت حدیث مذکورہ کے فرمایا کہ مردہ کے پاس حاضر
ہوئے ہیں۔ فرشتے بخلاف روح مومن کے پس تحقیق وہ سیر کرتے ہیں۔ پیچ ملکوت
آسمان و زمین کے اور سیر کرتے ہیں۔ پیچ جنت کے جہاں چاہتی ہے۔ اور جگہ پکڑتی
ہے طرف قندیلوں عرش کے اور واسطے اس کے تعلق ہے۔ ساتھ وجود اپنے کے
بھی تعلق کئی ساتھ اس حیثیت کے کہ پرستگاہ قرآن مجید قبر اپنی کے اور پڑھتا
ہے نماز اور حاصل کرتے ہے انعام اور سوتا ہے مثل سونے عروس کے اور نظر کرتی
ہے طرف منزلوں اپنی کے پیچ جنت کے حسب مقام اور مرتبہ اپنے کے پس
امر روح اور احوال برزخ اور آخرت سب وہ خوارق العادات ہیں پس نہیں شکل
کوئی حیران میں سے اور مومن کے ساتھ آیات کے یہ قَالَ النَّبِيُّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ
إِذَا أَخْرَجَ الرُّوحُ مِنْ بَنِي آدَمَ فَإِذَا امْضَى ثَلَاثَةُ أَيَّامٍ يَقُولُ الرُّوحُ يَا رَبِّ ائْذَنْ لِي حَقِّي
أَمْسِي إِلَى قَبْرِي وَأَنْظُرْ إِلَى جَسَدِي الَّذِي كُنْتُ فِيهِ فَيَأْذَنُ اللَّهُ تَعَالَى بِكَرَمِهِ وَ
فِيحْنِي إِلَى قَبْرِهِ وَيَنْظُرُ الْبَنُو مِنْ بَعْدِ قَدْ سَالَ النَّارُ مِنْ عَيْنِهِ
وَمَنْ خَرِبَهُ وَ مِنْ فِيهِ يَبْكِي بُكَاءً طَوِيلًا — ترجمہ فرمایا نبی صلی اللہ
علیہ وسلم نے جب نکلتا ہے روح بنی آدم سے پس جب گذرتے ہیں تین دن عرض کرتا

بے روح کو لے رب اذن دے تو مجھ کو یہاں تک کہ چلوں میں طرف قبر اپنی کے اور
نظر کر دوں میں طرف وجود اپنے کے وہ وجود کہ تھا میں پیچ اس کے اذن دیتا ہے اللہ
تعالیٰ ساتھ کرم اور لطف اپنے کے پس آتا ہے طرف قبر اپنی کے اور نظر کرتا ہے
طرف اس کے دور سے تحقیق بہت ہے پانی اس کی آنکھوں سے اور اس کی ناسوں سے
اور اس کے منہ سے پس روتا ہے۔ رونا طویل۔ قَالَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ إِذَا
مَاتَ الْمُؤْمِنُ دَارَتْ رُوحُهُ حَوْلَ دَارِهِ شَهْرًا يَنْظُرُ إِلَى مَا خَلْفَهُ مِنْ مَالِهِ كَيْفَ يُقَسِّمُ مَالَهُ وَ
كَيْفَ يَقْضِي دُيُونَهُ فَإِذَا تَوَشَّعَ يَنْظُرُ إِلَى جَسَدِهِ وَتَذُورُ حَوْلَ قَبْرِهِ سَنَةً وَ
يَنْظُرُ مَنْ يَدْعُو لَهُ، وَمَنْ يَحْزَنُ عَلَيْهِ إِنَّهُ يَنْتَهَى۔

ترجمہ فرمایا رسول مقبول صلی اللہ علیہ وسلم نے جب مرتا ہے مومن تو
پھر تا ہے روح اس کے گرد سوئی کے ایک مہینہ دیکھتا ہے طرف اس کے کیا پیچہ اس کے ہے
مال اس کے سے کیوں کر تقسیم کیا جاتا ہے مال اس کا۔ اور کیوں نکرا دیا جاتا ہے قرض اس
کا پھر جب تمام ہو جاتا ہے۔ مہینہ نظر کرتا ہے طرف وجود اپنے گھر اور پھرتی ہے گرد قبر اپنی
کے ایک سال اور دیکھتی ہے اس شخص کو کہ دعا کرتا ہے واسطے اس کے اور اس شخص کو کہ غم
کھاتا ہے اور اس کے حضرت قاضی شہداء اللہ پانی پتی رحمۃ اللہ علیہ نے تذکرۃ الموتی والقبور
میں فرمایا ہے۔ کہ حق تعالیٰ شہیدوں کے حق میں فرماتا ہے۔ بَلْ أَجْتَدُ عِنْدَ رَبِّهِمْ۔ اُن سے
مراد ہے کہ حق تعالیٰ ارواح اُن کے کو قوت اجساد دیتا ہے جہاں چاہیں سر کرتے ہیں
اور یہ حکم مخصوص ساتھ شہیدوں کے نہیں ہے۔ انبیاء اور صدیق شہیدوں سے
فضیلت میں بڑھ کر ہیں اور اولیاء کرام بھی شہیدوں کے حکم میں ہیں اس واسطے کہ
انہوں نے جہاد ساتھ نفس کے کیا ہے۔ کہ جہاد اکبر ہے رَجَعْنَا مِنَ الْجِهَادِ إِلَى صَفَرٍ إِلَى
الْجِهَادِ الْاَكْبَرِ۔

ترجمہ پھر اُن سے ہم جہاد چھوٹے سے طرف جہاد بڑے کے اصغر سے جہاد بالکفار

اور اکبر سے جہاد بالنفس مراد ہے اتنا ہی کافی ہے۔ لہذا اولیاء اللہ فرماتے ہیں اَرَوُاجُنَا
 اَجْسَادُنَا وَ اَجْسَادُنَا اَرَوَانَا۔ ترجمہ یعنی ارواح ہمارے کام اجساد کرتے ہیں۔ اور کبھی وجود
 نہایت لطافت سے ارواحوں کے رنگ پر براتے ہیں اور کہتے ہیں کہ رسول مقبول صلی
 اللہ علیہ وسلم کو سیئہ نہ تھا۔ روح ان کی زمین و آسمان اور بہشت میں جہاں چاہیں
 جلتے ہیں۔ دوستوں اور معتقدوں کو دنیا و آخرت میں امداد فرماتے ہیں اور ان کے دشمنوں
 کو ہلاک کرتے ہیں۔ اور ان کے روحوں کے ساتھ طریقے اولیست کے فیض باطنی پہنچتا
 ہے۔ اور اسکی حیات کے باعث ان کے وجود مبارک کو قبر میں خاک نہیں کھاتی۔ بلکہ
 کفن بھی بدستور رکھا رہتا ہے۔ ابن ابی الدینانے مالک سے روایت فرمایا کہ روح مومنوں
 کی جس جگہ چاہیں سیر کرتی ہیں۔ مراد مومنوں سے اولیاء کا ملین ہیں۔ اور حق سبحانہ و تعالیٰ
 وجودوں ان کے کو روحوں کی طاقت دیتا ہے کہ قبروں میں نماز بھی پڑھتے ہیں اور ذکر
 بھی کرتے ہیں اور قرآن مجید بھی پڑھتے ہیں حضرت مجدد رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے فرمایا
 ہے کہ حق تعالیٰ بعض اولیاء اللہ کو جسم مویوب دیتا ہے۔ اور یہ حکم شہیدوں کے
 کے حق میں حدیث ثابت ہے کہ آل حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ہے جس وقت
 انسان شہید ہوتا ہے حق تعالیٰ وجود نازل فرماتا ہے بہترین صورت میں اور کہا جاتا
 ہے روح اس کی کو کہ اس بدن میں داخل ہو پس دیکھتی ہے۔ وجود میں وہ کچھ
 کہ ساتھ اس کے کیا جاتا ہے۔ اور بات کرتی ہے۔ اور گمان کرتی ہے۔ کہ لوگ بات
 سنتے ہیں اور گمان کرتی ہے کہ لوگ اس کو دیکھتے ہیں تاکہ آتے ہیں۔ ازواج اس
 کے سحر و معین پس اس کو ہمراہ لے جلتے ہیں۔ اس حدیث کو ابن مندہ نے مسند روایت
 کیا انتہی اور ایسے مسلمان کم اور شاذ ہیں۔ کہ مرعایوں اور شہیدوں آخرت کے حکم میں
 نہ ہوں اور شہدا آخرت کتب حدیثہ اور فقیہ میں محدود و معروف ہیں شیخ عبدالحق
 محدث دہلوی رحمۃ اللہ علیہ تیکم الایمان شرح عقاید سنغی میں فرمایا ہے۔ کہ اولیاء اللہ

کو وجود مکنتہ مثالیہ بھی ہوتے ہیں کہ ساتھ ان ہدوں کے ظہور نما ہوتے ہیں اور ارشاد
طالبان فرماتے ہیں، اور منکران کے دلیل اور برہان اد پران کا اس کے نہیں ہے
انتہی

المجلس التاسع

فِي كُرُومِ الْإِتِّبَاعِ لِلنَّبِيِّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فِيمَا جَارِيهِ
وَفِيهِ تَحْقِيقٌ.

نویں مجلس اس بیان میں کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے لئے ہرے تمام
احکام کی پیروی کرنا لازم ہے، اور اس میں ایک تحقیق ہے۔

قَالَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ لَا يُؤْمِنُ أَحَدُكُمْ حَتَّى يَكُونَ
هَوَاهُ تَبَعًا لِمَا جِئْتُ بِهِ

هَذَا الْحَدِيثُ مِنْ صَحَاحِ الْمُصَابِيحِ. رَوَاهُ عَبْدُ اللَّهِ بْنُ عَمْرِو بْنِ
الْعَاصِ وَمَعْنَاهُ أَنَّ أَحَدَكُمْ لَا يَبْلُغُ دَرَجَةَ كَمَالِ الْإِيمَانِ حَتَّى
يُخَالِفَ هَوَاهُ وَيَتَّبِعَ الْحَقَّ وَلَا يَسْلُطَ هَوَاهُ عَلَى الْحَقِّ بَلْ يَكُونَ
الْحَقُّ الَّذِي جِئْتُ بِهِ مُسَلِّطًا عَلَى الْهَوَى. فَإِنَّ مَنْ تَبِعَ هَوَى
نَفْسِهِ لَا يُرِيدُ نَفْسَهُ شَيْئًا إِلَّا بَرَزَتْ كِبُهُ وَيُخَالِفُ مَوْلَاهُ وَيَجْعَلُ هَوَاهُ
إِلَهًا لِنَفْسِهِ كَأَنَّهُ يَعْبُدُهُ. وَلِهَذَا قَالَ النَّبِيُّ عَلَيْهِ السَّلَامُ مَا عِبَدَ
تَحْتَ السَّمَاءِ إِلَهٌ أَبْغَضُ إِلَى اللَّهِ تَعَالَى مِنَ الْهَوَى. وَفِي رِوَايَةٍ
إِنَّ أَبْغَضَ إِلَهٍ عِبَدَ فِي الْأَرْضِ عِنْدَ اللَّهِ تَعَالَى هُوَ الْهَوَى.

وَفِي الْحَقِيقَةِ أَنَّ مَنْ نَاقَلَ يَغْلُوَاتٍ مَنْ يَعْبُدُ الصَّنَمَ فَإِنَّهَا
يَعْبُدُ هَوَاهُ لِيَكُونَ نَفْسِهِ مَا يَلْتَمِسُ إِلَى دِينِ أَبِيهِ فَيَتَّبِعُ ذَلِكَ الْمَيْلَ

الَّذِي يُعَبِّرُ عَنْهُ بِالْهَوَى، إِذَا مِنْ عَادَةِ أَهْلِ الْهَوَى أَنْ يَسْتَحْسِنُوا
كُلَّ مَا يُوَافِقُ هَوَاهُمْ، وَإِنْ كَانَ جَاذِبًا لِكُلِّ شَرٍّ وَبَالٍ وَأَنْ
يَسْتَقْبَحُوا كُلَّ مَا يَخَالِفُ هَوَاهُمْ وَإِنْ كَانَ جَالِبًا لِكُلِّ خَيْرٍ وَنَوَالٍ
فَالسَّعِيدُ مَنْ يَخَالِفُ هَوَاهُ وَيُطِيعُ مَوْلَاهُ وَالشَّقِيُّ مَنْ يَتَّبِعُ هَوَاهُ
وَيَخَالِفُ مَوْلَاهُ وَيَكُونُ هَالِكًا.

لَأنَّ مَنْ يَتَّبِعُ هَوَاهُ يَفْعَلُ مَا يَضُرُّهُ وَيَهْلِكُ حَالًا وَمَالًا وَ
لَا يَشْعُرُ. أَوْ يَشْعُرُ وَلَكِنْ بِخَفَةِ عَقْلِهِ بِرَجَحِ الذَّاتِ الْخَاصَّةِ
الَّتِي لَا بَقَاءَ لَهَا عَلَى الْعُقُوبَاتِ الْعَظِيمَةِ الَّتِي لَا نِهَابَةَ لَهَا. وَيَكُنْ لِقَى
بَصِيرَتِهِ وَغَايَةِ حِمَايَتِهِ أَنَّهُ ظَفِرُ بَشْيءٍ مِنَ اللَّذَائِدِ وَلَا يَعْلَمُ ذَلِكَ
الْأَحْمَقُ أَنَّهُ يَخْرُجُ مِنَ الدُّنْيَا وَيُرَى أَنَّهُ لَمْ يَظْفِرْ بِشْيءٍ مِنْ
الَّذَائِدِ أَصْلًا. لَا مِنْ لَذَائِدِ الدُّنْيَا، وَلَا مِنْ لَذَائِدِ الْآخِرَةِ. بَلِ
اتَّبَعَ هَوَاهُ فَبِمَا لَيْسَ بِشْيءٍ، لِأَنَّ لَذَائِدَ الدُّنْيَا عَنْهُ تَزُولُ. وَ
لَذَائِدَ الْآخِرَةِ لَيْسَ لَهُ إِلَيْهَا الْوُصُولُ فَيَبْقَى فِي حَبِيرَةٍ وَنَدَامَةٍ
حِينَ لَا يَنْفَعُهُ التَّائِدُ.

وَقَدْ قَالَ ابْنُ عَبَّاسٍ مَا ذَكَرَ اللَّهُ الْهَوَى فِي الْقُرْآنِ إِلَّا ذَمًّا
فَإِنَّهُ تَعَالَى قَالَ بَلِ اتَّبَعَ الَّذِينَ ظَلَمُوا أَهْوَاءَهُمْ وَقَالَ وَإِنْ كَثِيرًا
لَيُضِلُّونَ بِأَهْوَاءِهِمْ بِغَيْرِ عِلْمٍ. وَقَالَ وَمَنْ أَضَلُّ مِمَّنْ اتَّبَعَ
هَوَاهُ بِغَيْرِ هُدًى مِنَ اللَّهِ.

فَعَلِمَ مِنْ هَذِهِ الْآيَاتِ أَنَّ اتِّبَاعَ الْهَوَى لَا يَكُونُ فِي الْأَكْثَرِ
إِلَّا بِغَيْرِ عِلْمٍ بِالْحَقِّ.

فَلَا بُدَّ لِلْمُؤْمِنِ أَنْ يَعْرِفَ الْحَقَّ وَيُمَيِّزَهُ عَنِ الْبَاطِلِ وَيَعْمَلَ بِالْحَقِّ

وَيَخْتَارُهُ عَلَى الْبَاطِلِ لِأَنَّهُ مَنْ لَمْ يَعْرِفِ الْحَقَّ فَهُوَ ضَالٌّ مِمَّنْ عَرَفُوا
وَاخْتَارَ عَلَيْهِ غَيْرَهُ فَهُوَ مَغْضُوبٌ عَلَيْهِ. وَمَنْ عَرَفَهُ وَاتَّبَعَهُ فَهُوَ
أَنْعَمَ عَلَيْهِ وَقَدْ أَمَرَنَا اللَّهُ تَعَالَى أَنْ نَسْأَلَهُ فِي كُلِّ يَوْمٍ وَلَيْلَةٍ مَرَّاتٍ
عِدَّةً لِأَنَّهُ يَهْدِيَنَا صِرَاطَ الَّذِينَ أَنْعَمَ عَلَيْهِمْ غَيْرِ الْمَغْضُوبِ عَلَيْهِمْ
وَالضَّالِّينَ وَبَيَّنَّ فِيهِ مِنْهُ أَنَّ أَهْلَ السَّعَادَةِ هُمُ الَّذِينَ عَرَفُوا
الْحَقَّ وَاتَّبَعُوهُ وَكَانُوا مُهْتَدِينَ وَأَنَّ أَهْلَ الشَّقَاوَةِ هُمُ الَّذِينَ
لَمْ يَعْرِفُوا الْحَقَّ بَلْ جَهِلُوهُ وَخَرَجُوا مِنْهُ وَكَانُوا ضَالِّينَ
وَعَرَفُوهُ وَخَالَفُوهُ وَلَمْ يَتَّبِعُوهُ بَلْ اتَّبَعُوا غَيْرَهُ وَكَانُوا مَغْضُوبًا
عَلَيْهِمْ وَقَدْ ثَبَتَ فِي الْحَدِيثِ أَنَّ الْمَغْضُوبَ عَلَيْهِمُ الْيَهُودَ وَ
أَنَّ الضَّالِّينَ النَّصَارَى.

وَأِنَّمَا سَمَّى الْيَهُودَ بِالْمَغْضُوبِ عَلَيْهِمْ وَالنَّصَارَى بِالضَّالِّينَ مَعَ
كَوْنِ كُلِّ وَاحِدٍ مِنْهُمَا ضَالًّا وَمَغْضُوبًا عَلَيْهِمْ لِكَوْنِ كُلِّ وَاحِدٍ مِنْهُمَا
مُخْتَصًّا بِمَا غَلَبَ عَلَيْهِ مِنَ الْجَهْلِ وَالْعِنَادِ فَإِنَّ الْيَهُودَ كَانُوا أُمَّةً
عِنَادَ فَخَصُوا بِالْقَضِبِ وَالنَّصَارَى كَانُوا أُمَّةً جَهْلَ فَخَصُوا بِالضَّلَالِ
وَلِهَذَا قَالَ سُفْيَانُ بْنُ عُيَيْنَةَ مَنْ فَسَدَ مِنْ عُلَمَائِنَا فِيقَهُ شَيْءٌ مِنْ
الْيَهُودِ لِأَنَّ الْيَهُودَ عَرَفُوا الْحَقَّ وَلَمْ يَتَّبِعُوهُ بَلْ عَدُّوا لَهُ وَ
كَانُوا مَغْضُوبًا عَلَيْهِمْ، وَمَنْ فَسَدَ مِنْ عِبَادِنَا فِيقَهُ شَيْءٌ مِنْ
النَّصَارَى لِأَنَّ النَّصَارَى لَمْ يَعْرِفُوا الْحَقَّ وَكَانُوا ضَالِّينَ فَإِنَّهُ
تَعَالَى جَعَلَ الْعِبَادَةَ سَبِيلًا لِلثَّوَابِ وَالْمَعْصِيَةَ سَبِيلًا لِلْعِقَابِ
فَمَنْ بَرَّ جَوَّ الثَّوَابِ وَيَخَافُ الْعَذَابَ لَا يَدُلُّهُ أَنْ يَعْرِفَ الْعِبَادَةَ وَالْمَعْصِيَةَ
لِيَسْتَفِيدَ بِالْأَوَّلَى وَيَعْمَلَ إِلَى الثَّوَابِ وَيَحْتَرِزَ عَنِ الثَّانِيَةِ وَيَنْجُو مِنَ

الْعَذَابِ لِأَنَّ مَنْ لَمْ يَعْرِفْهُمَا وَلَمْ يُفَرِّقْ بَيْنَهُمَا وَيَضَعِ إِهْدَاهُمَا
مَقَامَ الْآخَرَى فَيَكُونُ مِنَ الْخَسِرِينَ -

وذلك لِأَنَّ فِي قَلْبِ الْإِنْسَانِ قُوَّتَيْنِ قُوَّةَ الْعِلْمِ وَقُوَّةَ الْإِرَادَةِ
وَهُمَا لَا يَشْعَطَلَانِ أَبَدًا وَلَا يَحْصُلُ عَمَلٌ إِلَّا بِهِمَا سَوَاءٌ كَانَ خَيْرًا أَوْ
شَرًّا لِأَنَّ مَنْ يَفْعَلُ شَيْئًا سَوَاءٌ كَانَ خَيْرًا أَوْ شَرًّا لَا يَفْعَلُهُ مَا
لَمْ يُرِدْهُ - وَلَا يُرِيدُ مَا لَمْ يَعْلَمْهُ فَكَمَالُ إِنْسَانٍ وَصَلَاحُهُ بِاسْتِعْمَالِ
هَاتَيْنِ الْقُوَّتَيْنِ فِيمَا يَنْفَعُهُ فِي الدَّارَيْنِ وَبُعَيْنُهُ فِي نَيْلِ دَوْلَتَيْنِ
فَلَا يَدَّلُهُ مِنْ اسْتِعْمَالِ قُوَّةِ الْعِلْمِ فِي إِدْرَاكِ الْحَقِّ وَتَمْيِزِهِ عَنِ
الْبَاطِلِ وَاسْتِعْمَالِ قُوَّةِ الْإِرَادَةِ فِي طَلِبِ الْحَقِّ وَاجْتِنَادِهِ عَلَى
الْبَاطِلِ لِأَنَّهُ إِذَا لَمْ يَسْتَعْمِلْ قُوَّتَهُ الْعِلْمِيَّةَ فِي مَعْرِفَةِ الْحَقِّ وَ
إِدْرَاكِهِ فَلَا جَرَمَ أَنَّهُ يَسْتَعْمِلُهَا فِي مَعْرِفَةِ الْبَاطِلِ وَمَا يَلْبِقُ بِهِ
وَكَذَلِكَ إِذَا لَمْ يَسْتَعْمِلْ قُوَّتَهُ الْإِرَادِيَّةَ فِي طَلِبِ الْحَقِّ وَالْعَمَلِ بِهِ
فَلَا شَكَّ أَنَّهُ يَسْتَعْمِلُهَا فِي طَلِبِ الْبَاطِلِ وَالْعَمَلِ بِهِ -

ثَوْرَاتُ الْإِنْسَانِ فَيُجْبَلُ عَلَى مَعْرِفَةِ مَا نَعِمَ وَلِقْنَضِي طَبْعُهُ
عِبَادَةَ خَالِقِهِ وَالتَّقَرُّبَ إِلَيْهِ بِحُكْمِ الْفِطْرَةِ الَّتِي فَطَرَ النَّاسَ عَلَيْهَا لَكِنْ
لَا عِبْرَةَ بِالْمَعْرِفَةِ الْجَبَلِيَّةِ وَالْعِبَادَةِ الطَّبِيعِيَّةِ لِأَنَّهَا تَكُونُ عَلَى مُقْتَضَى
النَّفْسِ وَمَتَابَعِهِ هَوَاهَا فَلَا يَخْلُو عَنْ شَوَابِ الشُّرْكِ -

وَأَمَّا الْمُعْتَبَرُ الْمَعْرِفَةُ وَالْعِبَادَةُ عَلَى وَفْقِ الشَّرْعِ لَا عَلَى وَفْقِ
الطَّبْعِ أَلَا تَرَى أَنَّ إِبْلِيسَ كَانَ فِي طَبْعِهِ السَّجُودُ لِرَبِّهِ حَتَّى عَبَدَ اللَّهَ
فِيهَا بِرُؤْيَى ثَمَانُونَ أَلْفَ سَنَةٍ وَأَنْشَطَمَ بِكثْرَةِ عِبَادَتِهِ فِي سِلْكِ
الْمَلَائِكَةِ الْمُقَرَّبِينَ ثُمَّ لَمَّا أُمِرَ بِالسَّجُودِ عَلَى خِلَافِ طَبْعِهِ آتَى

وَأَسْتَكَبَرُوا كَانُوا مِنَ الصَّغِيرِينَ. فَإِنَّ مَنْ يَتَّبِعْ طَبْعَهُ وَهَوَاهُ فَإِنَّهُ لَا يَفْعَلُ شَيْئًا مِنَ الْمَعْرُوفِ إِلَّا مَا يُوَافِقُ هَوَاهُ وَلَا يَتْرُكُ شَيْئًا مِنَ الْمُنْكَرِ إِلَّا مَا يُخَالِفُ هَوَاهُ.

وَقَدْ قَالَ بَعْضُ السَّلَفِ مَنْ لَمْ يَعْمَلْ مِنَ الْحَقِّ إِلَّا مَا يُوَافِقُ هَوَاهُ وَلَوْ يَتْرُكُ مِنَ الْبَاطِلِ إِلَّا مَا يُخَالِفُ هَوَاهُ لَا يَصِلُ أَجْرَ مَا عَمِلَ مِنَ الْحَقِّ وَلَا يَنْجُو مِنْ وَزْرِ مَا تَرَكَ مِنَ الْبَاطِلِ بَلْ يَكُونُ هَذَا سَبَبًا لِلسُّوءِ خَاتِمَتِهِ وَشَوْمٍ عَاقِبَتِهِ فَإِنَّ لِسُوءِ خَاتِمَتِهِ أَسْبَابًا بِمَا يَجِبُ عَلَى الْمُؤْمِنِينَ أَنْ يَحْذَرُوا عَنْهَا. وَمِنْهَا الْفَسَادُ فِي الْإِعْتِقَادِ وَإِنْ كَانَ مَعَ كِهَالِ الزُّهْدِ وَالصَّلَاحِ فَإِنَّ مَنْ كَانَ لَهُ فَسَادٌ فِي الْإِعْتِقَادِ مَعَ كَوْنِهِ قَاطِعًا مُتَقَيَّنًا بِهِ غَيْرَ ظَانٍّ أَنَّهُ أَخْطَأَ فِيهِ قَدْ يَنْكَشِفُ لَهُ فِي حَالِ السَّكَرَاتِ بَطْلَانُ مَا اعْتَقَدَهُ فَيُظَنُّ أَنَّ سَائِرَ مَا اعْتَقَدَهُ مِنَ الْإِعْتِقَادَاتِ الْحَقَّةِ مِثْلُ هَذَا الْإِعْتِقَادِ بَاطِلٌ لَا أَصْلَ لَهُ إِنْ لَوْ يَصْنُ عِنْدَهُ فَرْقٌ بَيْنَ إِعْتِقَادٍ وَإِعْتِقَادٍ فَيَكُونُ انْكِشَافُ بَطْلَانِ بَعْضِ إِعْتِقَادَاتِهِ سَبَبًا لِزَوَالِ بَقِيَّةِ إِعْتِقَادَاتِهِ. فَإِنْ خَرَجَ رُوحُهُ فِي هَذِهِ الْحَالَةِ قَبْلَ أَنْ يَتَذَكَّرَ وَيَعُودَ إِلَى أَصْلِ الْإِسْمَانِ يُخْتَوِلُهُ بِالسُّوءِ وَيَخْرُجُ مِنَ الدُّنْيَا غَيْرَ رَاضٍ بِمَا كَانَ مِنَ الدِّينِ قَالَ اللَّهُ تَعَالَى فِيهِمْ: "وَبَدَّ الْقَوْمُ مِنَ اللَّهِ مَالَهُ يَكُونُوا يَحْتَسِبُونَ" وَقَدْ قَالَ فِي آيَةِ أُخْرَى قُلْ هَلْ نُنَبِّئُكُمْ بِالْأَخْسَرِينَ أَعْمَالًا الَّذِينَ ضَلَّ سَعِيَهُمْ فِي الْحَيَاةِ الدُّنْيَا وَهُمْ يَحْسَبُونَ أَنَّهُمْ يُحْسِنُونَ صُنْعًا فَإِنَّ كُلَّ مَنْ اعْتَقَدَ شَيْئًا عَلَى خِلَافِ مَا هُوَ عَلَيْهِ إِمَّا نَظَرًا بِرَأْيِهِ وَعَقْلِهِ أَوْ اخْتِارًا مِمَّنْ هَذَا أَحَالُهُ فَمُؤَرَّعٌ فِي هَذَا الْخَطَرِ لَا يَنْفَعُهُ

الزُّهْدُ وَالصَّلَاحُ وَإِنَّمَا يَدْفَعُهُ إِلَّا عِقَادُ الصَّحِيجِ الْمَطَابِقِ لِكِتَابِ
اللَّهِ تَعَالَى وَسُنَّةِ رَسُولِهِ لِأَنَّ الْعَقَائِدَ الذِّبْنَ لَا يَعْتَدِبُهَا إِلَّا مَا أَخَذَ
مِنْهُمَا .

وَمِنْهَا إِصْرَارُ عَلَى الْمَعَاصِي فَإِنَّ مَنْ لَمْ إِصْرَارُ عَلَى الْمَعَاصِي
يَخْصُلُ فِي قَلْبِهِ الْفَتْنَانِ فِي جَمِيعِ مَا أَلْفَهُ الْإِنْسَانُ فِي عُمْرِهِ وَيَعُودُ
ذِكْرُهُ عِنْدَ مَوْتِهِ وَإِنْ كَانَ مَبْلُغًا إِلَى الطَّاعَاتِ أَكْثَرَ فَيَكُونُ أَكْثَرُ مَا
يَخْضَرُهُ عِنْدَ الْمَوْتِ ذِكْرُ الطَّاعَاتِ وَإِنْ كَانَ مَبْلُغًا إِلَى الْمَعَاصِي
أَكْثَرَ فَيَكُونُ أَكْثَرُ مَا يَخْضَرُهُ عِنْدَ الْمَوْتِ ذِكْرُ الْمَعَاصِي .

فَرَبَّمَا يَغْلِبُ عَلَيْهِ حِينَ نَزَلَ الْمَوْتُ بِهِ قَبْلَ التَّوْبَةِ شَهْوَةٌ
مِنَ الشَّهَوَاتِ وَمَغْضَبَةٌ مِنَ الْمَعَاصِي فَيَنْفَقِدُ قَلْبُهُ بِهَا وَبَصِيرُهُ
حِجَابًا بَيْنَهُ وَبَيْنَ رَبِّهِ وَسَبَبًا لِشَقَاوَتِهِ فِي أُخْرَى حَيَاتِهِ لِقَوْلِهِ
عَلَيْهِ السَّلَامُ ، الْمَعَاصِي بَرِيدُ الْكُفْرِ وَالَّذِي لَوْ يَزْكِبُ ذَنْبًا أَصْلًا ،
أَوْ أَرْتَكِبُ وَتَابَ فَهُوَ بَعِيدٌ عَنْ هَذَا الْخَطَرِ . وَأَمَّا الَّذِي أَرْتَكِبُ ذُنُوبًا
كَثِيرَةً حَتَّى كَانَتْ أَكْثَرُ مِنْ طَاعَاتِهِ وَلَمْ يُتَبَّ مِنْهَا بَلْ كَانَ مُصِرًّا
عَلَيْهَا . فَهَذَا الْخَطَرُ فِي حَقِّهِ عَظِيمٌ جَدًّا إِذْ قَدْ يَكُونُ غَلَبَةُ الْأَلْفَةِ
بِهَا سَبَبًا لِأَنْ يَتَمَثَّلَ فِي قَلْبِهِ صُورَتُهَا وَيَقَعَ مِنْهُ مَبْلُغٌ إِلَيْهَا وَ
يَقْبُضُ رُوحَهُ عَلَيْهَا فَيَكُونُ سَبَبًا لِسُوءِ خَاتِمَتِهِ .

وَيُعْرِفُ ذَلِكَ بِمِثَالٍ وَهُوَ أَنَّ الْإِنْسَانَ لَا شَكَّ أَنَّ يَرَى فِي
مَنَامِهِ مِنَ الْأَحْوَالِ الَّتِي أَلْفَهَا طَوَّلَ عُمْرِهِ حَتَّى أَنَّ الَّذِي قَضَى
عُمُرَهُ فِي الْعِلْمِ مِنَ الْأَحْوَالِ الْمُتَعَلِّقَةِ بِالْعِلْمِ وَالْعِلْمَاءِ وَالَّذِي
قَضَى عُمُرَهُ فِي الْخِيَاطَةِ يَرَى مِنَ الْأَحْوَالِ الْمُتَعَلِّقَةِ بِالْخِيَاطَةِ إِذْ

لَا يَظْهَرُ فِي حَالِ النَّوْمِ إِلَّا مَا حَصَلَ لَهُ مُنَاسَبَةٌ مَعَ قَلْبِهِ بِطُولِ الْأَلْفِ
وَالْمَوْتِ وَإِنْ كَانَ فَوْقَ النَّوْمِ لَكِنْ سَكَرَاتُهُ وَمَا يَتَقَدَّرُ مِنَ الْغَشْبَةِ
قَرِيبٌ مِنَ النَّوْمِ. فَطُولُ الْأَلْفِ بِالْمَعَاصِي يَفْنَى تَذَكُّرُهَا عِنْدَ
عِنْدِ الْمَوْتِ وَعَوْدُهَا فِي الْقَلْبِ وَتَمَثُّلُهَا فِيهِ وَهَيْلُ النَّفْسِ إِلَيْهَا
وَإِنْ قَبِضَ رُوحُهُ فِي تِلْكَ الْحَالَةِ يَخْتَوِلُهُ بِالسُّوْرِ.

وَمِنْهَا الْعُدُولُ عَنِ الْإِسْتِقَامَةِ فَإِنْ مَنْ كَانَ مُسْتَقِيمًا فِي
أَبْتِدَائِهِ ثُمَّ تَغَيَّرَ عَنْ حَالِهِ وَخَرَجَ مِمَّا كَانَ عَلَيْهِ فِي ابْتِدَائِهِ
يَكُونُ سَبَبًا لِسُوْرِ خَانِمَتِهِ كَابِلِيَسَ الَّذِي كَانَ فِي ابْتِدَائِهِ رَئِيسَ
الْمَلَائِكَةِ وَمُعَلِّمَهُمْ وَأَشَدَّهُمْ اجْتِهَادًا فِي الْعِبَادَةِ حَتَّى قِيلَ
لَهُ يَبْقَى فِي سَبْعِ سَمَاوَاتٍ وَسَبْعِ أَرْضِينَ مَوْضِعٌ شَبِيرٍ إِلَّا
وَهُوَ قَدْ سَجَدَ فِيهِ. ثُمَّ لَمَّا أَمَرَ بِالسُّجُودِ لِأَدَمَ أَبِي وَاسْتَكْبَرَ
وَكَانَ مِنَ الْكَافِرِينَ وَكَبَلَعَامِ بْنِ بَاعُورَ الَّذِي أَنَا اللَّهُ أَبَاتِهِ
فَانْسَلَخَ مِنْهَا يَخْلُودُ إِلَى الدُّنْيَا وَاتَّبَعَ هَوَاهُ وَكَانَ مِنَ الْغَادِيَةِ
وَكَبُرَ صَبْرًا الْعَايِدِ الَّذِي قَالَ لَهُ الشَّيْطَانُ أَكْفَرُ لِمَا كَفَرَ قَالَ
إِنِّي بَرِيءٌ مِنْكَ إِنِّي أَخَافُ اللَّهَ رَبَّ الْعَالَمِينَ فَإِنَّ الشَّيْطَانَ
أَغْرَاهُ عَلَى الْكُفْرِ فَلَمَّا كَفَرَ تَبَرَّأَ مِنْهُ فَخَافَهُ أَنْ يُشَارِكَهُ فِي الْعَذَابِ
وَلَوْ يَنْفَعُهُ ذَلِكَ كَمَا قَالَ اللَّهُ تَعَالَى فَكَانَ عَاقِبَتُهُمَا أَنَّهُمَا فِي
خَالِدِينَ فِيهَا وَذَلِكَ جَزَاءُ الظَّالِمِينَ.

وَمِنْهَا ضَعْفُ الْإِيمَانِ فَإِنْ مَنْ كَانَ فِي إِيْمَانِهِ ضَعْفٌ يَضَعُفُ
حُبُّ اللَّهِ تَعَالَى فِيهِ وَيَقْوَى حُبُّ الدُّنْيَا فِي قَلْبِهِ وَيَسْتَوِلِي عَلَيْهِ
بِغَيْثٍ لَا يَبْقَى فِيهِ مَوْضِعٌ لِحُبِّ اللَّهِ تَعَالَى إِلَّا مِنْ حَيْثُ حَدِيثُ النَّفْسِ

لَا يَظْهَرُ لَهُ أَثَرٌ فِي مُخَالَفَةِ النَّفْسِ وَلَا يَوْثُرُ فِي الْكَفِّ عَنِ الْمَعَاصِي
وَلَا فِي الْحُبِّ عَلَى الطَّاعَاتِ مِنْهُنَّ فِي الشَّهَوَاتِ وَإِرْكَابِ لَعْنَتَيْنِ
بِئْرَاكُمُ ظُلُمَاتِ الدُّنُوبِ عَلَى الْقَلْبِ فَلَا تَزَالُ تَطْفِئُ مَا فِيهِ مِنْ نُورِ
الْإِيمَانِ مَعَ ضَعْفِهِ وَإِذَا جَاءَتْ سَكْرَاتُ الْمَوْتِ بَزَادَ حُبِّ اللَّهِ تَعَالَى
ضَعْفًا فِي قَلْبِهِ، لَهَا يَرَى أَنَّهُ يَفَارِقُ الدُّنْيَا وَهِيَ مَحْبُوبَةٌ لَهُ وَعَبَّهَا
غَالِبٌ عَلَيْهِ لَا يَرِيدُ تَرْكَهَا وَبَنَاءَهُ مِنْ فِرَاكِهَا وَيَرَى ذَلِكَ مِنْ
اللَّهِ تَعَالَى فَيُحْشَى أَنْ يَخْصَلَ فِي بَاطِنِهِ بُغْضُهُ تَعَالَى بِذَلِكَ الْحُبِّ وَ
يَنْقَلِبُ ذَلِكَ الْحُبُّ الضَّعِيفُ بُغْضًا فَإِنْ خَرَجَ رُوحُهُ فِي اللَّحْظَةِ
الَّتِي خَطَرَتْ فِيهَا هَذِهِ الْخَطَرَةُ يُخْشَوُ لَهُ بِالسُّورِ وَيَهْلِكُ هَلَاكًا
مَوْثِدًا.

وَالسَّبَبُ الْمَفْضِيُّ إِلَى هَذِهِ الْخَافَةِ حُبُّ الدُّنْيَا وَالزَّكُورُ إِلَيْهَا
وَالْفَرْجُ بِهَا مَعَ ضَعْفِ الْإِيمَانِ الْمَوْجِبِ الضَّعْفَ لِحُبِّ اللَّهِ تَعَالَى وَ
النَّامُ الْعِضَالُ قَدْ عَوَّاهُ خَيْرُ الْخَلْقِ فَإِنَّ مَنْ يَغْلِبُ عَلَى قَلْبِهِ عِنْدَ
الْمَوْتِ أَمْرٌ مِنْ أُمُورِ الدُّنْيَا وَتَشْتَمِلُ ذَلِكَ الْأَمْرُ فِي قَلْبِهِ وَ
يَسْتَفْرِقُهُ حَتَّى لَا يَبْقَى لِفَيْرِهِ مَتَسِعٌ، فَإِذَا خَرَجَ رُوحُهُ فِي تِلْكَ
الْحَالَةِ يَكُونُ رَأْسُ قَلْبِهِ مَنكُوسًا إِلَى الدُّنْيَا، وَجِهَةٌ مَصْرُوفًا إِلَيْهَا
وَيَحْصُلُ بَيْنَهُ وَبَيْنَ رَبِّهِ حِجَابَانِ وَلَا يُمْكِنُهُ أَنْ يُكْتَبَ بَعْدَ الْمَوْتِ
صِفَةٌ أُخْرَى تَضَادُّ الصِّفَةَ الْغَالِبَةَ إِذْ لَا تَعْرِفُ فِي الْقُلُوبِ إِلَّا بَاعًا
الْجَوَارِحَ وَبِالْمَوْتِ تَبْطُلُ الْجَوَارِحُ وَأَعْمَالُهَا وَلَا مَطْمَعٌ فِي الرَّجُوعِ
إِلَى الدُّنْيَا حَتَّى يُمْكِنَ التَّدَارُكُ وَيَبْقَى فِي حَسْرَةٍ وَنَدَامَةٍ فَمَنْ أَرَادَ
النَّجَاةَ مِنْ هَذِهِ الْوَرُطَةِ فَعَلَيْهِ إِخْرَاجُ حُبِّ الدُّنْيَا مِنْ قَلْبِهِ

وَحِفْظُ تَجَوَّاجٍ عَنِ الْمَعَاصِي وَقَلْبِهِ عَنِ الْفِكْرِ فِيهَا وَالْإِحْتِرَازُ
عَنِ مُشَاهَدَةِ نَهَارٍ وَمُشَاهَدَةِ أَهْلِهَا لِأَنَّ ذَلِكَ أَيْضًا يُوَثِّرُ فِي قَلْبِهِ
وَيَصْرِفُ فِكْرَهُ إِلَيْهِ أَنْ يَوَاطِبَ عَلَى الطَّاعَاتِ لِكُونِهَا ثَمَرَةً فَحَبَّةُ
اللَّهِ تَعَالَى وَلَا يَتَصَوَّرُ فَحَبَّةُ اللَّهِ تَعَالَى إِلَّا بَعْدَ مَعْرِفَتِهِ تَعَالَى إِذْ لَا يَحِبُّ
الْإِنْسَانُ مَا لَا يَعْرِفُهُ. وَإِنَّمَا يُحِبُّ مَا يَعْرِفُهُ. فَمَنْ عَرَفَ اللَّهَ تَعَالَى
وَعَرَفَ أَنَّ جَمِيعَ النِّعَمِ الْحَاصِلَةِ إِلَيْهِ وَإِلَى غَيْرِهِ لَيْسَ إِلَّا مِنْهُ
تَعَالَى، لَا جَرَمَ يُحِبُّهُ. فَإِذَا أَحَبَّهُ بَسَعَى فِي تَحْصِيلِ مَرْضَاهُ
بِالْإِحْتِرَازِ عَنِ الْأَفْعَالِ الْقَبِيحَةِ وَالِاسْتِغَالِ بِالْأَعْمَالِ الْحَسَنَةِ
فَعَلِمَ مِنْ هَذَا أَنَّ الْمَقْصُودَ مِنَ الْعُلُومِ وَالْأَعْمَالِ مَعْرِفَةُ
اللَّهِ تَعَالَى حَتَّى يَشْتَمَلَ الْمَعْرِفَةُ إِذْ لَا يَنْبَغِي لِأَحَدٍ أَنْ يَفَارِقَ الدُّنْيَا
إِلَّا مُحِبًّا لِلَّهِ تَعَالَى وَمُحِبًّا لِلَّهِ تَعَالَى وَمُحِبًّا لِلْقَائِمِ. فَإِنَّ مَنْ أَحَبَّ
لِقَاءَ اللَّهِ تَعَالَى أَحَبَّ اللَّهُ لِقَاءَهُ. وَمَنْ قَدِمَ عَلَى مُحَبُّوبِهِ بَغْظُ سُرُورَةٍ
بِقَدْرِ مُحَبَّتِهِ لَا مُحِبًّا لِلدُّنْيَا لِأَنَّهُ يَفَارِقُهَا وَمَنْ يَفَارِقُ مُحَبُّوبَهُ بِشِدَّةِ
الْهَمِّ وَعَذَابِهِ.

فَمِنْهُمَا كَانَ الْغَالِبُ عَلَى الْقَلْبِ حُبُّ الْوَلَدِ وَالْمَالِ وَالْمُسْكَنِ وَ
الْعِقَارِ. فَهَذَا رَجُلٌ بِجَمِيعِ مَحَابَّتِهِ فِي الدُّنْيَا، وَالْدُّنْيَا جَنَّةٌ. فَمَوْتُهُ
خُرُوجٌ مِنَ الْجَنَّةِ وَخِلُولَةٌ بَيْنَهُ وَبَيْنَ مُحَبُّوبِهِ وَلَا يَخْفَى أَلَمْ مَنْ
حَالَ بَيْنَهُ وَبَيْنَ مُحَبُّوبِهِ. وَأَمَّا إِذَا الْمُرِيكُنْ مُحَبُّوبٌ سِوَى اللَّهِ تَعَالَى
فَالدُّنْيَا سِجْنَةٌ. فَمَوْتُهُ خُرُوجٌ مِنَ السِّجْنِ وَلِقَاءُ مُحَبُّوبِهِ. فَهَذَا
أَوَّلُ مَا يَلْقَاهُ كُلُّ مَنْ يَفَارِقُ الدُّنْيَا عَقِيبَ مَوْتِهِ مِنَ الْفَرَجِ وَالْأَلْوِ
فَضْلًا عَمَّا أَعَدَّ اللَّهُ تَعَالَى مِنَ النَّعِيمِ الْمُقِيمِ لِعِبَادِهِ الصَّالِحِينَ

وَمِنَ الْعَذَابِ الْآلِئِينَ الَّذِينَ اسْتَحَبُّوا الْحَيَاةَ الدُّنْيَا وَدَرَسُوا بِهَا
وَلَهُ يَسْتَعِيدُ قَالِ الْقَائِدُ اللَّهُ تَعَالَى .

وَحَكِي أَنْ سُلَيْمَانَ بْنَ عَبْدِ الْمَلِكِ لَمَّا دَخَلَ الْمَدِينَةَ حَاجًّا
قَالَ هَلْ بِهَا رَجُلٌ أَذْرَكَ عِدَّةً مِنَ الصَّحَابَةِ . قَالُوا نَعَمْ أَبُو جَازِمٍ
فَارْسَلَ إِلَيْهِ . فَلَمَّا آتَاهُ ، قَالَ يَا أَبَا جَازِمٍ ! مَا لَنَا نَكْرَهُ الْمَوْتَ . قَالَ
إِنَّمَا عَمَّرْتُمُ اللَّهَ نِيًّا وَخَرَبْتُمُ الْآخِرَةَ . فَتَكْرَهُونَ الْخُرُوجَ مِنْ
الْعِمْرَانِ إِلَى الْخَرَابِ . قَالَ صَدَقْتَ . ثُمَّ قَالَ لَبِثَ شِعْرِي مَا لَنَا عِنْدَ
اللَّهِ تَعَالَى غَدًا قَالَ أَعْرِضْ عَمَّا عَلَى كِتَابِ اللَّهِ تَعَالَى . قَالَ فَأَيْنَ أَجَلُهُ
قَالَ فِي قَوْلِهِ تَعَالَى إِنَّ الْأَبْرَارَ لَفِي نَعِيمٍ وَإِنَّ الْفُجَّارَ لَفِي جَحِيمٍ
قَالَ فَأَيْنَ رَحْمَةُ اللَّهِ . قَالَ إِنَّ رَحْمَةَ اللَّهِ قَرِيبٌ مِنَ الْمُحْسِنِينَ ه قَالَ
لَبِثَ شِعْرِي كَفَ الْعَرْضُ عَلَى اللَّهِ تَعَالَى غَدًا . قَالَ أَمَّا الْمُحْسِنُ فَكَالْفَارِ
الَّذِي يَتَقَدَّمُ عَلَى أَهْلِهِ . وَأَمَّا الْمُسِيءُ فَكَالْآبِقِ يَتَقَدَّمُ عَلَى مَوْلَاهُ . فَكَلَى
سَلْبَمُنْ حَتَّى هَلَكَ صَوْنُهُ وَاسْتَدَّ بِكَاءُ ثُمَّ قَالَ أَوْ حَمْنِي قَالَ إِيَّاكَ
أَنْ يَرَاكَ اللَّهُ حَيْثُ نَهَاكَ وَلَا يَفْقِدَكَ حَيْثُ أَمَرَكَ .

ترجمہ

نویں مجلس اس بیان میں کہ آنحضرت صلی
اللہ علیہ وسلم کے لئے ہوئے تمام احکام کی پیروی کرنا لازم ہے اور اس میں ایک تحقیق
ہے آنحضرت فرماتے ہیں تم میں سے کوئی ایماندار نہیں جب تک کہ وہ اپنی مرضی کو میرے
احکام کی تابع نہ کر دے ۔ یہ حدیث صحیح کی صحیح حدیثوں میں سے ہے جس کے
راوی عبد اللہ بن عمرو بن العاص ہیں ۔ اور اس کا مطلب یہ ہے کہ تم میں سے کوئی
مومن کامل نہیں ہو سکتا جب تک کہ اپنے نفسانی خواہش کی ترک کر کے حق کی

پیر دی نہ کہے اور اپنی ہوا دھوس کو حق پر غالب نہ ہونے دی بلکہ وہ حق ہو میں لایا ہوں
اسکی ہوا دھوس پر غالب ہو اس لئے کہ جو شخص اپنے نفس کی خواہش پر عمل کرتا ہے
اس کا نفس جس بات کو چاہتا ہے وہ اسی کو کرتا ہے۔ اور اپنے مولیٰ کا مخالف ہوتا
ہے۔ اور اپنی ہوا دھوس کو اپنے نفس کا معبود بنا لیتا ہے۔ گویا وہ اسی کو پوجتا ہے
اور اسی لئے نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ہے کہ آسمان کے بچے کوئی معبود
ہو اے نفس سے زیادہ اللہ کے نزدیک بدتر نہیں ہے۔ اور ایک روایت ہے کہ یہ
بدترین معبود زمین پر اللہ کے نزدیک ہو اے نفس ہی ہے۔ اور حقیقت میں جو
شخص غور کرے اس کو معلوم ہو سکتا ہے کہ جو بتوں کو پوجتا ہے۔ وہ حقیقت میں
بتوں کو نہیں پوجتا بلکہ ہوائے نفس کو پوجتا ہے کیونکہ اس کا نفس اپنے آبائے دین
کی طرف مائل ہے تو وہ اسی میل کا پیرو ہے جس کو خواہش نفس کہتے ہیں۔ اس
لئے کہ اہل ہوا کی یہ عادت ہے کہ جو بات ان کی خواہش نفس کے موافق ہو اسی کو اچھا
سمجھتے ہیں اگرچہ وہ تمام برائی اور وبال کا سبب ہو جائے اور جو بات ان کی ہوائے
نفس کے خلاف ہو اس کو برا جانتے ہیں اگرچہ اس میں ان کے لئے نفعی بھلائی ہو
پس سجدہ وہ ہے جو اپنی خواہش نفس کے خلاف اپنے مولا کی اطاعت کرے اور شقی
وہ ہے جو اپنے مولا کے خلاف اپنے نفس کی پیروی کرتا ہے۔ اور ہلاک ہوتا ہے اس
لئے کہ جو شخص اپنے نفس کی پیروی کرتا ہے وہ ایسے کام کرتا ہے جو مضر ہوتے ہیں
اور جس سے اس کا حال اور مال دونوں تباہ ہوتے ہیں اور اسکی اس کو خبر نہیں ہوتی
اور اگر ہوتی بھی ہے تو اپنی حماقت سے موجودہ لذت کو جو رہنے والی نہیں ہے۔ ان برے
برے عذابوں پر ترجیح دیتا ہے جن کی انتہا نہیں ہے اور اپنے اندھے پن اور
شدت حماقت سے یہ سمجھتا ہے کہ میں نے خوب مزے اڑائے اور وہ الحق یہ نہیں جانتا
کہ وہ دنیا سے ایک دن نکلے گا اور دیکھے گا کہ اس نے کچھ بھی لطف نہیں اٹھایا۔

دنیاوی لذتیں نہ آخرت کی نعمتیں۔ بلکہ اس نے اپنے نفس کی پیروی کی ان چیزوں میں جو کچھ بھی نہیں ہے اس لئے کہ دنیا کی لذتیں زائل ہو جاتی ہیں اور آخرت کی لذتیں اس کو سننے والی نہیں تو ایک حیرت اور ندامت میں رہے گا جس سے کچھ بھی فائدہ نہیں اور ابن عباسؓ کہتے ہیں قرآن مجید میں ہوائے نفس کا ذکر اللہ نے ہمیشہ برائی سے کیا ہے ایک جگہ فرماتا ہے بلکہ ظالم لوگوں نے اپنے خواہشوں کی پیروی بے جا نہ ہو جسے کہے کی۔ دوسری جگہ فرماتا ہے اور بہترے لوگ بے جا نہ ہو جسے کہے نفس کے سبب سے گمراہی کرتے ہیں۔ اور دوسری جگہ فرماتا ہے۔ اور اس سے زیادہ گمراہ کون ہے۔ جو اللہ کی راہ کے سوا اپنے نفس کی خواہش پر چلتا ہے۔ پس ان آیتوں سے معلوم ہوا کہ خواہش نفس کی پیروی اکثر امر حق کی بے علمی ہوتی ہے۔

پس مومن کیلئے ضروری ہے کہ حق کو پہچانے اور باطل سے اس کو تمیز کرے اور حق پر عمل کرے اور باطل پر اس کو ترجیح دے کہ جو شخص حق کو نہ پہچانے وہ گمراہ ہے۔ اور جو شخص حق کو پہچان لے پھر بھی غیر حق کو پسند کرے تو اس کو خدا کا غضب ہو اور جو حق کو پہچانے اور اس پر عمل بھی کرے تو اس پر خدا کا انعام ہے اور خدا نے ہم کو حکم دیا ہے کہ ہم اس سے دن رات میں کئی بار اس بات کی دعا مانگا کریں کہ ہم کو ان لوگوں والا راستہ دکھلا دے جن پر اس کا انعام ہے، نہ ان لوگوں کا جن پر اس کا غضب ہے اور نہ ہی گمراہوں کا مادہ اسکی ضمن میں یہ بھی بیان فرمایا کہ سعادت مند وہ لوگ ہیں جنہوں نے حق کو پہچانا اور اسکی پیروی کی اور ہدایت والے ہوئے اور بد بخت وہ لوگ ہیں جنہوں نے حق کو نہ پہچانا بلکہ اس سے ناواقف رہے اور اس سے نکل کر گمراہ ہو گئے یا حق کو پہچان تو لیا اسکی مخالفت کی اور عمل نہ کیا، بلکہ غیر حق کی پیروی کی۔ اور خدا کے غضب میں آگئے اور حدیث شریف میں ثابت ہے کہ مغضوب علیہم تو یہودی ہیں اور گمراہ انصاری ہیں اور یہود کو مغضوب اور انصاری کو گمراہ فرمایا حالانکہ ان میں سے ہر ایک

گمراہ اور مضروب ہے۔ اس کی وجہ یہ ہے کہ ان میں سے ہر ایک کو بلیغ غلبہ جہل و عناد کے ایک ایک چیز سے عناد ہے اور خصوصیت ہے۔ چونکہ یہود اہل عناد تھے اس لئے ان کو غضب سے خصوصیت ہے اور نصاریٰ اہل جہالت تھے اس لئے وہ گمراہی سے خصوصیت رکھتی ہیں اس لئے سفیان ابن عیینہؒ کہتے ہیں کہ ہمارے علماء میں جو بگڑ جائے وہ یہودیوں سے مشابہ ہے۔ اس لئے کہ یہود جان بوجہ ہمارے پیروی نہیں کرتے بلکہ اس سے منہ پھیر لیا اور خدا کے غضب میں مبتلا ہو گئے۔ اور ہم میں سے جو عابد بگڑ جائے تو وہ نصاریٰ کی مثل ہے اس لئے کہ نصاریٰ نے حق کو پیچا تا ہی نہیں بلکہ اس سے ناواقف رہے اور گمراہ مٹھڑے کیونکہ اللہ تعالیٰ نے عبادت کو ثواب کا اور گناہ کو عذاب کا سبب قرار دیا ہے پس جو شخص ثواب کا آرزو مند ہے اور عذاب سے ڈرتا ہے تو اس کو ضرور ہے کہ عبادت اور گناہ کو معلوم کرے تاکہ عبادت کر کے ثواب پائے۔ اور گناہ سے بچ کر عذاب سے چھوٹے۔ اس لئے کہ جو شخص ان دونوں باتوں کو معلوم نہ کرے گا اور ان دونوں میں فرق نہ کرے گا وہ گناہ اور بڑے خسارہ میں رہے گا اور یہ بات اس لئے ہے کہ انسان کے قلب میں دو قوتیں ہیں قوت علم اور قوت ارادہ اور یہ کبھی بے کار نہیں رہ سکتیں اور کوئی کام بڑا ہو یا اچھا اس کے بغیر نہیں ہو سکتا کیونکہ جو شخص کوئی اچھا یا بڑا کام کرتا ہے وہ بغیر پہلے سے ارادہ کئے ہوئے کر ہی نہیں سکتا اور ارادہ بغیر اس کے علم کے نہیں ہو سکتا۔ اور انسان کا کمال انہیں دونوں قوتوں کے کام میں لانے پر ہی ہے جس سے دونوں جہاں میں نفع حاصل کرے اور دونوں دولتیں حاصل کرنے میں مدد دے اس لئے ضرور ہوا کہ علم کی قوت حق کو معلوم کرنے اور باطل سے تمیز کرنے میں استعمال کرے۔ اور قوت ارادہ کو طلب حق اور باطل پر اس کو ترجیح دینے میں کام میں لائے اس لئے کہ اگر اپنی قوت علیہ کو حق کے پہچاننے اور معلوم کرنے میں استعمال نہ کرے تو ضرور ہے کہ اس کو باطل اور اس کے لواحقات کے معلوم

کرنے میں استعمال کرے گا اور اگر اپنی قوت ارادے سے حق طبعی اور عمل نیک کا کام نہ لے گا تو کوئی شک نہیں ہے کہ اس کو باطل کی جستجو اور عمل بد میں صرف کرے گا انسان خلقی طور پر اپنے خالق کے مانعہ پر مجبور ہے اور طبیعت ہی اپنے خالق کی عبادت اور اس کی نزدیکی کو چاہتی ہے بمقتضا اس فطرت کے جس پر انسان پیدا کیا گیا ہے لیکن یہ خلقی معرفت اور طبعی عبادت قابل اعتبار نہیں ہے کہ وہ مقتضائے نفس خواہش نفسانی کی ہمدی سے ہوا کرتی ہے پس وہ شرک کی آمیزش سے خالی نہیں ہے اور معرفت اور عبادت وہ ہی معتبر ہے جو شریعت کے موافق ہو نہ وہ کہ جو طبعی ہو کیا تم نہیں جانتے کہ ابلیس کا طبعی امر تھا کہ اپنے رب کو سجدہ کرے چنانچہ بعض روایتوں سے ثابت ہے کہ اس نے انشی ہزار برس اللہ کی پرستش کی ہے اور اس کثرت عبادت کی وجہ سے مقرب فرشتوں میں شامل ہو گیا پھر جب وہ اپنی خلاف طبیعت سجدہ کرنے کے لئے مامور ہوا تو ازراہ تکبر اس نے انکار کیا اور کافروں میں سے ہو گیا اس لئے کہ جو شخص اپنی طبیعت اور ہوائے نفس پر کار بند ہوتا ہے تو وہ حسنات میں سے کوئی کام نہیں کرتا۔ البتہ وہ کام جو اس کی خواہش نفس کے موافق ہو اور نہ حرام چیزوں کو چھوڑتا ہے البتہ وہ چیزیں جو اس کے مرضی نفس کے خلاف ہوں بعض متقدمین کا قول ہے کہ جو شخص وہی عمل نیک کرے جو اس کی مرضی کے موافق ہو اور اعمال بد سے اس کو ترک کرے جو اس کے خلاف مزاج ہو تو اس کو اس عمل نیک کا ثواب نہ ملے گا۔ اور نہ اس حرام کے ترک کرنے سے وہ عذاب سے بری ہے بلکہ اس کی یہ عادت اس کے بد انجام اور عاقبت کی خرابی کا سبب ہوگی کیونکہ خاتمہ کی خرابی کے بہت سے اسباب ہیں جن سے مومن کو بچنا ضرور ہے

منجھان کے ایک عقیدے کی خرابی ہے، اگرچہ اعلیٰ درجہ کے زہد اور صلاح کے ساتھ ہو اس لئے کہ جس شخص کا عقیدہ فاسد ہو اور اپنے عقیدے فاسد پر اتنا

یقین کا مل رکھتا ہو کہ اپنی غلطی کا اس کو گمان ہی نہیں۔ اس کو جان کنی کے وقت معلوم ہوگا کہ میرا اعتقاد باطل تھا اور حق عقیدوں کی نسبت بھی خیال ہوگا کہ وہ بھی اس اعتقاد کی طرح باطل ہیں اور ان کی کوئی اصل نہیں ہے اگر اس کو اس عقیدے اور ان عقیدوں میں فرق معلوم نہیں پس بعض اعتقادات کی غلطی ظاہر ہونے پر باقی اعتقادات بھی ذائل ہو جائیں گے پس اگر اسی حال میں اس کی روح نکلی گئی اور وہ اپنے ایمان کو ناکہ درست نہ کر سکا تو اس کا خاتمہ خراب ہوا اور دنیا سے بے ایمان گیا۔ اور ان لوگوں میں سے ہوگا جن کی نسبت خداوند عالم ارشاد فرماتا ہے اور اللہ کی طرف سے ان کو وہ بات ظاہر ہوئی جن کا ان کو گمان بھی نہ تھا اور دوسری آیت میں فرماتا ہے کہو کہ آیا ہم تم کو بتادیں کہ کن کے عمل اکارت گئے۔ وہ لوگ جن کی سعی دنیا میں ضائع ہوئی اور وہ سمجھتے ہیں کہ ہم اچھا کام کر رہے ہیں واقعی جو شخص واقع کے خلاف اپنی رائے و عقل سے یا کسی اور سے جس کا یہی حال ہو کسی بات کا اعتقاد کرے تو وہ اسی اندیشے میں ہے اور پرہیزگاری اور نیکی اس اندیشے کو دفع نہیں کر سکتی بلکہ یہ اندیشہ صرف اس عقیدہ صحیح سے دور ہوتا ہے جو کتاب اللہ اور سنت رسول اللہ کے مطابق ہو اس لئے کہ دینی عقائد وہی معتبر ہیں جو کتاب اللہ اور سنت رسول اللہ سے ماخوذ ہوں

اور انہیں اسباب میں ایک سبب گناہوں پر اثر بننا بھی ہے کیونکہ جو شخص گناہوں کا عادی ہو جاتا ہے اس کے دل میں گناہ کی اُلفت بیٹھ جاتی ہے اور قاعدہ ہے کہ انسان زندگی میں جس چیز سے محبت رکھتا ہے موت کے وقت اُسی کی یاد آتی ہے۔ اگر اس کی توجہ اکثر عبادتوں کی طرف زیادہ ہے تو اس کو مرتے وقت زیادہ تر عبادتوں کا ہی خیال رہے گا۔ اور اگر اس کو اکثر گناہوں کی طرف زیادہ رغبت تھی تو مرتے وقت اس کو زیادہ تر گناہوں کی یاد آئے گی سو اکثر اوقات مرتے وقت توبہ سے

پہلے اس پر کوئی خواہش نفس یا کوئی گناہ غالب ہو جاتا ہے اس کا دل اسکی میں پھنس جاتا ہے اور اس کے اور اس کے پروردگار کے درمیان پردہ ہو جاتا ہے اور آخر زندگی میں اس کی بد بختی کا سبب بن جاتا ہے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم فرماتے ہیں کہ گناہ کفر کا قاصد ہے اور جس نے کوئی گناہ نہیں کیا کر کے توبہ کر ڈالی تو وہ اس خطرہ سے دور ہی رہا وہ شخص جس نے اس کثرت سے گناہ کئے کہ اس کی عبادتوں سے بھی بڑھ گئے اور ان سے توبہ بھی نہیں کی بلکہ انہیں پر اڑا رہا تو اس کے حق میں یہ خطرہ یقیناً بہت بڑا ہے اس لئے کہ بعض اوقات گناہوں سے محبت بڑھ جانا اس بات کا سبب بن جاتا ہے کہ اس کے دل میں گناہ کی صورت بیٹھ جاتی ہے اور اس کی طرف اسے رغبت ہو جاتی ہے اسی پر اسکی روح قبض کر لی جاتی ہے پس یہ گناہ اس کے خاتمہ کی خرابی کا سبب بن جاتا ہے۔ یہ بات ایک مثال سے سمجھ میں آجائے گی۔ یعنی اس میں شک نہیں کہ انسان خواب میں دیکھ چیزیں دیکھتا ہے جن سے وہ زندگی بھر مالوف رہا ہے۔ مثلاً جسکی عمر علم کے شغل میں گزری وہ علم اور علماء کے متعلق خواب دیکھتا ہے اور جس کی عمر سلائی کے کام میں گزری اس کو درزی اور سلائی کے خواب دکھائی دیتے ہیں اس لئے کہ سوتے میں وہی باتیں سلنے آتے ہیں جن سے اس کے دل کو بلحاظ محبت کے زیادہ تعلق رہا ہے اور موت ہرگز سونے سے بڑھ کر ہے۔ لیکن اس کی سمرات اور مرنے سے پہلے جو غشی ہو جاتی ہیں وہ قریب قریب سونے ہی کے ہوتی ہے پس گناہوں سے محبت کی زیادتی مرتے وقت ان کی یاد دلاتی ہے اور ان کا خیال ٹوٹ آتا ہے اور دل میں ان کی صورت بیٹھ جاتی ہے اور دل اسی طرح متوجہ ہو جاتا ہے۔ اور اگر اسی حالت میں روح قبض ہو گئی، تو خاتمہ بڑا ہے

اور انہیں اسباب میں سے استقامت سے منہ پھیرنا ہے جو شخص ابتدا میں مستقیم رہا پھر اپنی اس حالت سے جس پر متبادل کیا اور جس طریقہ پر ابتدا میں تھا اس سے لکل گیا

تو یہ اس کے بوسے خاتمہ کا سبب ہو جائے گا جیسا کہ ابلیس شروع میں سب فرشتوں کا سردار اور معلم تھا اور سب سے زیادہ عبادت میں کوشش کرتا تھا۔
 کچھ عرصے میں اساتوں زمین اور ساتوں آسمانوں میں اس نے کیس بالشت بھر جگہ ایسی نہ چھوڑی تھی جس پر اس نے سجدہ نہ کیا ہو پھر جب اس کو آدم کے سجدے کا حکم دیا گیا تو اس نے ازراہ تکبر انکار کیا اور کافر ہو گیا اسی طرح بلعام بن باعور جس کو اللہ نے اپنی نشانیاں دی تھیں۔ اس نے ان کو چھوڑ کر دنیا کی ہمیشگی اغلید کی اور اپنی خواہش نفس کی پیروی کی اور گمراہ ہو گیا اسی طرح برصیصا عابد تھا جس سے شیطان نے کہا کافر ہو جا۔ جب وہ کافر ہو گیا تو کہا کہ میں تجھ سے بری الذمہ ہوں میں اس خدا سے ڈرتا ہوں جو تمام جہاں کا پروردگار ہے شیطان نے پہلے تو اس کو کفر پر ابھارا اور جب کافر ہو گیا تو اس سے برأت بھی کر لی اس خوف سے کہ کہیں اس کے ساتھ میں بھی عذاب میں نہ گرفتار ہو جاؤں حالانکہ اس برأت سے اس کو کوئی نفع نہیں چنانچہ اللہ تعالیٰ فرماتا ہے کہ ان دونوں کا انجام یہ ہوا کہ دونوں ہمیشہ جہنم میں رہیں گے اور ظالموں کا۔ یہی ہلہ ہے۔

اور اپنی اسباب میں سے ضعف ایمان بھی ہے جس شخص کا ایمان ضعیف ہوتا ہے اس کے دل میں اللہ کی محبت کمزور ہوتی ہے اور دنیا کی محبت قوی ہوتی ہے اور اسی طرح غالب ہوتی ہے کہ اللہ کی محبت کا کوئی مقام نہیں رہتا اور اگر ہو بھی تو وہ محض نفس کے تابع ہوتی ہے۔ نفس کی مخالفت میں اس کا پتہ بھی نہیں ملتا نہ گناہوں سے روکنے میں اس کا کچھ اثر ہوتا ہے اور عبادت کی طرف آمادگی ہوتی ہے۔ بلکہ شہوتوں اور گناہوں میں پھنسا رہتا ہے پس گناہوں کی تیرگی اس کے قلب پر چڑھتی جاتی ہے اور اس کے نور ایمان کو جو پہلے ہی ضعیف تھا بجھاتی ہے جب موت کی سکرات شروع ہوگی تو اللہ کی محبت اس کے دل میں بالکل ضعیف ہو جائیگی کیونکہ وہ دیکھتا ہے کہ اب دنیا اس سے چھوٹی ہے حالانکہ وہ اس کی محبوب ہے۔ اور اس کی محبت اس کے دل پر غالب ہے۔ وہ اس کو چھوڑتا نہیں چاہتا اور اس کی

جہاں سے نجدہ ہو تب ہے اور جہاں ہے کہ یہ اللہ کی طرف سے ہوتا ہے۔ پس ڈرتا ہے کہ بگاڑ
 محبت کے اس کے دل میں اللہ کی طرف سے بغض نہ آجائے۔ اور وہ مٹوڑی سی محبت
 بغض نہ ہو جائے پس اگر اس کی جان اسی حالت میں نکل گئی ہو اس کے دل میں یہ خطرہ
 گذر رہا تھا تو اس کا خاتمہ ہوا اور جہیہ کے لئے تباہی میں پڑ گیا اور اس انجام
 کا باعث صرف یہی دنیا کی محبت اور اس کی زعیت اور اس کی خوشی ہوئی اس کے
 ساتھ ہی ایمان کی کمزوری ہے جس سے محبت الہی میں منصف آگیا یہ ایک نہایت
 سخت بیماری ہے جو تمام علت کو مٹی ہوئی ہے کیونکہ جس شخص کے دل میں مرتے وقت
 دنیا کی باتوں میں سے کوئی بات چھو جائے اور اس کے دل میں اس کی صورت بندھ جائے
 اور اس کو ایسا ڈبو دے کہ غیر کے لئے گنجائش ہی نہ رہے۔ اگر اسی حالت میں اس کی
 روح نکل جائے تو اس کے دل کا سر دنیا کی طرف جھکا ہوا ہوگا اور منہ اسی کی طرف ہوگا۔
 اور اس کے اور اس کے اللہ کے درمیان ایک پردہ پڑ جائے گا اور یہ ممکن نہیں ہے
 کہ مرنے کے بعد کوئی اور صفت حاصل ہو سکے جو اس صفت کو دفعہ کر دے جو اس کے
 دل پر غالب ہے اس لئے کہ قلب پر جو کچھ تصرف ہو سکتا ہے وہ اعمال ظاہری سے
 ہو سکتا ہے اور مرنے کے بعد تمام ظاہری اعضا ان کے افعال باطل ہو جاتے ہیں
 اور پھر دنیا میں آنے کی کوئی امید نہیں رہتی کہ اس کا کچھ تدارک ہو سکتا بلکہ حسرت اور
 ندامت میں پڑا رہے گا پس جو شخص اس ہلاکت سے بچنا چاہتا ہے اس کو چاہیے کہ
 اپنے دل سے دنیا کی محبت دور کر دے اور اپنے ظاہری اعضا کو گناہوں سے بچائے
 اور اپنے دل کو گناہ کے خیال سے روکے اور دنیا اور اہل دنیا کے دیکھنے سے ہرگز
 کوئے اس لئے کہ یہ بھی قلب پر اثر کرتا ہے اور بندہ کا خیال اللہ سے پھیر کر دنیا کی طرف
 کر دیتا ہے پھر عبادت کی دھن لگائے کیونکہ خدا کی محبت کا یہی فرقہ ہے اور اللہ کی
 محبت اس کے پہچاننے کے بعد ہوتی ہے۔

اس لئے کہ انسان اس چیز سے محبت نہیں کیا کرتا جس کو جانتا ہی نہ ہو۔ بلکہ اس سے محبت کرتا ہے جس کو جانتا ہے پس جس شخص نے اللہ کو پہچان لیا اور یہ بھی جان لیا کہ جو نعمتیں مجھ کو یا اوروں ملی ہیں،

وہ اللہ کی طرف سے ہیں تو ضرور اس سے محبت پیدا ہوگی اور جب محبت ہوگی تو برے کاموں سے بچ کر اور نیک کاموں میں مشغول ہو کر اس کی رضا جوئی کی کوشش کرے گا۔ اس سے معلوم ہوا کہ علوم اور اعمال سے خدا دانی مقصود ہے تاکہ معرفت سے محبت پیدا ہو۔ رکائے ہر شخص کو چاہئے کہ جب دنیا سے جدا ہو تو اللہ کی محبت اور اس کے دیدار کی تمنا رکھتا ہو کہ جو شخص اللہ کا دیدار چاہتا ہے اللہ اس سے ملنا چاہتا ہے، اور جو شخص اپنے محبوب کے پاس آتا ہے تو بقدر اس کی محبت کے سرور زیادہ ملتا ہے اور دنیا کی محبت کے ساتھ جان نہ دے اس لئے کہ وہ اس سے جدا ہوتا ہے اور جو شخص اپنے محبوب سے جدا ہوتا ہے اس کو سخت رنج اور تکلیف ہوتی ہے پس جس حالت میں کہ لڑکے اور مال اور مکان اور زمین کی محبت غالب ہوئی تو یہ ایسا شخص ہے جس کی تمام پسندیدہ چیزیں دنیا ہی میں ہیں اور یہی اس کی جنت ہے تو اس کا مرنا گویا جنت سے نکلنا اور اپنے محبوب سے جدا ہونا ہے۔ اور ظاہر ہے کہ محبوب کی جدائی کس درجہ رنج دہ ہوتی ہے اور چونکہ اللہ کے سوا کوئی اپنا محبوب ہی نہ ہو تو دنیا دوزخ ہوگی اور اس کا مرنا گویا دوزخ سے نکلنا اور محبوب سے ملنا ہے۔ پس یہ پہلی خوشی یا رنج ہے جو آخرت میں بعد مرنے کے ملنے والی ہے علاوہ اس کے خدا نے اپنے نیک بندوں کے لئے جنت اور دوزخ ان لوگوں کے لئے تیار کی ہے جنہوں نے دنیا سے محبت رکھی اور اللہ سے ملنے کے لئے کچھ سہاں نہ کیا۔

کہتے ہیں کہ سلیمان ابن عبدالمالک جب بغیر منہج مدینہ میں آئے تو پوچھا یہاں کوئی ایسا شخص بھی ہے جس نے کسی صحابہؓ کو دیکھا ہو لوگوں نے کہا ہاں ابو جانی

ہیں ان کو بلا بھیجا اور جب وہ تشریف لائے تو کہا اے ابو جازم ہم کو موت کیوں
 بری مگتی ہے آپ نے فرمایا چونکہ تم نے دنیا کو آباد کیا اور آخرت کو دیران اس لئے تم
 آبادی سے نکل کر دیرانہ میں جانا پسند نہیں کرتے۔ کہا آپ نے بہت سچ فرمایا پھر کہا
 یہ فرمائیے کہ آخرت میں ہمارا کیا حال ہونے والا ہے آپ نے فرمایا کہ اپنے اعمال کو
 کتاب اللہ سے مقابلہ کر کے دیکھ لو گو اس نے کہا یہ مضمون کس مقام پر ہے آپ نے کہا
 اللہ یوں فرماتا ہے۔ نیکو کار جنت میں ہوں گے اور بدکار دوزخ میں پھر پوچھا کہ اللہ
 کی رحمت کہاں ہوگی آپ نے فرمایا کہ اللہ کی رحمت نیکو کاروں سے قریب ہوگی۔
 پھر کہا یہ بتلائے کہ اللہ کا سنا کس طرح ہوگا جواب دیا کہ نیک لوگ تو اس طرح
 آئیں گے جس طرح کوئی پتھر اٹھا ہوا اپنے گھر والوں سے ملتا ہے اور بدکار اس طرح آئے
 گا جس طرح بھاگا ہوا غلام اپنے آئل کے پاس آتا ہے یہ سنتے ہی سیدھا رو پڑا یہاں
 تک کہ اسکی آواز بلند ہوگئی اور بہت پھوٹ پھوٹ کر رونے لگا۔

پھر کہنے لگا کہ مجھ کو کچھ نصیحت کیجئے۔

آپ نے فرمایا ایسی باتوں سے بچتا رہ کہ خدا تجھ کو اپنے حال میں دیکھے جس سے اس نے
 منع کیا ہے اور مفلح و نہ پائے تجھ کو ایسے حال سے کہ تجھ کو اس کا حکم کیلئے۔

+

در بیان آنکہ خلعت معرفت انسان کا اصلی جوہر ہے

جانتا چاہئے جس کو خداوند کریم نے خلعت معرفت عطا کر دیا ہے وہ ایک نائب
 و آئین خداوند کریم کا ہو جاتا ہے۔ کیونکہ یہی حصہ نبوت کی خلافت سے پہلے درپے سید
 بسینہ آنحضرت آدم علیہ السلام سے لے کر آج تک چلا آیا ہے اور وہی حصہ تقسیم

ہوتا رہے گا آخر زمانہ تک جس وقت یہ حجتہ حقیقی ختم ہو جاوے گا، جو کہ نبوت کا
 حصہ تقسیم ہو کر ولایت کے جامہ میں چلا آیا ہے تو پھر عنقریب قیامت قائم ہو جاوے گی
 مگر خلافت اس زمانہ میں دوشم پر منحصر ہو چکی ہے ایک حقیقی اور دوسری مجازی مگر مجازی اس
 زمانہ میں زیادہ پھیل گئی ہے، لیکن اس کی شناخت کرنی محال ہے مگر خلافت حقیقی
 کی شناخت کوئی دشوار نہیں۔ اور حقیقی کی شناخت میں جو خداوند کریم فرقان حمید
 میں فرماتا ہے: **وَإِذْ قَالَ رَبُّكَ لِلْمَلٰٓئِكَةِ إِنِّي جَاعِلٌ فِي الْأَرْضِ خَلِيفَةً** اور مولانا روم، بمقام
 مثنوی شریف میں در دفتر دوم اس طرح سے شائقین کو جام شراب حقیقی نوش کراتے
 ہیں ہر ایک زیر مطالبہ سے جام شراب حقیقی رومی نوش کر بیویں۔

مثنوی

گفت نے واللہ باللہ العظیم	مالک للملک رحمٰن الرحیم
بولانے واللہ باللہ العظیم	مالک للملک رحمٰن الرحیم
آن خداے کہ فرستاد انبیاء	نے بحاجت بل بفضل کبریا
وہ خدا کہ جس نے پیچھے انبیاء	نے بحاجت بل بفضل کبریا
آن خداوندے کہ از خاک ذلیل	آفریداد شہسواران جلیس
وہ خدا کہ خاک اک ناچوڑے	شہسواران بنی پیدا کئے
پاک شان کرد از مناج خاکیاں	بگذرانید از تگ افلاکیاں
خاکوں سے پاک ان کو کر دیا	اور فرشتوں سے کیا زیادہ سا
بر گرفت از نار و نور صاف ساخت	وانکہ بر جملہ انوار تاخت
نور صاف ان کو کیلے نارے	نور ان کا بڑھ گیا انوار سے

اُن سنا برقی کہ برار و ارج تافت
 وہ سنا برقی کہ روح پے
 اُن کز آدم رست دست شیت چید
 شیت کو آدم سے وہ حامل ہوا
 نوح زان گو ہر چو بر خور دار شد
 نوح نے جب وہ گہر حاصل کیا
 جان ابراہیم زان انوار رفت
 ہر سوئی جان خلیل اس نور سے
 چوں کہ اسماعیل در جویں فتاد
 ہوا کہ اسماعیل اس سے پر ہوا
 جان داؤد از شعاش گرم شد
 گرم جان داؤد پر تو سے ہوا
 چوں سیماں شد وصالش از صبح
 جب سیماں اس سے وصل ہو گیا
 در قضا یعقوب چوں بہناد سر
 جو قضا پر سر رکھا یعقوب نے
 یوسف مہر و جو دید آن آفتاب
 دیکھا وہ یوسف نے جیکہ آفتاب
 چوں عصا از دست موسیٰ ابغرد
 پانی موسیٰ سے عصا نے جو ہیا
 جان جبرئیل از فرش چوں رزیا فت
 تاکہ آدم معرفت زان نور یافت
 معرفت آدم نے کی اس نور سے
 پس خلیفہ شد آدم کاں پدید
 پس خلیفہ اس کو آدم نے کیا
 در ہوا کی بحر جاں در بار شد
 گوہر افشاں بحر جاں میں بھ ہوا
 بے حذر در شعلہ ہائے نار رفت
 نار کے شعلہ میں وہ بے ڈر گھسے
 پیش دستہ آبدارش سر ہناد
 اسکی پس خنجر کے اُگے سر رکھا
 بہن اندر دست بانس نرم شد
 نرم آبن ہاتھ میں اس کے ہوا
 دیو گشت بندہ مرناں مطیع
 دیو ہراک اُن کا تابع ہوا
 چشم روشن کرد از بونی پسر
 چشم روشن کی بونی فسر دندے
 شد چناں بیدار در تعبیر خواب
 بس لگا دینے وہ تعبیر خواب
 ملک فرعون را یک لقمہ کرد
 ملک فرعون کو لقمہ کب
 بہفت نوبت جان فشانند و باز یافت

راز پایا فرشتے جبرئیل نے
 چونکہ ذکر یا عشقش دم زدے
 ذکر یا اس کا جو بس عاشق ہوا
 چونکہ یونس جرعه زال جام یافت
 ایک جام اس مٹے سے یونس نہ بیا
 چونکہ مٹی گشت از شوق او
 مت ہو گئی جو اس کے شوق سے
 چون شعیب آگاہ شد زین ارتقا
 جو شعیب آگاہ ہوا اس راہ سے
 شکر کرد ایوب صابر ہفت سال
 سات سال ایوب جو شاکر رہا
 خضر و ایاس از ہمیش چوں دم زدند
 خضر و ایاس اس کی مے کے واسطے
 زرد ہانش عیسیٰ بن مریم چو یافت
 اس کی سیرت جو کہ عیسیٰ کو ملی
 چوں محمد یافت آل ملک و نعیم
 پایا از محمد جو وہ ملک و نعیم
 چوں ابوبکر آیت توفیق شد
 پایا جب بوبکر نے توفیق کو
 چوں عمر شیدائی آل معشوق شد
 جو عمر عاشق ہو اس شاہ کا
 سات باری جان دے کر پھر جیتے
 کرد در جوف درختش جان فدی
 نخل کے تن میں کیا جان کو فدا
 در درون ماہی او آرام یافت
 پایا آرام اندراک مچھلی کے جا
 سر بہ طشت زربہاد از ذوق او
 رکھ دیا سر طشت پر بس ذوق سے
 چشم را در باخت از بہر لقاء
 کہو دیں آنکھیں بس لقاء کے واسطے
 در بلا چوں دید آثار وصال
 دیکھے آثار وصال اندر بلا
 اب حیوان یافتد و گم زدند
 اب حیوان پا کے از خود گم ہوئے
 ہر قراز گنبد چارم شناخت
 آسمان چو تھے کی اس نے راہ لی
 قرص مہ را کرد در دم او نیم
 قرص مہ کو کر دیا دم میں دو نیم
 با چنان شاہ صاحب و صدیق شد
 یار و صدیق اک ہوا احمد
 حق و باطل را چو دل فاروق شد
 مثل دل فاروق حق باطل ہوا

چونکہ عثمان آں را میں گشت
 نور فائق بود ذال نورین گشت
 چوں زرویش مرتضیٰ شد درخشاں
 گشت او شیر خدا در مرزج جلدان
 درخشاں اس سے ہوئے جو مرتضیٰ
 بیشہ جہاں میں ہوئے شیر خدا
 روشن اندلورش چو سبطین آمد
 عرش را دریں قرطیں آمدند
 جو ہوئے حسین روشن نور سے
 عرش کے ددگو شوار سے وہ ہوئے
 درخشاں اس سے ہوئے جو مرتضیٰ
 بیشہ جہاں میں ہوئے شیر خدا
 آں کے ازہر جہاں کردہ نثار
 وان سرا فگندہ برامش مست
 زہر سے اک نے کیا جہاں کو نثار
 چوں جنید از جند او دید اں مدد
 خود مقاماتش فزوں شد از عدد
 تھا جنید عالی مقام اس واسطے
 بایزید اندر مزیدش راہ دید
 بایزید اس کی نوید اب رہ چلا
 شاہ منصور آنکہ نصرت یار شد
 اس لئے منصور کو نصرت ملے
 چونکہ کرخی کرخا اورا شد جرس
 کرخ کا اس کی جرس کرخی ہوا
 پوراد ہسم مرکب آں سوراند شاد
 پوراد ہسم نے ہوا سپ اس سو کیا
 طن شفیق از عشق آں راہ شگرف
 اس کی راہ عشق کی شفیق بنا نے
 شد فعیل از راہ زنی راہ پیر راہ
 چوں بلخ لطف شد مسعود شاہ

راہ زنی سے ہو گیا وہ پیر راہ جب فضیل اوپر ہوا فضیل ہالہ
 بشرحانی رامیستر شد ادب سر نہاد اندر بیابان طلب
 بشرحانی کو بشارت جو ہوئی سر رکھا راہ طلب میں یار کی
 چونکہ ذوالنون از غمش دیوانہ شد مصر جان را پچھو شکر خانہ شد
 اس کا جو ذوالنون دیوانہ ہوا مصر جان را بچوں شکر خانہ ہوا
 ہوں سری بے سر شد اندر راہ او بر سر ہر سردران شد جاہ او
 جو سری بے سر ہوا اس لہ میں بس سریر آرا ہوا وہ جاہ میں
 صد ہزاراں بادشاہان مہاں سر فر از انشد زانسوے مہاں
 یکڑوں سلطان اور شاہ چہاں اس طرف سے ان کا بے عز و نشان
 نام شاہ از رشک حق نہاں تھا ہر گدائی نام شاں را بر خواند
 نام ان کا رشک حق سے چھپ گیا ہر گدائے نام فی ان کا لپا

در بیان آنکہ ہر ایک حاجت چھینے کی بند مہند سے

دعا کرانی چاہیئے

عند لیسان شریعت و قمریان طریقت اس طرح زیبائی سے قلم فرمائی فرماتے
 ہیں کہ ہمیں وقت کوئی دشوار مہمات حاجات دینی و دنیوی درپیش آئے تو طالب
 طریقت کو چاہیئے کہ اپنے جملہ سلسلہ شریفہ بوسالت مرشد صاحب خود مد نظر
 حضور پیکر کریم جو عات قائم کر کے دعا کرے تو انشاء اللہ تعالیٰ خداوند کریم اپنے
 فضل و کرم سے منظور فرمائے گا۔ ورنہ اپنے مرشد یا کسی دیگر مشائخ کمال سے

جا کر التجا دعا کرے لیکن بہتر یہ ہے کہ اپنے مرشد ہی کی دامن گیری سے التجا دعا کرے اس کی مثال یہ ہے کہ ایک شخص کے خانہ میں چراغ تیزی سے جلتا تھا دوسرے کے خانہ میں چراغ جلتے ہوئے سے اپنا چراغ جلا کر اپنے خانہ کی ظلمت کو چراغ کی روشنی سے دور کر دیا اسی طرح دوسرے سے جا کر التجا دعا کر اپنی حاجت کو سرا بنام کر لےوے جیسا کہ مولانا روم علیہ الرحمۃ مثنوی شریف میں ہرگز مذکور کے مطابق موسیٰ علیہ السلام کی نسبت ارقام فرماتے ہیں۔

مثنوی

بہر این فرمود با موسیٰ خدا	دقت حاجت خواستن اند دعا
اس لئے جتنے موسیٰ سے کہا	جبکہ حاجت چاہے تو اندر دعا
کافی کلیم اللہ نہ من بھیج پناہ	باد ہائیکہ نہ کردی تو گناہ
اے کلیم اللہ مجھ سے بے پناہ	ایسے مہنہ سے نہ کیا جس گناہ
گفت موسیٰ من نہ دارم آن دہان	گفت مارا از دہان غیر خوان
بولہ موسیٰ وہ نہ مہنہ حاصل مجھے	بولہ ہم کو چاہ مہنہ سے غیر کے
آپہن ان کن کہ دہا نہا مر ترا	در شب و در روز آرد دعا
یا تو کہ ایسا کہ مہنہ تیرے لئے	رات دن نہ بس دعا کرتا رہے
از دہاں غیر کے کردی گناہ	اد دہاں غیر خوان کہ اے زانہ
کہ کیا منہ غیر سے تو نے گناہ	تو دہاں غیر سے کہنے زانہ
یا دہاں خوشستن را پاک کن	روح خود را چاہک و چالاک کن
پادہن اپنے کو اب تو پاک کر	اپنی جان کو نیز اور چالاک کر

ذکر حق پاک ست و چوں پاک رسد
رخت بر بند و بیوں آید پلید
ذکر حق ہی پاک جب پاکی ملے
بس پلیدی کے سلاں چل بنے
می گریزد صند ہا از صند ہا
شب گریزد چوں افروز و صند ہا
گئی بے صند سے صند اب جان لو
رات سمجھا گے جیسے کے روشن روز ہو
چوں بر آید نام پاک اندر دھان
نے پلیدی ماند ورنے آن و ہاں
نام پاک آئے دھان سے جب عیاں
نے پلیدی رہوے اور نہ وہ دھان

قصہ اولیا کہ راضی با حکام قضا الہی و لایہ نکتہ کہ ایں

حکم بگرداں

بشوا کنوں قصہ آن رہرواں
کہ نثار ند اعترافے در جہاں
قصہ اب ان ساکوں کا تم سنو
کہ نہ رکھتے اعتراض عالم میں وہ
زاولیا اہل دعا خود دیگر اند
کہ بھی دو زندو گاہے کما درند
اولیا اہل دعا میں دوسرے
ہیں کبھی سیتے کبھی ہیں پھاڑتے
قوم دیگر می شناسم زاولیا
کہ دہاں شان بستہ باشد از دعا
دوسری قوم اک ولی اللہ سے
جانتوان کا منہ دعا سے بندھے
از رضا کہ بہت رام آن کرام
جستن دفع قضاں شان شد حرام
بس رضا سے کہ مطیع ہیں وہ کرام
ڈھونڈنا دفع قضا ان کو حرام
در قضاے ذوقے ہی جیند قضاں
کفر شان آید طلب کردن غلام
ذوق پاتے ہیں قضا میں اولیا
کفر ان کو ہے کہ مانگیں وہ رہا
حسن ظن بردل ایشان کشود
کہ پشور شد از غمی جامہ کہ بود

ان کے دل پر حسن ظن ایسا کھلا کہ نہ پہننے جامہ نیسلا غم دردا
 ہرچہ آید پیش ایشان خوش بود آب حیوان گردواژ آتش بود
 جو کچھ آئے ان کے آئے خوش ہوئے آب حیوان ہوا اگر آتش بھی ہو
 نہ ہر در خلقم شان شکر بود سنگ اندر راہ شان گوہر بود
 نہ ہر اون کے خلق میں شکر بنے سنگ ان کے راہ میں گوہر بنے
 جملگی یکساں بود شان نیک از چہ باشد این حسن ظن خود
 نیک و بد یکساں سب ان کو ہو گیا کس سبب سے حسن ظن سے اے ملا
 کفر باشد نزد شان کردن دعا کافی الہ از ما بگردان این فقہا
 کفر نزدیک ان کے کرنا ہے دعا کہ خدا تو پھر یہ بسم سے فقہا

تفسیر قول شیخ فرید الدین عطار قدس سرہ

تو صاحب نفسی اے غافل میان خاک و خوں مخور
 کہ صاحب دل اگر زہرے خورد آں انگیس باشد

صاحب دل را ندارد آں نیاں گر خورد او زہر قاتل را عیاں
 اہل دل کو وہ نہ کرتا ہے نہان زہر قاتل کو اگر کھائے عیاں
 ذرا کھمت یافت از ہر مہر زست طالب مسکین میاں تپ درست
 جس کو ہوئی کھمت مہنا پر مہر سے طالب مسکین تو بس ہمسار ہے
 گفت پیغمبر کہ اے طالب حبسری ایضاً ہاں کمں با پیچ مطلوبے مری
 بولے پیغمبر کہ طالب حبسری مہمت کرے مطلوب سے تو ہمہری

در تو غمزد و لیست آتش در مرد
 رفت خوابی اول ابراہیم شو
 آگ بن غمزد ہو کر مت گرد
 جانا چاہو پہلے ابراہیم ہو
 ہوں نہ تباہ و نہ دریا بیٹے
 در بفلن خویش خود از رائے
 تو نہیں تیراک و نہ آبی ہے پھر
 آپ دریا میں تو ہر گز نہ گر
 اور قعر بحر گوہر آورد
 از زیاہنا سود بر سر آورد
 تہ سے دریا کے وہ گوہر لائیے
 کاٹے گر خاک گیرد و ز شود
 اور اٹھائے فائدہ نقصان سے
 خاک کامل یوے گرد تو زربنے
 ناقص از زر برد خاکستر شود
 ہوں قبول حق بوداں مرد راست
 زر کو ناقص یوے خاکستر بنے
 مرد ہے وہ جو قبول حق ہوا
 دست ناقص دست شیطان ست و دیو
 دست ناقص دست شیطان کا ہوا
 جہل آید پیش او دانش شود
 جہل آئے اس میں تو دانش بنے
 ہرچہ گیرد علتی علت شود
 علتی جو یوے وہ علت بنے
 اے مری کردہ پیادہ یا سوار
 ہمیری پیادہ کرے اسوار سے
 کب پئے ہوشیار رہنا چاہیے
 کب پئے ہوشیار رہنا چاہیے

در بیان آنکه فاسق کی صحبت اور اس کے ساتھ

کھانا کھانی ممالوت کی بیان میں

قَالَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ لَا تَعْمَبُ إِلَّا مُؤْمِنًا وَلَا يَأْكُلْ طَعَامَكَ إِلَّا نَفِيٌّ. هَذَا الْحَدِيثُ مِنْ حِسَانِ الْمُصَابِيحِ. رَوَاهُ أَبُو سَعِيدٍ.
وَالْمُرَادُ بِالْمُؤْمِنِ الْمَذْكُورِ فِيهِ، الْمُؤْمِنُ الْخَاصُّ الَّذِي يُقَابِلُهُ الْفَاسِقُ
كَمَا فِي قَوْلِهِ تَعَالَى: آمَنَ كَانَ مُؤْمِنًا كَمَنْ كَانَ فَاسِقًا لَا يَسْتَوُونَ. فَكَانَتْ
عَلَيْهِ السَّلَامُ قَالَ لَا تَصَاحِبِ إِلَّا صَالِحًا وَلَا تَخَالِلِ إِلَّا نَفِيًّا فَإِنَّهُ عَلَيْهِ السَّلَامُ
قَدْ حَذَّرَ الْمُؤْمِنَ فِي هَذَا الْحَدِيثِ عَنْ مَصَاحِبَةٍ مِنْ لَيْسَ بِشَفِيٍّ وَزَجَرَهُ
عَنْ مُخَالَطَتِهِ وَمَوَاكَلَتِهِ. لِأَنَّ الْقَضْبَةَ وَالْمُخَالَطَةَ تُرْفِعُ الْأُلُفَّةَ وَالْهَبَّةَ
فِي الْقَلْبِ فَيَلْزَمُ أَنْ يَكُونَ كَمَا قَالَ النَّبِيُّ عَلَيْهِ السَّلَامُ فِي حَدِيثٍ رَوَاهُ الْبُؤْهَرِيُّ
يُحْشَرُ الْمَرْءُ عَلَى دِينِ خَلِيلِهِ فَلْيَنْظُرْ أَحَدُكُمْ مَنْ يَخَالِلُ. يَعْنِي أَنَّ مَنْ كَانَ
صَدِيقَهُ صَالِحًا فَيَكُونُ هُوَ صَالِحًا وَمَنْ كَانَ صَدِيقَهُ فَاسِقًا فَيَكُونُ فَاسِقًا
فَيَدْخُلُ فِي عَمُومِ قَوْلِهِ تَعَالَى: الْآخِلَاءُ يَوْمَئِذٍ بَعْضُهُمْ لِبَعْضٍ هَدًى وَآخِلَاءُ
الْمُتَّقِينَ.

فَإِنَّ كُلَّ وَاحِدٍ مِنَ الْآخِلَاءِ الْغُيُوبِ الْمُتَّقِينَ يَقُولُ يَوْمَ الْقِيَامَةِ يَوْمَئِذٍ
لَيْسَ بِي لَكَ أَتَخَذُ فَلَا تَاخِلِيلًا. يَلْبِثُ بَيْنِي وَبَيْنَهُ بَعْدَ الْمَشْرِقِ بَابُ
فَعَلَى هَذَا يَنْبَغِي لِلْمُؤْمِنِ أَنْ لَا يَتَخَذَ خَلِيلًا إِلَّا مَنْ يَغْنِمُ بِدِينِهِ وَ
أَمَانَتِهِ وَيَعْرِفُ صَلَاحَهُ وَتَقْوَاهُ، إِذَا لَا يَصْلَحُ الصَّدَاقَةُ كُلُّ أَحَدٍ بِلِ

لَا بُدَّ أَنْ يَكُونَ فِيمَنْ بُوْثِرُ صَدَاقَتِهِ عِدَّةٌ خِصَالٍ -

الْأُولَى الْعَقْلُ - إِذَا لَا خَيْرَ فِي صَدَاقَةِ الْأَخِيصِ لِأَنَّ أَحْسَنَ أَحْوَالِهِ أَنْ يَضُرَّكَ وَهُوَ يُرِيدُ نَفْعَكَ وَتَرْجِعُ إِلَى الْقَطِيعَةِ وَالْوَحْشَةِ عَاقِبَتُهَا، وَإِنْ طَالَتْ مَدَّتُهَا. وَلِذَا لَكَ قِيلَ، الْعَدُوُّ الْعَاقِلُ خَيْرٌ مِنَ الصَّدِيقِ الْأَخْمَقِ وَالْمُرَادُ مِنَ الْعَاقِلِ مَنْ بَغَاهُ إِلَّا مَوْرَعًا عَلَى مَا هِيَ عَلَيْهِ أَمَّا بِنَفْسِهِ أَوْ تَعْلِيمِهِ وَتَفْهِيمِهِ -

وَقَدْ رَوَى عَنْ الْحَسَنِ أَنَّهُ قَالَ هِجْرَانُ الْأَخِيصِ قَرِيبَانِ إِلَى اللَّهِ تَعَالَى وَقَالَ عِنْسِي النَّبِيُّ عَلَيْهِ السَّلَامُ إِنِّي مَا عَجَزْتُ مِنْ إِحْيَاءِ الْمَوْتَى وَقَدْ عَجَزْتُ عَنْ مُعَاجِلَةِ الْأَخِيصِ -

وَالثَّانِيَةُ حُسْنُ الْخُلُقِ - إِذَا لَا خَيْرَ فِي صَدَاقَةٍ مِنْ لَا يَمْلِكُ نَفْسَهُ عِنْدَ الْغَضَبِ وَالشَّهْوَاتِ فَإِنَّ الْعَاقِلَ وَإِنْ كَانَ يَذُرُّكَ الْأَشْيَاءَ عَلَى مَا هِيَ عَلَيْهِ لَكِنَّ إِذَا غَلَبَهُ الْغَضَبُ وَالشَّهْوَةُ فَبِفَعْلٍ مَا بِنَفْسِهِ هَوَاةٌ -

وَالثَّالِثَةُ الصَّلَاحُ إِذَا لَا خَيْرَ فِي صَدَاقَةِ الْفَاسِقِ لِأَنَّ مَنْ يَزْنِكُ الْكَبِيرَةَ لَا يَخَافُ اللَّهَ تَعَالَى وَمَنْ لَا يَخَافُ اللَّهَ تَعَالَى لَا يُؤْمِنُ غَايَاتِهِ وَلَا يُوثِقُ بِصَدَاقَتِهِ -

وَالرَّابِعَةُ الصِّدْقُ - إِذَا لَا خَيْرَ فِي صَدَاقَةِ الْكَذَّابِ لِأَنَّ مِثْلَهُ مِثْلُ السَّرَابِ يُقْرِبُ إِلَيْكَ الْبَعِيدَ وَيُبْعِدُ مِنْكَ الْقَرِيبَ وَتَكُونُ مِنْهُ دَائِمًا عَلَى الْفُرُورِ -

وَالْخَامِسَةُ الشُّجَاعَةُ - إِذَا لَا خَيْرَ فِي صَدَاقَةِ الْجَبَّانِ لِأَنَّهُ يَتْرُكُ نَصْرَتَكَ وَإِعَانَتَكَ عِنْدَ الشَّدَّةِ وَيَخَوِّفُكَ بَلْ يَخْنِفُ وَيَغِيبُ عَنْكَ وَالسَّادِسَةُ الْوَفَاءُ - إِذَا لَا خَيْرَ فِي صَدَاقَةٍ مِنْ لَا وَفَاءَ لَهُ -

وَمَعْنَى الْوَفَاءِ الثَّبَاتُ عَلَى الْمَحَبَّةِ وَالِدَّامُ عَلَيْهَا. وَالْمَحَبَّةُ
الذَّائِبَةُ هِيَ الَّتِي تَكُونُ فِي اللَّهِ. لِأَنَّ مَا يَكُونُ لِعَرْضٍ مِنَ الْأَعْرَاضِ
يَزُولُ بِذَلِكَ الْعَرْضِ. فَلَا يَتَحَقَّقُ الْوَفَاءُ. لِأَنَّ مَا بَنَى فِي الْوَفَاءِ لَا يَكُونُ
مِنَ الْوَفَاءِ.

فَمِنْ الْوَفَاءِ فِي حَقِّ صَدِيقِهِ مُرَاعَاةُ جَمِيعِ أَصْدِقَائِهِ وَأَقَارِبِهِ وَالْمُتَعَلِّقِينَ
بِهِ. لِأَنَّ مُرَاعَاتَهُمْ أَوْفَعُ فِي قَلْبِهِ مِنْ مُرَاعَاةِ نَفْسِهِ. فَيَكُونُ فَرْحُهُ بِتَفَقُّدِ
مَنْ يَتَعَلَّقُ بِهِ أَكْثَرَ لِدَلَالَتِهِ عَلَى تَعَدِّي الْحُبِّ مِنْهُ إِلَى مَنْ يَتَعَلَّقُ بِهِ حَتَّى
قَالُوا إِنَّ الْكَلْبَ الَّذِي يَكُونُ فِي بَابِ دَارِ صَدِيقِهِ يَنْبَغِي أَنْ يَتَمَيَّزَ فِي
قَلْبِهِ عَنْ سَائِرِ الْكِلَابِ.

وَمِنْ الْوَفَاءِ أَنْ لَا يُصَافِقَ عَدُوَّ صَدِيقِهِ. إِذْ قَالَ الْإِمَامُ الشَّافِعِيُّ
إِذَا أَطَاعَ صَدِيقُكَ عَدُوَّكَ فَقَدْ اسْتَرَكَا فِي عَدَاوَتِكَ. وَمِنْ الْوَفَاءِ لَا يَتَغَيَّرُ
حَالُهُ فِي التَّوَاضُّعِ مَعَ صَدِيقِهِ وَإِنْ رَافَعَ شَانَهُ وَاتَّسَعَتْ وَلَا يَنْتَهَ وَهَظُمَ
جَاهُهُ. وَمِنْ الْوَفَاءِ أَنْ يَتَوَرَّعَ عَمَّا يُوجِبُ الْفُرْقَةَ بَيْنَهُمَا إِذَا مِنْ تَهَامٍ
الْوَفَاءُ شَدِيدُ الْمَجْزَعِ مِنَ الْمَفَارِقَةِ. وَلِذَلِكَ قَالَ بَعْضُ مِنَ السَّلَفِ
وَجَدْتُ جَمِيعَ مُصِيبَاتِ الزَّمَانِ هَيْئَةً سَوَى مَفَارِقَةِ الْأَحْبَابِ.
وَقَالَ ابْنُ الْبَارِكِ الَّذِي الْأَشْيَاءُ مُجَالَسَةُ الْأَحْبَابِ.

وَمِنْ الْوَفَاءِ لِلْمُؤَافَقَةِ فِيمَا لَا يَخَالِفُ الْحَقَّ وَأَمَّا فِيمَا يَخَالِفُ الْحَقَّ فِي
أَمْرٍ تَعَلَّقَ بِالذِّينِ فَلَيْسَ مِنَ الْوَفَاءِ الْمُؤَافَقَةُ فِيهِ. بَلْ مِنَ الْوَفَاءِ
الْمُخَالَفَةُ فِيهِ وَالنَّخْبَةُ عَلَى مَا هُوَ الْحَقُّ.

كَمَا حَكَى عَنِ الْإِمَامِ الشَّافِعِيِّ أَنَّهُ كَانَ يُوَاخِي مُحَمَّدَ ابْنَ الْحَكَمِ
وَكَانَ يَقْرِبُهُ وَيُقْبِلُ عَلَيْهِ وَيَقُولُ مَا يُفِيئُنِي بِمِصْرَ غَيْرُهُ. فَلَمَّا رَأَى

النَّاسُ صِدْقٍ مَوْذَنِهِمَا، نَطَشُوا أَنَّهُ يَفُوزُ إِلَيْهِ أَمْرٌ مُجْلِسِيهِ بَعْدَ
وَقَاتِهِ. فَقَالُوا لَهُ فِي مَرَضِهِ الَّذِي تُوُفِيَ فِيهِ: "إِلَى مَنْ تَفُوزُ أَمْرٌ
مُجْلِسِكَ بَعْدَكَ؟" وَكَانَ مُحَمَّدُ بْنُ الْحَكَمِ عِنْدَ رَأْسِهِ وَاسْتَشْرَفَ لِيُؤْمِنَ
إِلَيْهِ. فَقَالَ الشَّافِعِيُّ، سُبْحَانَ اللَّهِ! يَجْلِسُ مُجْلِسِي أَبُو يَعْقُوبَ الْبُؤَيْطِيُّ
وَمَالُ أَصْحَابِ الشَّافِعِيِّ إِلَى الْبُؤَيْطِيِّ. فَأَنكَرَ لَهُ مُحَمَّدُ بْنُ الْحَكَمِ مَعَ أَنَّهُ
كَانَ حَمَلٌ عَنْهُ مَذْهَبُهُ كُلُّهُ، إِلَّا أَنَّ الْبُؤَيْطِيَّ كَانَ أَفْضَلَ وَأَقْرَبَ إِلَى
الزُّهْدِ وَالْوَرَعِ فَإِنَّ بَعْضَ مَنْ يَسْتَهْمِرُ بِالْعِلْمِ وَالْفَضْلِ بَيْنَ الْخَلْقِ قَدْ
يَكُونُ غَيْرُهُ أَفْضَلَ مِنْهُ، إِمَّا مُطْلَقًا أَوْ بِخَصُوصِيَّةٍ فِيهِ. لَكِنْ لَا يَنْتَفِعُنَ
ذَلِكَ كَثِيرٌ مِنَ النَّاسِ فَيَعْرِضُونَ عَنْ غَيْرِ الْمَشْهُورِ يَسْتَفِغِلُونَ بِالْمَشْهُورِ
عِنْدَهُمْ فَيَفُوتَهُمْ تَحْصِيلُ فَضِيلَةٍ مِنْ لَيْسَ بِمَشْهُورٍ عِنْدَهُمْ. فَصَحَّ
الْإِمَامُ الشَّافِعِيُّ بِاللَّهِ تَعَالَى وَالْمُسْلِمِينَ وَاخْتَارَ الْأَفْضَلَ وَتَرَكَ الْمَذَاهِبَ
وَلَمْ يُؤْثِرْ رِضَى الْخَلْقِ عَلَى رِضَى اللَّهِ تَعَالَى. فَلَمَّا تُوُفِيَ الْإِمَامُ الشَّافِعِيُّ
انْقَلَبَ مُحَمَّدُ بْنُ الْحَكَمِ عَنْ مَذْهَبِهِ وَرَجَعَ إِلَى مَذْهَبِ أَبِيهِ. وَدَرَسَ
كُتُبَ قَائِلِكِ وَأَمَّا الْبُؤَيْطِيُّ فَاتَّرَ الزُّهْدُ وَالْحَمُولُ وَاشْتَغَلَ بِالْعِبَادَةِ
وَلَمْ يُعْجِبْهُ الْجَمْعُ وَالْجُلُوسُ فِي الْخُلُقَةِ.

فَظَهَرَ مِنْ هَذَا كُلِّهِ أَنَّ الصَّالِحَ لِلصَّدَاقَةِ مَنْ يَجْتَمِعُ فِيهِ هَذِهِ
الْخِصَالُ. فَإِنَّ لَمْ يَجْتَمِعْ فِيهِ هَذِهِ الْخِصَالُ فَعَلَيْكَ بِاعْتِزَالِ النَّاسِ
جُمْلَةً وَمُلَازِمَةِ بَيْتِكَ. إِذْ لَيْسَ لِلْعَاقِلِ فِي هَذَا الزَّمَانِ إِلَّا التَّحَصُّنُ
بِالسَّكُوتِ وَمُلَازِمَةِ الْبُيُوتِ.

وَقَدْ قَالَ أَبُو سَلِيمَانَ الْخَطَّابِيُّ: دَعْ الرَّاعِبِينَ فِي مَحَبَّتِكَ بِالسَّكْمِ
مِنْكَ. فَلَيْسَ مِنْهُمْ صَدِيقٌ وَلَا رَفِيقٌ، إِخْوَانُ الْعَلَانِيَةِ وَأَعْدَاءُ

السِّرِّ إِذَا لَاقَوْكَ مَدْحُوكٌ، وَإِذَا غِبْتَ عَنْهُمْ اِغْتَابُوكَ مِنْ أَمَّاكَ
 مِنْهُمْ كَانَ عَلَيْكَ رَقِيبًا، وَإِذَا أَخْرَجَ مِنْ عِنْدِكَ كَانَ عَلَيْكَ خَطِيبًا. فَلَا
 تَغْتَرِبَ بِاجْتِمَاعِهِمْ لَدَيْكَ وَتَهْلِفْ لَهُمْ بَيْنَ يَدَيْكَ فَمَا غَرَضُهُمُ الْعِلْمُ
 بَلْ غَرَضُهُمْ أَنْ يَتَّخِذُوكَ إِلَى أَوْطَارِهِمْ وَحِينًا دَا فِي حَاجَاتِهِمْ. وَ
 إِنْ قَصُرَتْ فِي غَرَضٍ مِنْ أَغْرَاضِهِمْ، يَكُونُونَ أَشَدَّ أَعْدَايَكَ وَلَعَدُونَ
 تَرُدُّهُمْ إِلَيْكَ مَنَّةً عَلَيْكَ وَيَرُدُّونَهُ حَقًّا وَاجِبًا لَدَيْكَ وَيَعْرِضُونَ
 عَلَيْكَ أَنْ تَبْذِلَ لَهُمْ عِرْضَكَ وَدِينَكَ وَتَكُونَ لَهُمْ تَابِعًا خَسِيسًا
 بَعْدَ أَنْ كُنْتَ مَبْنُوعًا رَئِيسًا.

وَقَدْ رَوَى عَنْ ابْنِ عُمَرَ أَنَّهُ عَلَيْهِ السَّلَامُ قَالَ الشَّيْخُ فِي
 قَوْمِهِ كَالشَّيْ فِي أُمَّتِهِ. وَإِنَّمَا يَكُونُ الشَّيْخُ فِي قَوْمِهِ كَذَلِكَ لِأَنَّهُ
 يَعْلِمُهُمْ دِينَهُمْ كَمَا عَلَّمَ كُلُّ نَبِيٍّ أُمَّتَهُ دِينَهُمْ.

وَمِنْ حَقِّ الْمُتَعَلِّمِ فِي حَقِّ مَنْ عَلَّمَهُ وَلَوْ حَرْفًا وَاحِدًا، أَنْ
 يَحْتَرِمَهُ ظَاهِرًا وَبَاطِنًا لِكُونِهِ مِثْلَ أَبِيهِ، بَلْ هُوَ أَوْلَى لَهَا رَوَى
 عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ أَنَّهُ عَلَيْهِ السَّلَامُ قَالَ إِنَّمَا أَنَا لَكُمْ مِثْلُ الْوَالِدِ
 لِوَلَدِهِ. وَفِي حَدِيثٍ آخَرَ أَنَّهُ عَلَيْهِ السَّلَامُ قَالَ خَيْرُ الْأَبَاءِ مَنْ
 عَلَّمَكَ. وَسَبَبُ ذَلِكَ أَنَّ الْمُعَلِّمَ يَقْصِدُ الْإِنْقَازَ مِنْ نَارِ الْآخِرَةِ. وَ
 هُوَ أَهْوَى مِنْ إِنْقَازِ الْأَبَوَيْنِ لِوَلَدِهِمَا مِنْ نَارِ الدُّنْيَا. وَلِذَلِكَ كَانَ
 حَقُّ الْمُعَلِّمِ أَعْظَمَ مِنْ حَقِّ الْوَالِدَيْنِ. فَإِنَّهُمَا وَإِنْ كَانَا سَبَبَيْنِ
 لِلتَّوَجُّودِ وَالْخَيْرَةِ الْفَانِيَةِ، لَكِنْ لَوْ لَا الْمُعَلِّمُ وَإِفَادَتُهُ، مَا هُوَ
 سَبَبٌ لِلْحَيَاةِ الْآخِرِيَّةِ الدَّائِمَةِ، لَسَاقَ مَا حَصَلَ مِنْ جِهَتَيْهِمَا إِلَى
 الْعَلَاكِ الدَّائِمِ. ثُمَّ أَنَّهُ لَمَّا كَانَ مِثْلَ الْآبِ يُلْزَمُ مَكَانُ تَجَرِّيِ الْمُعَلِّمِ

مَجْرَىٰ ابْنِهِ وَ يَشْفُقُ عَلَيْهِ وَيَمْنَعُهُ عَنْ تَجَاوُزِ مَرْتَبَتِهِ إِلَىٰ مَرْتَبَتِهِ
لَمْ يَسْتَحِقَّهَا وَلَمْ يَجِبْ أَوَانُهَا وَيُبَيِّنُ لَهُ أَنَّ الْمَقْصُودَ مِنَ الْعِلْمِ
تَحْصِيلُ سَعَادَةٍ الْآخِرَةِ لَا طَلَبُ الرِّيَاسَةِ وَالْمُفَاخَرَةِ.

ترجمہ

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا مت صحبت رکھ مگر مومن
سے اور مت کھائے تیرا کھانا مگر پرہیزگار یہ حدیث مصابیح کی حسن حدیثوں میں سے
ہے ابو سعیدؓ نے روایت کیا ہے اور مومن سے مراد اس حدیث میں خاص مومن ہے جس
کے مقابلہ میں فاسق ہوتا ہے جیسا کہ اللہ تعالیٰ کہ اس قول میں کیا جو شخص مومن ہو،
اسکی مثل ہے جو فاسق ہے دونوں بڑے نہیں پس گویا بنی علیہ السلام نے فرمایا مت صحبت
رکھ مگر صالح کی اور مت دوستی کر مگر پرہیزگار کی پس بنی علیہ السلام نے اس
حدیث میں مومن کو اسکی صحبت سے ہدایا ہے جو پرہیزگار نہ ہو اور اس سے میل جول
اور اس کے ساتھ کھانے پینے سے منع کیا ہے اس لئے کہ صحبت اور ملاقات دل میں
الفت اور محبت ڈال دیتی ہے پس لازم آتا ہے جیسا کہ بنی علیہ السلام نے ایک
حدیث میں فرمایا ہے جس کو ابو ہریرہؓ نے روایت کیا ہے کہ آدمی کا حشر اپنے دوست
کے دین پر ہوگا۔ لہذا ہر ایک دیکھ بھال لے سکے کس سے دوستی کرتا ہے یعنی جس کا
دوست نیک ہوگا وہ بھی نیک ہوگا اور جس کا دوست فاسق ہوگا وہ بھی فاسق
ہوگا۔

پھر اس آیت کے عام مضمون میں داخل ہو جائے گا کہ
دوست اس دن ایک دوسرے کے دشمن ہوں گے مگر پرہیزگار۔

پس غیر پرہیزگار میں سے ہر شخص قیامت کے دن بکے گائے خرابی میری !

کاش نہ بناتا میں فلاں کو دوست سے کاش میرے اور اس کے درمیان فرق ہوتا مشرقین کا اس بنا پر مومن کو چاہیئے کہ کسی کو دوست نہ بنائے مگر اس کو جس کے دین اور امانت پر اعتماد ہو۔ اور اس کی خوبی اور تقویٰ معلوم ہو کیونکہ ہر شخص دوستی کے قابل نہیں بلکہ ضرور ہے کہ جس کی دوستی تو اختیار کرے اس میں کئی خصلتیں ہوں۔

اول عقل اس واسطے کہ الحق کی دوستی میں کچھ اچھائی نہیں کیونکہ اس کا اچھے سے اچھا حال ہے کہ وہ تیرے فائدے کی خواہش کے باوجود تجھے نقصان پہنچا دیتا ہے۔ اس کا انجام ترک تعلق اور وحشت ہو جاتا ہے اگرچہ مدت گزر جائے اس لئے کہ کسی کا قول بے عقل مند دشمن نادان دوست سے بہتر ہے۔

مراد عاقل سے یہ ہے کہ امور کی حقیقت اور اصل کو سمجھتا ہو۔ خود بخود یا سیکہ سمجھ کر اور حسرت سے روایت ہے کہ وہ کہتے ہیں الحق سے ترک تعلق اللہ تعالیٰ کے قرب کا باعث ہوتا ہے۔ اور عیسیٰ بنی علیہ السلام نے فرمایا ہے کہ میں مردوں کو زندہ کرنے میں کبھی عاجز نہیں ہوا۔ لیکن الحق کے علاج سے عاجز ہو گیا۔ دوسری خصلت حسن خلق ہے اس لئے کہ اس شخص کی دوستی میں کچھ بھلائی نہیں جس کو غصے اور غضب کے وقت اور شہوت کے وقت اپنے نفس پر قابو نہ ہو کیونکہ عاقل اگرچہ اشیاء کو اصلی حالت پر جان بسے گا۔ لیکن جب اس پر غصہ اور شہوت غلبہ کریگی تو نفس کے اطاعت کرے گا اور وجہ کام کرے گا جو اس کی خواہش چاہتی ہے۔

اور تیسری خصلت نیک ہونا ہے۔ اس واسطے کہ فاسق کی دوستی میں کچھ بھلائی نہیں کیونکہ جو شخص گناہ کبیرہ کرتا ہے۔ وہ خدا سے نہیں ڈرتا اور خواہ اللہ تعالیٰ سے نہ ڈرے

اس کی بدی کا کھٹکا نہیں جاتا اور اس کی دوستی کا بھروسہ نہیں

اور جو حقیقی خصلت سچائی ہے کیونکہ جھوٹے کی دوستی میں کچھ بھلائی نہیں کیونکہ اس کی مثال سراب کی سی ہے کہ دور کو تو تجھ سے نزدیک کر دیتا ہے اور نزدیک کو دور کر دیتا ہے۔ اور ہمیشہ اس کے فریب میں رہتا ہے۔

اور پانچویں خصلت مردانگی ہے اس واسطے کہ دُرپوک کی دوستی میں کچھ بھلائی نہیں کیونکہ سختی کے وقت تیری مدد اور اعانت چھوڑ دے گا اور تجھ کو ڈرائے گا بلکہ چھپ رہے گا، اور تجھ سے غائب ہو جائے گا

اور چھٹی خصلت وفاداری ہے اس واسطے کہ اس کی دوستی میں کچھ بھلائی نہیں جو وفادار نہ ہو اور معنی وفاداری کے محبت پر قائم رہنا اور اس پر دائم رہنا ہے اور دائمی محبت وہی ہوتی ہے جو خدا کے واسطے ہو، اس لئے کہ جو محبت کسی غرض کے لئے ہوتی ہے تو اس غرض کے ساتھ وہ بھی جاتی رہتی ہے پس وفاداری نہیں ہونے پاتی کیونکہ جو وفاداری کے خلاف ہو، وہ وفاداری میں داخل نہیں اور دوست کی وفاداری میں سے یہ بھی ہے کہ اس کے تمام دوستوں اور اس کے ناطے داروں اور علاقہ داروں کی رعایت کیا کرے۔ کیونکہ ان کی رعایت اس کے دل میں بہت جگہ کرتی ہے نسبت خود اس کی رعایت سے۔ لہذا اس کی خوشی اس کے متعلقوں کی خبر گیری سے زیادہ ہو گی کیونکہ اس سے اس کی محبت کا بڑھ کر متعلقوں تک پہنچ جاتا، معلوم ہوتا ہے یہاں تک کہ کہتے ہیں جو کتنا دوست کے گھر کے دروازے پر ہو تو مناسب ہے کہ دل میں وہ بھی بہ نسبت اور کتوں کے تمیز ہو۔

اور وفاداری میں ایک یہ ہے کہ اپنے دوست کے دشمن سے دوستی نہ کرے۔ کیونکہ امام شافعی کہتے ہیں جب تیرے دوست نے تیرے دشمن کا کہا مانا تو دونوں تیری دشمنی میں شریک ہوئے اور وفاداری میں سے ایک یہ ہے کہ دوست

کے ساتھ انصاری میں حال بدل نہ جائے اگرچہ شان بلند اور حکومت زیادہ اور مرتبہ بڑا ہو جائے اور وفاداری میں سے ایک یہ بھی ہے کہ ان چیزوں سے بچتا رہے جو دونوں میں فرق کا سبب ہوں اس لئے کہ پوری وفاداری یہی ہے کہ مفارقت سے بہت گھبراتا ہو اور اسی لئے بعضے اگلوں نے کہا ہے کہ میں نے زمانے کی تمام مصیبتوں کو آسان پایا بجز دوستوں کی جدائی کے اور ابن مبارک کہتے ہیں بڑی منزے دار چیز دوستوں کی ہم نشینی ہے اور وفاداری میں سے ایک ساتھ دینا ہے اسی چیز میں جو حق کے خلاف نہ ہو اور رہی وہ بات جو دینیات میں حق کے خلاف ہو تو اس میں رفاقت کرنا وفاداری نہیں بلکہ اس میں مخالفت کرنا اور حق کا بتلانا ہی وفاداری ہے چنانچہ حضرت ایام شافعی سے حکایت ہے کہ وہ محمد بن حکم سے برادرانہ محبت رکھتے تھے اور ان کو پاس بٹھا اور ان کے پاس جایا کرتے اور کہتے تھے کہ مجھ کو مصر میں ان کے سوا کوئی نہیں ملتا پس جب لوگوں نے ان دونوں کی سچی محبت دیکھی تو خیال کیا کہ اپنی وفات کے بعد اپنی گدی اپنی کے سپرد کریں گے سو لوگوں نے ان سے مرض موت میں پوچھا اپنے بعد اپنی گدی کس کے سپرد کرتے ہو اور اس وقت محمد بن الحکم بھی سرانے تھے اور سامنے ہو گئے تاکہ ان کی طرف اشارہ کریں پس امام شافعی نے کہا سبحان اللہ میری جگہ ابو یعقوب بویطی بیٹھے گا اور امام شافعی کے تمام شاگرد بویطی کی طرف جھک پڑے پس محمد بن الحکم کو یہ بات بڑی لگی باوجودیکہ انہیں سے تمام مذہب سیکھا تھا بویطی افضل اور بڑے زاہد اور پرہیزگار تھے۔

کیونکہ بعض خلقت میں علم اور فضل کے ساتھ مشہور ہو جاتے ہیں، کبھی اور شخص ان سے افضل ہوا کرتا ہے یا تو ہر بات میں یا کسی خاص امر میں لیکن اس کو بہترے لوگ نہیں سمجھ پاتے، اس لئے غیر مشہور کو چھوڑ کر جو ان میں مشہور ہو تلبے

ادھر متوجہ ہو جاتے ہیں لہذا ان سے اسکی فضیلت جاتی رہتی ہے جو ان میں مشہور نہیں پس امام شافعی نے اللہ کے واسطے اور مسلمانوں کے فائدے کے لئے خیر خواہی کی اور افضل کو اختیار کیا اور طرفدار کی کو ترک کیا اور خلقت کی رضا مندی کو اللہ کی رضا مندی پر اختیار نہ کیا پس جب امام شافعی نے وفات کی تو محمد بن حکم ان کے مذہب سے پھر کر اپنے باپ کے مذہب پر ہو گئے اور امام مالک کی کتابوں کا درس شروع کیا اور بویطی نے زہد و خلوت اختیار کی اور عبادت میں مشغول ہو گئے اور ان کو جماعت کا ہونا اور حلقہ میں بیٹھنا پسند نہ آیا اس تمام بیان سے ظاہر ہوا کہ دوستی کے لائق وہی ہے جس میں یہ خصلتیں جمع ہوں پس اگر اس میں یہ خصلتیں جمع نہ ہوں تو پھر سب لوگوں سے الگ ہو کر اپنے گھر میں بیٹھ رہنے کو اپنے اوپر لازم کرنے اس لئے کہ اس زمانے میں عقلمند کو سولے خاموشی اور گھر میں پڑے رہنے کے اور کچھ نہ چاہیے۔

اور ابو سلیمان خطابانی نے کہا کہ تیری صحبت اور تیرے شاگرد کی رغبت کرنے والوں کو چھوڑ دے کیونکہ ان میں تیرا کوئی دوست نہیں ہے اور نہ رفیق ہے ظاہر کے بھائی ہیں باطن کے دشمن جب تجھ سے ملے ہیں تعریف کرتے ہیں اور جب تو ان سے غائب ہو جائے تو عنایت کرتے ہیں جو ان میں سے تیرے پاس آتا ہے تو تیرا ہنگام ہوتا ہے اور جب تیرے پاس سے چلا جاتا ہے تو تیری بدگوئی کرتا ہے لہذا اپنے پاس ان کے جمع ہونے اور اپنے سامنے خوشامد کرنے سے دھوکا نہ کھا کیونکہ ان کی غرض علم نہیں ہے بلکہ ان کی غرض یہ ہے کہ تجھ کو اپنی حاجات کا زینہ اور اپنے مقاصد کا گدھا بنالیں اور اگر تو نے ان کی کسی غرض میں ذرا کوتاہی کی تو پھر وہ تیرے بڑے ہی دشمن ہیں اور تیرے پاس اپنی آمد و رفت کو تجھ پر احسان کرتے ہیں اور اس کو تیرے اوپر حق واجب سمجھتے ہیں اور خواہش کرتے

ہیں کہ تو اپنی آبرو داد اپنا دین ان کے لئے کھودے، اور اُن کا ادنیٰ فرمان
بردار بن جائے بعد اس کے کہ تو حاکم اور سردار تھا اور ابن عمر سے روایت ہے
کہ بنی علیہ السلام نے فرمایا کہ شیخ اپنے گمراہ میں ایسا ہے جیسے بنی اپنی امت
میں اور شیخ اپنی قوم میں ایسا اس لئے ہے کہ ان کو دین سکھاتا ہے جیسے بر بنی
نے اپنی امت کو دین سکھایا اور شاگرد پر اس شخص کا حق جس نے بھلائی
سکھائی ہو اگرچہ ایک حرف بھی یہ ہے کہ ظاہر و باطن میں اس کی عزت کرے۔ کیونکہ
وہ اس کی عزت کرے کیونکہ وہ اس کے باپ کی مثل ہے بلکہ اس سے بہتر ہے اس
لئے کہ ابو ہریرہ سے روایت ہے کہ بنی علیہ السلام نے کہا، کہ میں تمہارے لئے
ایسا ہوں جیسے بیٹے کے لئے باپ اور ایک حدیث میں ہے کہ بنی علیہ السلام نے
فرمایا اچھا باپ وہ ہے جو تجھ کو علم سکھائے اور سبب اس کا یہ ہے کہ استاد
آخرت کی آگ سے پہچانا چاہتا ہے اور دنیا کی آگ سے ماں باپ کا اپنے بچے
کو پہچاننے سے زیادہ اہم ہے اور اسی واسطے استاد کا حق ماں باپ کے حق سے
زیادہ ہے کیونکہ ماں باپ اگرچہ وجود اور حیات خالی کے سبب ہیں لیکن اگر
استاد اور اس کی تعلیم نہ ہوتی جو حیات اخروی دائمی کا سبب ہے تو بے شک
جو ماں باپ کی طرف سے حاصل ہوا ہے ہمیشہ کی ہلاکت کی طرف لے جاتا پھر وہ جب
بچائے باپ کے ہوا تو اس کو لازم ہے کہ شاگرد کو بچائے بیٹے کو بچے اور اس پر
شفقت کرے اور اپنے مرتبہ سے ایسے مرتبہ کی طرف بڑھنے سے جس کا وہ ابھی مستحق
نہیں ہوا، اور اس کا ابھی وقت بھی نہیں آیا منع کرے۔ اور اس سے بیان کر دے
کہ علم سے مقصود سعادت اخروی ہے، طلب ریاست اور عزت نہیں۔

نقل ہے :-

کہ حضرت لقمان حکیم سے کسی شخص نے کچھ زر و دینار قرض حسنہ لئے ایک مدت کے بعد اس شخص نے لکھا کہ صاحب مجھے فرصت نہیں معتبر آدمی ملتا نہیں صاحبزادہ کو بھیج دیجئے تاکہ قرض لے جائیں حضرت لقمان نے اپنے فرزند کو تین نصیحتیں فرما کر روانہ کیا ایک یہ کہ پہلے منزل میں ایک بڑا درخت آتا ہے اس کے تلے نہ سونا دوسری منزل میں ایک بڑا شہر واقع ہوگا اس کے اندر قیام نہ کرنا کھانا کھا پی کر جنگل میں جا رہنا تیسری یہ کہ اس مقروض کے گھر نہ بھڑنا اس کے بعد یہ بھی اجازت دی کہ راہ میں اگر کوئی واقف راہ و تجربہ کار ہم سے زیادہ ملے اور ہماری نصیحت کے برخلاف ارشاد کرے تو کچھ مضائقہ نہیں ویسا ہی عمل میں لانا جب پسر لقمان نے کچھ راہ طے کی تو ایک بڑھا مسافر بلا پوچھا میاں لڑکے کہاں جاتے ہو سب حال کہہ سنایا بڑے میاں بولے خیر مجھ کو بھی اس شہر میں پہنچنا ہے خوب ہوا کہ ہمارا ہتھارا ساتھ ہو گیا ہے جب پہلی منزل میں وارد ہوا تو بڑے میاں نے کہا کہ اس درخت کے نیچے رہیں گے تاکہ شہنم سے بچیں۔ لڑکا بولا صاحب مجھ کو والد نے منع کیا ہے کہا کہ بھلا کچھ اور بھی کہہ دیا تھا کہ ہاں یہ بھی فرمایا تھا کہ اگر کوئی اس راہ کا واقف تر ملے تو اس کا کہنا ماننا۔ کہا کہ ہم اس راہ سے خوب واقف و آگاہ ہیں ہمارا کہنا مانو۔

بئی سجادہ رنگین کن گرت پیر مغاں گوید

کہ سالک بخیر نہ بود زارہ درسم منزلہا

غرض دونوں نے درخت کے نیچے بستر کیا

آدھی رات گئی تو ایک سانپ درخت پر سے اترا بڑے میاں نے سانپ کو مارا

ڈھال تلے ڈھانک دیا جب صبح ہوئی تو کوئچ کی بھڑے لڑکے کے دل میں یہ

خیال آیا کہ والد ماجد نے خواہ مخواہ منع فرمایا تھا یہ درخت تو بڑے آرام کا مقام ہے
 پیر روشن صیغہ نے معلوم کیا کہ لڑکا باپ سے بدظن ہوا جانتے رات کا باہر اسٹایا
 اور ڈھال کے نیچے سے نکال کر سانپ دکھایا۔ اس وقت لڑکے کو تشفی ہو
 گئی۔ پھر بڑے میاں نے ارشاد کیا کہ صاحبزادہ! سانپ کا
 سر کاٹ کر اپنے پاس رکھو داشتہ آید بکار گرچہ بود ز ہر مار اس نے فوراً تعمیل
 کی اور وہاں سے چل نکلے دوسرے دن ایک بادشاہی شہر میں پہنچے بڑے میاں
 نے کہا کہ اسی شہر میں رات کو رہیں گے لڑکے نے کہا بہت اچھا میں تو آپ کے فرمانے
 کی تعمیل کروں گا دونوں ایک مسافر خانہ میں جا بٹھارے اس شہر کا دستور تھا کہ جب کوئی
 جوان مسافر آجاتا تو بادشاہ اپنی بیٹی کی شادی اس کے ساتھ کر دیتا۔
 صبح کو وہ مسافر مردہ نکلتا۔ حسب دستور بادشاہ کو خبر
 پہنچی اور نو جوان مسافر کی طلب ہوئی نکاح ہو گیا جب لڑکا دلہن کے پاس جانے لگا
 تو پیر دانانے فرمایا کہ پہلے اس سانپ کے سر کو جو ہمارے پاس ہے آگ میں رکھ کر
 اپنی بیوی کو اس کی دھوئی دینا لڑکے نے ایسا ہی کیا عورت کے رحم میں ایک مرض تھا
 جو مرد اس کے پاس جاتا جیتا نہ آتا اس دھوئی کی تاثیر سے وہ مرض جاتا رہا اور صبح کو
 وہ لڑکا صحیح سلامت محل سے باہر آیا۔ بادشاہ کو بڑی خوشی حاصل ہوئی دو چار دن
 کے بعد روانہ ہوئے تیسری منزل طے کی اب بڑے میاں بولے کہ اسی مقررہ من کے گھر پہنچیں
 گے چنانچہ شب کو وہیں قیام کیا میزبان کی نیت بگڑی کہ رات کے وقت ان دونوں کو
 مار ڈالو تاکہ روپیہ پیچ جائے مہمانوں سے پوچھا کہ صاحبزادہ سوئے یا باہر بڑے میاں بولے
 کہ گری ہے ہم تو باہر سوئیں گے چنانچہ یہ دونوں باہر رہے اور اندر صاحب خانہ کے دو لڑکے
 سوئے جب آدھی رات گزری تو بڑے میاں نے پسر لقمان کو جگایا کہ اب سردی لگتی ہے
 اندر چلو یہ دونوں تو اندر چپے اور میزبان کے لڑکوں کو جگایا کہ کہا کہ بھائی تم ہماری جگہ جا

لیٹو ہم کو یہاں سونے دو جب تیسرا پہر رات کا ہوا تو مالک مکان آیا اور باہر کے سونے والے کو قتل کر دیا۔ صبح کو دیکھا تو اپنے لڑکوں کو مردہ پایا نہایت صدمہ ہوا مگر چپ رہ گیا کہ خود کردہ راغلابے نیست چار و ناچار مہمانوں کو روپیہ دے کر رخصت کیا دونوں صاحب منزل بمنزل واپس ہوئے جب اس مقام پر پہنچے کہ جہاں بڑے میاں سے ملاقات ہوتی تھی پیر بزرگوار نے کہا کہ لو صاحب خدا حافظ اب تو ہم جاتے ہیں اپنے والد سے ہمارا سلام کہنا لڑکے نے نام پوچھا کہ تمہارے باپ خوب جانتے ہیں غرض کہ باپ کی خدمت میں پہنچ کر مابرا سفر گزارش کیا اور پوچھا کہ حضرت یہ بزرگوار کون تھے باپ نے کہا کہ وہ خضر علیہ السلام تھے راقم کی غرض اس بیان سے یہ ہے کہ لقمان تو اصل یہ کَلِّ شَيْءٍ يَرْجِعُ إِلَىٰ أَهْلِهِ اور مسافر سالک اور منازل راہ منازل سلوک بڑے میاں پیر کامل سانپ سانپ نفس و شیطان شہزادی دنیا خانہ قرض جہاں دنیا مقروض انسان وَحَمَلَهُ الْاِنْسَانُ اِنَّهٗ كَانَ ظَلُوْمًا جَهُوْلًا اور پسران مقروض اہل دنیا اور روپیہ محبت و عشق الہی ہے

خو شتر آن باشد کہ سر دلبراں

گفتہ آید در حدیث دیگران

دوسری غرض اس نفل سے یہ ہے کہ جو مرد کامل ہوتے

ہیں وہ طالب خدا کو دوسرے شیخ کامل کی خدمت میں جانے سے مانع نہیں ہوتے بلکہ اور ان کی خدمت میں جانے اور ان سے فیض حاصل کرنیکی ہدایت فرماتے ہیں چنانچہ جناب و قبلہ بھی طالبان راہ خدا کو ہمیشہ فرمایا کرتے تھے کہ جو کوئی مرد کامل مسلمان یا ہندو سالک یا مجذوب بے اس سے بے تکلف ملو اور جو کچھ ازراہ توجہ یا انقا یا کسی طرح سے فیض و فائدہ پہنچا دے اور تعلیم و تلقین کرے اس کو نہ چھوڑو یہ مرتبہ نبوت نہیں ہے جو ختم ہو چکا مرتبہ ولایت ہے ایک سے ایک افضل و اعلیٰ پیدا ہوتے چلے جاتے ہیں وَفَضَّلْنَا بَعْضًا عَلَىٰ بَعْضٍ۔

اور جو کوئی مرید کسی طرف جاتا یعنی سفر کرتا اس کو یہ ارشاد ہوتا

گفت حق اندر سفر ار جاوی

باید اول طالب مرد شوی

چنانچہ ایک روز حضرت نے فرمایا کہ خواجہ معین الدین چشتی

رحمۃ اللہ علیہ کے زمانے میں جو اکابر تھے خواجہ صاحب نے اپنے معتقدوں اور مریدوں کو ان کی خدمت میں بھیج دیا کرتے۔ اس میں یہ حکمت تھی کہ مبتدی کو شیخ کی تعلیم و تلقین کا ابتدا میں علم نہیں ہوتا۔ جو اکابر جو برہنہ شناس تھے وہ چشم باطن سے جوہر کا پہچان کر فرماتے تھے کہ کسی نے خوب جوہر بھرے ہیں یعنی تعلیم خوب کی ہے تو ان کی جوہر شناسی سے طالب کی تسلی ہوتی تھی اور شیخ کا کمال معلوم ہوتا تھا اور اس زمانہ میں اگر کوئی طالب خدا کی فیکر کی خدمت میں چلا ہی جائے تو حضرت مشائخ فوراً مردود کر دیتے ہیں۔

نقل ہے :-

کہ امام ربانی حضرت مجدد الف ثانی رضی اللہ تعالیٰ عنہ ایک روز نماز فجر کے لئے مسجد میں تشریف لے گئے دیکھا کہ ایک شخص قبلہ رد پہلوئے راست پر سوراہا ہے خیال کیا کہ شاید نماز پڑھ کر سو گیا ہے۔ پھر ظہر کے وقت گئے تب بھی اسی کردٹ سے سوتے پایا پھر عصر و مغرب کے اوقات میں بھی وہی کیفیت دیکھی۔ جب مغرب تنگ ہونے لگا تو اس کو جگایا اور فرمایا کہ نماز قضا ہو ہی جاتی ہے۔ وہ شخص جاگا اور وضو کر کے اول نماز فجر کی نیت کی تو دیکھتے ہیں کہ ٹھیک صبح کا وقت اور نور کا ترکاہ ہے پھر اس نے ظہر کی نیت کی تو وقت ظہر معلوم ہونے لگا اور جب عصر کی نیت باندھی تو وقت عصر موجود تھا۔ اور مغرب کی نیت کی تو مغرب کا۔ پھر حضرت مجدد صاحب سے اس نے کہا کہ نماز کے لئے تو آپ نے جگا دیا، مگر حال نہ پہچانا کہ کیا ہے۔ بھلا اس حالت کے رد و نماز کیا شے ہے۔ لیکن اس سے کوئی یہ نہ سمجھے کہ نماز کچھ شے نہیں بلکہ ایسی حالت کے بغیر ہر وقت

نماز ہی میں رہتے ہیں گو ظاہر میں نماز نہ پڑھیں

در بیان آنکہ پیدائش حضرت آدم علیہ السلام

سے لیکر سید کی ضرورت چلی آتی ہے

وَبِالتَّحْقُقِ بِأَنَّ اللَّهَ عَزَّ وَجَلَّ أَجْرَى الْعَادَةِ بِأَن يَكُونَ فِي الْأَرْضِ
شَيْخٌ وَمُرِيدٌ، صَاحِبٌ وَمَصْحُوبٌ، تَابِعٌ وَمَتَّبِعٌ مِنْ لَدُنْ آدَمَ إِلَى
أَن تَقُومَ السَّاعَةُ الْأَتْرَى إِلَى آدَمَ عَلَيْهِ السَّلَامُ لَمَّا خَلَقَهُ اللَّهُ تَعَالَى
عَلَّمَهُ الْأَسْمَاءَ كُلَّهَا. وَافْتَتَحَ الْأَمْرَ بِهِ فَجَعَلَهُ كَالْتَّمِيزِ مَعَ
الْأُسْتَاذِ وَالْمُرِيدِ مَعَ الشَّيْخِ وَقَالَ لَهُ يَا آدَمُ هَذَا فَرَسٌ وَهَذَا بَقْلٌ
وَهَذَا حِمَارٌ. حَتَّى عَلَّمَهُ قِصْعَةً وَقُصْبَعَةً. ثُمَّ لَمَّا فَرَعَ مِنْ تَعْلِيمِهِ
وَتَهَذِيبِهِ، جَعَلَهُ أَسْنَاذًا مَعْلَمًا شَيْخًا حَكِيمًا وَكَسَاةً بِأَنْوَاعِ الْحُلِيِّ وَالْحُلِيِّ
وَتَوَجَّهَ مَنْطِقَهُ وَاجْلَسَهُ عَلَى كُرْسِيِّ فِي الْجَنَّةِ وَأَقَامَ الْمَلَائِكَةَ حَوْلَهُ
صُفُوفًا فَقَالَ يَا آدَمُ أَنْبِئُهُمْ بِأَسْمَائِهِمْ بَعْدَ أَنْ ظَهَرَ عِجْزُهُمْ وَ
وَعَدَمُ عَلَيْهِمْ بِدَلِيلِكَ وَقُولِهِمْ سُبْحَانَكَ لَا عِلْمَ لَنَا إِلَّا مَا عَلَّمْتَنَا. فَصَارَتْ
الْمَلَائِكَةُ بِالتَّلْمِيزِ لِآدَمَ وَآدَمُ شَبَّحَهُمْ فَأَنْبَأَهُمْ بِأَسْمَاءِ الْأَشْيَاءِ
كُلِّهَا عَلَى مَا شَهِدَ بِهِ الْقُرْآنُ. فَظَهَرَ فَضْلُهُ عَلَيْهِ السَّلَامُ عَلَيْهِمْ فَصَارَ
أَفْضَلَهُمْ وَأَشْرَفَهُمْ عِنْدَ اللَّهِ وَعِنْدَهُ هُوَ فَصَارَ مَتَّبِعُ عَمَلِهِ وَالْمَلَائِكَةُ
تَابِعُونَ مُفْتَدُونَ. صَلَوَاتُ اللَّهِ عَلَيْهِمْ.

فَلَمَّا جَرَى مِنْ أَكْلِ الشَّجَرَةِ وَالْخُرُوجِ مِنَ الْجَنَّةِ وَالْإِنْقَالِ إِلَى

حَالَةٍ أُخْرَى وَمَنْزِلٍ غَيْرِهِ الَّذِي لَوْ بَعُثَ عَلَيْهِ وَلَمْ يَسْتَوْطِنَهُ بَعْدَ وَلَا جَرَى
 ذَلِكَ فِي خُلْدِهِ وَلَا ظَنٌّ أَنَّهُ سَيَسَارِبُهُ إِلَيْهِ. فَلَمَّا وَصَلَ إِلَى الْمَنْزِلِ وَجَالَ
 فِي الْأَرْضِ اسْتَوْحَشَ مِنْهَا وَرَأَى مَا لَمْ يَكُنْ رَأَاهُ مِنْ قَبْلُ فَالْقَى عَلَيْهِ الْجُوعُ
 وَالْعَطَشُ وَالْحَرْقَةُ وَالْقَبْضُ مَا لَمْ يُعْقِدْهُ مِنْ قَبْلُ، إِحْتِيَاجٌ إِلَى مَعْلُومٍ
 مُرْشِدٍ وَأُسْتَاذٍ وَدَلِيلٍ وَمُؤَدِّبٍ وَمُنْتَبِهٍ. فَبَعَثَ اللَّهُ تَعَالَى جِبْرَائِيلَ
 عَلَيْهِ السَّلَامُ فَأَنْسَاهُ وَعَرَفَهُ مَا أَشْكَلَ عَلَيْهِ مِنْ أَمْرِ الْمَنْزِلِ وَوَهَبَهُ
 الْحِنْطَةَ فَأَمَرَهُ فَبَزَرَهَا ثُمَّ أَمَرَهُ فَحَصَدَهَا ثُمَّ أَمَرَهُ فَذَرَّهَا ثُمَّ
 أَمَرَهُ فَطَحَنَهَا وَهَبَّالَهُ أَصْبَابَهَا ثُمَّ أَمَرَهُ بِالْخَبْزِ فَخَبَرَهَا ثُمَّ أَمَرَهُ
 بِالْأَكْلِ فَاحْتَلَّ. ثُمَّ لَمَّا الطَّعَامُ طَلَبَ الْخُرُوجَ مِنَ الْمِعْدَةِ تَحْيِيرًا وَ
 لَمْ يَعْلَمْ بِالصَّنْعِ إِحْتِيَاجٌ إِلَى مَعْلُومٍ أَيْضًا فَعَلَّمَهُ كَيْفَ يَنْفُوْطُ وَكَيْفَ
 يَنْطَهَرُ وَكَيْفَ يَعْبُدُ اللَّهَ تَعَالَى فِي الْمَنْزِلِ وَعَلَّمَهُ كَيْفَ يَتَوَصَّلُ
 إِلَى بَيَاضِ جَسَدِهِ الَّذِي قَدْ حَالَ تَوْنُهُ مِنَ الْبَيَاضِ وَالْإِشْرَافِ إِلَى السَّوَادِ
 وَالظُّلُمَةِ فَأَمَرَهُ بِصِيَامِ أَيَّامِ الْبَيْضِ مِنَ الشَّهْرِ ثَلَاثَ عَشْرٍ وَرَابِعَ
 عَشْرٍ وَخَامِسَ عَشْرٍ، فَعَادَ تَوْنُهُ إِلَى الْبَيَاضِ، وَعَلَّمَهُ خَيْرَ ذَلِكَ مِنَ
 الْعُلُومِ وَالْأَدَابِ. فَصَارَ آدَمُ تَلْمِيذًا لِجِبْرَائِيلَ، وَجِبْرَائِيلُ أَسْنَادُهُ وَشَيْخُهُ
 بَعْدَ أَنْ كَانَ آدَمُ شَيْخَهُ وَالْمَلَائِكَةُ أَجْمَعُ مَتَّبِعُوهُمْ وَأَعْلَمُهُمْ وَكُلُّ
 ذَلِكَ لِتَغْيِيرِ الْحَالِ بِهِ وَالْإِنْتِقَالِ مِنْ مَنْزِلٍ إِلَى آخَرَ.

ثُمَّ هَلَوُ جَبْرًا تَعَلَّمَ شَيْثُ ابْنُ آدَمَ مِنْ أَبِيهِ آدَمَ عَلَيْهِ السَّلَامُ
 ثُمَّ أَوْلَادُهُ مِنْهُ كَذَلِكَ نُوحٌ عَلَيْهِ السَّلَامُ عَلَّمَ أَوْلَادَهُ وَإِبْرَاهِيمُ عَلَيْهِ
 السَّلَامُ أَوْلَادَهُ. قَالَ اللَّهُ تَعَالَى وَرَضَى بِهَا إِبْرَاهِيمَ عَلَيْهِ السَّلَامُ وَ
 يُعْقِبُ. أَيْ أَمْرَهُمْ وَعَلَمَهُمْ وَكَذَلِكَ مُوسَى وَهَارُونَ عَلَيْهِمَا السَّلَامُ

عَلَمًا أَوْلَادَهُمَا وَبَنِي إِسْرَائِيلَ وَعِيسَى عَلَيْهِ السَّلَامُ عَلَّمَ لِلْحَوَارِيِّينَ
ثُمَّ إِنَّ جَبْرِيلَ عَلَيْهِ السَّلَامُ عَلَّمَ نَبِيَّنَا صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَوَصَّاهُ
بِالسَّوَالِ وَقَوْلُهُ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَصَّانِي جَبْرِيلَ بِالسَّوَالِ حَتَّى
كَادَ أَنْ يَدُورَنِي وَصَلَّى بِي جَبْرِيلُ عَلَيْهِ السَّلَامُ عِنْدَ الْبَيْتِ مَرَّتَيْنِ
فَصَلَّى بِي الظُّهْرَ حِينَ زَالَتِ الشَّمْسُ (الحديث إلى آخره) وَقَدْ تَقَدَّمَ ذِكْرُهُ
ثُمَّ تَعَلَّمَتِ الصَّحَابَةُ مِنْهُ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ ثُمَّ التَّابِعُونَ
مِنْهُمْ عَلَى الْجَمِيعِ السَّلَامُ. ثُمَّ تَابِعُوا التَّابِعِينَ مِنْهُمْ قَرْنًا بَعْدَ قُرُونٍ
وَعَصْرًا بَعْدَ عَصْرٍ. فَمَا مِنْ نَبِيٍّ إِلَّا وَلَهُ صَاحِبٌ يَهْتَدِي بِهِ دَاةً وَيَقِفُ
أَثَرَهُ وَيَتَّبِعُ مَذْهَبَهُ وَيَهْدِي هُدْيَهُ ثُمَّ يَخْلِفُهُ مَكَانَهُ وَيَقُومُ مَقَامَهُ
كَمُوسَى بْنِ عِمْرَانَ وَعَلَامُهُ وَإِبْنُ أَخِيهِ يُوشَعَ بْنِ نُونٍ عَلَيْهِ السَّلَامُ
وَالْحَوَارِيُّينَ مَعَ عِيسَى. وَأَبِي بَكْرٍ وَعُمَرُ مَعَ النَّبِيِّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ
وَكَذَلِكَ عُثْمَانُ وَسَائِرُ الصَّحَابَةِ وَمَا زَالَتِ الْأُولِيَاءُ وَالصِّدِّيقُونَ وَ
الْأَبْدَالُ كَذَلِكَ مِنْ بَيْنِ أَسْنَادٍ وَتَلْمِيزٍ كَالْحَسَنِ الْبَصْرِيِّ. وَتَلْمِيزُ
عُتْبَةَ ابْنِ الْغُلَامِ وَسِرِّي السَّقَطِيُّ وَعَلَامُهُ وَإِبْنُ أَخِيهِ أَبِي الْقَاسِمِ
الْجَنْبِ وَغَيْرُهُمْ مِمَّا يَطُولُ شَرْحُهُ.

فَالْمَشَارِيقُ مِنْهُمْ الطَّرِيقُ إِلَى اللَّهِ عَزَّ وَجَلَّ وَالْأَلَاءُ عَلَيْهِ وَالْبَابُ الَّذِي
يَدْخُلُ مِنْهُ إِلَيْهِ فَلَا يَدْخُلُ كُلُّ مُرِيدٍ لِلَّهِ عَزَّ وَجَلَّ مِنْ شَيْخٍ كَمَا بَيَّنَّا
إِلَّا عَلَى النَّذْرِ وَالشَّدْوِذِ.

فَيَجُوزُ أَنْ يَصْطَفِيَ اللَّهُ عِبْدًا مِنْ عِبَادِهِ فَيَتَوَلَّى تَرْبِيَّتَهُ وَحِرَاسَتَهُ
عَنِ الشَّيْطَانِ وَصِفَاتِ النَّفْسِ وَالْهَوَى كَأَبْرَاهِيمَ النَّبِيِّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ
وَسَلَّمَ وَنَبِيَّنَا مُحَمَّدٍ صَلَوَاتُ اللَّهِ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَأَوَّلِينَ الْقُرْنِ مِنَ الْأُولِيَاءِ

وَعَبْرُهُ هُوَ فَلَا يُنْكِرُ إِلَّا إِنَّا بَيْنَنَا مَا هُوَ الْأَغْلَبُ وَالْأَكْثَرُ وَالْأَسْلَمُ وَالْأَحْسَنُ
 فَلَا يَنْبَغِي لَهُ أَنْ يَنْقُطِعَ عَنِ الشَّيْخِ حَتَّى يَسْتَعْنِيَ عَنْهُ بِالْوَصُولِ إِلَى
 رَبِّهِ عَزَّ وَجَلَّ فَيَتَوَلَّى تَبَارَكَ وَتَعَالَى تَرْبِيَّتَهُ وَتَهْدِيَّتَهُ وَيُوقِفُهُ عَلَى مَا
 فِيهِمْ أَسْيَاءٌ خُفِيَتْ عَلَى الشَّيْخِ وَبَسْطُهَا بِمَا يَشَاءُ مِنَ الْأَعْمَالِ
 وَيَأْمُرُهُ وَبَيِّنُهَا وَيَبْسُطُهَا وَيَقْبِضُهَا وَيَقْبِضُهَا وَيَقْبِضُهَا وَيَقْبِضُهَا
 يَطْلُعُهُ عَلَى أَقْسَامِهِ. وَفَاصْطُولُ أَمْرِهِ إِلَيْهِ فَلْيَسْتَعْنِيَ بِرَبِّهِ عَنْ غَيْرِهِ بَلْ
 إِلَّا يَنْفَرِعَ بِغَيْرِهِ وَلَا يَسْعُهُ إِلَّا مَرَاعَاةُ الْأَدَبِ لِرَبِّهِ وَحَافِظَةُ خُلُقِهِ
 وَحُرْمَتِهِ وَكَوْفِيَّتِهِ. فَحِينَئِذٍ يَقْطَعُ قِطْعًا وَرُبَّمَا حُرِّمَ عَلَيْهِ الْمُرُودُ إِلَى
 الشَّيْخِ إِلَّا عَنْ صَرِيحٍ وَخَيْرٍ بَيْنِ الْأَمَّا يَتَحَقَّقُ فَحْيُ الشَّيْخِ إِلَيْهِ وَ
 الْمَلَاقَاةُ لَهُ فِي طَرِيقِ الْإِجْمَاعِ قَدَرًا وَلَا يَكُونُ قَضَاءُ كُلِّ ذَلِكَ حِفْظًا
 لِلْحَالِ وَاسْتِغْنَاءً بِالرَّزْقِ وَغَيْرِهِ عَلَى الْحَالِ وَمَلَا زَمَةً لَهُمَا وَخِيَفَةً
 مِنَ الذِّلَّةِ وَالْمُقَارَفَةِ لَهُمَا. وَالْعُقُوبَةُ بِذَلِكَ.

وَذَلِكَ أَنَّ الْحُكْمَ يَجْمَعُ الْمُرِيدَ وَالشَّيْخَ وَيَسْعُهُمَا. وَالْأَحْوَالُ
 تَفْرُقُ بَيْنَهُمَا لِأَنَّهُمَا قَدَرٌ وَالْقَدَرُ غَيْبٌ فَهِيَ فِعْلُ الرَّبِّ عَزَّ وَجَلَّ
 وَاللَّهُ تَعَالَى فِي كُلِّ يَوْمٍ هُوَ فِي شَأْنٍ فِي تَقْدِيرِهِ وَتَاخِيرِهِ وَتَبْدِيلِهِ وَ
 تَغْيِيرِهِ وَوَلَايَةِ وَعَزْلٍ وَإِغْنَاءٍ وَإِفْقَارٍ وَاعْزَازٍ وَإِذْلَالٍ يَسُوقُ الْمَقَادِيرَ
 إِلَى الْمَوَاقِفِ لَا يَذُرُّكَ ذَلِكَ وَلَا يَنْصَبُطُ الْإِخْدِ مِنَ الْخُلُقِ لِبَلِّ مُظْلَمٍ
 وَبَرٍّ سَنَاسِعٍ وَبَحْرٍ لَحْيٍ لَا يُحْبِطُ بِشَيْءٍ مِنْ ذَلِكَ إِلَّا اللَّهُ عَزَّ وَجَلَّ وَهُوَ
 يَطْلُعُهُ اللَّهُ تَعَالَى عَلَيْهِ مِنْ رُسُلِهِ وَأَنْبِيَائِهِ وَخَوَاصِّ أَوْلِيَائِهِ وَالْإِثْنَانِ
 لَا يَتَفَقَّانِ فِي طَرِيقٍ بَعْدَ دُخُولِهِمَا فِي الْحَاجَاتِ الَّتِي هِيَ الْقَدَرُ وَالْفِعْلُ فَمَا
 يَصْنَعُ الْمُرِيدُ بِالشَّيْخِ وَطَرِيقُهُمَا مُخْتَلِفَةٌ. فَالشَّيْخُ يُسِيرُ بِهِ إِلَى

جَهْدٍ وَالْمُرِيدُ إِلَى الْآخَرَى. فَقَدْ خَلِفَ بَيْنَ ظُهُورِهِمَا وَجُوهَهُمَا، فَإِنِ
لَهُمَا وَجَدُ الصُّحْبَةِ وَالْإِجْتِمَاعِ وَالْإِقْفَارُ بَعْدَ ذَلِكَ جِدًّا. فَإِنِ اتَّفَقَ فَهُوَ
نَادِرٌ شَادٌّ. كَمَا إِنِّفَاتِ إِلَيْهِ وَلَا مَعْوَلَ إِلَيْهِ إِذَا الْغَلَبُ مَا قَدِ انْكَشَفَ
وَوَظَّهَرَ وَبَانَ. فَصَلَوَاتُ اللَّهِ عَلَى الشَّيْخِ.

وَعَلَى الْمُرِيدِ الصَّادِقِ الَّذِي بَلَغَ بِهِ إِلَى حَالَةٍ اسْتَغْنَى فِيهَا بِرَبِّهِ
تَبَارَكَ وَتَعَالَى عَنِ الشَّيْخِ إِلَّا فِي الْوَقْتِ وَعَنْ آدَابِ الْمُرِيدِ أَنْ لَا يَتَكَلَّمَ
بَيْنَ يَدَيْ شَيْخِهِ إِلَّا فِي حَالَةِ الضَّرُورَةِ أَنْ لَا يَظْهَرَ شَيْءٌ مِنْ مَنَاقِبِ
نَفْسِهِ بَيْنَ يَدَيْهِ وَلَا يَنْبَغِي لَهُ أَنْ يَجْسُطَ سَجَادَتَهُ بَيْنَ يَدَيْ الشَّيْخِ
إِلَّا فِي وَقْتِ أَدَارِ الصَّلَوَاتِ. فَإِذَا فَرَغَ مِنْ صَلَوَاتِهِ طَوَى سَجَادَتَهُ
فِي الْحَالِ وَيَكُونُ مُتَهَيِّئًا لِحُضْرَتِهِ شَيْخِهِ وَمَنْ هُوَ قَاعِدًا عَلَى بَسَاطَةٍ
مَبْسُوطًا مُسْتَوْطِنًا مُسْتَرِيحًا لَا كَلْفَةَ عَلَيْهِ لِغَيْرِهِ. وَهَذِهِ حَالَةُ
الشَّيْخِ لِاحَالَةِ الْمُرِيدِ.

وَيَجْتَهِدُ فِي اخْتِنَابِ بَسْطِ سَجَادَتِهِ وَفَوْقَ سَجَادَتِهِ مَنْ هُوَ
فَوْقَهُ فِي الرُّتْبَةِ وَإِذَا نَأَى سَجَادَتِهِ مِنْ سَجَادَتِهِ إِلَّا بِأَمْرِهِ فَإِنَّ ذَلِكَ
عِنْدَهُ هُوَ سُوءُ الْآدَابِ.

وَيَنْبَغِي لِلْمُرِيدِ إِذَا جَرَتْ مَسْئَلَةٌ بَيْنَ يَدَيْ الشَّيْخِ أَنْ يَسْكُتَ
وَإِنْ كَانَ عِنْدَهُ فَضْلٌ وَأَشْبَاعُ جَوَابٍ فِيهَا بَلَّ يَفْتَنِي مَا يَفْتَحُ
اللَّهُ عَلَى لِسَانِ شَيْخِهِ فَيَقْبَلُهُ وَيَعْمَلُ بِهِ وَإِنْ نَأَى فِي جَوَابِهِ
نَفْصَانًا وَقُصُورًا فَلَا يَرُدُّ عَلَيْهِ. بَلَّ يَشْكُرُ اللَّهَ تَعَالَى عَلَى مَا خَصَّهُ
مِنْ فَضْلٍ وَعِلْمٍ وَنُورٍ وَبَخْلِ جَمِيعِ ذَلِكَ فِي نَفْسِهِ وَلَا يَكْثُرُ حَدِيثُهُ
وَلَا يَقُولُ أَخْطَأَ الشَّيْخُ فِي الْمَسْئَلَةِ. وَلَا يَنَاقِضُ كَلَامَهُ إِلَّا أَنْ يَغْلِبَ

عَلَيْهِ ذَلِكَ فَيَبْتَدِرُ مِنْهُ الْكَلِمَةُ فَلَيَبْتَدَأُ رُكَّهً بِالسُّكُوتِ وَالتَّوْبَةِ وَ
الْعَزْمِ عَلَى تَرْكِ الْمَعَاوِدَةِ عَلَى مَا قَدْ مَنَّا ذِكْرَهُ فِي أَثْنَاءِ الْكِتَابِ مِنْ فِعْلِهِ
فِي تَوْبَتِهِ عَنْ مَعَاصِي اللَّهِ عَزَّ وَجَلَّ. فَالْخَبَرُ كُلُّهُ فِي حَقِّ الْمُرِيدِ فِي
سُكُوتِهِ فِيْمَا هَذَا سَبِيلُهُ.

وَيَنْبَغِي لِلْمُرِيدِ أَنْ لَا يَتَحَرَّكَ فِي حَالِ السَّمَاعِ بَيْنَ يَدَيِ الشَّيْخِ إِلَّا بِإِشَارَةٍ
مِنْهُ عَلَيْهِ وَلَا يَرَى مِنْ نَفْسِهِ الْبَسَّةَ خَالًا أَنْ يَرَى غَلْبَةً تَأْخُذُهُ فَلْيُعِدْ
إِلَى حَالِ سُكُوتِهِ. فَإِذَا اسْكَنْتَ فُورَتَهُ فَلْيُعِدْ إِلَى حَالِ سُكُوتِهِ وَأَدْبِهِ وَ
وَقَارِهِ وَكِتْمَانِ مَا أَوْلَاهُ اللَّهُ عَزَّ وَجَلَّ مِنْ مَسْرِيهِ.

وَقَدْ ذَكَّرْنَا هَذَا وَإِنْ كُنْتَ لَا تَرَى بِالسَّمَاعِ وَالْقَوْلِ وَالْقَصَبِ وَ
الرَّفْصِ. وَقَدْ قَدْ مَنَّا كَرَاهَتَهُ فِيمَا تَقَدَّمَ إِلَّا إِنَّا قَدْ ذَكَّرْنَا ذَلِكَ عَلَى مَا قَدْ
بَعِثُجْ بِهِ أَهْلُ زَمَانِنَا فِي دَبْطِهِمْ وَفَحَامِعِهِمْ. وَلَا يُنْكَرُ أَنْ يَكُونَ
فِيهِمْ يَفْعَلُ ذَلِكَ صَادِقًا فَيَكُونُ مَعْنَى مَا قَدْ سَمِعَ مَهِيْبًا لِنَايِرَةِ صِدْقِهِ وَ
مُثْبِرًا لَهَا فَيَسْتَعِلُّ بِنَايِرَتِهِ وَيَغِيْبُ فِيهَا فَتَتَحَرَّكُ أَعْضَاءُهَا وَجَوَارِحُهَا
بَيْنَ الْقَوْمِ وَهُوَ فِي مَعْزَلٍ عَمَّا الْقَوْمُ فِيهِ مِنْ لَذَّةِ الطَّبَاعِ وَالْأَهْوِيَةِ
وَتَذْكَارِكُلٍ وَاحِدٍ قَرِيبٍ مِنْ مَعْشُوفِهِ مِمَّنْ قَدْ مَاتَ وَطَالَ بِهِ عَهْدُهُ
وَمَنْ هُوَ حَيٌّ غَائِبٌ عَنْهُ فَاسْتَدَّ شَوْقُهُ.

وَالْمُرِيدُ الصَّادِقُ نَايِرَتُهُ غَيْرُ خَامِدَةٍ وَشُعْلَتُهُ غَيْرُ هَامِدَةٍ وَفَحْجُورُهُ
غَيْرُ غَائِبٍ وَنَفْسُهُ غَيْرُ مُسْتَوْحِشٍ فَهُوَ أَبَدًا فِي زِيَادَةٍ وَنَمُوٍّ وَقُرْبٍ
لَذَّةٍ وَتَعِينٍ فَلَا يَغْتَرُّ بِهَجْجَةٍ عَنْ حَالَتِهِ غَيْرُ كَلَامٍ مُرَادَةٍ وَخَدِيشَةٍ
وَهُوَ رَبُّهُ عَزَّ وَجَلَّ فَيُذْكَرُ عِنْدَهُ مَنَدُوحَةً عَنِ الْأَشْعَارِ وَالْقِيَانَةِ وَ
وَالْأَصْوَاتِ وَصَرِيحِ الْمَدْحِ بَيْنَ مَرَكَاةِ الشَّيَاطِينِ رِكَابِ الْأَهْوِيَةِ مَطَايَا

النَّفُوسِ وَالطَّبَاعِ أَنْبَاعُ كُلِّ نَاعِقٍ وَنَاعِقٍ۔

وَيَنْبَغِي لِلْمُرِيدِ أَنْ لَا يُعَارِضَ أَحَدًا فِي حَالِ سَمَاعِهِ وَلَا يُزَاحِمَ أَحَدًا
فِي وَقْتِهِ فِي التَّقَاضِي عَلَى الَّذِي يَنْشُدُ بِهَدْيَاتِ الْمُرَقَّاتِ الْمَشَوَّاتِ
إِلَى الْجَنَانِ وَدُيَّةِ الْحَقِّ تَعَالَى فِي الْآخِرَةِ الذَّاهِدَاتِ فِي الدُّنْيَا وَلَذَلِكَ
وَشَقَرَاتِهَا وَأَبْنَائُهَا وَنِسْوَانُهَا الْمُشَجَّعَاتِ عَلَى الصَّبْرِ عَلَى أَفَاتِهَا
وَمَحَنِهَا وَبَلَاءِهَا وَإِدْبَارِهَا عَنْ أَبْنَاءِ الْآخِرَةِ وَإِقْبَالِهَا عَلَى أَبْنَائِهَا وَ
غَيْرِ ذَلِكَ فَلْيَكِلْ جَمِيعَ ذَلِكَ إِلَى الشَّيْخِ الْحَاضِرِ۔ اللَّهُمَّ إِلَّا أَنْتَ
بَكُونِ الْمُسْتَمِعُ مِنَ الْمُنْحَقِقِينَ فَبَحْفُظِ الْأَدَبَ فِي الظَّاهِرِ وَبُنْكَرِ
عَنْ تَكْلِيفِهِ فِي الْبَاطِنِ فَلَا شَكَّ أَنَّ اللَّهَ عَزَّ وَجَلَّ يَقْبِضُ مِنْ بِنْفَاضِي
عَنْهُ أَوْ يُلْهِمُ الْقَائِلَ بِذَلِكَ الشُّكْرَ وَالشُّرَادَ لِيَقْضِيَ الصَّادِقُ
الْمُسْتَمِعُ نَهْيَهُ وَوَطْرَهُ مِنْ ذَلِكَ۔

✱

ترجمہ: اور اس بات کا یقین کرے کہ اس جہان میں یہ رواج

ہمیشہ جاری رہے فرمایا ہے کہ ایک وقت تک سلسلہ پیری و مریدی و صاحب و
مصوب و تابع و متوہ کا فرزندِ آدم میں جاری رہے آیات کو معلوم نہیں کہ خداوند
تعالیٰ نے جب حضرت آدم علیہ السلام کو پیدا فرمایا اور ان کو سب اپنے نام سکھائے
اور کام کا آغاز فرمایا۔

پس اُن کو مثل شاگرد کے بنایا۔ اور اپنے آپ کو استاذ بنایا۔ ان کو مثل مرید کے
بنایا، اور خود شیخ بنا۔ اور ان سے فرمایا کہ اے آدم! یہ گھوڑا ہے اور یہ خچر ہے، اور
یہ گدھا۔ یہاں تک کہ ان کو چھوٹا اور بڑا پیار بھی بتا دیا۔ اور جب ان کی تعلیم

و تہذیب سے فارغ ہوا تو ان کو معلم استاد و شیخ حکیم کی دستار سے فخر عنایت فرمایا۔ اور انواع و اقسام کے لباس علوم سے ان کو ممتاز فرمایا۔ اور گفتار نیک و کلام تمکین عنایت فرمایا۔ اور بہشت میں کرسی پر متمکن فرمایا۔ اور فرشتوں کو ان کے گرد صف بستہ کیا اور جب فرشتوں نے اپنی عاجزی اور لاعلمی ظاہر کی اور جناب الہی میں عرض کیا کہ ہم کو کچھ علم نہیں۔ مگر وہ جو سکھایا تو نے ہم کو تب حضرت آدم علیہ السلام سے ارشاد ہوا کہ ان کے نام بتا دیں پس سب فرشتے حضرت آدم علیہ السلام کے شاگرد ہوئے۔ اور حضرت آدم علیہ السلام ان کے استاد بنے۔ اور سب چیزوں کے نام سے ان کو مطلع کیا۔ جیسا کہ قرآن شریف اس بات کا گواہ ہے پس حضرت آدم علیہ السلام کا فضل اور بزرگی فرشتوں پر ظاہر ہوئی اور خداوند تعالیٰ کے نزدیک اور فرشتوں کے نزدیک ان کو شرف حاصل ہوا۔ اور فرشتے ان کے تابع اور وہ ان کے متبع ہوئے۔

درود اللہ کا اور ان کے

پھر حکم قضا جاری ہوا۔ اور آپ نے اس ممنوعہ درخت کا پھل کھایا۔ اور بہشت سے نکالے گئے اور ایک حالت سے دوسری حالت پر اور ایک مقام سے دوسرے مقام پر منتقل کئے گئے جن کی ان کو خبر نہ تھی اس منزل کو اپنا وطن نہ سمجھا اور ان کے دل میں اس جگہ ٹھہرنے کا خیال نہ گذرا۔ اور یہ بھی گمان نہ تھا کہ اس منزل کی سیر کرائی جائے گی۔

پس جبکہ اس منزل پر پہنچے اور رفتار شروع کی تو زمین سے ڈرے اور زمین پر وہ چیزیں دیکھیں جو پہلے نہ دیکھی تھیں۔ پس ان پر بھوک و پیاس و سوزش و قبض کا بار ڈالا گیا وہ پہلے اس سے واقف نہ تھے اب حضرت آدم علیہ السلام پھر معلم و مرشد و استاد و راہنما اور خبر دینے والے اور ادب دینے والے کے محتاج ہوئے، تو حضرت محمدت نے حضرت جبرائیل علیہ السلام کو ان کی الفت و موافقت

کے واسطے نازل فرمایا اور جبرائیل علیہ السلام نے ان کے ساتھ دوستی کا برتاؤ کیا اور ان پر امر دشوار آشکار کئے اور انہوں کا تخم ان کو دیا اور اس کے بونے کی ترکیب بتائی۔ اور جب وہ درخت بار آور ہوا تو اس کے کاٹنے کا ڈھنگ سکھایا پھر گبیوں کو خس و خاشاک سے صاف کرنا سکھایا پھر اس کا آٹا پیسنا بتایا اور اس کا سامان سب مہیا کر دیا۔ پھر روٹی پکانا سکھایا۔ اور انہوں نے روٹی پکائی۔ پھر اس کے کھانے کو کہا۔ اور انہوں نے کھانا کھایا۔ اور جب پاخانہ کی حاجت ہوئی۔ تو پھر گھرانے کہ اب کیا کریں استاد کی حاجت ہوئی جبرائیل علیہ السلام نے رفع حاجت کی ترکیب بتائی اور طہارت اور عبادت خداوند تعالیٰ کرنیکی ہدایت فرمائی اور ان کو تعلیم کیا کہ اپنے جسم کی سیاہی کو سفیدی سے اس عمل کے سبب تبدیل کرنیکی کوشش کرو کیونکہ حضرت آدم علیہ السلام کا جسم نورانی تھا اور عتاب شہنشاہی کے سبب قمرہ و تار ہو گیا تھا۔ حضرت جبرائیل علیہ السلام نے ایام بیض میں یعنی قریبوں اور چودہویں اور پندرہویں تاریخ جیتے میں ان کو روزہ رکھنے کا فرمایا اور انہوں نے اس پر عمل کیا تو جسم کا رنگ نورانی ہو گیا اور علاوہ اس کے اور بہت سے علم اور ادب سکھائے۔ پس حضرت آدم علیہ السلام جبرائیل علیہ السلام کے شاگرد ہوئے اور وہ ان کے استاد اور پیر بنے اور اس کے پہلے حضرت آدم علیہ السلام، جبرائیل علیہ السلام اور سب ملائکہ کے پیر اور مقبوع تھے۔ اور ان سے دانائے تر تھے۔ اس انقلاب حالت سے معاملہ منقلب ہو گیا اور اسی طرح حضرت شیت علیہ السلام آدم علیہ السلام کے فرزند رشید نے اپنے پدر بزرگوار سے تعلیم پائی اور سلسلہ وار اسی طرح سے ان کی اولاد تعلیم پاتی رہی۔ پھر نوح علیہ السلام نے اپنی اولاد کو تعلیم دی اور حضرت ابراہیم خلیل اللہ علیہ السلام نے اپنی اولاد کو تعلیم دی خداوند تعالیٰ نے ارشاد فرماتا ہے کہ ابراہیم علیہ السلام نے اپنی اولاد کو وصیت کی۔ اور یعقوب علیہ السلام نے اپنی اولاد کو نصیحت کی اسی طرح حضرت موسیٰ ہارون علیہما السلام نے اپنی اپنی

اولاد کو دینی اسرار میں کو تعلیم کیا اور حضرت عیسیٰ علیہ السلام نے اپنے حواریوں کو تعلیم دی اس کے بعد حضرت جبرائیل علیہ السلام نے ہمارے نبی صلی اللہ علیہ وسلم کو دھوکہ کرنا اور نماز پڑھنا سکھایا اور پھر مسواک کرنا کی وصیت فرمائی۔ اور یہ قول نبی صلی اللہ علیہ وسلم کا ہے کہ نصیحت کی میرے تین مسواک کے کرنا کی۔ اور آپ کا قول ہے کہ جبرائیل علیہ السلام نے مجھ کو مسواک کرنا کی اس وقت تک نصیحت کی جب تک کہ میرے منہ میں دانت رہیں اور جبرائیل علیہ السلام نے میرے ساتھ خانہ کعبہ میں دوبارہ نماز پڑھی پھر میرے ساتھ ظہر کی نماز پڑھی جب کہ آفتاب کا زوال ہوا۔ آخر حدیث تک اس کا ذکر پہلے کتاب میں ہو چکا ہے۔ پھر صحابہ رضی اللہ عنہم نے حضرت رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم سے تعلیم پائی۔ پھر تابعین نے صحابہ سے ان پر سلام اس کے بعد تبع تابعین نے اسی طرح سے قرن بعد قرن و زمانہ بعد تک تعلیم پائے گئے۔ کوئی نبی ایسا نہیں ہے مگر اس کے واسطے ایک صاحب ہے۔ اور اس کی راہنمائی سے ہدایت پاتا ہے۔ اور اس کے قدم بقدم چلتا ہے اور اس کے مذہب ہی کی پیروی کرتا ہے۔ پھر اس کے بعد خلیفہ اس کا قائم مقام ہوتا ہے جیسے کہ موسیٰ بن عمران اور اس کا غلام اور حضرت یوشع بن نون کا بھائی۔ اور حواری ساتھ عیسیٰ علیہ السلام کے۔ اور ابو بکر و عمر و عثمان ساتھ نبی صلی اللہ علیہ وسلم کے اور اسی طرح حضرت عثمان اور حضرت علی اور تمام صحابہ رضی اللہ عنہم اور ہمیشہ اولیاء اور صدیق اور ابدال اسی طرح استاد و شاگرد ہوتے رہے ہیں جیسا کہ حضرت حسن بصری اور اس کے شاگرد عقبہ بن غلام اور سری سقطی اور اس کا غلام اور اس کا بھائی اور ابی تاسم جعید رحمہم اللہ وغیرہ وغیرہ اس کی شرح طول طویل ہے۔

پس مشائخ خداوند تعالیٰ کی راہ کے راہنما ہیں اور دروازہ ہیں جس سے خداوند تعالیٰ کی راہ میں چلتے کا راستہ ہی پس مزید پیر کرنے کے لئے مجبور ہے جیسا کہ ہم نے بطریق اجمال بیان کیا ہے۔ جائز ہے کہ خداوند تعالیٰ اپنے بندوں سے ایک بندہ کو برگزیدہ فرما دے۔

اور اسکی تربیت و نگہبانی شیطان و ہوا ہو س لفسانی سے اپنے ذمے لے مثل حضرت
ابراہیم خلیل اور ہمارے نبی محمد صلی اللہ علیہ وسلم کے درود اللہ کا اور پران کے اور سلام
اور مثل اولیس قرنی رضی اللہ تعالیٰ عنہم اور دوسرے اولیاءوں وغیرہ کے اس بات سے انکار
نہیں ہو سکتا کہ بے تربیت خداوند تعالیٰ کے کوئی دلی کسی کو اپنی طرف کر سکے مگر جیسا کہ ہم نے
پہلے بیان کیا کہ وہ غالب تر اور اکثر اور سلامت تر اور نیک تر ہے۔

پس مرید کو چاہیئے کہ مرشد سے اس وقت تک قطع تعلق نہ کرے جب تک خدائے عز و
جل کی بارگاہ میں اس کی رسائی کامل طور پر نہ ہو اور جب پہنچ جاوے گا تو ایزد تبارک
تعالیٰ اس کی تربیت اور تہذیب اپنے ذمے لے گا۔ اور اس کو اسرار نہانی پر واقف
فرمائے گا۔ جن سے ان کے پیر صاحب بھی واقف نہیں۔ اور جو خداوند تعالیٰ کے مزاج
مبارک میں آوے گا۔ اس سے کام لیوے گا اور اس پر عمل کرنے کو حکم فرماوے گا۔ اور نہی
بھی فرمائے گا۔ اور بسط و کشاد اس کی حالت میں کرے گا۔ کبھی غنا کبھی فقر کرے گا۔
اور اس کو تلقین کرے گا اور ان چیزوں کے اقام پر اسکو مطلع فرماوے گا جسکی طرف اس
کا منہ ہوتا ہے۔ پس وہ ماسوائے اللہ تعالیٰ کے بے پرواہ ہو جاوے گا۔ بلکہ سوائے
خداوند تعالیٰ کے کسی طرف مشغول نہ ہوگا اور اس کے دل میں بجز نگہداشت ادب باری
تعالیٰ اور محافظت خدمت میں اور اسکی حرمت و توقیر کے اور کسی چیز کی گنجائش نہ ہوگی
پس اس وقت مرید کا پیر سے قطع تعلق ہوتا ہے اور اکثر ایسا ہوتا ہے کہ اس کا شیخ کے
پاس جانا حرام ہو جاتا ہے۔ اور اکثر ایسا ہوتا ہے کہ اس کا شیخ کے پاس جانا حرام ہو جاتا
ہے مگر خداوند تعالیٰ کی طرف سے کوئی امر آشکار کی سبب شیخ صاحب کا جانا اسکی طرف
بہجاء سے یا اس سے ملاقات کرنے کا مسجد یا راہ میں اتفاق ہو لیکن وہ ملاقات قصداً نہ
ہوگی اور سب بایں بہت استغنا کے جو اس کو اپنے خداوند تعالیٰ کی طرف سے حاصل ہے
اور بسبب قائم رہنے اپنے حال کے اور بخیاں خواری و رنج کے جو اس حال سے جدا

ہونے پر اس کو ہو گا وقوع پذیر ہوتے ہیں۔ اور یہ بات ثابت ہے کہ حکم الہی سے الجستہ
 پیر و مرشد دونوں یکجا ہو جاتے ہیں، کیونکہ اس کے حکم کی بجا آوری میں دونوں شریک
 ہیں وہ جب چاہتے ہیں دونوں کو اکٹھا کر دیتے ہیں اور جب چاہتے ہیں دونوں میں تفرقہ
 ڈال دیتے ہیں۔ کیونکہ قضا و قدر میں ہر ایک کا حال موافق استعداد ہر شخص کے ہے، اس
 جگہ کسب کو دخل نہیں یہ کام سب خداوند تعالیٰ عز و اسم کی عنایت پر جو ہر روز چہر
 ایک شان کے ہے۔ آگے بڑھنا اور پیچھے ہٹنا ہٹا دینا اور تبدیل اور تغیر اور ولایت
 و افزونی اور غنی کرنا اور فقیر بنانا اور عزت اور ذلت دینا اسی کا کام ہے اپنے حکم
 اوقات مقررہ پر جاری فرماتا ہے۔ کسی کو اس کا حال معلوم نہیں ہوتا اور خلق اللہ سے
 کوئی شخص خیال نہیں کرتا کہ اندھیری رات وسیح جنگل اور گہرا دریا کیا چیز ہے کسی چیز
 پر انسان کی عقل کام نہیں کرتی سب کو خداوند تعالیٰ نے اپنے علم سے احاطہ کر لیا
 ہے اور جس کسی کو انبیاء و رسولوں اور اولیاء خاص سے اس اسرار پر مطلع فرماتا ہے۔ تو
 دو شخصوں کو ایک اسرار کے جاننے پر مستحق نہیں فرماتا پس ان حالتوں میں جو مقدرات
 سے متعلق ہیں۔ مرید کا شیخ کے ساتھ کیا کام دسرو کا رہے اور ان دونوں کی راہیں
 مختلف کیونکہ خداوند تعالیٰ شیخ صاحب کو تو کسی طرف میر کر دیتا ہے اور مرید کو کسی
 دوسری طرف کی۔ اور ان کے ظاہر و باطن میں اختلاف پیدا کر دیا ہے۔ تو ان کا ہم صحبت
 ہونا اور آپس میں معاملہ کرنا کب ممکن ہو سکتا ہے اور یہ امر محال ہے اگر بالآخر
 اتفاقاً ہو بھی جائے تاہم یہ امر شاذ و نادر ہے وہ لائق التفات اور اعتبار کے نہیں
 ہے کیونکہ غالب یقین اس چیز پر ہو سکتا ہے جو ظاہر ہو پس خداوند کی رحمت اس پر
 مرید صادق پر ہے، اگر مرید صادق ہے کہ جب اس حالت پر پہنچے تو اپنے پروردگار کی
 الفت و محبت میں اس کو شیخ صاحب کی پرواہ نہ رہی، مگر وقت ضرورت اور مرید کے
 آداب میں داخل ہے کہ بغیر ضرورت شیخ صاحب کے رد و کلام نہ کرے نہ اپنے ہزار اور

وصف کا کچھ اظہار کرے اور اس کو لائق نہیں کہ اپنا مصلیٰ پیر صاحب کے آگے پکھاوے
 مگر نماز کے وقت مضائقہ نہیں اور جب نماز سے فارغ ہو تو اپنا مصلیٰ فی الفور
 لپیٹ کے اور پیر صاحب کی خدمت کے لئے کمر بستہ ہو جاوے جو اپنے وسیع بچھونے
 پر اپنا وطن بنائے ہوئے بے رنج و کلفت غریبے ہوئے ہیں یہ حالت شیخ کی
 ہے نہ مرید کی اور کوشش کے ساتھ پرہیز کرے کہ اپنا مصلیٰ اس شخص کے مصلیٰ
 پر نہ بچھاوے جو اس سے مرتبہ میں بالاتر ہے اور پیر صاحب کے مصلیٰ کے نزدیک
 بھی اپنا مصلیٰ پکھلنے سے پرہیز کرے۔ مگر اجازت پیر صاحب کے جائز ہے کیونکہ
 صوفیہ کے نزدیک ایسا کہ نا ترک ادب ہے اور جب شاہ صاحب کے روبرو کسی
 مسئلہ کی بحث شروع ہو تو وہ اگرچہ عاقل و دانش سے بھرہ کامل اور جواب دینے کی
 طاقت بھی رکھتا ہو خاموش رہے اور شیخ صاحب کی زبان پر جو کچھ کہ خداوند
 تعالیٰ نے جاری فرمایا اس کو گوش دل سے سنے اور قبول کرے اور اس پر عمل
 کرے۔ اور اگر پیر صاحب کے کلام میں کوئی نقص اور قصور ملاحظہ کرے تو اس کو
 رد نہ کرے اور اس کے دل میں خداوند تعالیٰ نے جو توبہ بھرت اپنے فضل و کرم سے
 نازل فرمایا ہے اور اس کو اس کے واسطے مخصوص کیا تو اس کو اپنی خیزی نہ دل میں
 مخفی رکھے۔ اور زیادہ باتیں نہ بتاؤ اور یہ نہ کہے کہ شیخ صاحب نے مسئلہ میں خطا کی
 اور شیخ کی کلام میں رخنہ اندازی نہ کرے اور بے تحاشہ بلا سوچے سمجھے بلا قصد کوئی
 بات کہ اٹھتے تو فوراً خاموش ہو جاوے اور آئندہ کے واسطے ایسی خطا سرزد ہونے
 سے توبہ کرے جیسا کہ ہم نے کتاب کے درمیان میں اپنے گناہوں سے خداوند تعالیٰ
 کے حضور میں توبہ کرنا بیان کیا ہے پس مرید کی غیر خاموش رہنے میں ہے اور یہی
 اس کی راہ ہے اور حالت کما ع میں مرید کو لازم نہیں ہے کہ پیر صاحب کے سامنے
 کوئی حرکت کرے یا اشارہ ان کے اور اپنی طرف سے کوئی حالت ظاہر نہ کرے۔

اگر غلبہ شوق سے ایسا حال اس پر طاری ہو کہ ہوش و حواس اس کے جاتے رہیں تو جب اس کا ہوش فرد ہو تو اپنے حالِ قدیم پر پھر آوے اور وہی پرانہ طریقہ ادب آداب اختیار کرے۔ اور وقار کے ساتھ ان اسرار کو جو خداوند تعالیٰ نے اس پر ظاہر فرمایا پوشیدہ رکھے۔ جیسا کہ اس کا ذکر ہم نے پہلے کیا ہے اگرچہ ہم رقص و سرود و راگ و رنگ و قیل و قال کو روا نہیں رکھتے اور ہم نے اسکی کراہت کا ذکر پہلے کیا ہے مگر ہم نے موافق خواہش اہل زمانہ کے کہ وہ مجمع مشائخ میں بریلو سننے کے شائق و حریص ہیں اس کا ذکر کیا ہے اور جو لوگ اس امر کو راستی و صدق سے رد دیکھتے ہیں تو انکار نہیں ہو سکتا کہ اس کا سُتنا ان کے صدقِ حال کی آگ کو بھڑکا تا ہے اور ان کے اشتیاق کو دوبالا کرتا ہے پس وہ اپنے ناسرہ اشتیاق میں جلتے ہیں، اور خود اس میں غائب ہو جلتے ہیں ان کے اعضاء قوم کے درمیان بھڑکتے ہوئے معلوم ہوتے ہیں۔ اور وہ اپنی قوم کے خیالات سے بالکل علیحدہ ایک گوشہ میں ہیں۔ اور وہ لوگ تو اپنی طبیعت اور نفسانی لذت میں اپنے اپنے معشوق کو جو ان سے جدا ہیں یا مرگئے یا زندہ ہیں جو ان کو ہمیشہ مل سکتے یاد کرتے ہیں اور ان کے شوق کی آگ بڑھتی ہے۔

اور مرید صادق کی آگ نہ تو دھیمی ہو سکتی ہے، اور نہ بجھ سکتی ہے اور اس کے شعلے کم ہو سکتے ہیں۔ اور اس کا محبوب نہ تو اس سے غائب ہے اور نہ دور ہونے والا ہے۔ پس اس کے شوق کی ہمیشہ شعلہ زنب ہے اور اپنے محبوب حقیقی کے قریب اور نزدیکی لذت اور نعمت میں یوٹا فیوٹا ترقی کر رہا ہے، اور اسکی حالت اور سرور میں بجز اس کے مطلبِ کلام کے اور کوئی نہیں پسچا سکتا۔ اور اس کے مقصد کا کلام اس کے پروردگار جل شانہ کا کلام ہے۔ پس اس حالت میں مرید غزل اور راگ و رنگ و فریاد و غوغا کرتے والوں مدعیوں سے کہ انہوں نے اشیا طین ہیں اور ہوا و ہوس نفسِ امارہ کے گھوڑوں پر سوار ہیں اور فریاد و غل کرنے والوں کی پیروی کرنے والے ہیں اور مرید کو لائق

ہے کہ کسی پر سماع کی حالت میں اعتراض نہ کرے کوئی تو ترک دنیا کے مضمون کے
اشعار پڑھواتا ہے کوئی دل کے نرم کرنے والی اور بہشت و عور کا اشتیاق دلانے
والے اور آخرت میں دیدار خداوند تعالیٰ کی امید دلانے والے اور دنیا اور دنیا کی
لذتوں اور اسکی شہوتوں اور عورتوں اور فرزندوں کے ترک کرنے پر دلیر کرنے والے اور
آفتوں و رگمتوں و بلاؤں پر مہر دینے والے اور اپنے فرزند کی محبت سے قطع کر کے
آخرت کی طرف اس کا منہ پھرنے والے سنا چاہتا ہے۔

پس اب سب کو حوالہ شیخ کرے کیونکہ قوم شیخ کی دلالت میں ہے اگر سننے
والا منجھار باب تحقیق کے ہے۔ پس ظاہر میں آؤ کو نگاہ رکھے اور باطن میں تکلیف
سے انکار کرے۔ کوئی شبہ نہیں کہ خداوند تعالیٰ کوئی ایسا شخص مقرر کرے گا جو
گانے والے دوبارہ گانے کی خواہش کرے گا یا اس کو گتے کے دل میں خود ہی آدے گا کہ
اپنی کلام کو روک رکھے۔

✱

نقل ہے کہ :- سلطان محمود غزنوی حضرت ابوالحسن خرقانی کی زیارت
کے لئے خرقان شریف میں پہنچے پہلے پیغام بھیجا کہ میں آپ کی زیارت کے واسطے
غزنی سے یہاں تک آیا خانقاہ سے خیمہ تک قدم رنجہ فرماتے، اور قاصد کو سکھایا کہ
اگر وہ انکار کریں تو یہ آیت پڑھنا **اطيعُوا اللَّهَ وَاطيعُوا الرَّسُولَ وَاولِيَ الْأَمْرِ مِنْكُمْ** حضرت
نے فرمایا کہ معذور سمجھو اس نے یہ آیت پڑھی تو فرمایا کہ :

” در اطيعوا اللہ چنان مستغرق ام کہ از اطيعوا الرسول خجالت ہا دارم، تا
بہ اولی الامر چہ رسیدم۔ “

قاصد نے آکر محسود

کو یہ جواب سنادیا محمود نے اپنی پوشاک ایاز کو پہنا کر سلطان بنایا اور دس کینز و نو
مردانہ لباس پہنا کر غلام بنایا، اور خود ہتھیار باندھ کر اسکی اردلی میں چلا، اور
حضرت کے حجرہ پر پہنچا حضرت نے تعظیم نہ دی محمود نے کہا کہ اپنے سلطان کی کچھ
توقیر نہ کی فرمایا کہ تمہارے جال لگایا ہے محمود نے کہا بیشک جال تو لگایا تھا مگر آپ
جال کی پڑیا کا بیسکوی میں پھر محمود بولا کہ کچھ ارشاد فرمائیے، کہا کہ ان ناکرموں کو
باہر کر دو پھر محمود نے دعا کی درخواست کی

اور ایک تھیلی امیرینوں کی پیش کی آپ نے ایک سوکھی
روٹی جو کی نکال کر سامنے رکھ دی محمود نے کھائی مگر نوالہ گلے میں اٹکتا تھا، فرمایا کہ
ایسے ہی تمہاری امیریاں ہماری حلق سے نہیں اتریں گی بس امعشاد ہم اس کو طلاق دے
چکے ہیں پھر محمود نے عرض کی کچھ یادگار اپنا عنایت فرمائیے شیخ نے ایک کپڑا اپنا دیا
اور فرمایا، کہ اگر تم کو کیس بڑی مشکل پیش آوے جسکی عقدہ کشائی دشوار ہو تو اس
کے ذریعے سے دعا کرنا اللہ تعالیٰ قبول فرمادے گا جب محمود رخصت ہونے لگا تو اس وقت
تعظیم کے لئے حضرت کھڑے ہو گئے اس نے بوجھا کر آتے وقت کچھ نہ تھا تو اب جاتے وقت
یکے جواب دیا کہ اے محمود تو پادشاہی کے گھنڈ میں امتحاں کھیلے آیا تھا مگر اب تو فقیری
اور انکساری کی دولت نے کھچلا گیا پس میں تیری شاہی کی تعظیم کے لئے نہیں اٹھا
بلکہ فقیری کی تحریم کے واسطے کھڑا ہوں محمود واپس ہوا اور وہاں سے آن کر سومات
پر حمل کیا جب مکر سخت پیش آیا، اور تردد پیدا ہوا تو اس لباس کو لیکر دعائے فتح مانگی
اور منت مانی کہ جو کچھ سخت ہوتا آوے گی درویشوں کو نذر کروں گا چنانچہ اسی روز محمود
کا لشکر فتحیاب ہو گیا اور رات کو محمود نے خواب میں دیکھا کہ حضرت ابوالحسن خرقانی فرماتے
ہیں کہ تو نے ہماری خرقہ کی بھی آبرو کھوئی اگر تو دعا کرتا تو تمام کفار کو خدا سے تعالیٰ اسلام
نصیب کرتا اس فتح سومات میں ہال کثیر سلطان کے ہاتھ آیا مولویوں سے دریافت کیا

کہ یہ عنیت کس کو دینی چاہیے کہا کہ علماء کو تاکہ علم دین کی ترقی ہو۔ پھر غازیوں اور امیروں اور لشکریوں سے یہی سوال کیا۔ ہر ایک نے اپنے اپنے مطلب کی کبھی سب کے بعد ایک مجذوب سے پوچھا۔ جو لشکر میں رہتا تھا اس نے جواب دیا کہ سن محمود اگر خدا سے آئندہ بھی کچھ مطلب ہے تو بموجب اقرار کے فقرار پر تقسیم کر دو ورنہ جو مقصد تھا وہ تو ہو ہی چکا آئندہ خدا سے کچھ توقع نہ رکھ اور مال عنیت کو اپنے خرچ میں لا بادشاہ نے یہ جواب سن کر حب و وعدہ تمام مال غزبا کو لٹا دیا۔

نقل ہے :-

کہ ایک مرید نے اپنے پیر سے پوچھا کہ پیر کا حق مرید پر کیا ہے اور مرید کا حق پیر پر اس سے بزرگ نے جواب دیا کہ اچھا بتا دیں گے چند روز کے بعد جس وقت وہ مرید راسخ الاعتقاد ہوا پہلے اس سے کہ وہ بیٹھے پیر نے حکم دیا کہ چلے جاؤ وہ مرید فوراً ایک طرف چل دیا ساتویں روز ایک شہر کے قریب پہنچا وہاں ایک امیر اسی بزرگ کا مرید تھا اسکو اس مرید مسافر کا حال منکشف ہوا اس نے اپنے پاس بلایا اور پوچھا کہ تم کہاں جلتے ہو اس نے کیفیت بیان کی اور کہا کہ میں نہیں جانتا ہوں کہ کہاں جاتا ہوں۔ تب اس نے کہا کہ تم کو میرے ہی پاس بھیجیے۔ آدھڑو چند روز کے بعد ایک ہزار روپیہ دے کر رخصت کیا اور کہہ دیا کہ بس واپس چلے جاؤ تو اثنائے راہ میں ایک شہر میں وارد ہوا اتفاقاً ایک بازاری عورت پر جو حسن و جمال میں بے مثال تھی فریفتہ ہو گیا اور وہ ہزار روپیہ دیکر اس سے ملاقات کی جب ارادہ فاسد کیا تو غیب سے ایک طمانچہ لگا تین بار یہی معاملہ گذرا عورت نے پوچھا کہ تم کون ہو اور کہاں سے آئے آتے ہو اس نے تمام سرگزشت بیان کی وہ بولی کہ معلوم ہوا تمارا شیخ مرد کامل ہے۔ اس خیال باطل کو چھوڑو اور آؤ ہم تم دونوں ان کی خدمت میں چلیں۔ اور یہ لو اپنا روپیہ کمر سے باندھو آخر دونوں پیر کی خدمت میں حاضر ہوئے عورت نے افعال سابقہ

سے توبہ کی اور اس شخص سے نکاح کر لیا چند روز کے بعد اس مرید نے وہی سوال پیش کیا تو شیخ نے جواب دیا کہ میرا حق وہ تھا جو لوٹنے ادا کیا۔ یعنی بغیر چوں ہمارے حکم کی تعمیل کی اور مرید کا وہ حق تھا جو تجھ پر گذرا سوائے طالب اس زمانہ میں ایسے مرید ہی نہیں باوجودیکہ مشائخ کامل اکمل بلکہ مکمل بھی پائے جاتے ہیں

نقل ہے۔۔ کہ حضرت رابعہ مہری رحمۃ اللہ علیہ کو کسی شخص نے رندھی کے ہاتھ فروخت کر دیا پھر نکاح آپ ہنایت حسینہ و جمیلہ تھے۔ اس نے زیور و لباس سے حسن خدا داد کو جلا دیکر ان کو بالا خانہ پر بٹھا دیا مشتاقوں کا مجوم ہونے لگا مگر وقت شب جس شخص کو نام ان کے پاس بھیجتی اس سے کہتیں کہ اول دھو کر کے دو گانہ پڑھ لو۔ جہاں دو گانہ پڑھا اور حضرت رابعہ نے ہمت باطنی مبذول کی پھر تو اس شخص کی آنکھیں کھل جاتی پھٹیں اور صبح کو چپ چاپ چلا جاتا تھا

بیت

نازم بہ چشم خود کہ جمال تو دیدہ است افسم بہائے خود کہ بکویت رسید
ہر روز بوسہ نازم ایں دست خوش را کو دامت گرفتہ بسویم کشید
سال بھر تک اسی طور سے فیض جاری رہا کہ جو شخص ایک رات ان کے پاس
رہا۔ وہ پھر نہ آیا۔

قد غن ہے کہ اس کو میں کوئی کئے نہ پائے

گر بے خبر آجائے تو پھر جانے نہ پائے

مالک نے خیال کیا کہ کیا بات ہے۔ جو شخص ایک دفعہ آتا ہے دوبارہ صورت نہیں دکھاتا اس کے حسن و جمال اور تاز و ادا اور صورت و سیرت میں کسی طرح کی کسر نہیں۔

مصرعہ

کچھ تو ہے جس کی پردہ داری ہے۔

ایک رات پوشیدہ ہو کر ناٹک نے تمام کیفیت دیکھ لی۔ صبح کو ان کے قدموں پر گر پڑی کہ میرا قصور معاف کر دو، مجھ کو حال معلوم نہ تھا۔ آج سے میں نے تم کو آزاد کیا۔ فرمایا ارے اجتق تو نے مجھ کو آزاد کیا، فیض برباد کیا پھر مرصی خدا کی یہیں تک متقی۔ فقط

نقل ہے۔ کہ حضرت ابو بکر شبلی علیہ الرحمۃ کی خدمت میں دو شخص بارادہ بیت حاضر

ہوئے ان میں سے ایک کو فرمایا کہ کہو لا إِلَهَ إِلَّا اللَّهُ مُشْتَبِلِي رَسُولِ اللَّهِ اس نے کہا کہ اَجِي كَاَحْوَلْ وَكَأَقْوَى إِلَّا بِاللَّهِ آپ نے بھی یہی کلمہ پڑھا اس نے پوچھا آپ نے كَاَحْوَلْ کیوں پڑھی ہے آپ نے استفسار کیا کہ تم نے کیوں پڑھی بولا کہ میں نے تو اس واسطے پڑھی کہ ایسے یے شرع کے پاس مزید ہونے آیا آپ نے فرمایا کہ ہم نے اس لئے پڑھی کہ ایسے جاہل کے سامنے راز کی بات کہہ دی، اس کے بعد دوسرے شخص کو بلایا، اور وہی فرمایا کہ کہو لا إِلَهَ إِلَّا اللَّهُ مُشْتَبِلِي رَسُولِ اللَّهِ اس نے جواب دیا کہ حضرت میں تو آپ کو کچھ اور ہی سمجھ کے آیا تھا، آپ تو ورے ہی گر پڑے رسالت پر ہی قناعت کی، آپ نے جنس کہ فرمایا کہ اچھا تم کو تعلیم کریں گے، پس ہر شخص کا فہم و حوصلہ جدا ہوتا ہے ورنہ بات ایک ہی ہوتی، جو ایک کے دل میں نہ سہائی اور انکار پیدا کیا دوسرے کا حوصلہ اس سے بڑا اعلیٰ تھا، حضرت شبلی کا یہ مطلب نہ تھا جو شخص ظاہرین نے سمجھا، بات یہ متقی کہ جو شخص تعلیم و تلقین اور ہدایت و ارشاد کرتا ہے طالب کسے وہی رسول ہے اور رسالت آپ ہی کا کام انجام دیتا ہے۔

نقل ہے۔ کہ حضرت شیخ شبلی علیہ الرحمۃ نے جنگل میں ایک کھوپڑی

ہڑی پائی اس پر بھٹ بھڑتھریر تھا خسر الدنیا والاخرۃ جو شخص اس کو دیکھتا مٹو کر مارتا کہ لا حول ولا قوۃ کوئی بڑا ہی ازلی مرد ہے جسکی پیشانی پر داغ شقاوت لگایا گیا ہے۔ حضرت نے اس کو نہایت ادب و تعظیم سے اٹھایا اور بڑی انس و محبت سے اس پر بوسہ دیا۔ لوگوں کو حیرت دامیگر ہوئی پوچھا کہ آپ نے اسکی تعظیم و تکریم کیوں فرمائی۔ فرمایا کہ میاں یہ کھوپری کسی مرد کامل کی ہے۔ کیونکہ جس کو خیران دنیا و آخرت کا مرتبہ حاصل ہو وہی داخل بحق ہوتا ہے، الْفَقْرُ وَسَوَادُ الْوَجْهِ فِي الدَّارَيْنِ۔

چاشنی دردِ عشق قابل ہر سفلہ نیست
ز ہرزخوانِ شہاں نامور سے را دہند
اسرارِ محبت را ہر دل نہ بود قابل
در نیست بہ ہر دریا، ز نیست بہ ہر کلانے

ایضاً

نقل ہے۔ کہ حضرت موسیٰ علیہ السلام نے جناب باری میں عرض کی کہ تیری بارگاہ میں میرا کون سا فعل پسند ہے۔ تاکہ میں اس کو زیادہ کر دوں حکم ہوا کہ بہتدا یہ فعل ہم کو بہت پسند آیا۔ کہ زمانہ طفلی میں جب ہتھاری ماں مارا کرتی تھی، تو تم مار کھا کہ بھی اسی طرف دوڑتے تھے۔ پس طالب خدا کو بھی یہی لازم ہے کہ گو کیسی ہے۔ معیت دستم ذلت و خواری پیش آئے۔ لیکن ہر حال میں خدا کی طرف متوجہ رہے۔

نقل ہے۔ کہ جب حضرت موسیٰ علیہ السلام اپنی بیوی کو ساتھ لے کر وطن گئے اندھیری

رات میں جنگل اور پہاڑ کے اندر راہ بھول گئے ناگاہ ایک پہاڑی پر آگ جلتی نظر آئی بیوی سے فرمایا کہ تم بیٹھو میں آگ لاتا ہوں۔ جب قریب پہنچے تو ایک درخت روشن تھا اس میں سے آواز آئی اِنِّیْ اَنَا رَبُّكَ فَاحْلِقْ نَفْسَکَ اِنَّکَ بِالْوَادِ الْقُدْسِ مُکَوِّد۔

ترجمہ لے ہوئی میں تیرا پروردگار ہوں۔ پس اتار ڈال اپنی دونوں جوتیاں کہ تو دلوں کی مقدس طوئی میں ہے۔ یہاں نعلین سے ظاہر جوتیاں مراد نہیں۔ بلکہ نعلین عبارت ہے دین و دنیا سے کیونکہ اکثر جوتی پیرازرا اپنی دو کے لئے ہوا کرتی ہے۔ اور وادی مقدس سے عشق و محبت کا میدان مراد ہے جس کے اندر دین و دنیا دونوں کو جوتیوں کی طرح اتار کر پھینک دینا واجب ہے۔ یعنی اس ذات پاک کی محبت میں دین و دنیا ترک کرنا چاہیئے۔

نقل ہے کہ جس وقت حضرت غوث الثقلین رحمۃ اللہ علیہ بایزید بسطامی قدس سرہ العزیز کی مزار شریف پر تشریف لے گئے تو آپ کو خیال آیا کہ منزل میں تو بایزید کے برابر ہوں لیکن دو باتیں مجھ میں زیادہ ہیں ایک یہ کہ سید ہوں دوسرے محبوب ہوں۔ جبکہ مزار پر موجود ہوئے تو یہ شعر رکھا ہوا پایا۔

برکہ عاشق شد جمال ذات را دوست سید جمل موجودات را
حضرت مقدس یہ شعر پڑھ کر نہایت خائف ہوئے اس وقت روح بایزید قدس سرہ ظاہر ہوئی اور کہا کہ صاحب زادہ یہ میرا قصور نہیں بلکہ یہ تعلیم تم کو ذات پاک کی جانب سے ہوئی ہے اور فی الحقیقت مجھ سے تو آپ ہر رتبہ میں بہتر و برتر ہیں۔

نقل ہے کہ حضرت جنید قدس سرہ فنون سپہ گری میں یکتائے زمانہ تھے خصوصاً پہلوانی میں بڑے نامی گرامی ایک بار ایک شخص آیا اور بادشاہ سے کہا کہ میں تمہارے پہلوان سے لڑوں گا۔ بادشاہ نے کہا کہ ہمارا پہلوان یردا زبردست ہے۔ تم دبیلے آدمی مھلا اس سے کیا لڑو گے مگر اس شخص نے نہ مانا اور بہت اصرار کیا آخر دنگل ہوا جب حضرت جنید خم مٹوک کر مقابل ہوئے اور دونوں کی پکڑ ہونے لگی تو اس شخص نے چپکے سے ان کے کان میں کہا کہ میں سید ہوں محتاج ہوں

آئینہ تم کو اختیار ہے حضرت جنید لڑتے لڑتے گر پڑے جب تو بڑا شور و غل مچا بادشاہ
 نہ مانا دوبارہ کشتی کرائی پھر پھر دیکھتے تیسری بار کشتی ہوئی پھر چاروں شانے بہت
 آخر بادشاہ نے اس کو انعام دیا حضرت جنید کو بلا کر پوچھا کہ سچ کہو یہ کیا بات ہے
 اصل حال بیان کر دیا بادشاہ بہت متعجب ہوا کہ مجمع عام میں اپنی ذلت اور ستید
 کی عزت گوارہ کی فی الحقیقت یہ بڑی پہلوانی اور بہادری تھی اس شب رسول خدا
 صلی اللہ علیہ وسلم کو حضرت جنید قدس سرہ نے خواب میں دیکھا کہ فرماتے ہیں شاباش
 اے جنید تو نے ہماری اولاد کے ساتھ سلوک کیا ہم بھی تیرے ساتھ سلوک کریں گے
 دوسرے روز بادشاہی ملازمت ترک کی اور فقرا کی جستجو میں پھرنے لگے آخر اپنے
 ماموں حضرت سری سقطی قدس سرہ سے بیعت ہوئے۔

نقل ہے :-

کہ حضرت امام حسن رضی اللہ تعالیٰ عنہ کا بڑا سنگرخانہ تھا انواع
 و اقسام کے کھانے پکاتے ہیں اور غریبوں کو کھاتے ایک دن ایک مہمان آپ کے
 دسترخوان پر کھانا کھا کر مسجد شریف میں گیا وہاں دیکھا کہ ایک مرد خدا خوش صورت و
 خوش سیرت جو کے ستوے روزہ افطار کر رہے تھے اس شخص نے کہا کہ حضرت یہاں
 ایک امیر کا سنگرخانہ جاری ہے مسافروں کے لئے صلوات عام ہے آپ بھی چلئے اور
 کھانا تناول فرمائیے انہوں نے جواب دیا کہ ہماری قیمت میں میاں تو یہی ستوے کیمے ہیں
 پھر وہ مہمان حضرت امام حسن علیہ السلام کی خدمت میں حاضر ہوا اور مسافر مسجد کا
 حال سنایا اور کہا کہ آپ ان بزرگ کے لئے مسجد میں کھانا بھجوا دیں حضرت امام حسن
 ابدیدہ ہوئے اور فرمایا کہ وہ میرے والد ماجد ہیں یہ سب ان ہی کے دم قدم کی برکت
 ہے لیکن وہ سلطان تسلیم درمنا اور مرد میدان فقر و فتناء ہیں دنیا کا عیش ان کی
 نظر میں پیچ ہے۔

اشعار

غمگین مشوکہ دولت شد شد نہ شد

ایں پنج روزہ حشمت شد شد نہ شد

ہمت بلند گرداں اقبال دیسے بکن

دنیا برائے شوکت شد شد نہ شد

نقل ہے

کہ ایک بزرگ تھے مدت تک مجاہدہ میں مصروف رہے ایک دن ان کو الہام ہوا کہ اچھا نام مانگو کیا مانگتے ہو ان کی سمجھ میں پچھڑ آیا کہ کیا طلب کروں عرض کیا کہ اچھے دن کی مہلت سے تاکہ میں کسی داتا سے مشورہ کروں و شاورم فی الامور۔ چنانچہ وہ ایک بزرگ شیخ کی خدمت میں گئے جو اس زمانے میں مشہور و معروف تھے اور تمام حال بیان کیا انہوں نے جواب دیا کہ میں اس قابل نہیں ہوں ہاں ایک مرد خدا فلاں جگہ میں پڑا ہے بھاڑ بھونکا کرتا ہے اسکی خدمت میں جاؤ یقین ہے کہ وہ تمہارے سوال کا جواب دے۔ سائل ان کے پاس گیا اور کیفیت عرض کی فرمایا کہ اچھا گل آؤ تو اس کا جواب دیں گے دو مہرے روز حسب وعدہ سائل وہاں گیا تو شور و غل کے آواز سننے دریافت کے بعد معلوم ہوا کہ رات کے وقت کسی نے ان کو قتل کر ڈالا دھڑا ایک سنڈا اس میں پڑا ہوا ملا اور سراپک کو کوڑی پرہایا حاکم ہوا کہ یہ بد معاش تھا پاؤں میں رسی باندھ کر کشاں کشاں بیرون شہر پھینک دو۔ تاکہ کوئی کتے اسکی نعش کو کھا جائیں۔ یہ سائل اس تماشے کو دیکھ کر نہایت حیران ہوا کہ اس بزرگ کے ساتھ یہ کیا معاملہ ہو رہا ہے اور جھوٹا وعدہ کیوں کیا آخر سوچا کہ مردوں کا وعدہ خلاف نہیں ہوتا اس سربے تن سے جا کر سوال کیا کہ آج کا

وعدہ تھا اب جواب عنایت ہو: اَلْكَوْنُ اِذَا دَعَدُوْنِي اَسْ سَرِيْس سے آواز آئی کہ
 میاں صاحب تمہارے سوال کا یہی جواب ہے۔ جو تم نے تماشا دیکھا، عامرے اوپر سرکار
 کی بڑی عنایت اور ہمارے ساتھ نہایت محبت اور بڑا پیار تھا لیکن ساری عمر نہ
 پیٹ بھر کر کھانا ملا اور نہ پہننے کو کپڑا نصیب ہوا ہمیشہ لنگوٹی باندھی اور بھٹاڑ جھونکا
 زندگی کی یہ صورت تھی، موت کی کیفیت تم نے خود ہی دیکھ لی کہ کیا عمدہ گت ہوئی نہ
 گور ملی۔ نہ کفن میسر ہوا۔

سرکباں دھڑکباں عمر بھر کبھی غسل کرنا نصیب نہ ہوا نماز روزہ سے
 ہمیشہ محروم رہے آخر غسل میت اور نماز جنازہ بھی ہاتھ نہ آئی باقی رہا ایمان اور
 عاقبت بخیر اس کا پتہ بھی نہ ملا۔ کوئی حساب کتاب کافر شتہ نہ آیا۔ نہ کسی مردے
 مردودیت و مقبولیت کی خبر نہ دی،

اشعار حضرت علی

رَضِيتُ بِمَا قَسَدَ اللّٰهُ وَلِيَّتُ وَفَوَضْتُ اَمْرِيْ اِلَى خَالِقِيْ
 لَقَدْ اَحْسَنَ اللّٰهُ فِيْهَا مَضِيَّ كَذَا يُحْسِنُ اللّٰهُ فِيْهَا بَقِيَّ
 الغرض اہل محبت و عشق کے ساتھ تو یہ سلوک ہوتا ہے۔ جو کہ بیان کیا پس اگر تم کو مانگنا
 ہے تو مراتب میں سے کوئی مرتبہ مثل ولایت و غوثیت و قطبیت و غیرہ مانگ مزے میں رہو گے
 محبت کا نام کبھی بھول کر بھی نہ لینا۔

عشق را ہرگز نہ شاید ناتواں مردِ کامل باید دالِ پہلو
 پہلوایں باید دریں راہ شگرف نکتہ دالِ را گنگ باید شد ز حرف
 ہاٹ سن کر اس بزرگ کی آنکھیں کھیں اور دل میں کہا کہ بھلا جب دینے والے کو کچھ
 دینا منظور ہوتا ہے تو کیسے پوچھ پوچھ کر دیا کرتا ہے۔ میں تو کچھ نہیں مانگتا جو اس کو دینا

منظور ہوگا بغیر دریافت عطا کرے گا۔

نقل ہے

کہ حضرت امام حسن رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے جبکہ آپ کی عمر بارہ برس کی تھی حضرت علی مرتضیٰ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے سوال کیا کہ آپ کے دل میں کس کی محبت ہے فرمایا کہ بہتاری پھر پوچھا کہ بھائی حسینؑ کی فرمایا کہ ان کی بھی پھر پوچھا کہ اماں جی کی فرمایا کہ ہاں ان کی بھی۔ پھر پوچھا کہ نانا جان کی بھی فرمایا کہ ہاں ان کی بھی پھر پوچھا کہ اللہ میاں کی فرمایا کہ ہاں ان کی بھی تب حضرت امام حسنؑ نے کہ اباجان آپ کا دل ہے یا کوئی مسافر خانہ ہے دل میں تو صرف ایک کی محبت رہ سکتی ہے نہ ہزاروں کی حضرت علی کرم اللہ وجہہ نے ان کو چھاتی سے لگایا اور فرمایا کہ بیٹا تم یہ سچ کہتے ہو محبت تو ایک ہی کی رہے گی سبحان اللہ جب بچپن میں یہ سمجھ گئی تو بڑے ہو کر کیا کیفیت ہوگی یہ سچ ہے

ہجۃ بطل اگر شبینہ بود

آب دریا شس بسینہ بود

حضرت علی مرتضیٰ کرم اللہ وجہہ نے حضرت امام حسن کو جو تعلیم فرماتی ہے ہم کو بہایت ہی پسند ہے۔ وَهُوَ هَذَا أَبَاوَلَدِي فَكُنْ فِينَا وَبِكُنْ فِينَا دَاوَدُكَ دَاوَدُكَ فِينَا لَيْسَ شَيْءٌ خَارِجًا مِنَّا أَنْتَ أُمُّ الْكِتَابِ بَاوَلَدِي أَنْتَ جِئْتُمْ صَغِيرًا وَفِينَا عَالَمٌ كَبِيرٌ

ترجمہ اے میرے فرزند تیرا فکر تجھ میں تیرے لئے کافی ہے تیرا

درد اور تیری دوا تجھ میں ہے کوئی چیز تجھ سے باہر نہیں تو اُمُّ الْكِتَابِ ہے اے میرے فرزند تو ایک چھوٹا سا جسم ہے اور تیرے اندر ایک بڑا جہان ہے۔

نقل ہے

کہ حضرت سلطان العارفين بايزيد بسطامي رحمۃ اللہ علیہ کے زمانے میں ایک بزرگ کامل تھے۔ انہوں نے اپنے ایک خلیفہ سے ارشاد کیا کہ تم حضرت

بایزید بسطامی کی زیارت کو جایا کرو

وہ مرید چپ بور ہا لیکن مرشد نے تین بار بھی ارشاد کیا، تو وہ بوسے کے حضرت میں ذات کا دیکھنے والا ہوں، صفات کو کیا دیکھوں ریشخ نے فرمایا جب تم صفات کا جلوہ دیکھو گے تو حقیقت معلوم ہوگی۔ آخر یہ تعمیل حکم اس غار پر پہنچا۔ جہاں حضرت بایزید قدس سرہ رہتے تھے وہ غار سے نکلے اور ایک نگاہ اسکی طرف کی ذرا قلب پھٹ گیا۔ اور وہ مرگیا حاضرین میں سے ایک شخص نے پوچھا حضرت یہ کیا بات ہے کہ ذات کا دیکھنے والا صفا کا مقفل نہ ہو سکا۔ آپ نے فرمایا کہ اسی کی ایسی مثال ہے کہ اگر آفتاب کو دیکھو تو دیکھ سکتے ہو۔ چنانچہ بعض آدمی شغل آفتابی کیا کرتے ہیں لیکن شیشہ آتشی میں اگر کوئی آفتاب کو دیکھے تو آنکھیں چھٹ جائیں، صفات کا مقفل ہونا ہر ایک کا کام نہیں اس میں بڑے بڑے خراب ہو گئے ہیں عام کا تو کیا حوصلہ ہے۔۔

حکایت - ابتدا میں حضرت بایزید بسطامی قدس سرہ نے ایک دیگ

کھانے کی پکائی اور صلیف عام دیا کہ جس کو جو کھانا مرغوب و مطلوب ہو اس میں سے ذکائے اور کھائے چنانچہ تمام شہری اور مسافر لوگ ٹوٹ پڑے اور کھانے لگے لیکن دیگ تمام نہ ہوتی تھی اتفاقاً اسی روز ایک مسافر سڑ میں وارد ہوا حضرت نے مرید کو بھیج کر اس کی دعوت کی برچہ اصرار کیا مگر اس نے انکار کر دیا۔ اور کہا کہ میں یہ کھانا ہرگز نہیں کھاؤں گا۔ یہاں تک کہ خود حضرت مقدس تشریف لائے اور کھانے کی تواضع کی اس نے کہا۔ اچھا میں تو آدمی کا گوشت کھاؤں گا یہ بات سن کر حضرت بایزید قدس سرہ چکرتے اور فرماتے کہ خیر میرا گوشت جہاں سے چاہو کاٹ لو اور نوش کرو مسافر بولا کہ واہ آپ بھی آدمی بن گئے ذرا اپنی جانب غور تو کیجئے انہوں نے بنظر بطون اپنی شکل کو ملاحظہ کیا تو دیکھا کہ بصورت طاووس ہیں۔ اس وقت مسافر نے کہا کہ ابھی تو خدا خدا کر کے مور کی صورت بنے ہو۔ جب آدمی کی صورت نصیب ہوگی اس وقت دعویٰ کرنا

ابھی سے کس برتنے پر مخلوق خدا کو کھاتا کھلاتے ہو یہ بات کہہ کر غائب ہو گیا حضرت بایزید
قدس سرہ روئے اور فوراً دیگ ٹوڑ ٹوڑ کر پھینک دی غرض مردان خدا کے نزدیک کرامت
بھی غایت کمال نہیں۔

حکایت :- حضرت علی مرتضیٰ کرم اللہ وجہہ کو لوگوں نے چین نہیں لینے دیا

اگر حضرت علی کے زمانہ کا قبائلہ سکھانے آیا تو آپ نے یوں تحریر فرمایا،
لَہٰذَا مَا اشْتَرٰی مَیْمَنٌ مِّنْ مَّیْمَنٍ دَارًا فِیْ بَلَدٍ مِّنَ الْمَذْنِبِیْنَ وَ سُكْنَةً لِّلْغَافِلِیْنَ
الْحَدُّ الْاَوَّلُ مِنْهَا مَمْنٰنٌ اِلَى الْمَوْتِ وَ الثَّانِی اِلَى الْقَبْرِ وَ الثَّالِثُ اِلَى الْحِسَابِ وَ
الرَّابِعُ اِمَّا اِلَى الْجَنَّةِ وَ اِمَّا اِلَى النَّارِ۔

بجلا جب یہ سمجھ سہو تو سلطنت کا کام کیسے چلے اور سلطنت کے لئے رعب و سطوت
بھی امر ضروری ہے آپ کے دل میں تو شانِ رحم غالب تھی اسکی جہت سے سلطنت
میں فتور پڑا جب جانتے کہ امیر معاویہؓ حضرت عمرؓ کے زمانہ میں کان بلاتے، ایک بار
حضرت عمرؓ نے تکلف و تزئین کی باز پرس کے واسطے ان کو طلب کیا تھا خوف کے مارے
تھرا گئے بدن کاپٹنے لگا عذر و معذرت کر کے جان بچائی ورنہ نہ سہج و نہ تنہا ادکھاڑ
ڈالتے حضرت علی مرتضیٰ کی یہ کیفیت تھی کہ جب امیر معاویہؓ نے آپ سے جنگ کی اور
کنارہ دیا پر قبضہ کیا تو آپ کے لشکر والوں نے حملہ کیا اور اس مقام سے عظیم کو ہٹا دیا
آپ نے اپنے لشکر سے ارشاد کیا کہ جیسے تم پر پانی بند کیا تھا تم نہ بند کرو اِخْوَانُ
بَغَوْا عَلَیْنَا لَیْسُوا بِکُفَرٍ وَلَا بِفَسَقٍ۔

حکایت :- کسی شخص نے حضرت ابو بکر صدیق رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے معرفت خدا

میں سوال کیا آپ نے فرمایا العجز عن ذلك الادراك یعنی ادراک کا عاجز
ہونا ادراک کے دریافت سے یہی معرفت ہے ایک شخص نے حضرت علی مرتضیٰ کرم اللہ وجہہ

سے معرفت میں سوال کیا فرمایا عَرَفْتُ ذِي بَيْتِ الْغَزَاثِ یعنی میں نے خدا کو پہچان لیا بہ سبب ٹوٹ پڑ جانے ارادوں کے۔

حکایت :- حضرت جبرائیل علیہ السلام پیغمبر خدا صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس دُجی لائے حضرت نے دریافت فرمایا جبرائیل تم جانتے ہو کہ دُجی کہاں سے آتی ہے انہوں نے عرض کیا کہ حضرت میری رسانی سدرۃ المنبتی سے آگے نہیں اس مقام معلوم پر پرنداء غیب وارد ہوتی ہے اسکو آپ تک پہنچا دینا میرا کام ہے اس سے زیادہ میں کچھ نہیں جانتا آپ نے فرمایا اب کی بار ندا وارد ہو تو اس پر پرداز شروع کرو اور دیکھو کہ یہ ندا کہاں سے آتی ہے۔ حضرت جبرائیل علیہ السلام نے ایسا ہی کیا اور ایک طویل مسافت طے کرنے کے بعد دیکھا کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم وہ ندا ردھی کر رہے ہیں پھر حضرت جبرائیل زمین کی طرف متوجہ ہوئے تو دیکھا کہ آں حضرت صلی اللہ علیہ وسلم اپنی جگہ پر موجود ہیں اس کے بعد جناب و قبلہ نے ارشاد کیا کہ اس بات کا یہ مطلب نہیں ہے کہ آنحضرت غائب تھے، بلکہ اس سے یہ بات مترشح ہوتی ہے کہ ایک آن واحد کے اندر آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنے تئیں اس عالم اور اس عالم میں دکھا دیا۔

حکایت :- کہ درڑوں میں سے کسی ایک کو فقر حاصل ہوتا ہے اور جیب حاصل ہو گیا تو پھر کسی طور سے زائل نہیں ہو سکتا چنانچہ نقل ہے کہ غوث بہاد الخٹ زکریا ملتانی رحمۃ اللہ علیہ ایک روز بالا خانہ پر تشریف رکھتے تھے، زیر دیوار شود و غل چھا معلوم ہوا کہ کوئی آدمی کنویں میں گر پڑا ہے اپنے غزفہ میں سے ہاتھ بڑھا کر اس غزلی کو تہ چاہ سے نکال کر باہر کھڑا کر دیا ایک فقیر شکستہ حال جو مردان خدا میں سے تھا، اس طرف آنکھ اکیہت صد کرامت ملاحظہ کی اور کہا کہ صاب جزاء

یہ تو بانی پچھڑا اطفال ہے اگر سیکھنا ہے تو فقر سیکھو آپ بلا خانہ سے اترے اور
 فقیر صاحب سے جائے پوچھا کہ فقر کیا چیز ہے اس نے جواب دیا کہ صاحبزادہ فقر
 وہ شے ہے کہ نہ حرام سے جائے نہ زنا سے بگڑے نہ شراب سے خراب ہو نہ
 چوری سے زائل کوئی اس کو مٹا نہیں سکتا وہ بے زوال اور پایدار چیز ہے آپ
 خاموش ہو کر چلے گئے اور خیال کیا کہ اس شخص کا امتحان کرنا چاہیے کہ اپنے کام میں
 پکا اور بات کا پورا ہے یا نہیں۔ اور اس کا قول مطابق فعل ہے یا صرف دعویٰ ہی ہے
 یہ سوچ کر ایک کتا پلا ہوا ذبح کرایا اس کا ٹو پلاؤ دم کرایا اور اپنی کینز کو لباس
 فاخرہ پہنا کر سمجھا دیا کہ تو کچھ انکار نہ کرنا اور ایک بوتل شراب کی دی اور کہا
 کہ جافلاں مقام پر ایک فقیر صاحب ہیں اُن سے کہو کہ یہ سامان دعوت آپ
 کی خدمت میں ارسال کیا ہے وہ تو جانتے بگھتے کہ یہ امتحانی ضیافت ہے پہلے
 تو شراب نوشی کی پھر اس کینز کی بانگ دیکھی پھر پلاؤ چٹ کیا اور کہلا بھیجا کہ ان
 ڈھکوسلوں یہاں کیا ہوتا ہے۔

اشعار

ان سنتوں کی وارلی جن کے پورن منت بھگت پیچ پلے نہیں بے جگہ جانتے منت
 پیچ ہو تم پرکت سے کیا کرے کسنگ یکہ چند ان لاگے نہیں جو پلے رہے ہو نگ
 کینز نے گھر جا کر تمام کیفیت بیان کی جب تو حیرت میں آئے اگلے دن گھوڑے پر سوار
 ہو کر ان کی ملاقات کو چلے راہ میں ایک ندی تھی جوب پیچ دھار میں پہنچے تو
 گھوڑے نے لید اور پیشاب کر دیا اس کنارہ سے فقیر ہمہ نوش لاکاراکہ دیکھو صاب
 کیوں دریا کو ناپاک کرتے ہو یہ بولے کہ واہ حضرت مہلا کہیں لید اور پیشاب سے دریا
 ناپاک ہوتا ہے شاید آپ مسائل فقہ سے بھی ناواقف ہیں مرد فقیر مہلا اور کہا کہ

سبحان اللہ آپ بھی خوب فقیہ ہیں کہ ذرا سی ندی تولید و پشاپ سے گندہ نہ ہوا
اور معرفت الہی کا بحر ناپسدا کنار حبلی ابتداء نہ انتہا، پلے کتے کے پلاؤ اور شراب
و کینز سے ناپاک ہو جلتے۔ حضرت بہاؤ الحق سمجھ گئے کہ حقیقت میں کشف و کرامت
اور چیز بے اور فقر دوسرے کا شے ہے۔

فقر حق است و نہ حق از وی جدا فقر لا یحتاج با شد از خدا
از روئے ارادت فقر کی خدمت میں حاضر ہوتے انہوں نے کہا کہ یہ چھتے جو مدت العمر
سے آپ کیا کرتے ہیں ان کو ترک کیجئے اور مردان خدا کا طریقہ اختیار فرمائے اتنی بات
کہہ کر چل دینے پس فقری کا حاصل کرنا اور فقیر بننا آسان بات نہیں ہے بلکہ جیب
تک تمام مقاصد دین و دنیا اور مراتب و مدارج اور کشف و کرامات کو ترک نہ کرے اور
نامرادی و ناکامی کے میدان میں قدم نہ رکھے فقر کی ہوا بھی نہیں لگتی۔

شعر

تا ایمان کفر و کفر ایمان نشود یک بندہ خاص حق مسلمان نشود
تا مدرسہ و منار ادیراں نشود یک کار قلندر میاں نشود
بڑے بڑے ہوشیار اور علماء و فضیلت شعار اور زاہدان پرہیزگار مراتب و
مدارج اور منازل و مقامات اور کشف و کرامات پر فریفتہ ہو کر فقر سے رہ جاتے ہیں
اور اسی کو کمال معراج سمجھ کر بیٹھ جاتے ہیں

اشعار

جیس گڑیں بڑیں اڑ جاتی ہیں پر کایا پردیش کس جاتی ہے
اور پرانے من کے جاتی ہیں چل کر جاتی ہیں تھاں من ملنے

بھولیں چھاں چتر اور گیسانے ان کو بچے بھگت تن جانے
 اور اس زمانہ میں تو فیکری مرید ہوتے ہی حاصل ہو جاتی ہے جہاں رنگین کپڑے
 پہنے اور حال کھیلنے لگے، پھر تو کچھ شک و شبہ باقی نہیں رہتا پورے قلب الاقطا
 "ہو غوث الاعظم اور شیخ المشائخ بن کر انا خیرین کل الموجودات کا دم بھرنے لگتے ہیں

اشعار

معرفت کا رنگ حب کویتہ گیری کپڑے کیٹے تو کیا ہوا
 درقزائے مرد باید بود بر محنت سبلاخ جنگ جہود
 سرمد غم عشق بوالہوس راند بند سوز دل پر دانہ لکس راند بند
 عمر باید کہ یار آید بخستار ایں دولت سرمد ہمہ کس راند بند

حکایت مکلا کی تعظیم و تلقین کا طریقہ یہ ہے کہ اول طالب کو خاندان کے
 موافق بیعت کر کے ذکر ارشاد فرماتے ہیں خواہ اسم ذات خواہ لغی و اثبات
 مگر اس زمانے کے مشائخین کی طرح سامنے بٹھا کر توجہ نہیں دیتے البتہ قلبی توجہ
 دیتے ہیں جہاں کہیں مرید ہو چاہے ہزار فرسنگ چلیتے میل بھر پھر اپنا برزخ
 اس کے دل میں حلو کر دیتے ہیں اور اس توجہ کا اثر طالب کے دل میں زائل نہیں
 ہوتا۔ شراب پینے یا زنا کرے گویا کہ پتھر کی یکسے اس کو گھسے یا رگڑ دے ستور
 موجود ہے اور اس گروہ کی توجہ تین طرح کی ہوتی ہے، اصلاحی، القائی، اتحادی۔
 اصلاحی توجہ یہ ہے کہ مرشد اپنے برزخ ہمت کے صابون سے دل مرید کو صاف کر دے
 اور اس کے آئینہ دل کا غبار اپنے دل کی حرارت سے مٹا دے اور اپنی ہمت باطنی
 کو مرید کی تہذیب و آراستگی میں مصروف رکھے القائی توجہ یہ ہے کہ جب منیر مرید
 کی صفائی نہایت کو پہنچ جاوے، تو حالات پوشیدہ کی دریافت و استدراک کے

واسطے الفکر سے یعنی جو کچھ کہنا ہو مرید سے برزخ میں یکے خواہ مرید دور ہو خواہ
 نزدیک۔ لیکن اکثر طالب اس توجہ تک پہنچتے ہیں۔ اتحادی توجہ یہ ہے کہ مرشد یک
 محنت بغیر تصفیہ و تزکیہ قلب کے مرید کو فیضان باطنی عطا کرے اور خاصہ اس توجہ
 کا یہ ہے کہ طالب کا برزخ مرشد کی صورت بابرکت کے مشابہ ہو جاتا ہے مگر اس
 قسم کی توجہ شاذ و نادر ہے۔ چنانچہ مشہور ہے کہ حضرت خواجہ باقی اللہ علیہ الرحمۃ
 نے ایک نان ہائی کو دی تھی۔ جو کم ظرفی اور بے استعدادی کی وجہ سے تیسرے دن
 مر گیا۔ کیونکہ تصفیہ باطن اس کو حاصل نہیں ہوا تھا اگر صفائی ہوتی تو اس توجہ کو برداشت
 کرتا اور جیسے اس توجہ کے دینے والے خال خال ہوتے ہیں ایسے ہی اتنا عالی حوصلہ
 و عالی ظرف طالب بھی کم ہوتا ہے جو اس توجہ کا تحمل ہو ورنہ نیم ہلاکت ہے جب
 طالب تذکرہ میں ٹھیک ہو جاتا ہے۔ تو پیر و مرشد اس کو تفکر ارشاد کرتا ہے اور
 کہتا ہے کہ صالح حقیقی و بدایح میں متفکر ہو مثلاً قالب انسان کیسی حکمت
 فراست سے بنایا اس کے اندر صد ہا بیماریاں سیکڑوں آرام رکھے آسمان
 بگیر ستون قائم کر دیا زمین کو پانی پر پھیلا دیا مینہ کا برسنا نباتات کا اگنا پھول
 پھل پیدا ہونا۔ یہ سب اسکی کمال صفت کا تماشا کیش نظریے اور مرتبہ تفکر میں
 اکثر طالب کو استغراق و سرگرم حاصل ہوتا ہے۔ استغراق کے معنی ہیں پانی میں ڈوب
 جانا اور یہاں یہ مراد ہے کہ حقیقت و معرفت کے دریا میں قصد و نیت کے ساتھ
 غرق ہوتا اور سر کے معنی ہیں بے ہوشی و مد ہوشی۔ جب طالب مرتبہ تفکر و تذکرہ
 میں ٹھیک ہو گیا تو اب عرفان کی تعلیم کرتے ہیں کہ ان تمام ممکنات کو واجب
 الوجود خیال کرنا اور ان فروعات کو اصل اصول سمجھنا چاہیے اور تمام وسیعے اور واسطے
 درمیان سے انھا ڈالنے چاہیئے اور جو کہ جان لو کہ اسکی مشیت سے کرتے ہیں اور جو
 آفت و راحت کسی سے پہنچے بخانب اللہ سمجھ جیسے کہتے کہ کوئی پتھر مارے تو وہ پتھر کو

ہیں دیکھتا بلکہ جان یستلبے کہ مارنے والے کوئی اور ہے پھر خود نہیں لگا اس
پتھر مارنے والے کی طرف دوڑتا ہے ۔

دریاں آنکھ :- زمین پر کس کس مخلوقات کی سلطنت گذر گئی ہے روایت
میں ابن عباس رضی اللہ عنہ کہ از آفرینش آسمان و زمین شصت لاکھ ہشتاد ہزار
سال باشتہ و ایں جہاں چار قرن گشتہ بود و بیست و چہار لکھ و ہزار سال
بود دران قرن آبادانی جہاں از دیوان بود و بعضے پر بندہ ہم بودند و قرن دوم شانزہ لکھ و بیست
و دو ہزار سال بود ۔

دراں قرن آبادانی جہاں فرشتگان بود ۔ و قرن سوم بیست و دو لکھ و بیست ہزار
سال بود ۔ دران قرن آبادانی جہاں از یک ہزار و پانصد آدم و بعضے گوندہ ہشتاد آدم بود ۔
و ہر دایت چہل آدم بودند ۔ ایشاں را آواز نہ بود ۔ و قرن چہارم ہشت لکھ و بیست ہزار سال
و دران قرن آبادانی جہاں از اسپاں بود و بعد از گذشتن این قرن ہائے حضرت آدم علی اللہ
علیہ وسلم میباشد بفرمان خداے تعالیٰ ۔ واللہ اعلم بالصواب
ابتداءً دور عالم تا زمانے مصطفیٰ ﷺ

دو ارب دو صد کروڑ و نہ نو لکھ سالہا

حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ ان کی آفرین سے آسمان و زمین ساٹھ
لکھ اور آٹھ ہزار سال ہوتا ہے ۔ اور یہ جہاں چار قرن ہے ۔ چوبیس لاکھ اور اٹھارہ ہزار سال
ہوتا ہے ۔ اس قرن میں آبادی جہاں یوں کی تھی ۔ اور بعضے پر بندے بھی تھے ۔ اور دوم قرن سو
لاکھ اور بائیس ہزار سال کا تھا ۔ اس قرن میں آبادی عالم فرشتوں کی تھی ۔ اور سوم قرن دو لاکھ
بیس اور بیس ہزار سال کا تھا ۔ اس قرن میں آبادی عالم ایک ہزار پانچ آدمی تھے ۔ بمطابق روایت
دیگر چالیس آدمی تھے ۔ انا ان کی زبان نہ تھی ۔ اور قرن چہارم اسی لاکھ اور بیس ہزار سال کے تھی ۔

اس قرن میں آبادی عالم گھوڑوں کی تھی۔ اور ان قرون کے گزرنے کے بعد حضرت آدم علیہ الصلوٰۃ والسلام پیدا ہوئے۔ وَاللّٰهُ اَعْلَمُ بِالصَّوَابِ۔

✱

سی حرفی پنجابی از بابا جی صاحب رحمۃ اللہ علیہ

بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ

- خ ————— خط لکھاں کی جواب تیرے درد جان نونت سدا دئے پئے
کراں کچھ علاج جے صحت ہو دے اگوں اُلے شور مچا دئے پئے
کیتا تابو وجود میرا مَن جان نورے زور لگا دئے پئے
رب جانے عجبدا کی ہوندا ئی اگوں ہو پیغام بھی آ دئے پئے
- د ————— دکھاں دی اج بہار سبناں درد وچہ وجود دے زور کر دے
ہندسہ روز بھیس طبع علیل میری آنون درد بہترے شور کر دے
نالے حفاظت خزانیاں پیش آئی لُٹ کرن نوں تیاریاں چور کر دے
پھیکڑ رب جانے کی ہوندا ئی دشمن عجبدا کچھ ہو بھیس ہو کر دے
- ذ ————— ذلیل کیتا کس جرم اندر دفعہ اصل قانون دا دس بیسیا
کدوں پیش ہو ساں ہون بیان میرے گئے ہوش حواس بھی نس بیسیا
دفتری کمن مزا ضرور مینوں گئی اپنے کرموں بھسے بیسیا
ختم ہو شہادت قلب بند ہوئی نہیں چلدا عجبدا دس بیسیا
- ر ————— رسم کمن پیاریاں دی سدا دچہ حجاب دے مکھ رہندے

ظاہر صفت صفات دی نظر آدے اصلی وجہ نقاب کے رخ رہندے
 وصل کن پیغام جذباتیاں وا اصلی وجہ جذباتیاں سکھ رہندے
 عہد دس کھاں وصف پاریاں دے ہونوں نازتے ظاہر اکھ رہندے
 زرد ہوندے پلے رنگ جہڑے ضرب پریم دی کھا بیٹھے
 چشم مکدی غیر نول مول ناہیں جہڑے انگ معشوق نول لا بیٹھے
 جانی جان دے وجہ غرقاب ہو کے صرف آپ نول چہ سما بیٹھے
 عہد جہڑے پلے مرچکے چھیکڑ وجہ حضور دے جا بیٹھے
 سولیاں تے چڑھ جان بھانوس اے پر کیتے فول تے یاد ضرور رہندے
 ظاہر ہون کوہ کاف تھیں پار بھانوس اے پر چشم دے وجہ حضور رہندے
 نت بھکھ جہاں اوس مکھ دالی ڈٹھے باجھ دیدار رنجور رہندے
 عہد طرف معشوق خیال جہاں سد وصل وصال تھیں دور رہندے
 شرم نہ آوند مول تینوں دکھیں کس کے شان گمانے کوڑے
 گھر وں کنت نہ بھانوند مول تینوں بٹھیں کس دے من تران کوڑے
 باہجوں داج دے ہوندے کاج ناہیں مٹھ پکیاں جان گیران کوڑے
 عہد نت بہوش تے آدے ہوش ناہیں تیرے وصف تھیں بہت جیران کوڑے
 صبر کسے نول نہ آوندائی کٹیں طرف سے شیر جیران دٹھے
 منہ بول دانے دل کو کدائی اوپر سولیاں شان گمان دٹھے
 کوئی تختوں کہیہ کے پے فرش اتے بھیکہ منگدے بہت دیران دٹھے
 کسے مال نہ توڑ بھاوندائی چھیکڑ عہد اسب جیران دٹھے
 ضرب پریم دی خوب لگی نہیں جین دا کوئی دھنگ میرا
 گوشے چپ کے بیٹھدی دو تیاں تھیں غزنکدا مول نہ رنگ میرا

واحد جان دے دم غلیمتاں دے کثرت دچہ ہے دل تنگ میرا
جس روز پاریاں کو چھینے عبد کے دے نال نہ سنگ میرا

ط —————
تاپ فراق ہر رات مینوں تیرے ہجر دے سخت وبال دہر
نقش تیری تصویر داپیش اکھیں رکھاں دل دے دچہ خیال دہر
لگا بھید نہ گئے پرست پہچھے ہوئے چھیکڑ نہ مول دھال دہر
عبد دن تے رات حساب اندر گھڑی گزردی منڈے حال دہر

ظ —————
ظلم کیتا انہاں کاروانیاں نے حسن لٹیا دچہ میدان دھبے
تیرے عقل فکر و نام نشان ماہیں جیویں لٹیا کردہرین دھبے
چشم یار دی سمجھ بھیت ربی تک نک نون رکھ دھیان دھبے
عبد چمدے متھے دے دچہ محراب سوہناں کوکا جانڈیاں تک لٹا دھبے

ع —————
عرض کیتی رخصت دیرے میں کدی سوہنیاں فیر بھی آد سو گے
دنے تکریدنے رات اوڈیک اندر کدوں قدم مبارک پاؤ سو گے
ہو نون صلے سلوک تہہ باہجوں کدوں دھبیاں نون بار مناد سو گے
ہو یا بس نے جانوس دس عبدایکے فیر بھی لگ لگاؤ سو گے

غ —————
غم کی ہے میرے روئے داماے خوف دے کٹی حیران روندے
مفلح سب پیدا اُتساں خوف پاروں جن بھونٹے ہو راسان روندے
رو دن طبق زمین دے مارا میں روندے پہاڑ تے آب حیران روندے
رو دن ملائکے اوپر تک سائے کندے عبد سب آسمان روندے

ف —————
فخر تھیں اٹھ سو بردا کیتے آپ حساب سناریاں دے
تیرے برج دے دچہ نرول ہیسی کیتے حساب فی نقطیاں ساریاں دے
غلطی دچہ حساب دے مول ناہیں ڈھکے علم نجومیاں بھاریاں دے

جلدی اٹھ کے عجبہ رواں ہوئیاں پائے دید میں جد پیاریاں دے

ق ————— قرب قریب نصیب ناہیں رہی پھس تے فیر دلسل کردی

قاعدے اصل قانون دا علم ناہیں ہوندی سوچتے فیر دلسل کردی

غلط مثل میری ہونا منظور آئی ہوندی لائق تے نہ اپس کردی

دعویٰ ٹھیک نہ سی عجبہ میرا ہوئیاں مذاں صبر جیل کردی

ظ ————— ظلم کیتا کسے مول ناہیں کوٹا اپنے ہتھ تھیں مارا ہرے

ایویں جند گالی رہی صاف خالی عمر کت کے کی ادساریا میں

اصلی کار تھیں رہی بیکار سدا چھیکڑ دشمنان ہن تاریا میں

رہی لوڑ دی عجبہ اعر ساری دشمن دچہ گریبان دے تاریا میں

ع ————— عشق دا دودھ نہ نوش ہوندا سجن دیونے نت گز تیاں دے

لب چاہونڈے کھنڈ نبات بھلی سا جن دے تے سماں اٹھیاں دے

دیواں دوس نہ کجھ پیاریاں نوں قسمت دچہ طوفاں دے سٹیاں دے

رہی آس نہ کوئی پاس میرے عجبہ صاف امیدیاں تھیاں دے

غ ————— غم الم ہر دم ساقوں راز دل دا مول نہ دسی صاں

اندہ تاپ فراق ہلاک کیتا دل رد دے تے فیر بھی ہسدی ہاں

تخت دے دا پٹ دیران کیتا پٹی شہر پیلم دے دسدی مارے

کہن عجبہ افر وصال ہو سی کمر بستہاں ناں میں کسدی ہاں

ف ————— فیراں مہارتوں مول ناہیں طعنے مار سن مینوں سکباں دے

کیتے عجبہ پیمان نہ توڑ دی ہاں ریت پال دی مول نہ ٹھکلا دے

چشماں لگ رہیاں خبراں جگ گیاں گلاں دچہ جہاں دے مچیاں دے

عجبہ یار ہن مڑن نہ ہوندا لی اساں بک امیدیاں رکھیاں دے

- ف ————— قدر کسی داموڑن مول ناہیں جبکہ آوے ہو منظور ارشاد ہو کے
 دانگوں دجی جبرائیل دے نزول ہوندا سوچنے جھل دے بہت بتا ہو کے
 امانت آہیں من یا ناہیں جائون دور بھی دلوں شاد ہو کے
 رہن خوار تے بہت لاچار عباد اکدوں۔ بیٹھ دے یار آباد ہو کے
- ک ————— کفر اسلام نوں بھل جانے رہن دھرم ایمان دے خیال ناہیں
 عاشق انہاں منزلاں تھیں لنگھ جانے پچھے مرن دی فی الحال ناہیں
 موت عشق دی دمدم آؤندے ڈھکے گزرے بیٹھتے سال ناہیں
 موت عاشق دی عباد انگ ڈھکی رہن اشتیاق تے ہوں حال ناہیں
- ل ————— لان پریت داسل ناہیں نیوے دھف تھیں گل ہے دور اڑیا
 اچ لاسیں صبح بھیج جاسیں ایسی گل دا کہن فے قصور اڑیا
 تجربے بہت کہنے اسان سمجھ لینے چھیکر جاندے مڑھو اڑیا
 مدھی ہوؤندے عباد انکھ دھکے چھیکر ہوؤندے سنجے کوڑا اڑیا
- ۲ ————— محرم ہون تھیں باہجہ شالا تھیں اڑھڈے گھنڈ شہانیاں دے
 چلے ہو کے کراؤن لاش لیندے ظاہر دیکھ نہ حال متانیاں دے
 مطلب دل دے دین نہ مول کدی کرن کما اعتبار بیگانیاں دے
 چابی نور عرفان دی ہتھ جنہاں کدوں کھول دے قفل خزانیاں دے
- ن ————— نام دی لاج ہے نت مینوں سانوں لاندیاں مول نہ جگیاں دے
 کھینڈاں مال سیناں الٹی پچس گیاں پائیاں وجہ گریباں دے اگیاں دے
 بیگلے یار تھیں نت دھدھ ہی غیراں مال پرپیاں لگیاں دے
 اسے مہدی تہی بعید عباد جس دن دیاں قلماء دگیاں دے
- و ————— درتن عشق داندت مول ناہیں کہہڑی سوچ دے مال دزداسیں نوں

دچہ رکوع دے رکھ امید ملی نصیب سے بیٹھ کے رب موجود کرے
 نفی ہو کھاں عجباً آپ پہلے تائیں یار داقرب وصول کرے
 یار سدا رہے دسار مینوں کیتا لاریاں دچہ لاچار مینوں سے
 خوشی عیش آرام دانا نام تائیں نت دن دھون دے مال پار مینوں
 عمر رہی میں دور پاریاں تھیں کون ملدا مال پار مینوں
 رہی ہونا ابد عجباً دصال باہوں لگے دھوکھڑے بشمار مینوں
 ہار جان دے اس منزل اُتے پتر رکھ کے ریت لگا دے دا
 رہے لکھنے آدے لکھنا ہیں نفع مول نہ جہد پھنسا دے دا
 دل تک لے ہفت اقلیم دے مزہ ملیا شوک چرائے دا
 رہے سرگردان تے حیران عجباً پتر مول نہ توڑ بھادے دا
 جان رکھنی کم کا ذباں دا شمع دگ پتنگ نوں جال لیے
 کثرت غیر دی کن آفات ڈاڈھی وجد جا کے دم سہاں لیے
 غوطہ لاکے نفی دے خوف اندر بدن دچہ اثبات دے گال لیے
 اسم ذات دی نہرنت رکھ جاری باغ ہو دا عجباً پال لیے
 ثناء آکھاں سن گل موٹھے کیتے قول تدار بھلا بیٹھی
 کتھے اجباب قبول دے اقرار نیرے کت بھل کے جت لگا بیٹھی
 بغل دچہ ہبسی بار رفیق نیرا کیوں اخبار نورے جھوڑی پا بیٹھی
 جی کس خاندان تھیں اصل تیرا عجباً دچہ کینیاں جا بیٹھی
 تنگ ہاں نیرے سنگ باہوں دنواں نت تے مول نہ ہیاں میں
 بھجی وانگ کباب دے دین پٹھاں پاکے دچہ کڑا ہیاں جھیاں میں
 گھمن گھیر اندھیر چو فری دتے کٹی دچہ طوفان دے پھسیاں میں

اگے عشق مجازی اور نئے دین بازی کدول لنگہ کے توڑ بندہ سب توں

دچہ فانوں قصور ہو سی کدول دید معشوق دا پاؤ سب توں

ایہو س دچہ جہاں بزم ہو یوں چھیکڑ مار کے عبد جاد سب توں

_____ ۵ حال تھیں چاہے حال ہوئے غرض کیاں دے دچہ پھر ازندی ہے

موت نت آنے آوے پخت ناہیں جند لکھ مصیبتا پاؤندی ہے

ہوون درین تے آوے چہن ناہیں خلقت لطیفان مال ساؤندی ہے

چھیکڑ سنگ دے باہجہ عبد اتنگ ہوون مطلب دے ہنہ نہ آؤندی

_____ ۷ لان دا وچ نہ مول سانوں آپوں پال دے سوہنے سنگ ساڈے

باہجہ در غدے مول نہ بولدی ہاں سجن دلون ہوؤند سنگ ساڈے

شبشہ رکھ ایمان دا پیش اکھیاں چشم بکدی دلاں دے رنگ ساڈے

ستر کون فیر عبد فیر ستار ہو کے دیکھن مال مہربانیاں سنگ ساڈے

_____ ۶ اکھدی تینوں اں سستیے ایس ریت دے دچہ کی نکباتیں

لیجے یار بلوچ نہ ریت دچوں ایسی کار تھیں دس کی کھٹیا نہیں

بھلا قول قرار نہ یاد تینوں درد پنوں دے نام دا رکھیا تیں

عبد کیتے عہد ہیمان نوں توڑ کے تے ایہو س اپنے آپوں ثباتیں

_____ ۸ یار دی شکل دا عکس ڈیٹھا ناہیں ہوو مصیبتاں یاد مائے

لیجے وصل دے جام دا اہل جیکر گھوڑاں گھنڈ نبات دا سواد مائے

نقشہ ہن تصویر دا پیش اکھیں دے سب وجود آباد مائے

جی جدی عبد رونندے اں لیجے پتوں اناہے شاد مائے

_____ تھیں ہو جڈا ناہیں ظاہر بندگی نالے وجود کرے

کر قیام تے رکھ دھیان ساا الف تک کے نہہ سجود کرے

بغل گیر ہوئی نال بیگانیاں دے عہد کنت دے نال نہ دیاں میں

ب ————— باہم خبر دے انتظار کھلی ہن لکھ سنبوٹے کھل مِترا

ہو یا حکم نہ جے آئیے دس تیرے رہی آن تے جان دی گھل مِترا

ملی فرصت جے کر کسے روز دی آساں دس پاریاں دے چل مِترا

عہد ملک الموت آن نزل کینا جند کبندی پلے پل مِترا

الف ————— اج دے دن غنیمتاں دے صبح کدوں فیرو صال ہو سنے

گھڑی گزری مثل مہینیاں دے دن لنبڑے وانگوں سال ہو سن

یٹھے کوئی رفیق نہ پاس تیرے کدوں دستاں طرف خیال ہو سن

عہد تک دے مکھ پاریاں دے فیر ملنے یار محال ہو سن

ل ————— لکھ داری میری جان داری نبی پاک دے ہک دیدار انور دے

دائے جن انسان نے حیوان سائے سو منے قدم دی ہک رفتار انور

گھولاں زمین آسمان جہان سار تیرے مکھ دی پاک خسار انور

گھولاں سب پیدائشاں نال آپے تیری زلف دی ہک لاری تار انور

۶ ————— او چڑی منزل پیاریاں دی رہا اڈ کے سوہنیاں کول جائے

او کھنے لان قصور تے ہو دن منظور ماہیں جان ہنہ صرف دے تولا جانے

صل علی تھیں کہن نجات ملے چھیکڑ نال زبان دے بول جائے

کھری اک رقی تھیں لکھ داری کھوٹے درہم دینا بھی گھول جائے

ل ————— لکھ کراہتاں ہو رہے پچھے ہن دیہہ سا ہڈی دار پیرا

دبے لکھ بیڑے باران بریں جیڑے لکھ گھمنو کدے پار پیرا

ساری عمر ڈول دتی ندھ بولی خاطر رب دے چتا مار پیرا

عہد صدقہ حسن حسین واجی ساہیڑے سر تھیں غم انار پیرا

۴۔ موڑ ہمارے ہن طرف میری نیرے ادھر کریم دے کرم میراں
 جا یا حسن حسین دا خاص توں میں جگر نبی کریم دا گرم میراں
 نیرے نال دسیے رب کو یوں منگن لوگ ایمان نے دھرم میراں
 کوئی ہم نگاہ ضرور میں نے چھیکڑ رہن اسا ہڈے بھرم میراں
 ۵۔ مرچے کئی عشق کھٹے جنہاں مثل صدیق وصال ہوئے
 اُدے صبر نائیں وصل باہجوں جل بل کے مثل
 مار قسمت د کوئی دانگوں عجب پاپی عمر زبیاں منڈے حال ہوئے
 ہکناں سولیاں جان فدا کیتی کسیں ہو رکھی عجب

بَافَتَاءُ

بِسْمِ اللَّهِ الرَّحْمَنِ الرَّحِيمِ

اتمام کتاب

توفیق الملک الوہاب بحرمت حضرت محمد مصطفیٰ صلوٰ علیہ وآلہ واصحابہ وسلم، بواسطت
 چھار یار کبار رضوان اللہ تعالیٰ علیہم اجمعین، مخصوصاً یار غایب حراز صاحب ثانی آئین ان کی شان میں
 بہ نداء وارد ہے۔ فقط۔

مناجات حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ

خُذْ بِلُطْفِكَ يَا إِلَهِي مَنْ لَهُ زَادٌ قَلِيلٌ
 مُفْلِسًا بِالْصَّدَقِ يَأْتِي عِنْدَ بَابِكَ يَا جَلِيلٌ

۱۰۔ اے پھر اپنی عنایت سے کہ نوشہ ہے قلیل صدق سے در پر نیرے آتا ہے مفلس یا جلیل

وَفَضْلًا وَاحْسَانًا فَهِيَ اَنَا شَارِكُ

البتہ تو نے مجھ پر انعام اور بخشش کی اور فضل اور احسان کیا سو میں تیرا شکر گزار ہوں۔

وَكُلُّ الْوَزِي مِنْ مَجْرَجُودِكَ نَاهِلٌ

وَأَنْتَ لَهُمْ فِي الشَّدَائِدِ نَاصِرٌ

اور تمام دنیا تیری بخشش کے دریا سے سیراب ہے۔ اور تیرا ان کامصائب کے دفت مددگار۔

وَحَوْلُنَا يَا رَبِّ اِنَاءُ نِعْمَتِكَ

وَأَسْبَغَتْهَا يَا مَنْ لِيذْنِي عَافِرٌ

اے میرے رب تو نے مجھے متواتر نعمتیں عطا فرمائیں۔ اور اے میرے گناہوں کے بخشنے

والے تو نے انہیں پورا کر دیا۔

بِحَاةِ الَّذِي قَدْ جَاءَ لِلنَّاسِ رَحْمَةً

نَبِيٌّ كَرِيمٌ صَادِقُ الْقَوْلِ طَاهِرٌ

اس کی عزت کے طفیل جو انسان کے واسطے رحمت ہو کر آیا ہے۔ وہ نبی کریم سچا اور

پاک ہے۔

+

عَلَيْهِ صَلَوةُ اللَّهِ تَسْلَامُهُ

يَشْكُو إِلَى ذِي الْجَلَالِ بَلَاوَاهُ

اس پر اللہ کا درود اور سلام ہو۔ اور اپنی بلا کی اللہ ہی کے حضور شکایت کرے۔

مَا بِهِ عِلَّةٌ وَلَا سَقَمٌ

أَكْثَرُ مِنْ حَبِّهِ لِمَوْلَاهُ

اسے کوئی عارضہ یا کوئی بیماری اپنے مولا کی محبت سے بڑھ کر نہ ہو۔

إِذَا خَلَا فِي الظَّلَامِ مُبْتَلَاةٌ
أَجَابَ اللَّهُ لَتًّا لَبًّا

جب رات کے اندھیرے میں اکیلے بیٹھ کر روئے، تو اللہ تعالیٰ اس کی دعا قبول کر کے اُسے مقرب بنا لیتا ہے۔

*

أُنَادِي بِالتَّضَرُّعِ كُلَّ يَوْمٍ
أَجِدُّ بِالتَّضَرُّعِ وَالِدُعَاءِ

میں ہر روز زاری سے پکارتا ہوں۔ از سر نو عجز و دعا کرنا ہر روز۔

لَقَدْ ضَاقتْ عَلَى الْأَرْضِ طَرًا
وَأَهْلُ الْأَرْضِ مَا عَرَفُوا دُعَائِي

زمین مجھ پر حد سے زیادہ تنگ آ گئی ہے۔ اور اہل زمین میری پکار کی انتہ تک نہیں پہنچتے۔

فَخُذْ بِيَدِي لَا تَقْسُ جَبْرًا
بِعَفْوِكَ يَا عَظِيمُ يَا رَحِيمًا

سو تو میری دستگیری کر کیونکہ میں پناہ جو ہوں تیری عفو کے ساتھ لے کر بزرگ لے امید گاہ !

أَتَيْنُكَ يَا كَيْتَ فَارْحَمْ بُكَائِي
حَيَاتِي مِنْكَ أَكْثَرَ مِنْ خَطَايَايَ

میں تیرے حضور رونا ہوا آیا ہوں۔ سو تو میرے رونے پر رحم کر۔ میں اپنے گناہوں کی نسبت زیادہ تجھ سے شرمساری رکھتا ہوں۔

سَبِيلِي حَسْرَةٌ وَفِي ذَنْبِي

إِذَا لَمْ يَبْقَ مِنْ دَمْعِي دُمَاعِي

میں حسرت کے سبب رداں ہوں گا اور جب میرے آنسو نہ بہیں گے تو میں خون برسا کر روؤں گا۔

جَزَائِي أَنْ تُعَذِّبَنِي وَلَكِنْ

أَعُوذُ بِحُسْنِ عَفْوِكَ مِنْ جَزَائِي

میری جزا تو یہی ہے کہ تو مجھے عذاب کرے لیکن میں اپنی جزاء سے تیرے حسن کے عفو کی پناہ لینا ہوں۔

وَلِيُّ هَمٍّ وَأَنْتَ لِكَشْفِ هَمِّي

وَلِيٌّ دَائِدٌ وَأَنْتَ دَوَاءُ دَائِي

مجھے غم ہے اور تو میرے غم کو دور کرنے والا ہے۔ مجھے درد ہے اور تو میرے درد کی دوا ہے۔

وَالْيَقِظْنِي الرَّجَاءُ فَقُلْتُ إِلَّا

بِرُدِّجَالِي أَنْ مُحَقَّقٌ بِالرَّجَائِي

ہاں مجھے امید ہے کہ میری مراد حاصل ہوگی۔ خ۔ مجھے امید نے ابھارا اور میں نے کہا کہ م۔

بِالْفَضْلِ سَيِّدِي بِاللَّطْفِ عَنِّي

فَإِنِّي لِلْبَلَاءِ وَلِيٌّ بِلَايِي

میرے آقا! اپنے لطف سے مجھ پر فضل کر۔ کیونکہ میں بلا کے لئے ہوں، اور بلا میرے لئے ہے۔

یَا قَدْ دُوسُ

بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ

یَسْرَاهُ الْمُؤْمِنُونَ بِغَيْرِ كَيْفٍ وَإِذْ رَأَيْتُكَ وَضُرِبَ مِنِّي مِثَالِي

سلامِ وعدہ دیدار آمد پیامِ مرزہ دیدار آمد

مبارکباد اے عشاقِ بیدل کہ خواہد شد لقاءِ یارِ حاصل

مبارکباد اے عشاقِ مجبور کہ خواہد گشت رُئے یارِ منظور

بشارتِ بادِ اے عشاقِ محزون

کہ ہنگامِ لقاءِ دوستِ مقرون

كَرَامَاتُ الْوَلِيِّ بِدَارِ دُنْيَا لَهَا كَوْنٌ وَهَذَا أَهْلُ النَّوَالِ

بیا اے بلبلِ باغِ محبت شرارِ شعلہِ داغِ محبت

بیا اے قابلِ درد و غمِ عشق چو اشکِ من سراپاِ شبنمِ عشق

نہی دامنِ کلامِ مردِ غافل نہادہ نامِ شیریںِ ترا دل

نہی دامنِ کلامِ مردِ بے درد

لقبِ طردہ بہ لقبِ ازدومِ سرد

بشرِ خالی نباشد از نقائص کما شس گرچہ دارد بس نقص

بجز حق کیست اندرِ جملہ عالم کہ نقصانِ ندارد بیش باکم

ازاں جا بود ایں ادما خصلت کہ برہمِ غیرِ ال افتاد دلت

ترا گردیدہ انصافِ بیا است بجائے دیشمارِ گرچہ مبنا است

دریں بابت مارا غدر بسیار
 بود آں کنز حیاتم رفته اکثر
 شد آں اشرف عمرم ہمہ صرف
 جوانی کاں بہار زندگانی ست
 بغفلت رفت آں پاکیزہ اوقات
 مجال درس تعلیم نہ دادند
 بفرز آنکہ میباشم سپاہی
 نہ شد فرصت میسر آں چنانم
 نموده نفس کا فرصت ملن
 دریں عزم نہ شد بہت خواہ
 کنوں چوں شد بہاراں شریفم
 چہ شد از حسرت و افسوس بسیار
 دریغ از چہ دولت باز ماندم
 اگر بر حال خود گیریم دد سال
 ہر کہ آید بر دت امیدوار
 اے خدائے من بحق مصطفیٰ
 اے خدائے من بحق چار یار
 ہر چہ کردم عفو کن روز شمار
 روز محشر دار با اہل رسول
 از طفیل مقیال گردان قبول

+

الْحَمْدُ لِلّٰهِ

دریں زماں سعاد و نشان کتاب مستطاب

اسرارِ کبیری

تصنیف شریف

حضرت ہادینا و مولانا و مشائخنا جناب معلی القاب

حضرت بابا جی صاحب رحمۃ اللہ علیہ

موضع دانگت پرگنہ لار علاقہ کشمیر

ہمدرد پیر تاریخ ۱۸ جون ۱۹۹۰ء بوقت ساڑھے دس بجے شب کتابت ختم ہوئی۔

مدنیہ العالیہ حیدرآباد
نور آباد، فتح گڑھ، سرسید آباد

